❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈات کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

کتاب .... ضعیف اور موضوع روایات

تالیف ...... استاذ الحدیث ابوالحسن محمد یحییٰ گوندلوی حفظہ اللہ

ناشر .... الحاج محمد یعقوب روپڑی ناظم جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ

زیر اہتمام ---- ڈاکٹر عبدالحفیظ مظہر ایم اے ۔ حافظ محمد انس گوندلوی

ڈیزائننگ ------------------- مکتبہ اسلامیہ پرنٹرز

طبع ثانی ---------------------- ستمبر 2006ء

قیمت ---------------------------

نوٹ: طباعت میں غلطی کی اطلاع دیکر شکریہ کا موقع دیں

مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

فہرست عناوین

انتساب

محدثین کرام کے نام جن کی شب و روز کی کاوشوں نے دین اسلام کو تحریف و تبدل تغیر اور ہر قسم کی غلط بیانی سے محفوظ فرمایا۔

از مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

اس کتاب کے لکھنے کا بنیادی مقصد عوام میں پھیلی ہوئی ضعیف اور موضوع روایات کو صحیح احادیث سے الگ کرنا ہے تاکہ جو رسول اللہ ﷺ کا قول یا فعل نہیں وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب نہ ہو اور لوگ اسے حدیث رسول ﷺ سمجھ کر اس پر عمل نہ کریں۔ کیونکہ صحیح حدیث دین ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہے جبکہ موضوع روایات نہ دین ہے اور نہ کلام رسول بنا بریں ان پر عمل کرنا حرام ہے اسی طرح ضعیف روایت اصل کے اعتبار سے مشکوک ہوتی ہے اور دین کی بنیاد یقین پر ہے شک پر نہیں جس سے اجتناب ضروری ہے۔

ہمارے ماحول میں مذہبی جہالت کا غلبہ ہے اور عوام کی اکثریت میں صحیح اور غیر صحیح میں تمیز کی صلاحیت نہیں ہے وہ تو بلا تحقیق ہر روایت جو جناب رسول مکرم ﷺ کی طرف منسوب ہو اسے حدیث سمجھتے ہیں گو نفس امر میں وہ فرمان رسول نہ بھی ہو۔ برصغیر کے مسلمانوں کی اکثریت فقہ حنفی کی پیروکار ہے ان کے نزدیک حنفیت ہی دین ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس مذہب کی تائید میں صحیح احادیث کم ہیں اور زیادہ تر دارومدار ضعیف روایات پر ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ برصغیر میں بدعات صوفیہ حضرات کی طرف سے پھیلی ہیں جن میں اکثریت ظاہراً حنفی مذہب کی پیروکار تھی اور کچھ صوفیہ کا تعلق شیعت سے تھا چونکہ لوگ انہیں کے پیروکار ہیں جس کی وجہ ہے کتاب وسنت کے مقابلہ میں صوفی ازم زیادہ مقبول ہے۔

برصغیر میں تقسیم سے پہلے علم حدیث کی اشاعت کوئی بہتر اور مؤثر طریق سے نہ تھی صرف چند اہل حدیث مدارس تھے جن کے منہج میں حدیث کو اولیت حاصل تھی جیسا کہ شیخ الکل الامام سید نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کا مدرسہ تھا یا حضرت نواب صدیق حسن رحمہ اللہ کا اشاعتی پروگرام تھا عام حنفی مدارس میں حدیث صرف دورہ کی شکل میں پڑھائی جاتی ہے اور بحث صرف ان روایات کے رد کرنے میں ہوتی ہے جو ان کے مذہب کے خلاف ہیں اور پھر ان میں نا روا تاویلیں ہوتی ہیں اگر پھر بھی بات بنتی نظر نہ آئے تو تقلید کے ہتھیار کو استعمال کیا جاتا ہے ”نحن مقلدون

یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفة" (تقریر ترمذی ص ۳۷)

بلکہ حدیث کی قبولیت کا معیار امام کا عمل ہے اگر امام نے کسی حدیث پر عمل کیا ہے تو خواہ وہ سنداً نا قابل حجت ہے بر ملا قبول ہے اور اگر امام نے کسی حدیث پر عمل نہیں کیا ہے تو خواہ وہ اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو جیسا کہ رفع یدین کرنے اور امام کے پیچھے سورت فاتحہ پڑھنے کی متواتر احادیث ہیں تو قابل عمل نہیں ہیں گویا کہ حدیث رسول یعنی اصلی دین کو امام کے تابع اور محتاج بنا دیا گیا۔ تو ظاہر ہے اس سے حدیث میں تحقیق اور اس پر عمل کی پیش رفت کیسے ہو سکتی ہے؟

نیز ہمارے معاشرے میں صحیح احادیث پر عمل کم اور ضعیف احادیث پر زیادہ ہوتا ہے کیونکہ یہاں کے اکثر واعظین اور خطباء صوفیہ حضرات کے افکار کے حامل ہیں بلکہ ان کے بارہ میں ایسے غالیانہ خیال رکھتے ہیں جن کے سامنے اہل کتاب کا غلو ہیچ نظر آتا ہے جس سے شرک و بدعت کو خوب پذیرائی حاصل ہوتی ہے۔ ان کا تمام تر سرمایہ صوفیاء حضرات کی کتابیں ہیں جن میں ضعیف اور من گھڑت روایات کا ایک سمندر موجزن ہے۔

ضعیف اور موضوع روایات کے پھیلنے سے امت مسلمہ میں بہت سے مفاسد پیدا ہوئے اور صحیح احادیث کی اہمیت باقی نہ رہی۔ اور اب ایسی صورت حال پیدا ہو چکی ہے کہ اگر کسی روایت کو ضعیف یا من گھڑت کہا جائے تو طرح طرح کے طعن سننے پڑتے ہیں اور پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ:

جو حدیث ہم پیش کرتے ہیں وہابی اسے ضعیف کہہ دیتے ہیں اور جو حدیث یہ پیش کرتے ہیں اسے وہ صحیح کہتے ہیں اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو ضعیف کہتے ہیں بھلا رسول اکرم ﷺ کا فرمان کیسے ضعیف ہو سکتا ہے؟ اس قسم کے غلط پروپیگنڈہ سے عوام کو مشتعل کیا جاتا ہے حالانکہ یہ بھی جانتے ہیں کہ روایت ضعیف ہونے کا تعلق فرمان رسول ﷺ سے نہیں بلکہ اس سند سے ہے جس کے ذریعے فرمان رسول ﷺ تک پہنچا جاتا ہے اس قسم کے غلط پروپیگنڈہ کے پیچھے دراصل بدعتی اور مبینہ خواہ مولویوں کا ہاتھ ہے ان کو معلوم ہے کہ اگر لوگوں میں ضعیف روایات کے رد کرنے کا شعور بیدار ہو گیا تو ہماری بدعات ختم ہو جائیں گی۔

اس میں شک نہیں کہ برصغیر میں حدیث کی حفاظت اور اس پر عمل میں علماء اہل حدیث کا بڑا موثر کردار ہے مگر اہل بدعت اور مقلدین حضرات اپنے عقیدہ و مذہب کی اشاعت میں پوری توانائی صرف کر رہے ہیں اور منصوبہ بندی

کے تحت اپنے موقف کی حمایت میں ضعیف یا من گھڑت روایات عوام میں پھیلا رہے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح احادیث کی اشاعت اور اس پر عمل کے لیے اپنی توانائیاں صرف کی جائیں اور عوام میں صحیح اور ضعیف کے فرق کا شعور بیدار کیا جائے اور عملاً اس مفروضے کو غلط ثابت کیا جائے کہ ضعیف اور من گھڑت روایات دین ہیں تاکہ ضعیف اور من گھڑت روایات دین کا حصہ تصور نہ ہونے لگیں۔

اہل بدعت اور حنفی مقلدین پوری ڈھٹائی سے ضعیف اور من گھڑت روایات کی اشاعت پر کمربستہ ہیں جس کا خاکہ ان حضرات کی کتابوں سے نظر آ جاتا ہے اگر ان کی کتابوں کو عمومی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں ضعیف اور موضوع روایات کا ایک سمندر امنڈ آیا ہے اور پھر یہی بس نہیں بلکہ صحیح احادیث کو نہایت دیدہ دیری اور بے جگری سے رد کیا جا رہا ہے حتی کہ متفق علیہ احادیث جن کی صحت پر پوری امت کا اجماع ہے ان کو بھی ناقابل عمل بنانے کی سعی نا مشکور کی جا رہی ہے اور ضعیف اور من گھڑت روایات کو عوام میں اسلام کے نام پر ہی پیش کیا جا رہا ہے والی اللہ المشتکی۔

راقم نے ان وجوہ کو محسوس کرتے ہوئے اخی فی اللہ حسن اللہ بن محمد عبد اللہ بدخشانی کے مشورہ اور تعاون سے ضعیف اور موضوع روایات کو الگ کرنے کا عزم کیا ابھی کام کا آغاز کیا ہی تھا کہ مولانا حسن اللہ شہید ہو گئے "اللھم اغفرلہ وارحمہ" تاہم راقم نے اس سلسلہ کو جاری رکھا اور بحمد اللہ اس میں جتنی پیش رفت ہوئی اس کا کچھ حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور میں نے اس کاوش کا نام "ضعیف اور موضوع روایات" تجویز کیا ہے۔

عملی نوعیت

راقم الحروف کی نظر میں "ضعیف اور موضوع روایات" اپنی نوعیت کی اردو زبان میں پہلی مستقل اور منفرد کتاب ہے اس سے پہلے موضوع روایات پر بعض عربی کتابوں کے اردو زبان میں ترجمے ضرور ہوئے ہیں مگر ان کا رنگ اور ڈھنگ برصغیر کے انداز اور اسلوب سے قدرے مختلف ہے۔

برصغیر میں ایک فقہی مسلک کی کثرت کے ساتھ صوفیہ حضرات کے بہت سے سلاسل بھی ہیں جن کا حدیث کی

بجائے اپنے ائمہ کے اقوال پر عمل زیادہ ہے اس لیے حدیث فقہی پر زیادہ توجہ نہیں ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ کتاب کا اسلوب عام فہم ہو اور ترتیب بھی آسان سی ہو اور علم حدیث کی فنی اصطلاحات جنہیں عوام سمجھنے سے قاصر ہیں کو آسان انداز میں پیش کیا جائے تا کہ عام حضرات بھی مستفید ہو سکیں۔

(۱) ہر حدیث کے عموماً مجروح راوی پر مفسر جرح ہے۔

(۲) راوی پر جرح اس کے حسب حال نقل کی ہے۔

(۳) ضعیف وغیرہ کا حکم ائمہ نقاد کے اقوال کی روشنی میں لگایا ہے۔

(۴) بعض روایات حکم کے لحاظ سے مختلف فیہ ہیں ان روایات میں قوی قرائن کو مدنظر رکھا ہے۔

(۵) بسا اوقات حدیث صحیح ہوتی ہے مگر کوئی ضعیف راوی جب اس کو روایت کرتا ہے تو اپنی طرف سے اصل حدیث میں چند الفاظ بڑھا دیتا ہے یا کوئی اور تغیر کر دیتا ہے اس روایت کو بھی ضعیف میں شامل کیا ہے اور عموماً واضح کیا ہے کہ اصل حدیث صحیح ہے مگر ضعیف راوی نے جن الفاظ کا اضافہ کیا ہے یہ الفاظ غیر ثابت ہیں۔

(۶) جو روایت مشہور کتابوں میں نہیں یا اس کی سند نہیں وہ بے اصل ہے کیونکہ جس روایت کی سند موجود نہیں اس کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔

(۷) راویوں پر جرح بحوالہ نقل کی ہے اور جس محدث نے راوی پر جرح کی ہے اس کا نام ذکر کیا ہے۔

(۸) اگر مختلف ائمہ کرام کے اقوال کا ماخذ ایک ہی ہے تو ان تمام اقوال کو ایک ہی ماخذ سے ذکر کیا ہے۔

(۹) ہر راوی پر مفسر جرح عموماً اس کی پہلی روایت کے ضمن میں کی گئی ہے اس راوی کے واسطہ سے دوبارہ روایت آنے کی صورت میں تفصیلی جرح کے لیے پہلی روایت کے حوالہ (دیکھئے نمبر) کی طرف اشارہ کیا ہے۔

''ضعیف اور موضوع روایات'' کا تمام تر تنقیدی مواد ائمہ محدثین کرام کی کتابوں سے اخذ کیا گیا ہے اس میں سوائے ترتیب اسلوب اور ترجمہ کے باقی سب محدثین کرام کی محنتوں کا نتیجہ ہے اور روایات پر حکم بھی ائمہ کرام کے

اقوال کی روشنی میں لگایا گیا ہے اگر اس میں درستی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اور اس کا کریڈٹ حضرات محدثین کرام کو جاتا ہے اور اگر خطأ اور غلطی ہے تو یہ راقم الحروف کی کم فہمی اور علمی کم مائیگی کی وجہ سے ہے بنا بریں اہل علم سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب پر تنقیدی نگاہ ڈالیں اور اپنی قیمتی آراء سے نوازیں تا کہ اس میں جو کمیاں، کوتاہیاں اور خامیاں رہ گئی ہیں وہ دوسری جلدوں میں دور کر دی جائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے اور اس کے مولف کو اشاعت حق اور دمغ باطل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

کتبہ ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی بن محمد یعقوب گوندلوی

فاضل جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ و متخصص ادارہ علوم اثریہ فیصل آباد

مدیر جامعہ تعلیم القرآن والحدیث ساہووالہ ضلع سیالکوٹ

۱۹۹۸/۹/۹ء

موضوع روایات
تاریخ و اسباب

الحمد لله الذی نزل احسن الحدیث کتابا والصلوٰۃ والسلام علی من جاء ببیان ما نزل الیہ سکوتا وفعلا وخطابا وعلی آلہ واصحابہ ناقلی اخبارہ صدقا وامانۃ وعلی مدونی آثارہ واحادیثہ وممیزی الخبیث ما خلط فی حدیثہ حفظا لدینہ اما بعد فقد قال اللہ تعالی ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اولئك یعرضون علی ربھم ویقول الاشھاد ھولاء الذین کذبوا علی ربھم ان لعنۃ اللہ علی الظالمین۔

معزز قارئین کرام!

عام گفتگو اور معاملات میں لوگوں نے جھوٹ کو کسی بھی دور میں پسند نہیں کیا بلکہ تمام قومیں اس کی برائی اور مذمت پر متفق رہی ہیں حتی کہ جاہلیت کے معاشرہ میں بھی جھوٹ کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ہر عقل مند شخص جھوٹ کے الزام سے بچنے کی کوشش کرتا تھا مگر پھر بھی ہر معاشرہ میں ایسے افراد موجود رہے ہیں اور رہیں گے جن کے ہاں جھوٹ کا الزام کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ اسلام نے جھوٹ کی بیخکنی کے لئے بہت سی ترغیب وترہیب دی ہے حتی کہ جھوٹ کو منافقت کی ایک علامت قرار دیا ہے" واذا حدث کذب" (بخاری ص ۱۰ ج ۱)۔

عام گفتگو میں جھوٹ بولنے والے کاذب کی مروت اور دیانت مجروح ہوتی ہے ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں گر جاتا ہے اور قابل اعتماد نہیں رہتا۔

دین میں جھوٹ بولنا

مگر دین میں جھوٹ عام جھوٹ کی نسبت بہت سنگین جرم ہے جو نہایت خوفناک نتائج کا حامل ہے جس سے دین میں تغیر وتبدل کا عمل جاری ہوتا ہے اور محفوظ دین تحریف کا شکار ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے کذاب کی سزا

بھی عام مجرموں سے قدرے سخت اور تکلیف دہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

﴿ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح الظالمون﴾(۱)۔

"اور اس سے بڑھ کر کون بڑا ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا اس کی آیات کو جھٹلاتا ہے بلاشبہ ظالم نجات نہیں پائیں گے۔"

﴿فمن افتری علی اللہ الکذب من بعد ذلك فاولئك هم الظالمون﴾(۲)۔

"جو شخص اس کے بعد اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے پس وہ لوگ ظالم ہیں۔"

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والوں کو ظالم اور نجات نہ پانے والے قرار دیا گیا ہے دین میں جھوٹ بولنے کا اصل مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا ہوتا ہے بنا بریں اللہ تعالیٰ نے ان کے پروگرام کو بھی واضح کیا ہے تاکہ یہ لوگ جھوٹ سے باز رہ کر جہنم کی ابدی سزا سے بچ جائیں۔ فرمایا:۔

﴿ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا لیضل الناس بغیر علم ان اللہ لا یهدی القوم الظالمین﴾(۳)۔

"اس سے بڑھ کر کون بڑا ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔"

شدید وعید کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے مفتری علی اللہ کی سزا اتنی سخت کیوں مقرر کی ہے اس کی وجہ مذکورہ بالا آیت سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ دین میں جھوٹ بولنے والا اپنے جھوٹ کی وجہ سے لوگوں کو صحیح رستہ سے گمراہ کرتا ہے اور محفوظ و مصفی دین کو غیر محفوظ اور گدلا کرتا ہے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے نام سے دھوکہ دینا چاہتا ہے حلال اور حرام کے معاملات میں دست درازی کی کوشش کرتا ہے۔ یقیناً یہ بڑا جرم ہے جس کی سزا بھی جرم کے برابر ہی ہے۔

۱- الانعام:۲۱۔ ۲- آل عمران:۹۴۔ ۳- الانعام:۱۴۴۔

تاریخ افتراء

یہاں تک حقائق کا ادراک ہے ہمیں معلوم ہے کہ دین میں کذب اور افترا کی ابتدا یہود کی طرف سے ہوئی پھر ان کی تقلید میں عیسائیوں نے بھی دین میں جھوٹ کو روا سمجھا جس وجہ سے دین میں تحریف کا عمل جاری ہوا اللہ تعالیٰ نے یہود کے محرفانہ کردار کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿وان منهم لفريقا يلون السنتهم بالكتاب لتحسبوه من الكتاب وما هو من الكتاب ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون﴾(۴)۔

"ان میں ایک گروہ ہے جو اپنی زبانوں کو کتاب کی قرأت کے وقت) موڑتے ہیں تاکہ (سننے والے) اس کو کتاب سے گمان کریں۔ حالانکہ وہ کتاب سے نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہے وہ جانتے ہوئے بھی اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔"

اس آیت نے یہود کے تحریفی طریقہ کار اور ان کے مقصد پر روشنی ڈالی ہے کہ وہ اللہ اور اس کی کتاب کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے تھے یہ تو زبانی تحریف تھی دوسرے مقام پر ان کی تحریری تحریف کو بیان فرمایا ہے۔

﴿فويل للذين يكتبون الكتاب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمناً قليلا فويل لهم مما كتبت ايديهم وويل لهم مما يكسبون﴾(۵)۔

"ایسے لوگوں کے لئے ہلاکت اور بربادی ہے جو اپنی طرف سے کتاب لکھ کر اسے اللہ کے نام منسوب کر دیتے ہیں تاکہ وہ اس کے ذریعہ دنیا کی دولت حاصل کریں ان کے ہاتھوں پر ہلاکت ہے جن سے انہوں نے لکھا اور جو وہ کماتے ہیں اس پر بھی ہلاکت ہے۔"

موجودہ مسیحیت کا بانی اور موجد پولس جسے عیسائی رسول کا درجہ دیتے ہیں وہ دین کی اشاعت کی خاطر جھوٹ کو جائز قرار دیتا ہے اور جھوٹ بولنے کے باوجود وہ خود کو جھوٹ کے نتائج سے بری بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ رومیوں کے نام اپنے مکتوب میں لکھتا ہے:۔

"اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی

۴- آل عمران: ۷۸۔ ۵- البقرۃ: ۷۹۔

طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی پیدا ہو۔"(۶)

اس تصریح سے واضح ہوتا ہے کہ یہود نے دین میں تحریف دنیا کمانے اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی خاطر کی اور عیسائیوں نے دین میں جھوٹ کو نیکی پھیلانے کی غرض سے جائز قرار دیا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ برائی سے نیکی نہیں پھیلتی کیونکہ شر سے خیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے دین میں جھوٹ کے جواز کا مذکورہ مفروضہ محض غلط اور باطل ہے۔

اسلام میں وضع حدیث کی ابتدا

یہ بات کسی شک وشبہ سے بالا تر ہے کہ اسلام اپنے دور ابتداء (۱ھ نبوت) سے لے کر تکمیل کے آخری مرحلہ (۱۱ھ) تک ہر قسم کے جھوٹ اور افترا سے مبرا اور پاک تھا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں مدینہ منورہ اور اس کے نواح میں منافق اور یہود کثیر تعداد میں آباد تھے جو اسلام کے خلاف ہمہ وقت مکر وفریب اور دجل کاری کرتے رہتے تھے مگر ان میں یہ جرأت اور حوصلہ نہ تھا کہ وہ اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر اسے رسول اللہ ﷺ کے نام کی طرف منسوب کر کے مسلمانوں میں مشہور کر سکیں اس لئے کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ نزول وحی کا زمانہ ہے اگر ہم نے کوئی ایسی حرکت کی تو وحی کے ذریعہ ہمارا پول کھل جائے گا جس سے ہمیں رسوائی اور ندامت اٹھانی پڑے گی اور لوگ بھی ہم سے بدظن ہوں گے۔

اگر کسی فرد نے اپنے ذاتی مقصد کے حصول کے لئے ایسا کرنے کی کوشش کی تو اس کی کوشش کارگر نہ ہو سکی بلکہ وہ اس کی ہلاکت اور بربادی کا باعث بنی جیسا کہ عہد رسالت میں ایک واقعہ پیش آیا مدینہ منورہ کے متصل باہر ہی بنولیث قبیلہ آباد تھا ان سے ایک شخص کہنے لگا مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تم مجھ سے فلاں عورت کا نکاح کر دو۔

اس قبیلہ کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اس آدمی کے بارہ میں دریافت کرنے لگا رسول اللہ ﷺ نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: "اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے۔" پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا اور فرمایا کہ اگر تو اسے زندہ پائے تو قتل کر دینا اور اگر مر چکا ہو تو اس کی لاش کو جلا دینا جب یہ آدمی وہاں پہنچا تو جھوٹ بولنے والا سانپ کے ڈسنے سے مر چکا تھا جسے جلا دیا گیا۔(۷)

۶۔ رومیوں باب ۳، فقرہ ۷-۸۔

۷۔ الموضوعات الکبیر ص ۹ بتصرف۔

واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کسی ایسے کاذب کی نشاندہی نہیں ہوتی جس نے دین میں تحریف کی غرض سے کسی حدیث کو اپنی طرف سے گھڑ کر اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو بلاشبہ رسول مکرم ﷺ کا عہد مبارک دین میں جھوٹ کی آمیزش سے قطعی پاک تھا۔

عہد خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم

رسول مکرم علیہ التحیۃ والسلام کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین کی حفاظت کا پورا پورا اہتمام کیا یہ وہ دور تھا جب عرب قبائل میں ارتداد کی آندھی پوری رفتار سے چل رہی تھی لیکن خلیفہ راشد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پائے استقلال نے اس آندھی کے سامنے بند باندھ دیا پھر اس دور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے جن کا شب وروز رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ صحبت میں گزرا تھا اور ان کی تربیت ایمانی خو اور خصلت پر ہوئی تھی وہ آپ ﷺ کے اقوال وافعال سے اتم درجہ واقف تھے ایمانی جذبہ اور ترویج اسلام کا ہدف جوش وارتقاء کی صورت میں موجزن تھا وہ دوست اور دشمن کو بخوبی جانتے تھے دشمن بھی ان سے اچھی طرح واقف تھا جن بنا پر کوئی دشمن اسلام میں دخل اندازی یا تحریف کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ادوار ثلاثہ میں فتوحات کی وجہ سے اسلامی سلطنت کا دائرہ کافی وسیع ہو چکا تھا اور اسلام حدود عرب سے تجاوز کر کے عجم کے دور دراز علاقوں تک پہنچ چکا تھا کفر کی شان وشوکت خاک میں مل چکی تھی اب کفر میں اسلام کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت موجود نہ تھی کہ وہ تلوار کے ذریعہ اسلام کو شکست دے سکے۔ جن کے ہاتھ سے اقتدار نکل چکا تھا بھلا وہ اسلام کے خیر خواہ کیسے ہو سکتے تھے وہ تو اسلام کے خلاف اپنے دلوں میں حسد اور کینہ چھپائے ہوئے تھے ان کی اسلام کے بارہ میں سوچ منفی اور خطرناک تھی ان کا غیظ وغضب پورے جوبن اور شباب پر تھا وہ انتظار میں تھے کہ کوئی موقعہ ہاتھ میں آئے جس سے وہ اسلام کو نقصان پہنچا سکیں مگر فی الوقت خلفاء ثلاثہ کے ادوار میں ان کے لئے ایسے ممکن نہ تھا۔

خطرناک چال

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور اور خلیفہ ثالث عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدا میں کچھ اسلام دشمنوں نے ظاہری طور پر اسلام قبول کیا جس سے مقصد مسلمانوں میں شامل ہو کر اسلام کو ختم کرنے کی کوشش کرنا تھا

انہوں نے اپنے مشن کی تکمیل کے عوامل واسباب کا گہرا جائزہ لیا اور مسلمانوں کی مذہبی نفسیات کو معلوم کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ مسلمان اہل بیت کی محبت پر مر مٹنے کو تیار ہیں ہر شخص اہل بیت سے محبت رکھتا ہے لہذا مسلمانوں میں اثر ورسوخ قائم کرنے کے لیے اہل بیت سے محبت کا دعوی کیا اور دوسری طرف خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ عنہ پر طرح طرح کے غلط الزام لگانے شروع کر دیے جس کا نتیجہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور مسلمانوں میں شدید اختلافات کی صورت میں نکلا۔ مگر اس کے باوجود وہ لوگ ان ادوار میں رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط حدیثیں منسوب کرنے سے خوف کھاتے تھے اس کی عام وجہ یہ تھی کہ ابھی علماء وفقہاء کثرت تعداد سے بقید حیات تھے جن کا خوف دشمنان اسلام کے دلوں پر طاری تھا کہ اگر ہم نے دین کے بارہ میں جھوٹ سے کام لیا تو ہمارا راز فاش ہو جائے گا اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا مقصد تو دین میں خرابی پیدا کرنا ہے جس سے وہ عام مسلمانوں کی نظروں میں گر جائیں گے اور مشن کی تکمیل تشنہ رہ جائے گی کیونکہ رسول اللہ کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنا مسلمانوں کے نزدیک بہت بڑا جرم ہے۔

لہذا خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ادوار کذب علی الرسول کے فعل شنیع سے محفوظ تھے کوئی واضح طور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

خلافت علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما

امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمان سخت ابتلاء اور آزمائش میں گرفتار ہو گئے ملت واحدہ فرقوں میں تقسیم ہو گئی دشمنان اسلام بھی یہی کچھ چاہتے تھے چنانچہ انہیں اپنی کوششیں ثمر آور نظر آنے لگیں مسلمانوں کے باہمی مناقشات نے ان کے پست حوصلوں کو بلند کیا جس سے یہ لوگ برسر عام اسلام کے بنیادی اصولوں کی تضحیک وتذلیل پر اتر آئے عبد اللہ بن سباء جو در اصل یہودی تھا اس نے اسلام کو نقصان پہنچانے کی خاطر اسلام کا ظاہری لبادہ اوڑھا تھا مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے میں اس کی پارٹی کا ہاتھ تھا اب وہ پارٹی بھی مستحکم ہو چکی تھی اور اہل بیت کی محبت کے پردہ میں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سر عام تنقید کرتے تھے کہ خلافت کے اصل حق دار آل رسول تھے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زبردستی غصب کر لیا ظاہر ہے اس قسم کے الزامات کے لئے مواد کی ضرورت تھی

مگر ان کے پاس مواد کہاں سے آتا لہذا انہوں نے دین میں جھوٹ کو داخل کیا اور پوری گرم جوشی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف من گھڑت روایات منسوب کیں۔

موقف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

سبائیوں نے اس منحوس امر کے آغاز کے لئے حالات کو ساز گار پایا اس لئے کہ اکثر صحابہ کرام دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور جو باقی زندہ تھے ان میں اکثر مدینہ منورہ میں مقیم مسند علمی بچھوائے ہوئے تھے اور اسلام کی حفاظت میں انہیں نقوش پر گامزن تھے جن پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور اکابر کو پایا تھا لہذا ان کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ سبائیوں کے اس ہلاکت خیز فتنے پر خاموش تماشائی بنے رہتے چنانچہ انہوں نے ان حالات میں اسلام کی حفاظت کا فریضہ اس طرح انجام دیا کہ کذب پردازوں کی کوششیں ان کی موجودگی میں ناکام ثابت ہوئیں۔

تحقیق حدیث کا اہتمام

وہ ایسے کہ اہل علم صحابہ کرام نے روایت کے قبول کرنے کے لئے تحقیق کو لازم قرار دیا اور حدیث کے قبول کرنے کا ایک معیار مقرر کیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی من گھڑت بات منسوب نہ ہو جائے۔ جس کی توضیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ اس اصول سے ہوتی ہے کہ فرماتے ہیں:۔

"انا کنا مرة اذا سمعنا رجلاً یقول قال رسول الله ﷺ ابتدرته ابصارنا الیه واصغینا الیه بآذاننا فلما رکب الناس الصعب لم نأخذ من الناس الا ما نعرف"[٨]

"ہم جب کسی آدمی سے سنتے کہ وہ قال رسول اللہ کہتا ہے تو ہماری نظریں فوراً اس کی طرف اٹھ جاتیں اور ہم کانوں کو اس کی طرف جھکا دیتے مگر جب لوگوں نے ہر طرح کی حدیثیں روایت کرنا شروع کر یں تو ہم انہیں حضرات سے حدیث قبول کرتے جن کو ہم جانتے تھے۔"

صحابہ کرام کے اس موقف کی ترجمانی اور توضیح مشہور تابعی امام محمد بن سیرین نے کی ہے فرماتے ہیں:۔

"لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنة قالوا سموا لنا رجالکم

٨۔ مسلم ص ١٠۔

فینظر الی اهل السنة فیؤخذ حدیثهم وینظر الی اهل البدعة فلا یؤخذ حدیثهم"(۹)

"لوگ سند طلب نہیں کرتے تھے مگر جب (عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا) فتنہ رونما ہوا (تو حدیث کے بارہ میں سختی کی گئی اور سند کا مطالبہ شروع ہو گیا) وہ کہتے ہمیں بتاؤ یہ حدیث کس نے روایت کی ہے پھر دیکھا جاتا اگر اس حدیث کے راوی کا تعلق اہل سنت سے ہے تو اس کی حدیث قبول کر لی جاتی اہل بدعت کو دیکھا جاتا اگر حدیث کا راوی اہل بدعت سے ہوتا تو اس کی حدیث رد کر دی جاتی۔

یہ اصول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام نے وضع کئے تھے بعد والوں نے علم حدیث کو انہیں اصولوں پر مرتب کیا۔

جھوٹ سے نفرت

یہ اصول اسکی غمازی کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت حدیث کے بارہ میں بڑے محتاط تھے وہ قطعاً پسند نہیں کرتے تھے کہ جھوٹ کو دین میں کچھ دخل ہو وہ ہر حال میں دین کو انہیں خطوط پر برقرار رکھتے تھے جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا تھا یہی وجہ ہے کہ صحیح دین کے خلاف کسی امر کو پاتے تو فوراً اس کا تدارک چاہتے اور ایسے کرنے والے کو روک دیتے (جس کی متعدد مثالیں کتب حدیث میں موجود ہیں) اس لئے کہ انہوں نے دین براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا تھا اور ان کی تربیت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی تھی اس لئے ان کی جھوٹ سے نفرت بجا آور قرین قیاس تھی پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل دین سمجھتے تھے اور دین کے لئے انہوں نے بے پناہ قربانیاں دی تھیں بھلا وہ جھوٹ بول کر صحیح دین کو باطل سے مکدر کیسے کر سکتے تھے بلکہ وہ حدیث پورے حزم واحتیاط سے روایت کرتے جس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا مشہور تابعی حمید فرماتے ہیں ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا:۔

"واللہ ما کل ما نحدثکم عن رسول اللہ ﷺ سمعناہ منه ولکن لم یکن یکذب بعضنا بعضاً"(۱۰)

"ہم آپ سے جو حدیثیں روایت کرتے ہیں وہ تمام ہم نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی ہوتیں

۹۔ مسلم ص ۱۱ ج ۱۔ ۱۰۔ طبرانی کبیر ص ۳۳۶ ج ۱۔

لیکن ہم ایک دوسرے سے جھوٹ نہیں بولتے۔"

حضرت براء فرماتے ہیں:۔

"لیس کلنا سمع حدیث رسول الله ﷺ کانت لنا ضیعة واشغال ولکن الناس کانوا لا یکذبون یومئذ ویحدث الشاهد الغائب"(۱۱)

"ہمارے تمام حضرات رسول اللہ ﷺ سے حدیث نہیں سنتے تھے کیونکہ ہمارا کاروبار تھا جس میں ہم مشغول رہتے لیکن بات یہ ہے کہ لوگ اس وقت جھوٹ نہیں بولتے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتا وہ اس تک حدیث پہنچا جاتا جو غائب ہوتا۔"

مشہور تابعی حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"ایک شخص نے حدیث بیان کی تو کسی نے اس سے پوچھا کیا یہ حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے" وہ فرمانے لگے:۔

"نعم او حدثنی من لم یکذب والله ما کنا نکذب ولا ندری ما الکذب"(۱۲)

"جی ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے یا پھر مجھ سے اس شخص نے بیان کی ہے جو جھوٹ نہیں بولتا اللہ کی قسم نہ ہم جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی ہم جھوٹ سے واقف ہیں۔"

ان آثار سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دامن کذب سے پاک تھا بلا شبہ کسی صحابی سے بصحت سند معلوم نہیں کہ اس نے عمداً کسی جھوٹی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت پر تمام اہل سنت کا اجماع ہے اور اس عدالت سے کوئی ایک بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔

روایت حدیث میں احتیاط

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جھوٹ کے قریب جانا تو ابعد الابعاد تھا وہ تو اس حدیث کی روایت میں بھی بڑی احتیاط کرتے تھے جو انہوں نے رسول مکرم ﷺ سے براہ راست سنی ہوتی تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان "من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار" ان کی آنکھوں کے سامنے تھا جس کا خوف انہیں بسا اوقات

۱۱۔ المستدرک ص ۱۲۷ ج ۱۔ ۱۲۔ مفتاح الجنۃ ص ۳۷۔

اصل حدیث کی روایت میں بھی محتاط کر دیتا تھا۔

انس رضی اللہ عنہ جو اصحاب مکثرین میں سے ہیں روایت حدیث میں اپنی احتیاط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"انه ليمنعني أن احدثكم حديثاً كثيراً أن رسول الله ﷺ قال من تعمد علي كذباً فليتبوأ مقعده من النار"(۱۳)

"مجھے تم سے بکثرت حدیثیں بیان کرنے سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان روکتا ہے کہ جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔"

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے والد محترم جناب زبیر رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے ہیں کہ:۔

"اني لا اسمعك تحدث عن رسول الله ﷺ كما يحدث فلان وفلان قال أما اني لم أفارقه ولكن سمعته يقول: من كذب علي فليتبوأ مقعده من النار"(۱۴)

"میں نہیں سنتا کہ آپ بھی (اتنی کثرت سے) رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں بیان کرتے ہوں جیسا کہ فلاں اور فلاں بیان کرتا ہے۔ وہ فرمانے لگے: میں رسول اللہ ﷺ سے جدا تو نہیں ہوا لیکن میں نے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: "جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے اس کا ٹھکانا آگ ہے۔"

معروف تابعی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"ادركت في هذا المسجد عشرين ومائة من الانصار وما منهم من يحدث بحديث الا ود أن أخاه كفاه"(۱۵)

"میں نے اس مسجد میں ایک سو بیس (۱۲۰) انصار صحابہ کو پایا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی حدیث بیان کرنے کو تیار نہ ہوتا بلکہ ہر ایک کی خواہش ہوتی تھی کہ کوئی دوسرا بھائی بیان کرے۔"

صحابہ کرام جیسا کہ خود حدیث روایت کرنے میں احتیاط سے کام لیتے اسی طرح کسی دوسرے سے یعنی روایت لینے میں پوری احتیاط کرتے تھے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"كنت اذا سمعت من رسول الله ﷺ حديثا نفعني الله بما شاء أن ينفعني به

۱۳- بخاری ص ۲۱ ج ۱، مسلم ص ۷ ج ۱۔ ۱۴- بخاری ص ۲۱ ج ۱۔ ۱۵- دارمی۔

و کان اذا حدثنی غیرہ استحلفتہ فاذا حلف صدقتہ۔"[16]

"میں جب رسول اللہ ﷺ سے براہ راست کوئی حدیث سنتا تو اللہ مجھے اس حدیث سے جو نفع پہنچانا چاہتا پہنچا دیتا اور جب کوئی غیر مجھ سے حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم اٹھواتا اگر وہ قسم اٹھا لیتا تو میں اس کی تصدیق کرتا۔"

مراکز وضع

سابقہ سطور میں گذر چکا ہے کہ اسلام میں وضع حدیث کی ابتداء سبائی پارٹی کی طرف سے ہوئی تھی یہ لوگ مختلف بلاد اسلامیہ میں پھیل گئے تھے البتہ حجاز ان کی سرگرمیوں سے کسی حد تک محفوظ تھا اس لئے حجاز خصوصاً حرمین شریفین وضع حدیث کے فتنہ سے کافی حد تک محفوظ رہے ہیں باقی تقریباً تمام قابل ذکر علاقوں میں خال خال وضع حدیث کے جراثیم پیدا ہو گئے تھے لیکن اس کا اصل مرکز سرزمین عراق تھی اس لئے کہ یہ علاقہ ابتداء سے ہی فتنوں کا گڑھ اور مرکز چلا آ رہا ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی اس علاقہ کو فتنوں اور شیطان کے سینگ کی زمین قرار دیا تھا جس کی تفصیل حدیث کی عام کتابوں میں موجود ہے۔ فتنہ گروں کو اپنے پروگرام کو بام عروج تک پہنچانے کے لئے کسی مرکز کی ضرورت تھی اس کے لئے ان کی نگاہ انتخاب سرزمین عراق پر پڑی اور اسے اپنے مشن کی آبیاری کے لئے موزوں خیال کیا۔

آئمہ کرام اور محدثین عظام نے اس صورت حال کو بھانپ لیا اور اس فتنے کے تدارک کے لئے مستعد ہو گئے روایات میں تحقیق و تفتیش کا عمل تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شروع ہو چکا تھا مگر جب اہل عراق سے کوئی روایت نقل ہو کر آتی تو اس میں مزید احتیاط ملحوظ رکھی جاتی۔ صرف ان آئمہ کرام کی روایت قبول کی جاتی جن کی امانت، صداقت اور عدالت اظہر من الشمس تھی اور عام روایت سے اجتناب کیا جاتا، اور یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخری عہد میں ہی شروع ہو چکا تھا حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے عراقیوں کی ایک جماعت نے کسی حدیث کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے ان کے جواب میں فرمایا:

"أن من العراق قوماً یکذبون ویسخرون۔"[17]

"یا شبہ عراق میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو جھوٹ بولتے اور تمسخر اڑاتے ہیں۔"

۱۶- مسند احمد ص ۲ ج ۱۔ ۱۷- طبقات ابن سعد ص ۱۳ ج ۹۔

تابعین نے بھی تجربہ سے معلوم کیا تھا کہ اہل عراق حدیث روایت کرنے کے اہل نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی روایت قابل قبول ہے معروف تابعی حضرت طاؤس فرماتے ہیں:۔

"اذا حدثك العراقي مائة حديث فاطرح تسعة و تسعين۔"

"جب کوئی عراقی سو حدیثیں روایت کرے تو ان میں سے ننانوے (۹۹) کو پھینک دو۔"

امام ہشام بن عروہ فرماتے ہیں:۔

"اذا حدثك العراقي بألف حديث فالق تسعمائة و تسعين و كن من الباقي في الشك"(۱۸)

"عراقی اگر ہزار حدیث روایت کرے تو ان میں سے نوسو نوے (۹۹۰) کو پھینک دو اور جو باقی (دس) ہیں ان کے بارہ میں بھی شک میں رہو۔" امام المحدثین امام زہری فرماتے ہیں:۔

"واخرج الحديث من عندنا شبراً فيرجع الينا من العراق زراعاً۔"(۱۹)

"ہمارے پاس (حجاز) سے حدیث ایک بالشت نکلتی ہے مگر جب عراق سے ہو کر واپس ہماری طرف پہنچتی ہے تو ایک بازو ہو جاتی ہے۔" یعنی اصل حدیث میں کئی گناہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

ان آئمہ عظام کے مذکورہ اقوال وتجربات کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے رواۃ الحدیث پر لکھی گئی کتابوں کی اوراق گردانی ضروری ہے ان کتابوں میں آپ عراقی راویوں کا جم غفیر پائیں گے جنہوں نے اپنی طرف سے روایات بنانے اور پھر ان کو لوگوں میں پھیلانے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے ثبوت دعوی کے لئے قارئین کرام کے سامنے ان کذابین کی ہلکی سی فہرست پیش خدمت ہے جنہیں عراقی ہونے کا شرف حاصل ہے:۔

داؤد بن زبرقان بن سفیان، داؤد بن یزید، جابر جعفی، کلبی، سدی، داؤد بصری، ابو مع، براء بن سفیان، سعد بن عمر، حسن بن زید لولوی، ابان بن جعفر، ابراہیم بن اسماعیل، ابراہیم بن زکریا، ابراہیم بن عبد الواحد، زیاد بن میمون، زیاد بن ابی زیاد، احمد بن عبد اللہ الکندی، ابو عمرو زیاد، ابو داؤد نخعی، اسحاق بن نجیح، وہب بن وہب، محمد بن القاسم، اور

۱۸ و ۱۹۔ تدریب الراوی ص ۷۴ ج ۱۔

محمد بن زیاد وغیرھم۔[۴۰]

موضوع حدیث کے مختلف دور

وضع حدیث کا دھندہ کرنے والوں کے پیش نظر کئی مقاصد تھے ان مقاصد کو سامنے رکھ کر اگر موضوع روایات کی تاریخ پر ہم نظر دوڑائیں تو اس کو پانچ مختلف دوروں میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

☆ پہلا دور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے لے کر اموی حکومت کے خاتمے تک کا ہے اس دور میں موضوع روایات سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے وضع کی گئیں۔

☆ دوسرا دور خلافت عباسیہ کا ابتدائی دور ہے اس میں معتزلہ اور دیگر باطل فرقوں نے لایعنی مباحث کے میدانوں کو گرم رکھنے کے لئے بعض روایات وضع کیں خلق قرآن اور دیگر خلاف شرع مسائل اسی دور کے پیدا شدہ ہیں۔

☆ تیسرا دور تقلید اور مذہبی تعصب کا ظہور ہے جس میں فروعی مسائل کی تائید میں روایات وضع ہوئیں۔

☆ چوتھا دور متصوفین حضرات کا ہے جنہوں نے فضائل اعمال کے سلسلے میں موضوع روایات کے انبار لگا دیئے۔

☆ پانچواں دور جس کا تعلق برصغیر سے بہت گہرا ہے یہاں ہندو اور مسلم کے اختلاط نے ایک نام نہاد مصلحین گروہ کو جنم دیا جس گروہ نے اسلام کی بجائے بدعات اور غلو کو رواج دیا اس سلسلہ میں ان کا مواد اکثر موضوع یا ضعیف روایات پر مبنی ہے۔ یہ ترتیب راقم الحروف نے مختلف روایات اور واضعین کے عقائد کو سامنے رکھ کر دی ہے۔

واضعین حدیث کا تعارف

۱۔ شیعہ اور روافض

اجمالاً گزر چکا ہے کہ اسلام میں وضع حدیث کی ابتدا سبائیوں نے کی تھی بعد میں یہی لوگ شیعہ[☆] کے نام

۴۰۔ ان تمام کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے دیکھئے میزان الاعتدال ولسان المیزان ودیگر کتب رجال۔

(☆) ان کو رافضی بھی کہا جاتا ہے۔

سے مستقل مذہبی طائفہ کی صورت اختیار کر گئے اب انہوں نے جو کچھ کیا وہ سیاست کی بجائے مذہب کے نام سے کیا جب آل بیت کا نعرہ پہلے ہی لگا رہے تھے اب اس کے ساتھ خلافت، امامت اور وراثت کا بھی اضافہ کر لیا عام مسلمانوں کی مخالفت سے بچنے کے لئے تقیہ جیسے مفروضہ کو مذہب کا حصہ بنایا جس کے ذریعے ہر قسم کے جھوٹ کو جائز قرار دیا۔ پس پھر کیا تھا! انہوں نے مطلب براری اور مشن کی تکمیل کے لئے موضوع روایات کے انبار لگا دیئے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہوئیں مگر جلد ہی محدثین کرام اور ائمہ عظام ان کی ایسی حرکات سے واقف ہو گئے انہوں نے کمال جرأت کے ساتھ شیعوں کے اس گھناؤنے اور اسلام شکن کردار سے پردہ اٹھایا اور واضح کیا کہ اس طائفہ سے تعلق رکھنے والے اکثر راوی قابل اعتماد نہیں ہیں اور ان میں جو غلو پسند ہیں وہ ہر اعتبار سے اسلام دشمن ناقابل حجت ہیں اور ان کی روایت کردہ احادیث، رسول اللہ ﷺ کی احادیث نہیں بلکہ جھوٹ کا پلندا ہیں جو قابل تسلیم کی بجائے نامقبول اور ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق ہیں۔ امام مالک نے ان کے بارہ میں بڑا جامع تجزیہ کیا ہے فرماتے ہیں:۔

"لا تکلمهم ولا ترو عنهم فانهم یکذبون۔"[۲۱]

"تم ان سے نہ کلام کرو اور نہ ان سے روایت لو بلاشبہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔"

امام شافعی عراق میں کئی دفعہ تشریف لے گئے جس وجہ سے انہوں نے اس طائفہ کا قریب سے مطالعہ کیا اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

"ما رأیت فی اهل الاهواء قوماً اشد بالزور من الرافضة۔"[۲۲]

"میں نے رافضیوں سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں دیکھا۔"

امام شریک رحمۃ اللہ علیہ جن کی تمام تر زندگی عراق میں گزری وہیں پروان چڑھے اور بالآخر مسند قضا پر براجمان ہوئے قاضی ہونے کے ناطے سے تحقیق و تفتیش ان کی ذمہ داری تھی انہوں نے پوری تحقیق سے یہ معلوم کیا تھا کہ یہ لوگ قابل اعتماد نہیں ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"احمل العلم عن کل من لقیته الا الرافضة فانهم یضعون الحدیث ویتخذونه دیناً۔"[۲۳]

۲۱- میزان الاعتدال ص ۵ ج ۱۔ ۲۲- الباعث الحثیث ص ۸۴۔ ۲۳- منہاج السنہ ص ۱۶ ج ۱۔

"ہر شخص سے علم حاصل کرو مگر رافضیوں سے نہیں کیونکہ یہ لوگ حدیث وضع کر کے پھر اس کو دین بنا لیتے ہیں۔"

بلا شبہ قاضی شریک رحمہ اللہ کا تجزیہ سو فیصد (۱۰۰%) درست ہے ان کے مذہب کی بنیادی روایات اکثر وضع کے قبیل سے ہیں جو ان کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔

معروف محدث امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"یکتب عن کل صاحب بدعة اذا لم یکن داعیة إلی الرافضة فانهم یکذبون۔"(۲۴)

"ہر اس بدعتی کی روایت لکھ لیا کرو جو بدعت کی طرف دعوت نہ دیتا ہو مگر رافضیوں سے روایت نہ لکھا کرو کیونکہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔"

الامام المحقق العلامہ حافظ ابن القیم تو ان کے بارہ میں اس نتیجہ پر پہنچے تھے جیسا کہ وہ فرماتے ہیں:۔

"انهم أکذب خلق الله۔"(۲۵)

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے یہ (رافضی) سب سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔"

ان محدثین عظام نے شیعہ اور رافضیوں کے بارہ میں مذکورہ خیالات کا اظہار تعصب اور عناد کی بنا پر نہیں کیا بلکہ انہوں نے ایک چشم دید گواہ کی طرح ان کے کذب کا مشاہدہ کیا تھا جس کا اعتراف خود ارباب شیعہ نے بھی کیا ہے۔

امام حماد بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے رافضیوں کے ایک شیخ نے بتایا کہ:۔

"کانوا یجتمعون علی وضع الاحادیث۔"(۲۶)

"وہ حدیث کے وضع پر جمع ہوتے تھے۔"

یعنی یہ ایک یا دو کا معاملہ نہیں تھا بلکہ وضع حدیث کے بارہ میں ان کی سوچ اور کردار اجتماعی ہے۔ حافظ ابن حبان نے بھی ایک ایسا واقعہ امام عبد اللہ بن یزید مقری کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ اہل بدعت میں سے ایک آدمی نے بدعت سے توبہ کی تو وہ کہنے لگا:۔

۲۴- میزان الاعتدال ص ۲۸ ج ۱۔ ۲۵- المنار المنیف ص ۵۲۔ ۲۶- تدریب الراوی ص ۲۴۱ ج ۱۔

"انظروا هذا الحديث عمن تاخذونه فانا كنا اذا رأينا رأيا جعلنا له حديثاً۔"(۲۷)

"تم حدیث قبول کرتے وقت تحقیق کیا کرو ہم جب کوئی رائے قائم کرتے تو اس کے لئے حدیث وضع کر لیے تھے۔"

ابن ابی الحدید کا شمار معتدل اور محققین شیعہ میں سے ہے وہ بھی وضع حدیث کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ان اصل الكذب في حديث الفضائل جاء من جهة الشيعة۔"(۲۸)

"بلاشبہ فضائل کی حدیث میں اصل جھوٹ شیعہ کی طرف سے آیا ہے۔"

وضع کا خطرناک انداز

ویسے تو شیعہ حضرات نے ہر پہلو سے روایات وضع کی ہیں مگر ان کے وضع کا ایک نہایت خطرناک انداز ہے وہ یہ کہ یہ کسی ایسے واقعہ کو لیتے ہیں جو لوگوں میں پہلے ہی مشہور ہوتا ہے پھر اس کے ساتھ ایسے کمال طریقہ سے جھوٹ کی آمیزش کرتے ہیں جس سے گمان ہوتا ہے کہ واقعہ بالکل درست ہے چنانچہ دور قریب کے معروف محقق علامہ محب الدین الخطیب ان کی اس تلبیسانہ چال کو طشت ازبام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"انهم كانوا يعمدون الى حادثة وقعت بالفعل فيور دون منها ما كان يعرفه الناس ثم يصقون بها لصيقا من الكذب والافك يوهمون انه اصل الخبر ومن جملة عناصره۔"(۲۹)

"رافضی ایک ایسے واقعہ کو لیتے ہیں جو لوگوں میں پہلے سے مشہور ہوتا ہے پھر اس واقعہ کے ساتھ جھوٹ ملا دیتے ہیں جس سے وہم ہوتا ہے کہ انہوں نے جو اپنی طرف سے آمیزش کی ہے وہ بھی اصل واقعہ میں سے ہے۔"

موصوف کا ان کے بارہ میں یہ تبصرہ بڑا پر مغز ہے جس سے رافضیوں کے وضع حدیث کے انداز پر بخوبی روشنی پڑتی ہے اس کی مثالیں دیکھنی ہوں تو ایسے واقعات جو حدیث کی معروف کتابوں میں صحیح سند کے ساتھ موجود ہیں کو ان کی کتابوں میں سے ملاحظہ کریں تو آپ ان میں بعد المشرقین پائیں گے غدیر خم کا واقعہ ہی لیجیے جس کو انہوں

۲۷- تدریب الراوی ص ۲۲۱۔ ۲۸- شرح نہج البلاغہ ص ۱۳۶ ج ۲۔ ۲۹- حملۃ رسالۃ الاسلام ص ۳۳۔

نے ایک لمبی چوڑی داستان بنا دیا ہے اس طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ دیکھ لیں اس پر داستان کا رنگ کتنا غالب ہے کہ اصل حقیقت پرائی ہو کر رہ گئی ہے۔

مقدار وضع

انہوں نے کتنی مقدار میں روایات وضع کی ہیں اس کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے ہاں البتہ وہ اتنی زیادہ مقدار میں ہیں شاید ان کا کما حقہ علم وضع کرنے والوں کو بھی نہ ہو۔ تاہم یہ بات یقینی ہے کہ ان کی وضع کردہ روایات کی تعداد دیگر فرقوں کی موضوع روایات کی تعداد سے کئی گناہ زیادہ ہے جس قدر انہوں نے اس میدان میں پیش قدمی کا مظاہرہ کیا ہے اس میں ان کا کوئی دوسرا مقابل نہیں ہے حافظ ابن القیم فرماتے ہیں:۔

"وما وضعه الرافضة في فضائل علي فاكثر من ان يعد۔"(۳۰)

"رافضیوں کی فضائل علی رضی اللہ عنہ میں وضع کردہ روایات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ جو گنی نہیں جا سکتیں۔

حافظ ابو یعلیٰ خلیلی نے ان کی وضع کردہ روایات کا ایک محتاط اندازہ یوں بیان فرمایا ہے:۔

"وضعت الرافضة في فضائل علي واهل البيت نحو ثلاث مائة الف حديث۔"

"ان کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی فضیلت میں موضوع روایات کی تعداد تقریباً تین لاکھ ہے۔"

امام ابن القیم مذکورہ تعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ولا تستبعد هذا فانك لو تتبعت ما عندهم من ذلك لوجدت الامر كما قال"(۳۱)

"آپ اس تعداد کو بعید از قیاس نہ سمجھیں اس بارہ میں ان کے پاس جتنی روایات ہیں اگر آپ ان کی تتبع اور جستجو کریں تو معاملہ ایسے ہی پائیں گے جیسا کہ حافظ خلیلی نے فرمایا ہے۔"

حافظ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ تعداد صرف فضائل کی بیان کی ہے اگر اس کے ساتھ ان روایات کو بھی شامل کیا جائے جو مثالب صحابہ رضی اللہ عنہم میں انہوں نے وضع کی ہیں تو تعداد یقیناً دوگنا زیادہ ہو جائے گی کیونکہ انہوں نے جیسے اہل بیت کے فضائل میں دل کھول کر روایتیں گھڑی ہیں اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قدغن اور عیب لگانے کے لئے

۳۰- المنار المنیف ص۱۱۶۔ ۳۱- المنار المنیف ص۱۱۶۔

بھی اس بارہ میں کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیا۔

پھر حافظ عقیلی رحمہ اللہ کا تین لاکھ کا اندازہ چوتھی صدی ہجری کے آخر کا ہے ان کے بعد کے ہزار سالہ دور میں روافض نے جس قدر موضوع روایات کے انبار لگائے ہیں وہ پہلے چار سو سالہ دور سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں کیونکہ ان حضرات میں وضع حدیث کی رفتار میں کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ قدرے پہلے سے بھی زیادہ تیز ہوئی ہے۔ راقم الحروف نے ان کی چند عزائی مجالس سنی ہیں اور یوں محسوس کیا ہے کہ ان کے ذاکروں اور مجتہدین کے ہاں صحیح واقعات و روایات کو کوئی اہمیت ہی نہیں فضائل و مصائب میں نوے فیصد جھوٹ کی آمیزش ہوتی ہے اور یہ ایسا کیوں نہ کریں جھوٹ سے کام لینا تو ان کے دین اور مذہب کا ایک حصہ ہے جو ان کے نزدیک کار ثواب ہے اور فی الحقیقت یہی بات ہے جیسا کہ اس پارٹی کے ایک فرد میسرہ بن عبد ربہ نے احادیث روایت کیں تو امام عبدالرحمن بن مہدی رحمہ اللہ نے اس سے دریافت کیا تیرے پاس یہ احادیث کہاں سے آگئی ہیں۔ وہ کہنے لگا میں نے لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے گھڑی ہیں جب اس کی موت کا وقت قریب آ پہنچا تو اس سے پوچھا گیا کیا تو اچھے ظن کے ساتھ ہے؟ وہ کہنے لگا اچھا ظن کیوں نہ ہو جبکہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت اور فضیلت میں (۷۰) روایات گھڑی ہیں۔ (۳۲)

۲- اہل سنت

شیعہ و روافض کے مقابلہ میں بعض سنی حضرات نے بھی فضائل خصوصاً حضرات خلفاء راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہم کے بارہ میں یہ روایات وضع کی تھیں جن کا مقصد شیعہ حضرات کا رد یا مقابلہ تھا جیسا کہ شیعہ حضرات نے یہ روایت گھڑی کہ "اذا رایتم معاویہ یخطب علی منبری فاقتلوہ" تو کسی نادان سنی نے اس کے مقابلہ میں روایت گھڑی "اذا رایتم معاویة علی منبری فاقبلوہ"۔

اہل سنت میں سے وضع کے مرتکب وہی لوگ ہیں جن کی ثقاہت اور عدالت پر محدثین نے کبھی گواہی نہیں دی بلکہ ایسے لوگوں کو بھی عام کذابین اور وضاعین کی صف میں ہی سمجھا تھا محدثین کرام نے جیسے اہل شیعہ کے کذابوں کا کھوج لگایا تھا ایسے ہی اہل سنت میں سے کذابین و واضعین کو بھی لوگوں کے سامنے طشت ازبام کیا تا کہ لوگ ان

۳۲- تدریب الراوی ص ۲۳۹ ج ۱۔

نام نہاد اہل سنت سے بھی ہوشیار رہیں کیونکہ وضع حدیث کا مرتکب خواہ شیعہ ہو یا سنی جرم دونوں کا ایک جیسا ہی ہے اس لئے محدثین کرام نے بغیر کسی پرواہ کے ہر اس شخص پر وضع اور افترا کا حکم صادر فرمایا جس نے بھی وضع حدیث کا ارتکاب کیا تھا اور اس بارہ میں کسی جانبداری یا مداہنت کا مظاہرہ نہیں کیا جو محدثین کی امانت وثقاہت اور عدالت کا بیّن ثبوت ہے۔

۳- زنادقہ

زندیق کی جمع زنادقہ ہے حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تعریف ایسے کی ہے:-

"یہ وہ لوگ ہیں جو بے دینی اور کفر کا عقیدہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ان کا ایمان نہیں یہ مختلف شہروں میں اہل علم کے بھیس میں داخل ہوتے ہیں اور ثقہ علماء کے نام پر روایات وضع کرتے ہیں ان کا مقصد لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنا ہے یہ خود بھی گمراہ ہیں اور عام لوگوں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ ثقہ لوگ ان سے روایات سنتے ہیں پھر وہ آگے لوگوں میں روایت کر دیتے ہیں جس سے وہ روایتیں لوگوں میں پھیل جاتی ہیں۔(۴۳)

دراصل ایسے لوگوں کا مقصد اسلام کے نام پر لوگوں میں الحاد اور بے دینی پھیلانا ہوتا ہے اس کے لئے وہ بہروپیوں کا انداز اختیار کرتے ہیں لوگوں میں اثر ورسوخ پیدا کر کے پھر ان کو گمراہ کرتے ہیں ان لوگوں کی آج بھی کافی تعداد موجود ہے گو طریقہ کار مختلف ہو گیا ہے یہ لوگ اپنی بے دینی کی وجہ سے بسا اوقات موخوذ بھی کیے جاتے اور کئی ایک کو حکومت وقت نے قتل جیسی سزائیں بھی دیں ان میں مشہور زندیق بیان بن سمعان اور مغیرہ بن سعید تھا مؤخر الذکر جادوگر ماہر شعبدہ باز تھا۔ ان دونوں کو امیر خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کر کے آگ میں جلا دیا تھا۔(۴۴)

تعداد وضع

شیعہ حضرات اور زنادقہ کا مشن قریب قریب ایک تھا کہ لوگوں کو اصل دین سے منحرف کر کے بے دینی کے سیلاب میں بہا دیا جائے اس لئے یہ حضرات بھی وضع حدیث میں شیعہ کے طریق کار پر چلے جس طرح انہوں نے

۴۳- کتاب المجروحین ص ۶۳ ج ۱۔ ۴۴- کتاب المجروحین ص ۶۳ ج ۱۔

من گھڑت روایات کے انبار لگائے تھے اسی طرح زنادقہ نے بھی اس میں کوئی کمی نہیں کی گو ان کی روایات کی تعداد شیعہ کی تعداد سے کم ہی رہی ہیں مگر پھر بھی انہوں نے جو روایات وضع کیں وہ ہزاروں کی تعداد میں تھی۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک زندیق کے قتل کا حکم جاری فرمایا جس پر وہ زندیق خلیفہ سے کہنے لگا آپ کو میرے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ خلیفہ فرمانے لگے لوگ تیرے شر سے محفوظ ہو جائیں گے وہ کہنے لگا آپ ان ہزاروں روایتوں کا کیا حل کریں گے جو میں نے خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہیں ان میں ایک لفظ بھی رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے خلیفہ فرمانے لگے:۔

تو ابو اسحٰق فزاری اور عبداللہ بن مبارک سے کہاں بھاگ کر جائے گا وہ تیری روایت کو چھانی میں ڈال کر ان کا ایک ایک حرف نکال لیں گے۔(۳۵)

اسی طرح خلیفہ مہدی نے اس دور کے زنادقہ کے سرغنہ عبدالکریم بن ابی العوجاء کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھانے کا حکم جاری کیا تو اس وقت عبدالکریم نے اقرار کیا کہ میں نے چار ہزار حدیثیں گھڑی ہیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال سے بدلا ہے۔(۳۶)

امیر المومنین خلیفہ مہدی فرماتے ہیں:۔

”اقر عندی من الزنادقة انه وضع اربعمائة حديث فهي تجول في ايدی الناس۔“(۳۷)

”ایک زندیق نے میرے پاس اقرار کیا کہ میں نے چار سو حدیثیں گھڑی ہیں جو عام لوگوں میں مشہور ہو چکی ہیں۔“

ان واقعات سے واضح ہو جاتا ہے کہ زنادقہ نے بڑی کثرت سے حدیثیں وضع کر کے لوگوں میں پھیلا دی تھیں۔ محدثین کرام نے انکی وضع کردہ روایات کا کھوج لگانے کی جستجو اور کوشش فرمائی تھی امام حماد بن زید رحمہ اللہ جو دوسری صدی ہجری کے مشہور ثقہ محدث ہیں ان کی تحقیق کے مطابق زنادقہ نے بارہ ہزار روایتیں وضع کی ہیں۔(۳۸)

یہ تعداد تو دوسری صدی ہجری کی ہے بعد کی تعداد کا تو اللہ تعالیٰ کو ہی علم ہے کہ ان دشمنان اسلام نے اسلام کو بدنام کرنے کے لئے رسول ﷺ اور اسلام کی طرف کتنے ہزار جھوٹ منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔

۳۵- تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۲۳۔ ۳۶- میزان الاعتدال ص ۶۴۴ ج ۲۔ ۳۷- الکامل ص ۱۹۳۔ ۳۸- کتاب الضعفاء عقیلی ص ۔ ج ۱۔

۴- سیاسی گروہ

بنو امیہ کے آخری دور میں جب کہ خلافت کے محل میں دراڑیں پڑ رہی تھیں ایک منظم سیاسی گروہ میدان میں کودا جن کے پیش نظر حکومت اسلامیہ کو خانوادہ اموی سے کسی دوسرے کی طرف منتقل کرنا تھا اس کے لئے انہوں نے اولاً زمین دوز تحریک کا آغاز کیا اور اس کے لئے مختلف قسم کے محاذ زیر نظر رکھے ان میں ایک محاذ یہ تھا کہ لوگوں کو حکومت وقت کے خلاف مشتعل کیا جائے حج کے موقعہ پر جب عالم اسلام کے اطراف واکناف سے لوگ جمع ہوتے تو یہ اپنی کوششیں تیز کر دیتے اس طرح انہوں نے اپنے مشن کو کافی حد تک کامیابی سے ہمکنار کیا اور ۱۲۷ھ کو اس پارٹی کے سرغنہ ابو مسلم خراسانی نے اموی خلافت کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا جس سے ان کی حکومت سے ترک وتازی شروع ہوگئی ابھی پانچ سال کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ ۱۳۲ھ میں اموی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔ ان کی اس کامیابی کے پیچھے دیگر اسباب کے ساتھ ایک اہم سبب اموی خاندان کے خلاف نفرت اور اہل بیت کے ساتھ ہمدردی کا اظہار جس کو انہوں نے پورے منصوبہ کے ساتھ بنو امیہ کے خلاف اور بنو عباسیہ کے فضائل ومناقب میں کثیر تعداد میں روایات وضع کیں۔ جس سے لوگ ان کے حب اہل بیت کے دلفریب نعرہ میں آگئے نتیجہ اموی حکومت کے خاتمہ اور بنو عباسیہ کی حکومت کے قیام میں نکلا بنو امیہ کی خلافت کے رد میں اور بنو عباسیہ کے اقتدار کے حق میں جتنی روایات ہیں وہ سب اسی دور میں وضع کی گئیں۔

امام ابن القیم ان روایات کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

"كل حديث في ذم بني امية فهو كذب۔ وكذا كل حديث في ذكر الخلافة في ولد العباس فهو كذب۔"(۳۹)

"ہر وہ حدیث جو بنو امیہ کی مذمت میں ہے وہ جھوٹ ہے۔ اسی طرح ہر وہ حدیث بھی جھوٹی ہے جس میں بنو عباسیہ کی خلافت کا ذکر ہے۔"

۵- واعظین وخطباء حضرات

وضع حدیث میں واعظین اور خطباء حضرات کا بھی بڑا ہاتھ ہے ان حضرات نے بھی اس منحوس امر میں بڑی

۳۹- المنار المنیف ص ۱۱۳۔

گرمجوشی سے حصہ لیا ان کا مقصد عوام میں شہرت، طلب جاہ اور حب الدنیا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر لوگوں کے دلوں میں اپنی خطابت کا سکہ بٹھانا ہے تا کہ لوگ انکی طرف جھک جائیں یہ بڑے ماہر اور زیرک نبض شناس اور نفسیات کے ماہر ہوتے ہیں لوگوں کی حوائس اور رغبت کے مطابق سامان مہیا کرتے ہیں اور اس کے لئے ایسے واقعات لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں جو بڑے دلچسپ اور خوش کن دلچسپ ہوتے ہیں ان کے بیان کردہ واقعات میں غرابت اور ندرت ہوتی ہے جنہیں لوگ بڑی دلچسپی سے سنتے ہیں اور عش عش کر کے داد تحسین دیتے ہیں اور ایسی حیران کن روایات پیش کرتے ہیں جن سے لوگ ان کی علمیت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ مولانا عبدالحی لکھنوی ان حضرات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

”قوم حملهم علی الوضع قصد الاغراب والاعجاب وهو كثير في القصاص والوعاظ الذين لا نصيب لهم من العلم ولا حظ لهم من الفهم۔“[۴۰]

”ایسے لوگ جن کو وضع حدیث پر عجیب وغریب واقعات بیان کرنے نے ابھارا یہ بہت سے قصہ گو اور واعظین حضرات ہیں جن کا علم اور فہم سے کوئی حصہ نہیں۔“

واعظین اور قصہ گو حضرات کی موضوع روایات کا سلسلہ تابعین کے آخری دور میں شروع ہوا اور آج تک جاری ہے اور آئندہ بھی رکنے کا کوئی امکان نہیں۔

یہ حضرات جھوٹی روایات پھیلانے میں زنادقہ اور شیعہ حضرات سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئے ہیں کیونکہ عوام کا ان پر اندھا اعتماد ہوتا ہے ان کی زبان سے نکلی ہوئی بات کو لوگ دین اور سچ سمجھتے ہیں حافظ ابن حبان ان کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

”قصہ گو حضرات خود روایات وضع کر کے پھر ان کو ثقہ راویوں کے نام سے روایت کر دیتے ہیں تو سننے والا وقتاً فوقتاً ان سے حسب تعجب روایات لیتا ہے جس سے وہ لوگوں کے ہاتھوں لگ جاتی ہیں اور لوگ ان کو آپس میں مشہور کر دیتے ہیں۔ پھر ان کے کچھ واقعات بیان کر کے تین صفحات کے بعد فرماتے ہیں:۔

جب یہ لوگ جامع مسجد قبائل کی محافل اور جاہل عوام میں ہوتے ہیں تو بلا خوف وخطر کسی کی پرواہ کیئے بغیر بڑی جسارت اور ڈھٹائی سے حدیث وضع کر کے ثقہ راویوں کے نام سے روایت کرتے ہیں تو سننے والا تعجب کی بنا پر اسے

۴۰۔ الآثار المرفوعہ ص ۱۳۔

آگے روایت کر دیتا ہے جس سے وہ روایت لوگوں میں پھیل جاتی ہے۔(۴۱)

امام ابن حبان نے ان کے وضع کا جو انداز بیان فرمایا ہے اگر آپ اس کا نمونہ ملاحظہ کرنا چاہیں تو خطبات کے موضوع پر مارکیٹ میں آئی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کریں آپ پر ساری حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ ہم نے بھی اپنی زندگی کے بیالیس سالہ دور میں بڑے قریب سے ہر فرقے کے خطباء حضرات کو سنا ہے چند ہی ایسے افراد ملے ہیں جن کا خطاب ضعیف اور من گھڑت روایات سے پاک ہوگا ورنہ اکثر نامور خطباء تو صرف لوگوں کے ذوق کو سامنے رکھتے ہیں اور ایسی چیزیں بیان کرتے ہیں جن سے عوام خوش ہو کر ان کے حق میں نعرے لگائیں فلاں مولانا زندہ باد جس سے اسلام کی تبلیغ تو شاید کم ہوتی ہے اور خطباء کا مقصد زیادہ پورا ہوتا ہے۔

پھر یہ بھی بلا تردد کہا جا سکتا ہے کہ علماء راسخین کی نسبت عوام میں ان کی مقبولیت بہت زیادہ ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ عوام کا رجحان علماء کی طرف کم اور خطباء کی طرف زیادہ ہے۔ کیونکہ ان کی نظر میں عالم وہ ہوتا ہے جو بڑے جوش کا مقرر ہو جس کی عام سی ایک مثال یہ ملاحظہ فرمائیں کہ:۔

امام ابو حنیفہ کے دور میں زرعہ نامی مشہور قصہ گو خطیب تھا امام صاحب کی والدہ محترمہ کو ایک مسئلہ پیش آ گیا جس کا حل حضرت امام صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کو بتا دیا۔ مگر وہ اس پر مطمئن نہ ہوئی اور کہنے لگی میں تو زرعہ سے فتویٰ پوچھوں گی۔ امام صاحب اپنی والدہ کو زرعہ کے پاس لے آئے اور فرمانے لگے یہ میری والدہ ہیں جو فلاں مسئلہ کے بارہ میں آپ سے فتویٰ دریافت کرنے کے لئے آئی ہیں زرعہ کہنے لگا آپ خود ہی ان کو فتویٰ دے دیں آپ تو مجھ سے بڑے عالم ہیں امام صاحب فرمانے لگے میں تو اس بارہ میں ان کو ایسے فتویٰ دیا ہے مگر وہ میرے فتویٰ کو تسلیم نہیں کرتیں زرعہ کہنے لگا ابوحنیفہ کا فتویٰ درست ہے تب مطمئن اور راضی ہو کر واپس لوٹیں۔(۴۲)

ایسے ہی ایک واقعہ راقم الحروف کے مشاہدہ میں آیا غالباً ۱۹۸۴ء کی بات ہے جامعہ رحمانیہ فاروق آباد کی سالانہ کانفرنس ہو رہی تھی نماز عصر کے بعد ایک کمرہ میں چند علماء کرام تشریف فرما تھے اور راقم بھی وہاں موجود تھا ایک آدمی آیا اور میرے پاس بیٹھ گیا وہ کہنے لگا میں ضلع سرگودھا سے ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آیا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ اگر بچہ پیدا ہوتے وقت بغیر چیخ مارے مر جائے تو کیا اس کو غسل دینا چاہیے یا نہیں؟

میں نے حضرت شیخ العلامہ استاذ العلماء و شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ جھال خانوالے فیصل آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

۴۱- کتاب المجروحین ص ۸۵ وص ۸۸۔ ۴۲- کتاب القصاص والمذکرین ص ۱۰۸۔

کی طرف اشارہ کرکے کہا یہ ہماری جماعت کے بہت بڑے عالم ہیں آپ ان سے مسئلہ دریافت کریں۔ وہ کہنے لگا نہیں میں تو فلاں صاحب (ایک نامور خطیب کا نام لیا) سے پوچھنے آیا ہوں ہم تو اسے بڑا عالم مانتے ہیں وہ صاحب بھی مجلس میں موجود تھے اتنی بات کہہ کر وہ ان کے قریب پہنچ گیا اور ان سے مسئلہ بیان کر دیا اتفاق یہ ہوا کہ وہ حضرت صاحب اس سائل کو مطمئن نہ کر سکے اور فرمانے لگے آپ ڈاک کا پتہ مجھے دے دیں میں فلاں مفتی صاحب سے پوچھ کر جواب آپ کو خط کے ذریعہ ارسال کر دوں گا۔

اس قسم کے واقعات روزانہ وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں جن سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ عوام میں بڑی مقبولیت کے حامل ہوتے ہیں اگر کوئی عالم ان کی جہالت سے پردہ اٹھانا چاہے تو وہ الٹا عوام کے غیظ وغضب کا شکار ہو جاتا ہے جس کی تاریخ اسلام کے اوراق میں متعدد مثالیں موجود ہیں، اس بارہ میں امام شعبی سے ایک واقعہ پیش آیا جس کو آپ ان کی زبان سے سنئے فرماتے ہیں:۔

''میں نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کی داڑھی بڑی گھنی تھی لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے اور وہ لوگوں کو وعظ سنا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ مجھے فلاں صاحب نے فلاں صاحب سے انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:۔

''ان الله خلق صورين له في كل صور نفختان نفخة الصعق و نفخة القيامة''

''اللہ تعالیٰ نے دو صور پیدا کئے ہیں ہر صور میں دو نفخے ہونگے ایک نفخہ موت کا اور دوسرا نفخہ قیامت کے قائم ہونے کا''

امام شعبی فرماتے ہیں اس کی یہ روایت سن کر مجھ سے صبر نہ ہو سکا میں نے نماز ہلکی کی اور سلام پھیر کر کہا اے بوڑھے ایسی غلط بیانی سے اللہ کا خوف کر واللہ تعالیٰ نے تو صرف ایک ہی صور پیدا کیا ہے اور دو نفخے ایک نفخہ موت کا ہے اور دوسرا نفخہ قیامت کا ہے وہ مجھے کہنے لگا اے فاجر مجھے فلاں نے یہ حدیث بیان کی ہے اور تو اس کو رد کرتا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنا جوتا اٹھایا اور مجھے دے مارا بس پھر کیا تھا لوگ بھی مجھے مارنے پیٹنے لگے اور اس وقت تک وہ مارنے سے رکے نہیں تھے جب تک کہ میں نے ان سے قسم اٹھا کر اقرار نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیس صور پیدا کئے ہیں اور ہر صور میں ایک نفخہ ہے۔ (۴۳)

۴۳۔ الموضوعات الکبیر ص ۱۸۔

شیخ جعفر بن حجاج موصلی فرماتے ہیں ہمارے پاس موصل شہر میں محمد بن عبد اللہ سمرقندی آیا اور اس نے منکر حدیثیں روایت کرنا شروع کر دیں شیوخ کی ایک جماعت اس کے پاس جمع ہوگئی اور ہم بھی اس کے پاس گئے تاکہ اس کی بیان کردہ روایات کی تردید کریں جب ہم پہنچے تو وہاں لوگوں کا بہت بڑا مجمع لگا ہوا تھا سمرقندی نے ہمیں دور سے آتے دیکھ لیا اور اس نے محسوس کیا کہ یہ میری تردید کر دیں گے (چور کے پاؤں نہیں ہوتے) تو اس نے فی الفور یہ روایت سنا دی کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں ہے عوام کے خوف کی وجہ سے ہم اس تک جانے کی جسارت نہ کر سکے اور واپس لوٹ آئے۔[۴۴]

آج بھی ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں کہ کسی خطیب کی غلط بات پر تنقید کرنے والے کو عوام معاف نہیں کرتے امام ابن جوزی نے شاید انہی حالات کے پیش نظر فیصلہ دیا ہے کہ یہ لوگ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے جاہل عوام کے وجد اور شوق کو ذریعہ بناتے ہیں نتیجتاً بہت سے مفاسد اور بدعتیں جنم لیتی ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں:-

"ثم ما زالت بدعهم تزيد في تفاقم الأمر فاتوا بالمنكرات في الأفعال والأقوال والمقاصد"[۴۵]

"ان کی بدعات ترقی پذیر ہیں جن میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے یہ اپنے افعال اور اقوال اور مقاصد میں منکرات کو لے آتے ہیں۔"

بلا شبہ عوام میں اکثر بدعات اور دین کے نام پر غیر شرعی امور پھیلانے میں ان کا بہت بڑا دخل ہے امام ابن جوزی اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یہ لوگ عام طور پر جاہل ہوتے ہیں اور لاعلمی کی بنا پر اپنی تحریروں میں من گھڑت روایات درج کر دیتے ہیں۔

نیز بسا اوقات کوئی من گھڑت روایت سنی جس کے من گھڑت ہونے کا انہیں علم نہیں ہوتا (کیونکہ اس شعبہ میں تحقیق کی ضرورت نہیں) اسے بغیر تحقیق کے لوگوں کے سامنے بیان کر دیا بسا اوقات امام حسن بصری اور سری سقطی کے کلام کو حدیث رسول بنا کر پیش کر دیا۔[۴۶]

امام احمد بن حنبل نے شاید اس بنا پر ان کے بارہ میں تجزیہ فرمایا ہے کہ:-

---

۴۴۔ الموضوعات الکبیر ص ۱۸۔ ۴۵۔ کتاب القصاص والمذکرین ص ۹۳۔ ۴۶۔ کتاب القصاص ص ۱۰۲۔

”قصہ گو تمام لوگوں سے زیادہ جھوٹے ہیں۔“(۴۷)

اور ان کے بارہ میں یہی تجزیہ محمد بن کثیر صنعانی کا ہے فرماتے ہیں:۔

”ھم اکذب الخلق علی اللہ وعلی انبیائہ۔“(۴۸)

”یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور انبیاء پر سب سے زیادہ جھوٹ باندھتے ہیں۔“

انہیں اسباب وحالات کی بنا پر محدثین کرام نے ان حضرات پر بھی کڑی نظر رکھی ہے تاکہ دین ان کی دست درازیوں سے محفوظ رہے ابو الولید طیالسی فرماتے ہیں میں امام شعبہ کے ساتھ تھا ان سے ایک نوجوان نے کسی حدیث کے بارہ میں استفسار کیا تو امام شعبہ فرمانے لگے تو قصہ گو تو نہیں۔ وہ کہنے لگا جی ہاں میں قصہ گو ہوں فرمایا آپ واپس تشریف لے جائیں ہم قصہ گو حضرات سے حدیث بیان نہیں کرتے۔ ابو الولید فرماتے ہیں میں نے پوچھا یہ کیوں؟ امام شعبہ نے فرمایا:۔

”یاخذون الحدیث منا شبراً فیجعلونہ ذراعاً۔“(۵۰)

”یہ ہم سے ایک بالشت روایت لیتے ہیں پھر اس کو ایک بازو بنا دیتے ہیں۔“

امام شعبہ رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اصل روایت میں اپنی طرف سے کئی گنا اضافہ کر دیتے ہیں۔ امام شعبہ کا یہ مشاہدہ حرف بحرف صحیح ہے آپ اپنے اس دور کے نامور اور معروف خطباء اور واعظین کے خطابات کی تحقیق کر کے دیکھ لیں آپ امام شعبہ کے مشاہدہ کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو جائیں گے امام ایوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

”ما افسد علی الناس حدیثھم الا القصاص۔“(۵۱)

”قصہ گو حضرات نے لوگوں پر حدیث کو کس قدر خراب کر دیا ہے۔“

نوٹ: ایسے خطباء وواعظین جو حقیقۃً دین حق کی تبلیغ خالص قرآن وحدیث کے دلائل سے کرتے ہیں اور تقریر کو چٹخارا بنانے کے لئے ضعیف اور موضوع روایات کا سہارا نہیں لیتے ان کا ان خطباء سے کوئی تعلق نہیں ہے جن کے بارہ میں آپ نے مذکورہ بالا تصریح ملاحظہ فرمائی ہے۔

۴۷- کتاب القصاص ص ۱۰۰۔ ۴۸- کتاب القصاص ص ۱۰۱۔ ۴۹- کتاب القصاص ص ۱۰۰۔

۵۰- کتاب القصاص ص ۱۰۲۔ ۵۱- کتاب القصاص ص ۱۰۲۔

۶۔ مقلدین حضرات

وضع حدیث کا ایک اہم سبب تقلید بھی ہے چوتھی صدی ہجری میں تقلید نے جب مسلمانوں کو اپنے گھیرے اور احاطہ میں لے لیا تو مسلمانوں کی اکثریت مستقل طور پر تقلیدی مذاہب میں بٹ گئی چند ہی لوگ ایسے بچے جنہوں نے کتاب وسنت پر تمسک قائم رکھا اور آراء الرجال پر اپنا مذہب قائم نہ کیا۔ ان تقلیدی مذاہب کی بنیاد آراء الرجال پر رکھی گئی تھی اور ظاہر ہے کہ افراد کے ذہنوں کے تفاوت سے آراء کا مختلف ہونا بدیہی امر ہے۔ چنانچہ آراء الرجال میں اختلاف کی لہراٹھی جو امت مسلمہ کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے گئی۔ ہر ایک نے اپنے امام کے قول کو حجت اور حرف آخر مانا اسلام کو اپنے امام کی شخصیت کے ترازو میں تولا اور مخالف کے قول کو غلط قرار دیا جس سے مناقشات اور مناظرات کا میدان گرم ہو گیا بسا اوقات آراء کے درست ہونے پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہ ہوتی تھی جس کے لئے انہیں روایات وضع کرنا پڑیں۔ امام ربانی محمد بن علی الشوکانی اس نقطہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”ومن اسباب الوضع ما يقع ممن لا دين له عند المناظرة في المجامع استدلالاً على ما يقوله بما يطابق هواه تنفيقا لجداله وتقويما بمقاله واستطالة على خصمه ومحبة للقلب وطلبا للرياسة وفراراً من الفضيحة“(۵۲)

”وضع کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ مجمع عام میں مناظرے کے وقت جس کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں ہوتی جس سے وہ اپنے مذہب کے درست ہونے پر استدلال کر سکے تو وہ اپنے جھگڑے اور مقالے کو تقویت دینے اور مخالف پر غلبہ پانے اور دل کی چاہت اور طلب ریاست اور رسوائی سے بچنے کی خاطر روایتیں وضع کرتا ہے۔“

اگر امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس حقیقت خیز بیان کی تصدیق مطلوب ہو تو فقہ کی کتابوں کی ورق گردانی کیجئے آپ پر ساری حقیقت کھل جائے گی دور نہ جایئے صرف ھدایہ پر ایک نظر دوڑایئے تو اس میں آپ کو متعدد مقامات ایسے ملیں گے جہاں مخالف کے قول کو رد کرنے کے لئے کسی غیر کے قول کو قولہ علیہ السلام سے تعبیر کیا گیا ہے۔(☆)

امام قرطبی نے فقہاء کے اصول پر بحث کرتے ہوئے فرمایا:۔

”استجاز بعض فقهاء أهل الراى نسبة الحكم الذى دل عليه القياس الجلي

۵۲۔ الفوائد المجموعہ ص ۴۲۷۔ (☆) اس کے لئے راقم کی کتاب ”احادیث ھدایہ احناف کی نظر میں“ زیر طبع ہے۔ (محمد لوی)

إلى رسول الله نسبة قولية فيقولون قال رسول الله كذا ولهذا ترى كتبهم مشحونة۔ تشهد متونها بانها موضوعة تشبه فتاوی فقهاء ولانهم لا يقيمون لها سنداً لبعض فقهاء اهل الرأی۔"(۵۳)

اہل الرائے (احناف) نے اس حکم کی نسبت جس پر قیاس جلی دلالت کرے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے کو جائز قرار دیا ہے وہ کہتے ہیں:۔

"وہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا ہے اگر آپ فقہ کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ ایسی روایت سے بھری ہوئی ہیں جن کے متن من گھڑت ہونے پر گواہی دیتے ہیں وہ متن اس لئے ان کتابوں میں درج ہیں کہ وہ فقہاء کے فتووں کے موافق مشابہت رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان کی سند بھی نہیں پاتے۔"

امام قرطبی کے اس پر مغز تبصرہ کی تائید معروف حنفی محقق مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی کی ہے فرماتے ہیں:۔

"قوم حملهم على الوضع التعصب المذهبي والتجمد التقليدي كما وضع مامون الهروى حديث من رفع يديه فلا صلوة له۔ ووضع حديث من قرأء خلف الامام فلا صلوة له۔"(۵۴)

"حدیث ان لوگوں نے بھی وضع کی ہے جن کو مذہبی تعصب اور تقلیدی جمود نے وضع پر ابھارا ہے جیسا کہ مامون ہروی نے یہ روایتیں جو رفع یدین کرے اسکی نماز نہیں۔☆ اور جو امام کے پیچھے قرآت کرے اس کی نماز نہیں ☆ وضع کی ہیں۔

(رفع یدین اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام کی متواتر احادیث کے مقابلہ میں روایتیں وضع کرنا اللہ کے دین میں کمال درجہ جرأت ہے)۔

۷۔ صوفیہ حضرات

قدامت کے اعتبار سے صوفیہ حضرات کا شمار دوسرے دور والوں کے ساتھ ہے عباسی دور میں فلسفہ اور منطق کی کتابوں کے ترجمہ سے ایک بہت بڑے فتنے کا آغاز ہوا جس سے مسلمانوں کو بڑا نقصان پہنچا۔ وہ یہ کہ مختلف قسم

۵۳۔ الباعث الحثیث ص ۸۵۔ ۵۴۔ الآثار المرفوعہ ص ۱۲۔

کے نظریات کے اجتماع سے ایک نئے مذہب نے جنم لیا جو اسلام سے کم اور غیر مذاہب سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے یہی مذہب ان لوگوں کا تھا جو بعد میں صوفیہ کے لقب سے ملقب ہوئے ان لوگوں نے اپنے علم وعمل کی بنیاد کتاب وسنت کے برخلاف اپنے اسرار ورموز پر رکھی جسے طریقت کے نام سے موسوم کیا۔ وحی کے مقابلہ میں کشف وخوابوں کو حجت مانا زندہ علماء سے علم حاصل کرنے کے بجائے فوت شدگان سے کسب فیض کا دعویٰ کیا اور پانچویں صدی ہجری کے بھی بعض کذابوں اور دجالوں کو صحابی رسول تسلیم کیا۔ ویسے اپنے مزعومہ عقیدہ کے اعتبار سے ہر صوفی صحابی ہے وہ جب چاہتا ہے بس ذرا گردن جھکائی (صوفیاء کی اصطلاح میں مراقبے میں گئے) تو رسول اللہ ﷺ سے بلکہ اللہ تعالیٰ سے بھی براہ راست ملاقات کرلی۔

اگر آپ صوفیہ کے اعتقادات پر نظر ڈالیں تو آپ کو گندگی کا بہت بڑا ڈھیر نظر آئے گا طریقت بھی ان کی مذعومہ اصطلاح ہے جس کے اعتبار سے ان کا علم انبیاء علیہم السلام سے بھی بڑھ کر ہے ان کے خیال میں انبیاء تو علم کے ساحل پر رک گئے تھے مگر انہوں نے علم کے سمندر میں غوطہ لگایا ہے خضنا بحرا ووقف الانبیاء بساحلہ۔

ان لوگوں نے اپنے وجود کو منوانے کے لئے ایک داستان وضع کی پھر اس کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی طرف منسوب کردیا۔(☆)

ان حضرات کی موضوع روایات کا دائرہ عقائد اور عبادات میں ترغیب وترہیب تک ہے۔ یہ لوگ ثواب سمجھ کر روایات وضع کرتے تھے بظاہر نیکی کی طرف رغبت مگر نتیجتاً اسلام کی مصفی تعلیم مکدر ہوئی۔

برصغیر میں اعتقادی اور عملی بدعات اکثر انہیں حضرات کی وجہ سے پھیلی ہیں۔ ان کے لئے وضع حدیث میں وہ سب سے سبقت لے گئے ہیں ان کی کتابوں میں صحیح احادیث کا وجود کم ہے اور من گھڑت روایات زیادہ ہیں یہی وجہ ہے کہ محدثین کرام کے نزدیک ان کی کتابوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے امام ابوزرعہ سے حارث محاسبی کی کتابوں کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:۔

"اس کی کتابوں سے بچو یہ بدعات اور گمراہی کی کتابیں ہیں تم حدیث کو لازم پکڑو تمہیں ضرورت کے مطابق وہاں سے ہی مسائل کا حل مل جائے گا۔

(☆) اس کے لئے دیکھئے راقم کی کتاب "دین تصوف"۔

امام ذہبی امام ابو زرعہ کے اس قول پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''حارث ۲۴۳ھ کو فوت ہوا اگر امام ابو زرعہ متاخرین حضرات کی کتب جیسا کہ قوت القلوب ابو طالب کی بھجۃ الاسرار ابن جہضم کی، حقائق التفسیر سلمی کی دیکھ لیتے تو ان کے حواس گم ہو جاتے اور اگر ابو حامد طوسی کی احیاء العلوم اور غنیۃ شیخ عبد القادری اور فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ ابن عربی کی دیکھ لیتے تو پھر کیا حالت ہوتی؟ (۵۵)

ڈکتور ضیاء الدین اعظمی نے صوفیہ کی کتابوں پر بڑا سیر حاصل اور جامع تبصرہ کیا ہے فرماتے ہیں۔

''ولا شك ان الكتب الصوفية احدث في الامة انواعاً من البدع والخرافات وما ابتلي المسلمون اشد من ابتلائهم بطريق الصوفية وكتبها۔'' (۵۶)

''اس میں شک نہیں کہ صوفیوں کی کتابوں نے امت میں بہت سی بدعات اور خرافات کو جنم دیا ہے اور مسلمان ان صوفیوں کے سلسلوں اور کتابوں کی وجہ سے سخت آزمائش میں مبتلا ہوئے ہیں۔''

امام نووی نے بھی ان کو امت کے لئے سخت نقصان دہ قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

''الواضعون اقسام اعظمهم ضرراً قوم ينسبون الى الزهد وضعوه حسبة'' (۵۷)

''حدیث وضع کرنے والے کئی قسم کے لوگ ہیں ان میں سب سے زیادہ نقصان دہ وہ لوگ ہیں جو زھد کی طرف منسوب ہیں یہ لوگ وضع حدیث کا دھندہ کار خیر سمجھ کر کرتے تھے۔''

ان کی ضرر کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا بھی خطباء کی طرح عوام میں بڑا اثر ورسوخ ہے لوگ ان کے ظاہری زھد اور تورع سے مرعوب ہوتے ہیں ان کی اکثریت جبوں قبوں میں ملبوس شعبدہ بازی کے ماہر ہیں بسا اوقات اپنی شعبدہ بازیوں سے جاہل عوام کو بڑا مبہوت کر دیتے ہیں اور ہتھیلی پر سرسوں جمانے کا کرتب کرتے ہیں جس سے عوام انکو بڑی کرنی والے اور تصرف والے سمجھتے ہیں حتی کہ حوائج اور مشکلات کے وقت ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مزاروں میں غیر اللہ کی نذر ونیاز، نداء وپکار اور دیگر غیر شرعی حرکات قوالی، رقص اور حجروں میں مجرے ان کے دم بقدم ہیں۔

عقائد میں خرابی اور شرک وبدعات کا جو رواج ان کے ذریعہ ہوا ہے یا ہو رہا ہے وہ دوسرے واضعین سے نہیں ہوا اس لئے مذکورہ ائمہ کرام کے ان کے بارہ میں تجزیات بالکل درست ہیں ان حضرات نے کتنی تعداد میں روایات

۵۵- میزان الاعتدال ص ۴۳۱ ج ا۔ ۵۶- دراسات فی الجرح والتعدیل ص ۱۱۲۔ ۵۷- تقریب مع التدریب ص ۲۴۸ ج ا

وضع کی ہیں ان کا احاطہ طویل سفر ہے البتہ یہ حقیقت ہے کہ ان کی تعداد جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے ہزاروں سے متجاوز ہے۔

۸- صالحین کی جماعت

بعض صالحین حضرات بھی وضع حدیث کا شکار ہوئے ہیں گو ان کا مقصد روایات وضع کرنا یا لوگوں میں انکو پھیلانا نہیں تھا اور نہ ہی انہوں نے عمداً یہ ارتکاب کیا ہے بلکہ جہالت اور غفلت کی وجہ سے ان سے اس قسم کی روایات کا صدور ہوگیا تھا امام یحیی بن سعید القطان فرماتے ہیں:۔

"لم تر الصالحين في شيء اكذب منهم في الحديث"(۵۸)

"آپ صالحین کو حدیث میں بہت جھوٹ بولنے والے پائیں گے۔"

اس کے قریب قریب امام ابو عاصم نبیل کا مشاہدہ ہے فرماتے ہیں:۔

"ما رأيت الصالح يكذب في شيء أكثر من الحديث"(۵۹)

میں نے صالحین کو حدیث میں سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والے پایا ہے۔"

امام مسلم نے اس کی وجہ بیان فرمائی ہے:۔

"يجري الكذب على لسانهم ولا يعتمدو ن الكذب"(۶۰)

"جھوٹ ان کی زبانوں پر بے ساختہ جاری ہو جاتا ہے وہ عمداً ایسا نہیں کرتے۔"

ابو عبید نے ابراہیم بن ہراسہ پر کذاب کا اطلاق کیا ہے امام ابن حبان اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"هو من النوع الذى غلب عليهالتقشف والعبادة وغفل عن تعاهد حفظ الحديث حتى صار كانه يكذب"(۶۱)

"ان پر پراگندگی اور عبادت کا غلبہ تھا جس کی وجہ سے حدیث یاد کرنے سے غافل ہو گئے اور ایسے ہو گئے جیسا کہ جھوٹ بولتے تھے۔"

اسی طرح عباد بن کثیر اپنے دور کے نہایت صالح بزرگ تھے مگر حدیث ان کا فن نہیں تھا اور لاعلمی کی وجہ سے

۵۸- مسلم ص ۱۳ ج ۱۔ ۵۹- کامل ص ۱۵۱ ج ۱۔ ۶۰- مسلم ص ۱۳ ج ۱۔ ۶۱- کتاب المجروحین ص ۱۱۱ ج ۱۔

انہوں نے موضوع حدیثیں روایت کر دیں۔[۶۲]

ان کی ایسی غفلت کی وجہ سے محدثین کرام نے ان سے روایات لینے وقت سخت احتیاط سے کام لیا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کے ذریعے لوگوں میں روایات پھیلنے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے کہ یہ لوگوں کی نظروں میں قابل احترام ہوتے ہیں اور لوگ ان کے زھد اور ورع کی وجہ سے ان کی صدق وامانت پر اعتماد کرتے ہیں امام مالک حقیقت افروز تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

”لا یوخذ العلم من اربعة ویوخذ ممن سوی ذلك والنوع الرابع هو رجل له فضل وصلاح وعبادة ولكنه لا يعرف ما يحدث“[۶۳]

”چار قسم کے آدمیوں سے علم حاصل نہ کیا جائے اور ان کے علاوہ باقی لوگوں سے لے لیا جائے ان میں چوتھا آدمی وہ ہے جو فضل اور صلاح اور عبادت کا خوگر ہے مگر جو حدیث بیان کرتا ہے اسے اسکی تحقیق نہیں ہوتی۔“

حافظ ابن مندہ فرماتے ہیں:۔

”اذا رأیت فی حدیث حدثنا فلان الزاهد فاغسل یدك منه“[۶۴]

”جب تم حدیث کی سند میں کسی زاہد راوی کو دیکھو تو اس حدیث سے اپنے ہاتھ دھولو۔“

حافظ ابن رجب فرماتے ہیں:۔

”هولاء المشتغلون بالتعبد“

”یہ لوگ عبادت میں مشغول تھے حدیث کی حفاظت کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے جس کی وجہ سے ان کی روایات میں وہم غالب آ گیا موقوف کو مرفوع اور مرسل کو متصل روایت کر دیا۔“[۶۵]

گویا کہ محدثین نے ان کی دیانت پر انگشت نمائی نہیں کی بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ حدیث ان کا فن نہیں تھا کہ وہ حدیث کی کما حقہ حفاظت کر سکتے بنا بریں انہوں نے بغیر تحقیق وتفحص کے حدیثیں روایت کر دیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی روایات میں جھوٹ جیسی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اس جیسی خرابیوں کو دیکھ کر محدثین کرام نے ان کے بارہ میں احتیاط کی اور ان کی خرابیوں کو واضح کرنا اپنا منصب سمجھا۔

۶۲- تہذیب التہذیب ص۱۰۰ ج۵۔
۶۳- دراسات فی الجرح والتعدیل ص۱۱۱۔
۶۴- شرح علل الترمذی ص۱۱۵۔
۶۵- شرح علل الترمذی ص۱۱۵۔

امام عبدالرحمن بن مھدی فرماتے ہیں میں نے شعبہ، ابن مبارک، ثوری اور مالک رحمہم اللہ سے متھم بالکذب راوی کے بارہ میں پوچھا تو وہ فرمانے لگے انشرہ فانہ دین۔(٦٦)

''اس کو عوام کے سامنے نشر کرنا چاہیے کیونکہ روایت حدیث دین ہے۔''

امام حماد بن زید فرماتے ہیں ہم نے امام شعبہ سے ابان بن ابی عیاش کے بارہ میں پوچھا کیا اس کی عمر اور اہل خانہ کی توقیر کے تحت اس کی عیب جوئی سے رک جانا چاہیے فرمانے لگے:۔

''لا یحل الکف عنہ لانہ الامر دین''(٦٧)

''رکنا حلال نہیں اس لئے کہ حدیث دین ہے۔''

٩- بدعتی اور قبوری حضرات

بدعت اسلام میں ناپسندیدہ اور شنیع امر ہے جب سے اسلام میں بدعات کو پھیلاؤ ہوا ہے بہت سے مفاسد نے جنم لیا ہے اکثر احادیث اور سنت صحیحہ متروک ہو کر رہ گئی ہیں بدعتی کے پاس بدعت کے جواز کے لئے دلیل تو ہوتی نہیں جس کی بنا پر اسے لا یعنی اور من گھڑت روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ ان حضرات سے اسلام کو بڑا نقصان پہنچا ہے اور اب حالت تو یہ ہوگئی ہے کہ ان کی لغویات اور بدعات کو اصل اسلام سمجھا جانے لگا ہے ان حضرات کا زیادہ تر تعلق عجمی علاقوں سے ہے عوام سے ان کا رابطہ پیری مریدی کی سطح پر قائم ہے ان میں جو پیری کے مقام پر قائم ہیں وہ لوگوں کی نظروں میں بڑی کرنی والے بلکہ صفات الٰہی کے حامل ہیں۔ استمداد، حاضر و ناظر، علم غیب نور، اور دیگر شرکیہ عقائد ان کے ایجاد کردہ ہیں۔

ان لوگوں نے غلو کو بہت رواج دیا ہے اور عقیدت کے رنگ میں ہر قسم کے خرافات کو جائز قرار دیے دیتے ہیں انبیاء علیہ السلام کو ۔ فوق الفطرت ہستیاں کہتے ہیں اور اپنے پیروں کے بارہ میں ان کے خیالات غلو اور مبالغہ امیزی پر مبنی ہیں جن کو باقاعدہ اس پروگرام کے تحت عوام میں پھیلایا گیا ہے۔

برصغیر میں ان لوگوں کا کردار بڑا گھناؤنا اور اسلام شکن رہا ہے اہل سنت کے ناکٹل اور لعبل پر شیعیت کے لئے کام کیا ہے آج عوام میں جتنی شیعیت طرز کی روایات پھیلی ہوئی ہیں وہ ان حضرات کی مرہون منت ہیں۔

٦٦- التمہید شرح مؤطا ص ٤٧ ج ١۔ ٦٧- التمہید ص ٤٧۔

مزاروں کے طواف اور نذر ونیاز ان لوگوں کا بنیادی عقیدہ ہے بلکہ پیر حضرات کی معیشت ہی مزاروں سے منسلک ہے ظاہر ہے ایسے خرافات کی اسلام میں تو قطعاً گنجائش نہیں مگر ان حضرات نے اپنا کاروبار چلانے کے لئے موضوع روایات کا سہارا لیا ہے امام ابن القیم فرماتے ہیں:۔

”ولا ریب ان الحامل لهولاء علی هذا الغلو انما هو اعتقادهم انه یکفر عنهم سیاتهم ویدخلهم الجنة وکلما غلوا وزادوا غلوا فیه کانوا اقرب الیه واخص به فهم أعصی الناس لأمره وأشدهم مخالفة لسنته وهؤلاء فیهم شبه ظاهر من النصاری الذین غلوا فی المسیح اعظم الغلو وخالفوا شرعه ودینه اعظم المخالفة۔ والمقصود ان هولاء یصدقون بالاحادیث المکذوبة الصریحة ویحرفون الاحادیث الصحیحة عن مواضعها لترویج معتقداتهم“(۶۸)

”اس میں شک نہیں کہ ان کی غلو پسندی کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ غلو کو گناہوں کا کفارہ اور جنت میں داخلے کا سبب سمجھتے ہیں جب یہ لوگ غلو میں زیادتی کرتے ہیں تو ان کے خیال میں اتنا ہی وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب اور آپ کے خواص سے ہو جاتے ہیں اس اعتبار سے یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ نافرمانی اور سنت کی سخت مخالفت کرتے ہیں ان لوگوں کی شباہت عیسائیوں سے ہے جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارہ میں سب سے زیادہ غلو کیا اور ان کے دین اور شریعت کی سخت مخالفت کی۔ ایسے ہی یہ لوگ صحیح احادیث کو جھٹلاتے ہیں اور جھوٹی روایات پر عمل کرتے ہیں اور اپنے اعتقادات کی اشاعت وترویج کے لئے صحیح احادیث میں تحریف کرتے ہیں“(☆) ان کے ایک بڑے سرغنہ کا عقیدہ ہے کہ:۔

رسول اللہ ﷺ کو صرف اللہ نہ کہو باقی جو چاہو کہو۔

یعنی ان کے عقیدہ میں غلو معیوب نہیں بلکہ کار ثواب ہے۔

قبر پرستی کے جواز میں ان حضرات نے بہت سی روایات گھڑی ہیں جن میں ایک روایت یہ ہے:۔

”اذا اعیتکم الامور فعلیکم باصحاب القبور“ (دیکھئے نمبر ۸۳)

”جب تمہیں امور عاجز کر دیں تو تم قبروں والوں کو لازم پکڑو۔“

۶۸۔ المنار المنیف ص ۸۴۔ (☆) ان کے ایسے اعتقادات وعمل کے بارہ میں راقم کی کتاب ”عقائد اہل بدعت“ زیر تکمیل ہے۔

اس روایت کے وضع کرنے کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ فوت شدگان بھی مدد کرتے ہیں، لہٰذا مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

اسباب وضع

واضعین حضرات کے تفصیلی تعارف کے بعد آپ وضع حدیث کے اسباب بھی ملاحظہ فرماتے جائیں تاکہ ان حضرات کے گھناؤنے مقاصد کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

وضع کے اسباب مختلف ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض واضعین حضرات کے اعتقادات اور نظریات اور پروگرام ایک دوسرے سے مختلف تھے جس بنا پر انکے وضع کے اسباب میں بھی اختلاف ہونا بدیہی امر تھا ان اسباب کی اجمالی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ سیاسی مقاصد کا حصول

۲۔ تقلید اور تعصب اور فقہی مذاہب کی تائید

۳۔ ارباب اقتدار کی خوشنودی

۴۔ اسلام دشمنی

۵۔ ترغیب وترہیب کے لئے

۶۔ اپنے اپنے علاقوں کی برتری ثابت کرنا

۷۔ عزت وعلمی جاہ اور مناظرہ وغیرہ

۸۔ خوش اعتقادی

۹۔ اپنے آئمہ اور مقتدا کی مدح سرائی

۱۰۔ ثواب کی خاطر

۱۱۔ قصہ گوئی اور واعظ وتقریر کی دلکشی اور جاذبیت

۱۲۔ قوم کی محبت

۱۳۔ غفلت

۱۴- بدعات کی ترویج

۱۵- علم حدیث سے جہالت کے باوجود شوق تحدیث کا غالب ہونا۔

حفاظت حدیث اور محدثین کی ثمر آور جد وجہد

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت اپنے ذمہ لی ہے ﴿انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون﴾۔ اگر کوئی شخص اسلام کو متحرف کرنے یا اس کو مکدر کرنے کی ہزار کوشش بھی کرے وہ اس میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ حدیث وضع کرنے والوں کے پروگرام میں اسلام میں تحریفی عمل جاری کرنا اور اسے غیر محفوظ بنانا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اسکی حفاظت کے لئے اپنے ایسے بندے پیدا کیے جنہوں نے حفاظت حدیث بلکہ دین میں وہ متحیر العقول کارنامے سرانجام دیئے کہ جن کی مثالیں مذاہب عالم کے تاریخی اوراق میں تلاش کرنا ناممکن اور محال ہیں۔
محدثین کرام نے جس حدیث کو سنا یا پڑھا اس کی تحقیق میں تہہ تک پہنچے اور ہر جعلی اور من گھڑت حدیث بلکہ ایک ایک حرف کو الفاظ نبوی سے جدا اور الگ کیا۔ امام ثوری نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

"ان هم الرجل ان يكتب في الحديث وهو في جوف بيت اظهر الله"(۶۹)(☆)

"اگر کوئی اپنے گھر بیٹھ کر من گھڑت روایت لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کر دیتا ہے۔"

محدثین کی ان کاوشوں کا تذکرہ ایوان خلافت میں بھی ہوتا تھا خلیفہ ہارون الرشید ایک زندیق کو قتل کرنے لگا تو وہ زندیق کہنے لگا امیر المومنین میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کی ہیں ان کو آپ کیسے ختم کریں گے خلیفہ جواب میں فرمانے لگے۔

"اين انت يا زنديق عن عبد الله بن المبارك وابن اسحاق الفزارى ينخلانه

۶۹- الموضوعات الکبیر ص ۱۹۔

(☆) حال ہی میں اہل بدعت نے اپنی طرف سے ایک خط "الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق" شائع کی ہے جس میں انہوں نے "اول ما خلق الله نور نبيك" کو ثابت کرنے کی سعی نامشکور کی ہے جس کا رد علماء اہل حدیث نے دلائل سے کر دیا ہے کہ یہ کتاب امام عبدالرزاق کی نہیں بلکہ بدعتیوں نے اپنی طرف سے لکھ کر ناحق امام عبدالرزاق کی طرف منسوب کر دی ہے رد لکھنے والوں میں محدث جلیل زبیر علیزئی، محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری، مصنف ناقد مولانا ابوصہیب داود ارشد اور راقم الحروف ہیں۔ مختلف رسائل میں یہ مقالات طبع ہو چکے ہیں والحمد للہ علی ذلک۔

فیخرجانہ حرفا حرفا"[70]

"اے زندیق! تو عبداللہ بن مبارک اور ابن اسحاق فرازی رحمہم اللہ سے کہاں بھاگ کر جائے گا وہ تو تیری وضع کی ہوئی روایات کا ایک ایک حرف باہر نکال پھینکیں گے۔"

خلیفہ ہارون الرشید کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ جو کام حکومت کا رعب دبدبہ اور تلوار نہ کر سکی وہ کام محدثین کی کاوش نے کر دکھایا اور ان کذابوں کی پھیلائی ہوئی روایات کو صحیح احادیث سے الگ کر دیا اگر کسی محدث سے کسی روایت کی جانچ پرکھ اور تحقیق وتحیص میں تساہل ہو گیا تو دوسرے محدث نے اس روایت کو تنقید وتحقیق کے ترازو میں تول دیا۔ ورنہ جس قدر واضعین حدیث نے اسلام کو من گھڑت روایات سے پراگندہ کرنے کی ناپاک سعی کی تھی اس سے اسلام محفوظ نہ رہ جاتا بلکہ یہ ایک مرکب مغلوب ہوتا۔ جس میں ہر کسی کو تصرف وتحرف کا اختیار حاصل ہوتا مگر محدثین نے حدیث کی حفاظت کر کے ان کے تمام تشکیکی اور تحریفی حربوں کو ناکام بنا دیا ہے یہ سب کچھ محدثین کرام کی ثمر آور کوششوں سے ممکن ہوا امام ابن القیم فرماتے ہیں:۔

"یہ وہی شخص جان سکتا ہے جو سنن پر حاوی ہو اور وہ اس کے خون اور گوشت میں مخلوط ہو گئی ہوں اور ان پر اسے ملکہ حاصل ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور افعال کے پہچانے میں پوری مہارت ہو گویا کہ اسکی ملابست رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہے۔"[71]

اس میں شک نہیں کہ محدثین کرام کے شب وروز حدیث کی حفاظت واشاعت کے لئے وقف تھے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

موضوع روایات کی شناخت

محدثین کرام نے کمال جستجو سے موضوع روایات کی حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے اور اسکی شناخت کے لئے چند ضابطے اور اصول مقرر فرمائے ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱۔ وضع کا اعتراف مفتری اور کذاب خود کرے جیسا کہ نوح بن ابی مریم نے فضائل سور کی روایات وضع کرنے کا اعتراف واقرار کیا۔

۷۰۔ الموضوعات الکبیر ص ۱۹۔
۷۱۔ المنار المنیف ملخصا ص ۴۴۔

۲- حدیث مشاہدہ اور عقل کے صریحا خلاف ہو جیسا کہ روایت حضرت نوح کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی۔

۳- عمل چھوٹا ثواب بہت زیادہ جیسا کہ صوفیہ حضرات کی خودساختہ نمازیں ہیں۔

۴- گناہ ہلکا اور وعید سخت ہو۔

۵- حادثہ بہت بڑا اور راوی صرف ایک ہو جیسا کہ ردشمس والی حدیث ہے۔

۶- آئمہ ناقدین کی نظر میں راوی کذاب اور واضع ہو۔

۷- کسی مجہول اور نا معلوم راوی کی حدیث کتاب اللہ یا احادیث صحیحہ صریحہ کے خلاف ہو جیسا کہ: ''جب تمہیں عاجزی پیش آئے تو اصحاب القبور سے مدد طلب کرو'' ہے۔

۸- حدیث میں جو واقعہ بیان ہو اس کے متعلقہ افراد اس واقعہ میں موجود نہ ہوں یعنی واقعہ رونما ہونے سے پہلے فوت ہو چکا ہو یا بعد میں پیدا ہوا ہو جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے خیبر کے موقعہ پر جزیہ معاف کیا تھا کی روایت کے راوی حضرت سعد بن معاذ ہیں اور گواہ حضرت معاویہ ہیں۔
حضرت سعد رضی اللہ عنہ خیبر سے پہلے غزوہ خندق میں شہید ہو گئے تھے اور حضرت معاویہ خیبر کے بعد فتح مکہ کے وقت رسول اللہ ﷺ سے ملے تھے۔

۹- حدیث حس کے خلاف ہو جیسا کہ یہ روایت اگر گفتگو کے دوران آدمی چھینک مارے تو وہ اس کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔

۱۰- روایت قابل تمسخر ہو۔

۱۱- ایسی روایت جس کے چھپانے پر صحابہ کا اجماع ہوا ہو جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ میرے وصی اور میرے بعد خلیفہ ہوں گے۔

۱۲- روایت کے الفاظ سے اس کا باطل ہونا ظاہر ہو جیسا کہ صحبت کرنے والا صحبت کے وقت نیت کرے کہ اگر اس حمل سے بچہ پیدا ہوا تو میں اس کا نام محمد رکھوں گا تو یقیناً بچہ پیدا ہوگا۔

۱۳- روایت کے الفاظ منصب نبوت کے منافی ہوں جیسے کہ خوبصورت چہرے کا دیکھنا عبادت ہے۔

۱۴- آئندہ پیش آنے والے واقعہ کو کسی خاص دن تاریخ اور وقت کے ساتھ متعین کیا جائے۔

۱۵- حدیث ظلم، فساد اور فضول مدح پر مشتمل ہو جیسا کہ بچے کا نام محمد اور احمد رکھنے کی فضیلت پر روایات ہیں۔

موضوع روایات کا اجمالی خاکہ

امام ابن القیم نے المنار المنیف میں موضوع روایات کے بارہ میں قواعد وضوابط تحریر کئے ہیں اور پھر ان روایات کی تفصیل بیان کی ہے جن کو واضعین حدیث نے وضع کیا ہے اور پھر ان کے من گھڑت ہونے پر علمی محاسبہ ومحاکمہ فرمایا ہے جس سے موضوع روایات کی حقیقت دوپہر کی طرح عیاں ہوگئی ہے ہم نے اختصار کے طور پر ان روایات کی اجمالی فہرست تیار کی ہے جس سے قارئین کرام کے سامنے من گھڑت روایات کا ایک خاکہ آجاتا ہے۔ ترتیب وہی رہنے دی ہے جو امام ابن القیم کی ہے مراجعت کے لئے المنار المنیف کے صفحات حوالہ قرطاس کئے ہیں اور جس نمبر میں حوالہ نہیں وہ اضافہ شدہ ہے۔

۱- مرغ کے بارہ میں تمام روایات جھوٹ ہیں سوائے ایک روایت کے (المنار ص ۵۶)

۲- خلافت علی کی تمام روایات جھوٹ ہیں۔

۳- ہر حدیث جس میں حضرت عائشہ کو حمیرا کہا گیا ہے من گھڑت ہے۔ (المنار ص ۶۰)

۴- ہر حدیث جس میں خوبصورت چہرے کی تعریف اور ان کے دیکھنے کی طرف رغبت اور خوبصورت چہرے والوں کو آگ کا نہ چھونا کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۶۳)

۵- ہر حدیث جس میں آنے والے واقعات کو کسی تاریخ اور دن کے ساتھ متعین کیا گیا ہے جھوٹ ہے۔ (ص ۶۴)

۶- ہر حدیث جس میں کان کے گونجنے کا ذکر ہے جھوٹ ہے۔ (ص ۶۵)

۷- عقل کی مدح کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۶۶)

۸- حیات خضر کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۶۷)

۹- عوج بن عنق کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (ص ۷۶)

۱۰- ہامہ بن اہیم بن لاقیس بن ابلیس کے بارہ میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۷۹)

۱۱- زریب بن برثملی وصی مسیح علیہ السلام کے بارہ میں جملہ روایات باطل ہیں۔ (ص ۷۹)

۱۲- قس بن ساعدہ کے بارہ میں روایات بے بنیاد ہیں۔

۱۳- بیت المقدس میں صخرہ میں قدم کے نشانات کی فضیلت میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ سوائے ابن ماجہ کی روایت کے کہ یہ جنت سے ہے۔ (ص ۸۷)

۱۴- بیت المقدس کی فضیلت میں اور نماز کی فضیلت میں اکثر روایات بے بنیاد ہیں البتہ شد رحال اور اس کا مسجد حرام کے بعد تعمیر ہونا کی حدیثیں متفق علیہ ہیں۔

۱۵- صوفیہ کی ہفتے بھر کی نمازیں تمام من گھڑت ہیں۔ (ص ۹۵)

۱۶- نماز رغائب کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۹۵)

۱۷- رجب میں روزہ رکھنے یا منع کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۹۸)

۱۸- شب برات میں نماز کی فضیلت کی تصوف کی کتابوں میں مذکور تمام روایات بے اصل ہیں۔

۱۹- جولاہوں، موچیوں اور انگریزوں کی مذمت میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۰۰)

۲۰- حبشیوں اور سوڈانیوں کی مذمت میں تمام روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۰۰)

۲۱- ترکوں کی مذمت کی روایات باطل ہیں۔

۲۲- غلاموں کی مذمت کی روایات بے اصل ہیں

۲۳- کبوتر کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (ص ۱۰۶)

۲۴- سوائے اس روایت کے کہ ایک آدمی کو کبوتر کے پیچھے دیکھا تو فرمایا شیطان شیطان کے پیچھے جا رہا ہے۔

۲۵- اولاد کی مذمت کی جملہ روایات جھوٹ ہیں۔ (ص ۱۰۹)

۲۶- عاشوراء کے دن سرمہ اور زینت لگانا وغیرہ کی فضائل کی جملہ روایات غیر صحیح ہیں۔ (ص ۱۱۱)

۲۷- فضائل سور کی اکثر حدیثیں من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۱۳)

۲۸- فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ (ص ۱۱۶)

(بعض حسن درجہ کی روایات ہیں۔ (گوندلوی)

۲۹- فضائل ابو حنیفہ و مذمت شافعی کی جملہ روایات من گھڑت ہیں۔ (ص ۱۱۹)

۳۰- مذمت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جملہ روایات (ص ۱۱۷)

۳۱- مذمت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی جملہ روایات (ص ۱۱۷)

۳۲- بنی امیہ کی مذمت کی جملہ روایات اور انکی تعداد کی جملہ روایات

☆☆☆☆☆

ضعیف روایات پر عمل

موضوع روایت پر عمل تمام محدثین کے نزدیک حرام ہے البتہ ضعیف روایات پر عمل میں معمولی سا اختلاف ہے اکثر محدثین کا یہی خیال ہے کہ ضعیف روایات بھی قابل عمل نہیں ہیں البتہ بعض ائمہ نے صرف ترغیب وترہیب اور فضائل اعمال میں عمل کو جائز قرار دیا ہے مگر یہ رائے درست نہیں ہے کیونکہ حدیث خواہ کسی بھی باب سے تعلق رکھتی ہو وہ دین ہے اس لئے کہ وہ فرمودہ رسول ہے اور وہ بھی "وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی" میں شامل ہے اور اس آیت کریمہ کی روشنی میں احکام وفضائل میں تفریق نہیں ہے بلکہ تمام کا ایک جیسا ہی درجہ ہے لہذا جتنا ثبوت احکام کے لئے درکار ہے اتنا ہی ثبوت فضائل کے لئے بھی چاہئے۔ محدثین کرام اور ائمہ عظام ہر قسم کی حدیث کو دین سمجھتے تھے جیسا کہ امام ابن سیرین فرماتے تھے:۔

"ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم۔"(۷۱)

"اور امام انس بن سیرین فرماتے ہیں:۔

"اتقوا یا معشر الشباب فانظروا عمن تاخذون ھذہ الاحادیث فانھا دینکم"(۷۲)

"اے نوجوانوں تم احتیاط کرو۔ اور جس سے یہ حدیثیں حاصل کرتے ہو اسے دیکھو (کہ یہ اس لائق بھی ہے یا کہ نہیں) کیونکہ یہ احادیث تمہارا دین ہیں۔"

امام مالک فرماتے ہیں:۔

"حدیث کا علم دین ہے تم دیکھو دین کس سے حاصل کرتے ہو میں نے ستر ایسے لوگ پائے ہیں جو مسجد نبوی میں بیٹھ کر کہتے تھے مجھ سے فلاں نے روایت کی رسول اللہ نے فرمایا: مگر میں نے ان کی روایات قبول نہیں کیں۔"(۷۳)

ان آثار سے ظاہر ہے کہ متقدمین محدثین ہر قسم کی روایات میں تحقیق کرتے تھے اور وہ صرف ثقہ راویوں کی روایات قبول کرتے تھے جیسا کہ امام سعید بن ابراہیم فرماتے ہیں:۔

"لا یحدث عن رسول اللہ الا الثقات"(۷۴)

"صرف ثقہ راویوں سے حدیث رسول لی جائے۔"

۷۱۔ مسلم ص ۱۔ ۷۲۔ التمہید شرح موطا ص ۱۷ ج ۱۔ ۷۳۔ التمہید ص ۱۷ ج ۱۔ ۷۴۔ دارمی ص ۹۳ ج ۱۔

امام مسلم فرماتے ہیں:۔

”محدثین نے خود پر راویوں کے عیوب ظاہر کرنے کو لازم کر رکھا ہے اس لئے کہ اس میں بہت سا خطرہ ہے کیونکہ دین کے بارہ میں جو خبریں (حدیثیں) ہیں وہ حلال، حرام، امر، نہی اور ترغیب وترہیب کو بیان کرتی ہیں ایسا راوی جو صدق وامانت کا خوگر نہیں اس کا لوگوں پر عیب ظاہر نہ کرنے والا شخص مسلمان عوام کو دھوکہ دیتا ہے۔“ (۷۵)

یہی وجہ ہے کہ ائمہ نقاد بلا تفریق فضائل ودیگر معاملات میں ضعیف روایت کو قابل عمل نہیں سمجھتے تھے جن میں امام یحییٰ بن معین، امام بخاری، امام مسلم، امام ابن حزم اور ابوبکر العربی اور احمد شاکر مصری رحمہم اللہ اجمعین ہیں۔ (۷۶)

ان ائمہ کا موقف ہی درست ہے کیونکہ روایت کے ضعیف ہونے سے اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف مشکوک ہو جاتی ہے اور اس کی قبولیت میں تردد پیدا ہو جاتا ہے اگر ضعیف روایت کو قابل عمل سمجھا جائے تو اس سے محدثین کرام کی اس بارہ میں شب وروز کی محنتیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں اور صحت حدیث کے درجات کا کوئی معنی باقی نہیں رہتا۔

پھر بحمد اللہ صحیح احادیث مکمل دین ہیں جن پر عمل کرنے سے ضعیف روایت کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

موضوع روایات کے ما لها و ما عليها کی تفصیل کے بعد اب ہم اصل مقصد ضعیف اور موضوع روایات کی تفصیل ضروری اصطلاحات کی توضیح وتشریح بیان کرتے ہیں۔

وبالله التوفيق وعليه توكلت وهو نعم المولىٰ ونعم النصير۔

کتبہ ابو انس محمد یحییٰ گوندلوی

۷۵۔ مسلم ص ۲۰ ج ۱۔ ۷۶۔ قواعد التحدیث للقاسمی ص ۱۱۳، والباعث الحثیث ص ۷۶۔

اصطلاحات ضروریہ

ایسی اصطلاحات جو "ضعیف اور موضوع روایات" میں حکم لگانے کے ضمن میں آئی ہیں ان کی مختصر تشریح و توضیح پیش خدمت ہے تا کہ جس روایت پر جو حکم لگایا ہے اس کی کیفیت اور نوعیت سمجھنے میں آسانی ہو۔

ضعیف حدیث:

ضعیف حدیث وہ ہے جس کا راوی عادل اور ضابط اور متقن نہ ہو۔ بلکہ اس کے حافظہ میں کمی اور نقص ہو یا عقیدہ اور مروت کے لحاظ سے مجروح ہو۔ ضعف دو طرح سے ہوتا ہے:

۱۔ راوی کی وجہ سے۔ ۲۔ سند کی وجہ سے۔

راوی کی وجہ سے ضعف کے اسباب:

۱۔ سوء حفظ: راوی کا حافظہ زیادہ قوی نہ ہو بلکہ خطا کر جاتا ہو۔ اگر حافظہ مستقل خراب ہو گیا ہو تو ایسے راوی کو مختلط کہتے ہیں۔ اختلاط سے پہلے کی روایت قابل قبول ہے اور بعد والی مردود ہے۔

۲۔ کثرت غفلت: راوی حدیث کے بارہ میں اکثر غفلت کا شکار ہوا ہو۔

۳۔ فحش خطا: راوی روایت حدیث میں اکثر غلطی کرتا ہو۔

۴۔ جہالت: راوی کے نام کا علم نہ ہو یا نام کا تو علم ہو مگر حال معلوم نہ ہو۔

۵۔ فسق: راوی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو، بعض نے اس کے کبیرہ پر مصر ہونے کی شرط لگائی ہے۔

۶۔ وہم کی وجہ سے سند یا متن میں تبدیلی واقع ہو جائے۔

۷۔ کذب: راوی عمداً رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی جھوٹ منسوب کر دے۔

۸۔ متہم بالکذب: جس کا حدیث کے بارہ میں جھوٹ ظاہر نہ ہو ہاں البتہ عام باتوں میں اس کا جھوٹ ثابت اور معلوم ہو۔

۹۔ بدعت: بدعتی راوی کی ایسی روایت مردود ہے جو اسکی بدعت سے موافقت کرتی ہو یا بدعتی بدعت مکفرہ کا مرتکب ہو۔

۱۰۔ اضطراب ایک راوی یا متعدد ایک ہی روایت کو مختلف اسناد یا متن سے روایت کریں جس میں ترجیح یا تطبیق ممکن نہ ہو۔

سند کی وجہ سے ضعف کے اسباب:

۱۔ مرسل: تابعی صحابی کے واسطہ کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کرے۔

۲۔ معضل: سند سے کسی ایک جگہ سے مسلسل دو یا دو سے زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔

۳۔ معلق: سند کے شروع سے ایک یا زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔

۴۔ منقطع: سند سے کسی بھی جگہ سے ایک راوی چھوٹ گیا ہو۔

۵۔ مدلس: راوی اپنے شیخ کے نام میں اخفاء کرے اور اس کا ذکر اس طریقہ سے کرے جس سے وہ لوگوں میں پہچانا نہ جائے یا لوگوں میں معروف نہ ہو یہ ایسی صورت میں ہوتا ہے جب راوی کا شیخ مجروح ہو۔ مدلس کی معنعن روایت نا قابل قبول ہے۔

۶۔ شاذ: ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی یا بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے۔

۷۔ منکر: ضعیف اور مجروح راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔

۸۔ موضوع: کذاب راوی نے اپنی بات یا کسی غیر کی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو۔

۹۔ باطل: بے ثبوت روایت۔

۱۰۔ بے اصل: جس کی سند معلوم نہ ہو۔

۱- کتاب الایمان

(۱) الایمان بالنية و اللسان (عمر رضی اللہ عنہ)۔

ایمان کا تعلق نیت اور زبان کے ساتھ ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی نوح بن ابی مریم نے فضائل قرآن میں حدیث وضع کی ہے (حاکم) منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان الاعتدال ص۲۷۹ ج۴) حدیث وضع کرتا تھا (ابن مبارک ☆ تاریخ الصغیر ص۱۸۹) کذاب تھا (ابوعلی نیشاپوری) موضوع روایات روایت کرتا تھا (نقاش ☆ تہذیب التہذیب ص۴۸۸ ج۱۰) مزید تفصیل داستان حنفیہ ص۱۸۷ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

(۲) اليقين الايمان كله (عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

یقین تمام کا تمام ایمان ہے۔☆

صغانی کہتے ہیں من گھڑت ہے (تذکرۃ الموضوعات ص۱۱ والموضوعات الکبیر ص۱۳۶)، راوی محمد بن خالد مخزومی مجروح ہے (میزان الاعتدال ص۵۳۴ ج۳) اور اس روایت میں متفرد ہے (تاریخ بغداد ص۲۲۶ ج۱۲)۔

(۳) الايمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالاركان (علي رضی اللہ عنہ)۔

ایمان دل کی معرفت، زبان کا اقرار اور ارکان کے ساتھ عمل کا نام ہے۔☆

۱- رواه عبد الخالق الشحامي في الأربعين ضعيف الجامع الصغير ج۲۳۰۷، سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة ص۱۳۷ ج۲، وديلمي ص۱٤۷ ج۱ ح۳٦۹۔

۲- شرح السنة ص۳۹٦ ج۱، العلل المتناهية ص۳۳۱ ج۲۔

۳- ابن ماجة مقدمة ح٦٥، طبراني اوسط ص۱٤۷ ج۷ ح ٦۲٥۰، ديلمي ص۱٤۸ ج۱، تاريخ بغداد ص۲۸٦ ج۹ ص٤۷ ج۱۱، كتاب المجروحين ص۱۰٦ ج۲۔

نوٹ 1: عربی متن کے ساتھ نام سے مراد وہ صحابی یا تابعی ہے جس سے یہ روایت مروی ہے۔

نوٹ 2: جرح کے بعد بریکٹ ( ) جیسا کہ حدیث نمبر ۱ میں (حاکم) ہے سے مراد امام ناقد ہے جس کا جرح میں قول نقل کیا گیا ہے اور ( ) میں کتاب کا نام جیسا کہ (میزان الاعتدال) ہے سے مراد وہ کتاب ہے جس سے ناقد محدث کا قول نقل کیا گیا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں امام حاکم اور بخاری ہیں کہ ان کا قول میزان الاعتدال سے نقل کیا گیا ہے۔

من گھڑت ہے، راوی ابو صلت عبد اسلام بن صالح وضع حدیث میں متہم ہے (دار قطنی ☆ کتاب الموضوعات ص۸۴ ج۱)۔ رافضی خبیث ہے (عقیلی) متہم ہے (ابن عدی ☆ میزان ص۶۱۶ ج۲)۔ اس کا دوسرا راوی علی بن موسیٰ الرضا ہے جو اپنے باپ سے عجائبات روایت کرتا تھا۔

ایمان میں کمی وبیشی

(٤) الایمان قول وعمل یزید وینقص ومن غیر هذا فهو مبتدع (أبی هریرة رضی اللہ عنہ)۔

ایمان قول اور عمل ہے جو زیادہ اور کم ہوتا ہے اور جو اس میں تبدیلی کرے وہ بدعتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی احمد بن محمد بن حرب کذاب تھا حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۵۴ ج۱) باطل روایتیں کرتا تھا (الکامل ص۲۰۵ ج۱) نیز اس کا استاد ابن حمید واہ کذاب ہے (ابو زرعہ ☆ کتاب الموضوعات ص۸۵ ج۱)۔

(٥) الایمان قول وعمل یزید وینقص لا یکون قولا بلا عمل ولا عملا بلا قول وعلیکم بالسنة فالزموها (واثلة رضی اللہ عنہ)۔

ایمان قول اور عمل ہے جو زیادہ اور کم ہوتا ہے قول بغیر عمل کے نہیں اسی طرح عمل بغیر قول کے نہیں تم پر سنت لازم ہے اسے لازم پکڑو۔☆

من گھڑت ہے، راوی معروف بن عبد اللہ بن خیاط سخت منکر الحدیث ہے (الکامل ص۲۳۲۸ ج۶) نیز اس کی جملہ روایات پر متابعت نہیں اور مذکورہ روایت من گھڑت ہے (ابن عدی ☆ کتاب الموضوعات ص۸۸ ج۱)۔

(٦) الایمان قول والعمل شرائعه لا یزید ولا ینقص (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

٤۔ تاریخ بغداد ص۴۱۹ ج۵، دیلمی ص۱۴۸ ج۱ ح۳۷۳، الکامل ص۲۰۴ ج۱، وکتاب الموضوعات ص۸۵ ج۱، اللآلی المصنوعة ص۴۰ ج۱، تنزیه الشریعة ص۱۵۰ ج۱، میزان الاعتدال ص۱۳۴ ج۱۔

٥۔ الکامل ص۲۳۲۷ ج۶، کتاب الموضوعات ص۸۵ ج۱، اللآلی المصنوعة ص۴۰ ج۱۔

٦۔ کتاب المجروحین ص۱۴۲ ج۱ ص۴۵ ج۳، لسان المیزان ص۱۹۳ ج۱، میزان الاعتدال ص۴۲۹ ج۳، کتاب الموضوعات ص۸۷ ج۱، اللآلی المصنوعة ص۴۳ ج۱۔

ایمان قول (زبان کا اقرار) ہے اور عمل اس کے شرائع ہیں نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ کم۔☆

من گھڑت ہے، راوی احمد بن عبد اللہ بن خالد جویباری دجال ہے (ابن حبان) کذاب ہے (نسائی ودارقطنی وحاکم) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی) اس نے ایک ہزار سے زائد حدیثیں گھڑی ہیں (بیہقی) کذب میں ضرب المثل تھا (میزان ص ۱۰۶ تا ص ۱۰۸ ج ۱)۔

(۷) زيادة الايمان كفر ونقصانه شرك (أبي هريرة رضی اللہ عنہ)۔

ایمان میں زیادتی کفر ہے اور کمی شرک ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی مرجی کذاب تھا (ابو حاتم) مذکورہ حدیث اسی کی گھڑی ہوئی ہے (ابن جوزی) نیز اس سند میں ابو المھزم راوی بھی کذاب ہے (کتاب الموضوعات ابن جوزی ص ۸۶ ج ۱)۔

(۸) الايمان مثبت في القلوب كالجبال الرواسي زيادته ونقصانه كفر (أبي هريرة رضی اللہ عنہ)۔

ایمان دلوں میں پہاڑوں کی طرح مضبوط ہے اس میں زیادتی اور کمی کفر ہے۔☆

من گھڑت ہے، اولا ابو المھزم راوی کذاب ہے۔ ثانیا ابو عمرو عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بھی کذاب ہے ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۸۶ ج ۱)۔

(۹) ((الايمان لا يزيد ولا ينقص)) (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا۔☆

من گھڑت ہے، راوی احمد جویباری کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶)۔

۷- كتاب المجروحين ص ۱۴۰ ج ۱ وص ۱۰۳ ج ۲، كتاب الموضوعات ص ۸۵ ج ۱، اللالي ص ۴۱ ج ۱، ميزان الاعتدال ص ۵۷۴ ج ۱، لسان الميزان ص ۳۳۴ ج ۱۔

۸- ميزان الاعتدال ص ۴۲ ج ۳، كتاب المجروحين ص ۱۰۳ ج ۲، كتاب الموضوعات ص ۸۶ ج ۱، اللالي المصنوعة ص ۴۱ ج ۱، لسان الميزان ص ۳۳۲ ج ۴۔

۹- كتاب الموضوعات ص ۸۶ ج ۱، ميزان الاعتدال ص ۲۱ ج ۴، اللالي ص ۴۲ ج ۱۔

(۱۰) الایمان لا یزید ولا ینقص (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ایمان زیادہ اور کم نہیں ہوتا۔☆

من گھڑت ہے، ایک تو احمد جویباری کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۶) اور دوسرا راوی، مامون بن احمد سلمی دجال ہے (ابن حبان) اس نے ایک لاکھ حدیثیں گھڑی ہیں (کتاب الموضوعات ص ۸۷ ج ۱)۔

(۱۱) جس کا یہ گمان ہے کہ "ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے ایمان میں زیادتی نفاق ہے اور کمی کفر ہے پس اگر ایسے لوگ توبہ کر لیں تو ٹھیک ورنہ انکی گردن اڑا دی جائے یہ اللہ کے دشمن، دین سے خارج اور کفر کو قبول کرنے والے ہیں اللہ کے معاملہ میں جھگڑا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے زمین کو پاک کرے ان کی نہ کوئی نماز، نہ روزہ، نہ زکوٰۃ، نہ حج اور نہ دین۔ یہ رسول ﷺ سے بری ہیں اور رسول ﷺ ان سے بری ہیں۔" (عن ابی سعید رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی محمد بن قاسم طالقانی مرجی کا سرغنہ تھا جو اپنے مذہب کی خاطر روایتیں وضع کرتا تھا (ابو حاتم) اور ایسی خبریں لاتا تھا جن کے باطل ہونے کی گواہی مخلوق دیتی ہے۔ (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۸۷ ج ۱)۔

نوٹ: ایمان میں کمی اور زیادتی کے نہ ہونے پر مرجیہ نے مذکورہ روایات کے علاوہ اور بھی متعدد روایات وضع کی ہیں مقصد صرف اپنے مذہب (کہ ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں) کو تقویت پہنچانا ہے اس میں شک نہیں کہ قرآن کریم کی متعدد آیات ایمان کے بڑھنے اور بہت سی صحیح احادیث ایمان کے بڑھنے اور کم ہونے پر نص قطعی ہیں تفصیل کے لئے "عقیدہ اہل حدیث" ص ۷۵ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۲) ان امتی علی الخیر ما لم یتحولوا عن القبلة ولم یستثنوا فی إیمانهم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

۱۰— کتاب الموضوعات ص۸۷ ج۱.

۱۱— کتاب المجروحین ص ۳۱۱ ج۲، کتاب الموضوعات ص۸۷ ج۱، اللآلی المصنوعة ص ٤٣ ج١،

۱۲— کتاب الموضوعات ص۸۸ ج۱، فوائد المجموعة ص٤٥٣، تنزیه الشریعة ص ١٥٠ ج١، اللآلی ص ٤٤ ج١.

اس وقت تک میری امت بھلائی پر ہوگی جب تک قبلہ نہ بدلیں اور ایمان میں استثناء (ان شاء اللہ میں ایمان دار ہوں) نہ کریں۔☆

من گھڑت ہے، اس کو مرجیہ نے گھڑا ہے اس میں بعض ضعیف اور اکثر مجہول راوی ہیں (کتاب الموضوعات ص۸۹ ج۱) اس کی سند میں ایک راوی جعفر بن ہارون موضوع روایات لاتا تھا (ذھبی ☆ میزان ص۴۲۰ ج۱) مذکورہ روایت کی طرف ذھبی نے من گھڑت ہونے کا اشارہ کیا ہے (الفوائد المجموعہ ص۴۵۲)۔

(۱۳) من قال انا مؤمن ان شاء الله فليس له في الاسلام نصيب (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو کہے کہ میں ان شاء اللہ ایماندار ہوں اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔☆

من گھڑت ہے، محمد بن تمیم سعدی روایتیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۳۰۶ ج۲)۔

(۱٤) من شك في ايمانه فقد حبط عمله وهو في الآخرة من الخسرين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے اپنے ایمان میں شک کیا اس کے عمل برباد ہو گئے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا۔☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی نعیم بن ہیثم بن سالم مشہور کذاب ہے جو روایتیں وضع کرتا تھا (میزان ص۲۴۷ ج۳) یہ روایت اسی کی گھڑی ہوئی ہے اس کا شاگرد عثمان بن عبد اللہ اموی بھی متہم بالوضع ہے۔ (میزان ص۴۱ ج۳)۔

(۱۵) آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی جب ان سے ایمان کے بارہ میں پوچھا جائے گا تو وہ کہیں گے ہم ان شاء اللہ ایماندار ہیں (ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہوگا)۔

۱۳۔ كتاب الموضوعات ص۸۹ ج۱، اللآلي المصنوعة ص٤٤ ج۱، تنزيه الشريعة ص۱٥٠ ج۱۔

۱٤۔ كتاب الموضوعات ص۸۹ ج۱، تنزيه الشريعة ص۱٥٠ ج۱، الفوائد المجموعة ص٤٥٢، اللآلي ص٤٤ ج۱۔

۱٥۔ اللآلي المصنوعة ص٤٤ ج۱، تنزيه الشريعة ص۱٥٠ ج۱، كتاب الموضوعات ص۸۸ ج۱، الفوائد المجموعة ص٤٥٢۔

من گھڑت ہے، راوی مامون سلمی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۰) نیز اس کی سند میں راوی عبداللہ بن مالک بن سلیمان عن ابیہ ہے دونوں باپ بیٹا مرجئیوں میں سے تھے (ابن عدی) مالک ثقہ راویوں کے نام سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ثقہ راویوں کی روایات کے مشابہ نہیں۔ (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۸۸ ج ۱)۔

(۱۶) ان من تمام ایمان العبد الاستثناء ان یستثنی فیہ (أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

بندے کا کامل ایمان یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان میں ان شاء اللہ کہے۔☆

باطل ہے، راوی معارک بن عباد منکر الحدیث ہے (بخاری) ضعیف ہے اور اس کا استاذ عبد اللہ بن سعید مقبری بہت کمزور ہے اور یہ روایت باطل ہے (دار قطنی ☆ میزان ص ۱۳۴ ج ۴)۔

(۱۷) من لم یمیز ثلاثۃ فلیس لہ فی الجماعۃ نصیب ومن لم یمیز العمل من الایمان والرزق من العمل والموت من المرض (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو تین چیزوں کو تین چیزوں سے الگ نہ کرے اس کا جماعت میں کوئی حصہ نہیں ہے عمل کو ایمان سے، رزق کو عمل سے اور موت کو مرض سے۔☆

من گھڑت ہے، اس کی سند میں تین راوی سلمہ بن سلام بن بکر بن خنیس اور ابان متروک ہیں، اور تیسرا راوی احمد جویباری کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۸۸ ج ۱)۔

(۱۸) کما لا ینفع من الشرک شیء وکذا لا یضر مع الایمان شیء (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جیسا کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل فائدہ مند نہیں اسی طرح ایمان کے ساتھ کوئی شئی نقصان دہ نہیں۔☆

۱۶— میزان ص ۱۳٤ ج ٤، اللآلی المصنوعة ص ٤٠ ج ۱، فوائد المجموعة ص ٤٥٢ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۱٥۲ ج ۱۔

۱۷— کتاب الموضوعات ص ۸۷ ج ۱، تنزیہ الشریعة ص ۱٤۹ ج ۱ ح ٥۔

۱۸— تاریخ بغداد ص ۱۳٤ ج ۷، تنزیہ الشریعة ص ۱٥۳ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۹۰ ج ۱، فوائد المجموعة ص ٤٥٤، الکامل ص ٦٥۰ ج ۲، اللآلی المصنوعة ص ٤٦ ج ۱، کنز العمال ص ٦۸ ج ۱، المیزان ص ۱۸۱ ج ٤۔

منکر ہے، راوی منذر بن زیادہ طائی متروک ہے (دارقطنی) منکر ہے (ابن عدی) کذاب ہے (فلاس ☆ میزان ص ۱۸۱ ج ۴)۔

(۱۹) من اسلم علی یدیه رجل وجبت له الجنة (عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ)۔

جس کسی کے ہاتھ پر کوئی شخص مسلمان ہوگیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔☆

سخت منکر ہے، محمد بن معاویہ نیشاپوری راوی متروک ہے (مسلم، نسائی) کذاب ہے (ابن معین ودارقطنی) اور یہ روایت سخت منکر ہے (میزان ص ۴۵ ج ۴) اس حدیث کا کچھ اصل نہیں (ابن معین وخطیب) من گھڑت ہے (امام احمد ☆ الفوائد ص ۴۵۵) اس حدیث کا کچھ اصل نہیں (محمد بن معاویہ کی سعید بن کثیر نے متابعت کی ہے مگر سعید کا شاگرد عبدالسلام بن محمد اموی منکر الحدیث ہے خطیب فرماتے ہیں صاحب المناکیر ہے (لسان المیزان ص ۱۷ ج ۴)۔

وطن سے محبت

(۲۰) حب الوطن من الایمان۔☆

وطن کی محبت ایمان ہے۔☆

یہ حدیث نبوی نہیں، سخاوی فرماتے ہیں میں نے اس پر اطلاع نہیں پائی (المقاصد الحسنہ ص ۱۸۳) صفوی کہتے ہیں ثابت نہیں (الموضوعات الکبیر ص ۱۶)۔

☆☆☆☆☆

۱۹۔ طبراني كبير ص۲۸۵ ج۱۹، طبراني أوسط ص۲۳۱ ج٤ ح ۳۵۷۰، كتاب الموضوعات ص۹۱ ج۱، تاريخ بغداد ص۲۷۱ ج۳، طبراني صغير مع الروض الداني ص۲٦۷ ج۱ ح٤۳۹۔

۲۰۔ ضعيفة ص۵۵ ج۱، المقاصد الحسنة ص۱۸۳، الموضوعات الكبير ص۲۱٦۔

۲- کتاب التوحید

(۲۱) ان الله خلق خيلا واجراها فعرقت وخلق نفسه من ذلك العرق (أبي هريرة رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ نے گھوڑا پیدا کیا اور اسے دوڑایا جس سے اسے پسینہ آ گیا اور اس سے اپنے نفس کو پیدا کیا۔☆

من گھڑت ہے، محمد بن شجاع راوی کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۱۰۴ ج۱)۔

(۲۲) كنت كنزا مخفيا لا اعرف فاحببت ان اعرف فخلقت خلقا وعرفتهم بي وعرفوني۔☆

میں پوشیدہ خزانہ تھا پہچانا نہیں جاتا تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا میں نے ان کو اپنی وجہ سے جانا اور انہوں نے مجھے پہچانا۔☆

جھوٹ ہے، جس کی کوئی سند موجود نہیں، کسی ملحد صوفی کا مقولہ معلوم ہوتا ہے۔

(۲۳) من عرف نفسه عرف ربه۔(يحيى بن معاذ)

جس نے خود کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔☆

یحییٰ بن معاذ رازی کا قول ہے (المقاصد الحسنہ ص۴۱۹) جسے جاہل صوفیوں نے حدیث بنا ڈالا۔

(۲٤) لما اسرى بي الى السماء فرأيت ربي بيني وبينه حجاب بارز فرأيت كل شيء منه حتى رأيت تاجا (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مجھے جب آسمان کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنے رب کو دیکھا میرے اور اس کے درمیان ظاہری پردہ تھا

۲۱۔ الأسماء والصفات ص۱۱۱ ج۲، كتاب الموضوعات ص٦٤ ج۱، تنزيه الشريعة ص١٣٤ ج۱، الكامل ص٢٢٩٢ ج٦، لسان ص٢٣٩ ج٢.

۲۲۔ تذكرة الموضوعات ص١١، الدرر المنتشرة ص١٢٥، مجموع الفتاوى ص١٢٢ وص٣٧٦ ج١٨.

۲۳۔ مقاصد الحسنة ص٤١٩، الدرر المنتشرة ص١٥٢، كشف الخفاء ص٢٦٢ ج٢، الحاوي للفتاوى ص٢٣٨ ج٢.

۲٤۔ ميزان ص٢٦٧ ج٣، الفوائد المجموعة ص٤٤١، كتاب الموضوعات ص٧٢ ج١، لسان ص٤٥٦ ج٤، تاريخ ص١٢٥ ج١٠، اللالي المصنوعة ص٣٠ ج١.

میں نے رب کی ہر چیز دیکھ لی حتی کہ موتیوں سے جڑا ہوا تاج بھی دیکھا۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن یسع ثقہ نہیں اور اس کا استاد قاسم منطی کذاب ہے (اللآلی المصنوعہ ص۳۴ ج۱)۔

(۲۵) رأيت ربي في المنام في احسن صورة شابا موقرا رجلاه في خضرة عليه نعلان من ذهب على وجهه فراش من ذهب (أم طفيل رضی اللہ عنہا)۔

میں نے بحالت خواب اپنے رب کو ایک خوبصورت اور معزز نوجوان کے روپ میں دیکھا اس کے پاؤں ایک سبزہ میں تھے اور سونے کا جوتا پہنا ہوا تھا اور چہرے پر سونے کا ہی پردہ تھا۔☆

من گھڑت ہے، راوی مروان بن عثمان یہ کون ہے جس کی روایت کی اللہ تعالیٰ کے بارہ میں تصدیق کی جائے۔ (نسائی ☆ میزان ص۷۹ ج۴)۔

(۲۶) رأيت ربي جعداً امرد عليه حلة خضراء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

میں نے اپنے رب کو گھنگر یلے بالوں والا بغیر داڑھی کے دیکھا اس پر سبز حلہ تھا۔☆

(۲۷) ان محمدا رأى ربه في صورة شاب امرد دونه ستر من لؤلؤ قدميه في خضرة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

محمد ﷺ نے اپنے رب کو نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کے درمیان موتیوں کا پردہ حائل تھا اور اس کے قدم سبزہ میں تھے۔☆

یہ دونوں روایتیں حماد بن سلمہ کی ان روایات میں سے ہیں جن کا محدثین نے انکار کیا ہے۔ (میزان ص۵۹۴ ج۱)۔

۲۵۔ تاريخ بغداد ص۳۱۱ ج۱۳، تنزيه الشريعة ص۱۴۵ ج۱، الفوائد المجموعة ص۴۴۸، اللآلي المصنوعة ص۳۳ ج۱، كتاب الموضوعات ص۸۱ ج۱۔

۲۶۔ اللآلي ص۳۴، كامل ابن عدى ص۶۷۷ ج۲، علل المتناهية ص۲۲ ج۱، تذكرة الموضوعات ص۱۲، تاريخ بغداد ص۲۱۴ ج۱۱۔

۲۷۔ الكامل ص۲۷۷ ج۲، ميزان الاعتدال ص۵۹۴ ج۱۔

(۲۸) رأیت ربی بمنی علی جمل علیہ جبة (أبی رزین رضی اللہ عنہ)۔

میں نے اپنے رب کو منیٰ میں دیکھا جس پر جبہ تھا۔☆

(۲۹) رأیت ربی بعرمات علی جمل أحمر علیه أزار (أبو رزین رضی اللہ عنہ)

میں نے رب کو عرفہ میں سرخ اونٹ پر دیکھا جس کے اوپر چادر تھی۔☆

یہ دونوں روایتیں من گھڑت ہیں، ان دونوں روایتوں کا راوی حسن بن علی بن ابراہیم اھوزی حدیث اور قرأت میں کذاب تھا (خطیب بغدادی) اس روایت میں جو متھم ہے یہ تمام لوگوں سے جھوٹا ہے جو قرأت کے بارہ میں روایات کا دعویٰ کرتا ہے۔ (ابن عساکر ☆ میزان ص۵۱۳ ج۱)۔

(۳۰) بین اللہ وبین الخلق سبعون الف حجاب (سهل بن سعد)۔

اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں (اور مخلوق میں سے سب سے زیادہ اللہ کے قریب جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔ ان کے درمیان چار پردے ہیں آگ کا پردہ، تاریکی کا پردہ، بادلوں کا پردہ اور پانی کا پردہ)۔☆

من گھڑت ہے، راوی حبیب بن ابی حبیب ثقہ نہیں کذاب تھا (احمد)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی)، اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۷۳ ج۱)۔

(۳۱) دون اللہ تعالی سبعون الف حجاب من نور وظلمة ومن ماء لا تسمع نفس شیئاً من حسن تلك الحجب الا زهقت نفسها (سهل رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کے وراء ستر ہزار نور اور تاریکی اور پانی کے پردے ہیں کوئی نفس بھی ان پردوں کی خوبصورتی

۲۸۔ میزان ص۵۱۳ ج۱ ولسان ص۲۳۸ ج۲۔

۲۹۔ میزان الاعتدال ص۵۱۲ ج۱، لسان ص۲۳۸ ج۲۔

۳۰۔ کتاب الموضوعات ص۷۳ ج۱، تنزیه الشریعة ص۱٤۲ ج۱، فوائد المجموعة ص٤٤۲، اللالی ص۱۲ ج۱۔

۳۱۔ مجمع الزوائد ص۷۹ ج۱، عقیلی ص۱۵۲ ج۲، تنزیه الشریعة ص۱٤۲ ج۱، کتاب الموضوعات ص۷۳ ج۱، أبو یعلی ح۷٤۸۷ ص٤۹٤ ج۶، طبرانی کبیر ص۱٤۸ ج۶ ح۵۸۰۲۔

نہیں ستا غمر اس کی جان نکل جاتی ہے۔☆ بے اصل ہے، راوی موسیٰ بن عبیدہ کی روایت لینا حلال نہیں (احمد) کوئی شئ نہیں (ابن معین) اس کا استاذ عمرو بن حکم بن ثوبان ذاھب الحدیث ہے۔ (کتاب الموضوعات ص۱۴۳ ج۱)۔

(۳۲) قال لجبریل هل تری ربك قال ان بيني وبينه سبعين حجابا من نار أو نور لو رأیت ادناها لاحترقت (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جبریل سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا میرے اور اللہ کے درمیان آگ یا نور کے ستر پردے ہیں اگر میں ان میں سے کسی ہلکے پردہ کو بھی دیکھ لوں تو جل جاؤں۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو مسلم قائد اعمش کی حدیث میں نظر ہے (بخاری) خطا کرتا ہے (ابن حبان) اس کے پاس من گھڑت حدیثیں ہیں (ابو داؤد ☆ میزان ص۹ ج۳)۔

نوٹ: حجاب الٰہی کے بارہ میں اور بھی چند روایات ہیں جن میں اکثر من گھڑت اور باقی ضعیف ہیں (گوندلوی)۔

(۳۳) جناب علی سے پوچھا گیا کیا تم نے اللہ کو محمد ﷺ کے واسطہ سے پہچانا ہے یا اللہ کے واسطہ سے محمد ﷺ کو۔ فرمایا: میں کبھی رسول اللہ ﷺ کی طرف محتاج نہیں ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنے نفس سے پہچانا ہے جیسے اس نے بلا کیف چاہا (علی رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، اس کا راوی محمد بن سعید ہروی اس روایت کے وضع میں متہم ہے (الفوائد المجموعہ ص۴۵۵)۔

(۳٤) ما وسعني سمائي ولا ارضي ولكن وسعني قلب عبد المومن۔☆

میری وسعت آسمان اور زمین سے زیادہ ہے مگر میں بندہ مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔☆

۳۲۔ طبرانی أوسط ص۱۰۱ ج۱، ح۲۲۹۰ واللالی المصنوعة ص۲۲ ج۱، ومجمع ص۷۹ ج۱

۳۳۔ الفوائد المجموعة ص٤٥٥۔

۳٤۔ مجموع الفتاوی ص۱۲۲ ج۱۸، کشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲، تذکرة الموضوعات ص۳۰۔

بالکل بے اصل ہے (کشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲)۔

(۳۵) ان السموات والأرض ضعفن عن ان یسعنی ووسعنی قلب عبد المومن (وھب بن منبه)۔

تمام آسمان اور زمین میری وسعت سے عاجز ہیں مگر بندہ مومن کا دل وسیع ہے۔☆

باطل ہے جس کو بعض ملحدوں نے وضع کیا ہے اور علی بن وفی نے (اپنے صوفیانہ) مقاصد کی خاطر عام لوگوں کے سامنے روایت کیا ہے یہ وجد اور رقص کے وقت کہتا تھا اپنے رب کے گھر کا طواف کرو (کشف الخفاء ص۱۹۲ ج۲)۔ رب کے گھر سے مراد دل لیتا تھا۔

(۳۶) القلب بیت الرب۔☆

دل رب کا گھر ہے۔☆ حدیث نہیں کسی ملحد کا قول ہے۔

(۳۷) آنیة ربکم قلوب عباده الصالحین (أبی عتبة)۔

تمہارے رب کے برتن نیک بندوں کے دل ہیں۔☆

ابن تیمیہ فرماتے ہیں اس روایت کا مدار بقیہ بن ولید پر ہے جو قابل حجت نہیں اسرائیلی روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے اس کی کوئی معروف سند نہیں (کشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲)۔

(۳۸) تفکروا فی کل شیء ولا تفکروا فی ذات الله (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تم ہر چیز میں تفکر کرو مگر اللہ کی ذات میں نہیں۔

ضعیف ہے، عاصم اور اس کا باپ دونوں ضعیف ہیں، عطاء مختلط ہے۔

(۳۹) تفکروا فی الخلق ولا تفکروا فی الخالق فانکم لا تدرون قدره (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۳۵۔ کشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲۔

۳۶۔ تنزیه الشریعة ص۱٤۸ ج۱، تذکرة الموضوعات ص۸۰۔

۳۷۔ کشف الخفاء ص۱۹۵ ج۲۔

۳۸۔ الاسماء والصفات ص٦ ج۲، کشف الخفاء ص۳۱۱ ج۱۔

۳۹۔ احیاء العلوم ص٤٤ ج٦، کنز العمال ص۱۰٦ ج۳، در المنثور ص۱۱۰ ج۲، ص۱۳۰ ج٦، المغنی عن حمل الأسفار ص۱۹۲ ج۲، تفسیر قرطبی آل عمران ص۱۹۱، ص۲۹٤ ج٤۔

تم مخلوق کے بارہ میں تفکر کرو اور خالق کے بارہ میں نہیں کیونکہ تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔☆

ضعیف ہے، راوی وازع بن نافع متروک ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص۱۹۲ ج۴ دیکھئے نمبر۴۲)۔

(۴۰) تفکروا فی خلق الله ولا تفکروا فی الله۔ (عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ)

تم ہر چیز کے بارہ میں غور وفکر کرو مگر اللہ کے بارہ میں نہیں۔☆ ضعیف، ان تینوں روایات کو سیوطی نے جامع الصغیر میں ذکر کیا ہے اور ان پر ضعف کا حکم لگایا ہے۔

(۴۱) تفکروا فی خلق الله ولا تفکروا فی الله فتهلکوا (أبی ذر رضی اللہ عنہ)۔

تم اللہ کی مخلوق کے بارہ میں غور وفکر کرو اور اللہ کے بارہ میں نہ کرو (اگر ایسا کرو گے) تو ہلاک ہو جاؤ گے۔☆ اس کو بھی سیوطی نے ضعیف کہا ہے۔

(۴۲) تفکروا فی الاء الله ولا تفکروا فی الله (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو اور اللہ کے بارہ میں نہ کرو۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی وازع بن نافع متروک ہے (نسائی)۔ ثقہ نہیں (ابن معین واحمد)۔ منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان الاعتدال ص۳۲۷ ج۴)۔

(۴۳) کنا نعد الریا علي عهد رسول الله الشرك الاصغر (شداد بن أوس)۔

ہم ریا کاری کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چھوٹا شرک کہتے تھے۔☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، صحیح الفاظ میں (ان أخوف ما أخاف - مسند احمد ص۴۲۸ ج۵ وشرح السنۃ)

ضعیف ہے، راوی ابن لھیعہ ضعیف اور مدلس ہے (میزان ص۴۷۵ ج۲ طبقات المدلسین ص۴۲)۔

(۴۴) نصرة الله للعبد خیر من نصرته لنفسه۔

۴۰۔ احیاء العلوم ص۴٤ ج٦، کشف الخفاء ص۳۱۱ ج۱، کنز العمال ص۱۰٦ ج۳۔

۴۱۔ ابو الشیخ فی العظمة جامع الصغیر مع فیض القدیر ص۲٦۲ ج۱۔

۴۲۔ شعب الایمان ح۱۲۰ ص۱۳٦ ج۱، کشف الخفاء ص۳۱۱ ج۱، الکامل ص۲۵۵٦ ج۷، در المنثور ص۱۱۰ ج۲، طبرانی أوسط ص۱۷۱ ج۷ ح۶۳۱۵، کتاب المجروحین ص۸۳ ج۳۔

۴۳۔ طبرانی کبیر ص۷۱٦۰ ج۷ ح۷۱٦۰۔

۴۴۔ کشف الخفاء ص۳۱٦ ج۲، المقاصد الحسنة ص٤٤٦، موضوعات کبیر ص۱۳۲۔

اللہ کی مدد اپنے بندے کے لئے بہتر ہے اپنے نفس کی مدد سے۔
حدیث نہیں ہے بلکہ کسی نامعلوم کا قول ہے۔

(٤٥) لیس علی اھل لا الٰه الا اللّٰه وحشة فی قبورھم ولا فی نشورھم (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔
توحید والوں پر قبر اور حشر میں وحشت نہیں ہے۔☆
ضعیف ہے، راوی بہلول بن عبید کندی ضعیف الحدیث ذاہب ہے (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں (ابو زرعہ) حدیث چور تھا (ابن حبان ☆ میزان ص٣٥٥ ج١) اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی عبد الرحمن بن زید بن اسلم مجروح ہے۔ (دیکھئے نمبر ٦٨)۔

(٤٦) من قال لا الٰه الا اللّٰه قبل کل شیء ولا الٰه الا اللّٰه بعد کل شیء عوفی من الھم والحزن (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔
جس نے ہر چیز سے پہلے اور ہر چیز کے بعد لا الٰہ الا اللہ کہا تو وہ غم اور پریشانی سے محفوظ ہو گیا۔☆
من گھڑت ہے، راوی عباس بن بکار ضبی کذاب ہے (دار قطنی) ص٣٨٢ ج٢) یہ حدیث اس کی گھڑی ہوئی ہے (تعلیق بر مسند فردوس ص٦ ج٤)۔

(٤٧) من خاف اللّٰه خوف اللّٰه منه کل شیء ومن لم یخف خوفه اللّٰه من کل شیء (واثلہ رضی اللہ عنہ)۔
جو اللہ سے ڈرے اللہ ہر چیز کو اس سے ڈراتا ہے اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا اللہ اس کو ہر چیز سے ڈراتا ہے۔☆

٤٥۔ شعب الایمان ص١١١ ج١ ح١٠٠، تاریخ بغداد ص٢٦٦ ج١، طبرانی أوسط ص٢١٦ ج١٠ ح٩٤٧٤، میزان الاعتدال ص٣٥٥ ج١، مجمع الزوائد ص٨٢ ج١٠، ص٣٣٣ ج١٠، تاریخ جرجان ح١٢٤، الکامل ص١٥٨٢ ج٤، کشف الخفاء ص١٧٠ ج٢، احیاء العلوم ص٣٩٤ ج١، المغنی عن حمل الاسفار ح٩٣٩۔

٤٦۔ الترغیب والترهیب ص٦١٧ ج٢، مجمع الزوائد ص١٣٧ ج١٠، طبرانی ص٢٩٠ ج١٠، ضعیفة ص٤٢٧ ج١، کنز العمال ص١٢٢ ج٢، مسند فردوس دیلمی ص٦ ج٤ ح٥٥١٣۔

٤٧۔ المغنی عن حمل الاسفار ص٤٥٥ ج١، ضعیفة ص٤٩٥ ج١، الترغیب والترهیب ص٢٦٧ ج٤، الفوائد المجموعة ص٢٨٦، کشف الخفاء ص٢٤٩ ج٢۔

منکر ہے، اس سند کے راوی سوائے سلیمان بن عمرو کے باقی تمام نامعلوم ہیں منذری کہتے ہیں اس کا مرفوع ہونا منکر ہے۔

(۴۸) حضرت ابو ہریرہ سے یہی روایت عقیلی نے ضعفاء میں روایت کی ہے اور یہ دونوں روایتیں منکر ہیں (سلسلہ احادیث ضعیفہ ص ۴۹۵ ج ۱)۔

(٤٩) الخلق كلهم عيال الله فاحب الخلق الى الله انفعهم لعياله (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اللہ کے نزدیک اچھے لوگ وہ ہیں جو اس کے کنبے کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی ابو ہارون عمیر قرشی متروک ہے (مجمع ص ۱۹۱ ج ۸)۔

(٥٠) الخلق عيال الله فاحبهم الى الله انعمهم لعياله (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اللہ کے نزدیک اچھے لوگ وہ ہیں جو اس کے کنبے کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ ☆

راوی یوسف بن عطیہ صفار متروک ہے۔ (مجمع ص ۱۹۱ ج ۸)۔

یہ روایت متعدد طریق سے مروی ہے مگر تمام ضعیف ہیں بعض میں الفاظ "الخلق كلهم عيال الله" ہیں اور بعض میں "تحت كنفه" کے ہیں (ابن حجر مکی ☆ کشف الخفاء ص ۳۸۱ ج ۱)۔

(٥١) لو لا النساء لعبد الله حقا (عمر رضی اللہ عنہ)۔

اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کی کما حقہ عبادت کی جاتی۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی عبد الرحیم بن زید عمی کذاب ہے۔ (میزان ص ۶۰۵ ج ۲) اور اس کا باپ اور استاد زید عمی ضعیف ہے۔ (میزان ص ۱۰۲ ج ۲)۔

٤٨۔ ضعيفه ص ٤٩٥ ج ١۔

٤٩۔ طبراني أوسط ص ٢٥٢ ج ٦ ح ٥٥٣٧، طبراني كبير ص ٨٦ ج ١٠ ح ١٠٠٣٣، تاريخ بغداد ص ٣٣٤ ج ٦، مجمع الزوائد ص ١٩١ ج ٨، كشف الخفاء ص ٣٨١ ج ١۔

٥٠۔ مجمع ص ١٩١ ج ٨۔

٥١۔ كتاب الموضوعات ص ٢٦٢ ج ٢، الفوئد المجموعة ص ١١٩، تنزيه الشريعة ص ٢٠٤ ج ٢، اللالىء المصنوعة ص ١٣٤ ج ٢، ضعيفة ص ٧٤ ج ١، كنز العمال ص ٢٨٦ ج ١٦، كشف الخفاء ص ١٦٥ ج ٢، الكامل ص ١٩٢١ ج ٥۔

(٥٢) لو لا المرأة لدخل الرجل الجنة (أنس رضی اللہ عنہ)

اگر عورت نہ ہوتی تو مرد جنت میں داخل ہوتے۔

من گھڑت ہے، راوی بشر بن حسین عن زبیر بن عدی متروک ہے (دارقطنی) اس میں نظر (قابل قبول نہیں) ہے (بخاری) اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں بس (ابن عدی) یہ زبیر پر جھوٹ بولتا تھا (ابو حاتم) اس نے زبیر کے نام پر ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے جس میں تقریباً ڈیڑھ سو روایات ہیں (ابن حبان ☆ میزان ص۳۰۷ ج۱)۔

(٥٣) علیکم بدین العجائز۔

تم پر بوڑھی عورتوں کا دین لازم ہے۔ ☆ کسی ملحد کا قول ہے۔

(٥٤) اذا کان فی آخر الزمان واختلف الاھواء فعلیکم بدین اھل البادیة والنساء (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

آخر زمانہ میں جب اہواء میں اختلاف پیدا ہوگا تو تم پر بدویوں اور عورتوں کا دین لازم ہے۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن حارث حارثی کوئی شئی نہیں محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے اور مذکورہ روایت اس کے عجائب میں سے ہے (میزان ص۵۰۴ ج۳) مگر اس روایت کو محمد بن عبد الرحمٰن بیلمانی نے وضع کیا ہے بخاری اور ابو حاتم کہتے ہیں منکر الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں اس نے اپنے باپ سے دوسو روایات کے قریب ایک نسخہ روایت کیا ہے جو پورا ہی من گھڑت ہے (میزان ص۶۱۷ ج۳) مذکورہ حدیث بھی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

٥٢۔ اللالی المصنوعة ص١٣٤ ج٢، تذکرة الموضوعات ص١٢٩، کنز العمال ص٢٨٥ ج١٦ ح٤٤٤٩٧۔

٥٣۔ احیاء العلوم ص٢٠٨ ج٣، ضعیفة ص٦٦ ج١، فوائد المجموعة ص٥٠٥، تذکرة الموضوعات ص١٦، کشف الخفاء ص٧٠ ج١، المقاصد ص٢٩٠، المغنی عن حمل الاسفار ص٧٤٥ ج٢۔

٥٤۔ کتاب المجروحین ص٢٦٤ ج٢، مغنی عن حمل الاسفار ص٧٤٥ ج٢، الکامل ص٢١٨٥ ج٦ مختصر، اللالی المصنوعة ص٢٣٢ ج١، کتاب الموضوعات ص٢٠٠ ج١۔

نداء وپکار

(۵۵) جنگ یمامہ میں صحابہ کرام کا شعار یا محمداہ تھا۔

من گھڑت ہے، یہ روایت طبری نے اپنی تاریخ میں اور اس کے طریق سے ابن کثیر نے البدایہ میں اور ابن اثیر نے الکامل میں نقل کی ہے اس کا ایک راوی شعیب بن ابراہیم مجہول ہے (میزان ص۲۷۵ ج۲) اور اس کا استاد سیف بن عمر تیمی برجمی ضعیف ہے ابن معین کہتے ہیں اس سے تو ایک پیسہ بہتر ہے ابو داؤد کہتے ہیں کہ کوئی شئ نہیں ابو حاتم کہتے ہیں متروک ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات منکر ہیں ابن نمیر کہتے ہیں حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۲۵۵ ج۲) اس کے استاد ضحاک بن یربوع کی روایت درست نہیں (میزان ص۳۲۷ ج۲) وہ اپنے باپ سے اور اس کا باپ بنی سہم کے ایک آدمی سے روایت کرتا ہے اور یہ مجہول ہے۔

(۵۶) ابن عباس کے پاس ایک آدمی کا پاؤں سن ہو گیا، ابن عباس نے کہا جو تیری طرف سب سے زیادہ محبوب ہے اسے یاد کر تو وہ کہنے لگا محمد ﷺ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

باطل ہے، راوی غیاث بن ابراہیم نخعی کی روایت ترک کر دی گئی تھی (احمد) ثقہ نہیں (ابن معین) محدثین نے ترک کر دیا تھا (بخاری) بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ حدیثیں وضع کرتا تھا (جوزجانی ☆ میزان ص۳۳۷ ج۳)۔

(۵۷) ابن عمر کا پاؤں سن ہو گیا تو کسی نے کہا اس کو یاد کر جو تیری طرف سب سے زیادہ محبوب ہے تو انہوں نے فرمایا یا محمد (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی ابو اسحاق سبیعی مدلس اور مختلط تھے (نھایہ الاغتباط ص۲۷۶ وطبقات المدلسین ص۱۰۶) مذکورہ روایت تین طرق سے مروی ہے مگر تمام طرق کا مدار ابو اسحاق پر ہے جو مختلط تھے اور اس روایت میں وہ مضطرب بھی ہیں کبھی انہوں نے اس روایت کو ہیثم بن حنش سے روایت کیا ہے اور کبھی عبد الرحمٰن

۵۵۔ تاریخ طبری ص۵۱۳ ج۲، اسی کے حوالہ سے الکامل لابن اثیر اور البدایہ میں ہے۔

۵۶۔ عمل الیوم واللیلة لابن السنی ص۱٤۱ ح۱٦۹۔

۵۷۔ الأدب المفرد ص۲٥۰ ح۹٦٤، عمل الیوم واللیلة ص۱٤۱ ح۱٦۸ وص۱۷۰۔

بن سعد سے اور کبھی ابو سعید سے یہی اضطراب اس کے ضعیف ہونے کی مؤثر علت ہے۔

نوٹ: یہ روایت الادب المفرد بخاری کی ہے مگر الادب المفرد کے صحیح نسخوں میں لفظ ''محمد'' ہے ''یا محمد'' نہیں۔

(۵۸) قول عمر یا سارية الجبل (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ساریہ پہاڑ کو لازم پکڑو۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن عجلان کو احمد اور ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور دیگر محدثین کہتے ہیں سئی الحفظ ہے (الکاشف ص۹۱ ج۳) اور طبقہ ثالثہ کا مدلس ہے (طبقات المدلسین ص۱۰۶) اس نے مذکورہ حدیث نافع سے روایت کی ہے اور جب نافع سے روایت کرے تو مضطرب ہوتا ہے (تہذیب ص۳۴۳ ج۹) اس روایت میں تدلیس کے علاوہ اضطراب بھی ہے کیونکہ ابن عجلان اس حدیث کو کبھی نافع سے روایت کرتا ہے اور کبھی ایاس بن معاویہ سے (دلائل النبوۃ ص۳۷۰ ج۳)۔

اسی روایت کو ابو نمیر بن خلاد نے الفوائد میں روایت کیا اس کا راوی ایوب بن خوط متروک ہے۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں اور نووی نے تہذیب ص۱۰ ج۲ میں بھی روایت کی ہے اس کا راوی فرت بن سائب متروک متہم ہے۔ اسی نے سیف بن عمر اور واقدی نے بھی روایت کی ہے اور یہ دونوں کذاب ہیں۔

(۵۹) اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلا فليناد يا عباد الله احبسوه فان لله حاصرا في الارض سيحبسه فان لله عبادا لا ترونهم (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جب تم میں سے کسی ایک کی سواری جنگل میں بدک جائے تو تم آواز دو اللہ کے بندو اس کو روک دو۔ پس اللہ کی طرف سے اس کو زمین میں روکنے والا ہے جو اس کو روک دے گا، پس اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔☆

ضعیف ہے، معروف بن حسان راوی ضعیف ہے (مجمع ص۱۳۲ ج۱۰) منکر الحدیث ہے اس نے عمر بن ذر سے ایک طویل نسخہ روایت کیا ہے جو تمام غیر محفوظ ہے۔ (ابن عدی ☆ میزان ص۱۴۳ ج۴)۔ نیز ابن مسعود سے راوی کا انقطاع ہے (سلسلہ ضعیفہ ص۱۰۹ ج۲)۔

۵۸۔ دلائل النبوة ص ۳۷۰ ج ٦، أسد الغابة ص ٢٤٤ ج ٢، تهذيب الأسماء نووی ص ١٠ ج ٢۔

۵۹۔ طبراني كبير ص ٢١٧ ج ١٠، عمل اليوم والليلة ص ٥٥٥ ج ٥٠٨۔

(۶۰) اذا ضل احدكم شيئا واراد عونا وهو بارض ليس بها انيس فليقل يا عباد الله اعينوني فان لله عباداً لا تراهم (عتبة بن غزوان)۔

جب تم میں سے کسی کی چیز گم ہو جائے اور وہ اس زمین میں کسی مددگار کو طلب کرنا چاہے جس میں اس کا کوئی ساتھی نہیں تو وہ آواز دے اے اللہ کے بندو تم میری مدد کرو۔ پس اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کو ہم نہیں دیکھتے۔ ☆

ضعیف ہے، اس کا راوی عبدالرحمٰن اور اس کا باپ شریک بن عبداللہ دونوں ضعیف ہیں (مؤلف) شریک مدلس بھی ہیں (طبقات المدلس ص ۶۷) گویا کہ راویوں کے ضعف کے ساتھ انقطاع بھی ہے۔

علم غیب

(۶۱) انه عرضت عليه الخلائق من لدن آدم الى قيام الساعة فعرفتهم كلهم۔

رسول اللہ ﷺ پر آدم سے لے کر قیامت تک آنے والی تمام مخلوق پیش کی گئی تو آپ نے تمام کو پہچان لیا۔ ☆ حدیث رسول نہیں گپ ہے۔

(۶۲) معراج کی رات عرش کے نیچے میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو جو گذشتہ ہو چکا تھا اور آئندہ ہونے والا ہے سب کچھ معلوم ہو گیا۔ ☆ من گھڑت ہے، جس کا کوئی وجود ہی نہیں۔

(۶۳) لقد تركنا رسول الله ﷺ وما يحرك طائر جناحيه الا ذكر لنا منه علما (أشياخ من تيم)۔

رسول اللہ ﷺ ہمیں اس حالت میں چھوڑ کر گئے کہ کوئی پرندہ اپنے پر نہیں ہلاتا مگر آپ نے ہمیں اس میں سے علم بتایا۔ ☆ ضعیف ہے، اشیاخ میں "من تیم" نامعلوم ہیں۔

۶۰۔ طبرانی کبیر ص ۱۱۷ ج ۱۷ ح ۲۹۰۔

۶۱۔ حدیث رسول نہیں بعض متاخرین اہل بدعت کی کتب میں پائی جاتی ہے۔

۶۲۔ اس کا وجود بھی بعض اہل بدعت کی کتب میں ہے۔

۶۳۔ مجمع الزوائد ص ۲۶۴ ج ۸۔

وسیلہ

(٦٤) اللهم اني اسئلك بمعاقد العز من عرشك (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے تیرے عرش کی عزت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔☆

باطل ہے، راوی عمر بن ہارون کذاب ہے (ابن معین کتاب الموضوعات ص ٦٣ ج ٢)۔

(٦٥) بحق نبيك والانبياء الذين من قبلي (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تیرے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے حق کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔☆ ضعیف ہے، راوی روح بن صلاح سے منکر روایتیں کی گئی ہیں دارقطنی فرماتے ہیں حدیث ضعیف ہے ابن ماکولا کہتے ہیں محدثین نے اسے ضعیف کہا ہے البانی کہتے ہیں ائمہ جرح کی عبارات اس کے ضعف پر متفق ہیں جس کا سبب انکی منکر روایات ہیں (سلسلہ ضعیفہ ص ٣٣ ج ١)۔

(٦٦) توسلوا بجاهي فان جاهي عند الله عظيم۔

تم میری جاہ سے وسیلہ پکڑو بلا شبہ اللہ کے نزدیک میری جاہ بہت بڑی ہے۔☆ باطل اور بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(٦٧) اذا سالتم الله فاسئلوا بجاهي۔

تم میری جاہ کے وسیلہ سے سوال کرو۔☆

من گھڑت ہے (اقتضاء الصراط المستقیم ص ٤١٥) اس کا کوئی اصل نہیں۔

٦٤۔ تذكرة الموضوعات ص ٥١، نصب الراية ص ٢٧٢ ص ٢٧٣ ج ٤، الترغيب والترهيب ص ٤٧٧ ج ١، كتاب الموضوعات ص ٦٣ ج ١، كتاب الدعوات بيهقي، الترغيب للاصفهاني، اللآلئ ص ٦٨ ج ٢، تنزيه الشريعة ص ١١٣ ج ٢

٦٥۔ حلية الأولياء ص ١٢١ ج ٣، ضعيفة ص ٣٣ ج ١، طبراني أوسط ص ١٥٢ ص ١٥٣ ج ١۔

٦٦۔ التوصل إلى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص ٢٢٨

٦٧۔ اقتضاء الصراط المستقيم ص ٤١٥، التوصل إلى حقيقة التوسل والمشروع الممنوع ص ٢٢٨۔

(٦٨) دعائے آدم یا رب اسئلك بحق محمد (عمر رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے محمد کے وسیلہ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سخت ضعیف ہے (مؤلف) اس نے اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (المدخل للحاکم ص۱۵۴) اس کا دوسرا راوی عبداللہ بن مسلم بن رشید فہری وضع روایت میں متہم ہے (سلسلہ ضعیفہ ص۳۹ ج۱) یہ روایت من گھڑت ہے (ذہبی ☆ تلخیص المستدرک ص۳۳۲ ج۳) اور باطل ہے (کتاب الموضوعات)۔

(٦٩) قال آدم اللهم انی اسئلك بحق محمد علیك (أبی الزناد رضی اللہ عنہ)۔

آدم نے فرمایا اے اللہ جو محمد کا تجھ پر حق ہے میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔☆

باطل ہے، راوی عثمان بن خالد عثمانی ضعیف ہے اس کے پاس منکر روایات ہیں (بخاری)۔ منکر الحدیث ہے (ابوحاتم)۔ اس کی خبر سے حجت پکڑنا جائز نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص۳۲ ج۳)۔ اس کا استاد عبد الرحمٰن بن ابی الزناد امام ترمذی و عجلی کے نزدیک ثقہ ہے مگر اکثر ائمہ جیسا کہ ابن معین، احمد، ابن مدینی اور نسائی کے نزدیک ضعیف ہے۔ خصوصاً جب اپنے باپ سے روایت کرے تو ضعیف قرار پاتا ہے (تہذیب ص۱۷۲ ج۶)۔ مذکورہ حدیث بھی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

(٧٠) یہودیوں کی دعاء اے اللہ ہم محمد نبی امی کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتے ہیں۔

من گھڑت ہے، راوی عبدالملک بن ہارون بن عنترہ متروک ذاھب الحدیث ہے (ابو حاتم)۔ کذاب ہے (ابن معین)۔ دجال ہے (سعدی)۔ روایتیں وضع کرتا تھا (ابن حبان)۔ اس کی عام روایات جھوٹ ہیں (صالح بن محمد ☆ لسان ص۷۲ ج۴)۔ اس نے اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (المدخل ص۱۷۰)۔

٦٨۔ المستدرك ص٦١٥ ج٢، دلائل النبوة ص٤٨٩ ج٥، طبراني أوسط ص٢٥٩ ج٧ ح٦٤٩٨، طبراني صغير مع الروض الداني ص١٨٢ ج٢ ح٩٩٢۔

٦٩۔ ضعيفه ص٤٠ ج١۔

٧٠۔ التوصل إلى حقيقة التوصل المشروع والممنوع ص٣١٦۔

(۷۱) انك ادنى المرسلين و سيلة (سواد بن قارب رضی اللہ عنہ)۔

آپ تمام رسولوں میں وسیلہ کے زیادہ قریب ہیں۔☆

باطل ہے، اس کے چند طرق ہیں ایک طریق میں زیاد بن یزید بن بادویہ اور محمد بن تواس دونوں مجہول ہیں خدشہ ہے کہ یہ روایت ابوبکر بن عیاس کی وضع کردہ ہو۔

دوسرے طریق میں ابوعبدالرحمن عثمان بن عبدالرحمٰن الوقاص کے ترک پر تمام کا اتفاق ہے اور اسی طریق کے دوسرے راوی علی بن منصور میں جہالت ہے اور پھر یہ روایت اس طریق سے منقطع بھی ہے۔

تیسرے طریق میں محمد بن سائب کلبی رافضی متھم بالکذب ہے۔

چوتھے طریق میں علاء بن یزید منکر الحدیث ہے (بخاری)۔ حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن مدینی)۔ اس نے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے (ابن حبان)۔

پانچویں طریق میں حسن بن عمارہ سخت ضعیف ہے (التوصل ص ۳۰۰)۔

(۷۲) انی فرار الخلق الا الی الرسل۔

مخلوق کی دوڑ تو صرف رسولوں کی طرف ہے۔☆

یہ حدیث نہیں بلکہ کسی شاعر کا شعر ہے جس کا راوی مسلم بن کیسان ملائی متروک الحدیث ہے (فلاس)۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے (احمد)۔ اس میں کلام ہے (بخاری)۔ مختلط ہو گیا تھا (ابن معین)۔ متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص ۱۰۷ ج ۴)۔

(۷۳) کسی اعرابی کا رسول اللہ ﷺ کی قبر پر کھڑے ہو کر کہنا اے اللہ یہ تیرا حبیب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں لمبا واقعہ ہے، جس کے آخر میں ہے "اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو تیرا حبیب ناراض ہو جائے گا اور تیرا دشمن راضی ہوگا اور میں ہلاک ہو جاؤں گا"

۷۱۔ طبرانی کبیر ص۹٤ج۷، مجمع الزوائد ص۲٥٠ج۸، دلائل النبوة للبيهقي ص۲٥١ج۲، مستدرك حاكم ص٦١٠ج٣، قال الذهبي الاسناد منقطع (تلخيص)، دلائل النبوة أبو نعيم اصفهاني ص١١٤ج١ ح٦٢۔

۷۲۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص٢٩٢۔

۷۳۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص٢٦٦۔

سفید جھوٹ ہے جس کی دنیا میں کوئی معقول سند نہیں ہے۔

(۷۴) ایک اعرابی نے آپ کی قبر مبارک پر خود کو پھینکا اور سر پر مٹی ڈالی اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں قرآن میں فرمایا ہے: ﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم﴾ تو میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس آ گیا ہوں تاکہ آپ میرے لئے استغفار کریں تو قبر سے آواز آئی جا تجھے معاف کیا۔

من گھڑت ہے، اس کا راوی ھیثم بن عدی ثقہ نہیں کذاب تھا (بخاری وابو داؤد ☆ میزان ص۳۲۴ ج۴)۔ ھیثم سے روایت کرنے والے محمد بن ھیثم اور احمد بن محمد یعنی اس کا بیٹا اور پوتا ہیں جن کا کوئی حال معلوم نہیں۔

(۷۵) اللهم انی اسئلك بحق السائلين عليك واسئلك بحق ممشائی فانی لم اخرج شرا وبطرا (أبي سعيد خدری رضی اللہ عنہ – ابن ماجة)۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق سے جو تجھ پر سوال کرنے والوں کا ہے کہ میں شر اور تکبر کے ساتھ نہیں نکلا۔ ☆

ضعیف ہے راوی عطیہ عوفی کے ضعیف ہونے پر تمام کا اجماع ہے (المغنی ص۴۳٦ ج۲) اور مدلس تھا (تقریب ص۲۴۰)۔

(۷٦) اللهم بحق السائلين عليك وبحق مخرجی هذا (بلال رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرنے والوں کے حق اور اپنے نکلنے کے حق کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔ ☆

باطل ہے، راوی وازع بن نافع متروک منکر الحدیث ہے (دیکھئے نمبر۳۲)۔

(۷۷) اسئلك بنور وجهك الذی اشرقت له السموات والارض وبكل حق هو

۷۴۔ التوصل الی حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۲٦۵۔

۷۵۔ مسند أحمد ص۲۱ ج۳، المغنی عن حمل الاسفار ص۳۲٦ ج۱، ترغيب الترهيب ص۴۵۸ ج۲، ابن ماجة ح۷۷۸ باب المشی الی الصلاة، ميزان ص۴۴۷ ج۲، عمل اليوم والليلة ص۷٦ ح۸۵۔

۷٦۔ عمل اليوم والليلة ص۷۵ ح۸۴۔

۷۷۔ طبرانی كبير ص۲٦۴ ج۸ ح۸۰۲۷۔

لك و بحق السائلين عليك (أبي أمامة رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے تیرے چہرے کے نور کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو نے آسمان اور زمین کو روشن کیا ہے اور اس حق کے واسطہ ہر جو تیرے لئے ہے۔ اور سوال کرنے والوں کے حق سے جو تجھ پر ہے سے سوال کرتا ہوں۔☆

بے اصل ہے، راوی فضال بن جبیر کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی روایات محفوظ نہیں ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ کسی بھی صورت میں قابل حجت نہیں ہے۔ یہ ایسی روایت کرتا ہے جن کا کوئی اصل نہیں (میزان ص ۳۴۷ ج ۳)۔

(۷۸) يستفتح بصعاليك المهاجرين (أمية بن خالد)۔

آپ فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔☆

مرسل ہے، اولاً راوی ابو اسحاق مختلط اور مدلس ہے (تقریب ص ۲۶۱ وطبقات المدلسین ص ۱۰۱)۔ اور امیہ بن خالد صحابی نہیں بلکہ تابعی ہے (اصابہ ص ۱۲۸ ج ۱)۔

(۷۹) جناب عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عباس کے لئے ایسے حق دیکھتے تھے جیسا کہ بیٹے پر باپ کا حق ہو تم بھی رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرو اور عباس رضی اللہ عنہ کو اللہ کی طرف وسیلہ پکڑو (عمر رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی داؤد بن عطاء کوئی شئ نہیں (احمد)۔ منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص ۱۲ ج ۲)۔

(۸۰) عہد فاروقی میں قحط پڑ گیا تو ایک آدمی قبر رسول پر آیا اور کہنے لگا آپ ﷺ امت کے لئے بارش کی دعاء کریں لوگ ہلاک ہو رہے ہیں تو آپ ﷺ نے اس کو خواب میں فرمایا کہ تو عمر کے پاس جا (مالک الدار)۔

ضعیف ہے، مالک الدار مجہول ہے (مجمع الزوائد ص ۱۲۵ ج ۳)۔

۷۸۔ شرح السنة ص۲۰٦ ج۷، طبراني كبير ص۲۹۲ ج ۹، مشكاة للألباني ص٤٤١ ج۳۔

۷۹۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۲۵۳۔

۸۰۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۲۹۰۔

(۸۱) ایک روایت میں ہے کہ قبر پر فریاد کرنے والا بلال بن حارث صحابی تھے۔
باطل ہے، راوی سیف بن عمر ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۳۴۵ ج ۱)۔

(۸۲) لو لا عباد رکع وصبية رضع وبهائم رتع لصبت عليكم البلايا صبا (مالك بن عبيد عن أبيه عن جده)۔
اگر عبادت گزار بندے اور دودھ پیتے بچے اور چرنے والے چارپائے نہ ہوتے تو تم پر بہت مصیبتیں آتیں۔☆
ضعیف ہے، راوی مالک اور اس کا باپ عبید دونوں مجہول ہیں (التوصل ص ۳۰۸ ومیزان ص ۴۲۸ ج ۳)۔

(۸۳) اذا اعيتكم الامور فعليكم باصحاب القبور۔
جب تمھیں امور عاجز کر دیں تو تم قبر والوں کا وسیلہ طلب کرو۔☆
من گھڑت ہے، جس کا حدیث کی کتابوں میں کوئی وجود نہیں بلکہ یہ کسی مشرک ملحد کا قول ہے۔ جسے بدعتیوں نے حدیث کا درجہ دے دیا ہے (العیاذ باللہ)۔

(۸۴) قال داؤد عليه السلام اسئلك بحق آبائي ابراهيم واسحاق ويعقوب (عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔
داؤد علیہ السلام نے فرمایا: اے اللہ میں تجھ سے اپنے آباء ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے حق اور واسطہ سے سوال کرتا ہوں۔☆
بے اصل ہے، راوی ابو سعید حسن بن دینار بصری متروک ہے اور اس کا استاد علی بن زید بن جدعان منکر الحدیث ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۳۴۳ ج ۱)۔

۸۱۔ التوصل الی حقیقة التوسل المشروع والممنوع ص ۲۴۸۔
۸۲۔ الکامل ص ۲۲ ۱۶ ج ۴ ص ۲۳۸۸ ج ۶ التوصل الی حقیقة التوسل المشروع الممنوع ص ۳۰۸۔
۸۳۔ التوصل الی حقیقة التوصل ص ۲۴۴۔
۸۴۔ ضعیفة ص ۳۴۲ ج ۱ مجمع الزوائد ص ۲۰۲ ج ۸۔

(۸۵) دعائے حفظ قرآن کے الفاظ اللھم انی اسئلك بانك مسؤل لم يسئل مثلك واسئلك بمحمد نبيك وابراهيم خبلك وموسى نجيئك وعيسى روحك وكلمتك ووجيهك (أبي بكر صديق رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تجھ سے ہی سوال کیا جاتا ہے تیری مثل کسی اور سے سوال نہیں کیا جا سکتا۔ میں تجھ سے محمد، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ ☆

من گھڑت ہے، راوی: ابن عبد الرحمٰن صنعانی کذاب ہے (ابن تیمیہ) دجال ہے حدیث وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۲۴۳ ج۲ والتوصل ص۳۱۵) نیز اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی عبد الملک بن ہارون بن عنترہ کذاب دجال ذاھب الحدیث وضاع ہے (دیکھئے نمبر ۷۰)۔

(۸۶) مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قبر رسول کی چھت پھاڑ کر آسمان کی طرف روشندان بنا لو، تو ایسا کرنے سے بارش ہو گی (اوس بن عبد اللہ)۔

ضعیف ہے، راوی سعید بن زید ضعیف ہے (یحییٰ بن سعید) قابل حجت نہیں ضعیف ہے (سعدی)۔ قوی نہیں (نسائی ومیزان ص۱۳۸ ج۲)۔

(۸۷) جوف کعبہ میں عبد اللہ بن زبیر کی دعاء "اسئلك بحرمة عرشك وحرمة نبيك" اور عبد الملک بن مروان کی دعاء "اسئلك بحقك على خلقك وبحق الطائفين بحول عرشك"۔

من گھڑت ہے، ابن تیمیہ فرماتے ہیں اس واقع کا راوی اسماعیل بن ابان کذاب ہے احمد فرماتے ہیں اس نے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں ہم نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ ابن معین کہتے ہیں خلیفہ مامون کے سبز لباس کی تعریف پر اس نے روایت گھڑی ہے۔ امام بخاری، مسلم، ابو زرعہ، ابو حاتم اور دارقطنی فرماتے ہیں کذاب ہے۔ جوزجانی کہتے ہیں اس کا جھوٹ ظاہر ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر

۸۵۔ التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۳۱۲.

۸۶۔ دارمی ص۴۳ ج۱ ح۹۳، التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص۲۵۹، التوصل الباني ص۱۲۹.

۸۷۔ رواه ابن عساكر القاعدة الجليلة ص۱۲۲.

حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ دوسرا راوی طارق بن عبدالعزیز مجہول ہے (القاعدة الجلیلة ص ۱۴۲ ملخصاً)۔

(۸۸) هو وسيلتك ووسيلة ابيك آدم الى يوم القيامة (قول إمام مالك)۔

رسول اللہ تیرا اور تیرے باپ آدم کا قیامت تک کے لئے وسیلہ ہیں۔☆

من گھڑت ہے، امام مالک اس سے بری ہیں۔ اس کا راوی محمد بن حمید رازی کا امام مالک سے سماع نہیں خصوصاً خلیفہ منصور کے زمانہ تک تو قطعاً حدیث ثابت نہیں۔ جیسا کہ امام ابن تیمیہ نے فرمایا ہے علاوہ ازیں محمد بن حمید کثیر المناکیر ہے (یعقوب سدوسی)، اس میں نظر ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی)، بقسم خدا کذاب ہے (خراش)، جھوٹ بولنے کا بڑا ماہر تھا (صالح جزرہ)، میں اس کے کذاب ہونے کی گواہی دیتا ہوں (علی بن مہران ☆ میزان ص ۵۳۰ ج ۳)۔

(۸۹) امام شافعی کا ابوحنیفہ کی قبر سے وسیلہ پکڑنا ناقابل ثبوت ہے اس کا راوی اسحاق بن ابراہیم مجہول ہے ابن تیمیہ فرماتے ہیں جھوٹ ہے (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۳۴۴)۔

☆☆☆☆☆

۸۸۔ التوصل الى حقيقة التوسل ص ۲۲۲۔

۸۹۔ رواه ابن حجر المكى فى الخيرات الحسان، التوصل الى حقيقة التوسل المشروع والممنوع ص ۳۳۱۔

۳- کتاب العلم

(۹۰) فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم (أبو أمامة باهلي)۔

عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہے جیسا کہ میری تمہارے ادنی پر فضیلت ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی ولید بن جمیل صدوق خطا کرتا تھا (تقریب ص۳۶۹)۔ اس کی روایت قاسم ابوعبد الرحمٰن سے منکر ہے (میزان ص۳۳۷ ج۴)۔ یہ روایت قاسم کے طریق سے ہے۔

(۹۱) ليوم واحد من العالم الذي يعلم الناس الخير افضل عند الله واعظم اجرا من عبادة العابد مائة سنة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

عالم کا ایک دن جس میں وہ لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے اللہ کے نزدیک عابد کی سو سالہ عبادت سے بہتر ہے اور بڑے اجر والا ہے۔☆ سنداً نامعلوم ہے۔

(۹۲) عالم ينتفع بعلمه خير من الف عابد (علی رضی اللہ عنہ)۔

جو عالم اپنے علم سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ ہزار عابد سے بہتر ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمرو بن جمیع ہے حدیث کے وضع کرنے میں متہم ہے (المغنی فی الضعفاء ص۴۸۳ ج۲)۔ ابن معین کہتے ہیں جھوٹ بولتا تھا (میزان ص۲۵۱ ج۳)۔

(۹۳) من جاءه اجله وهو يطلب العلم ليحيي به الاسلام لم يفضله النبيون الا بدرجة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

(جس کو علم طلب کرتے موت آجائے اور اس کا ارادہ اسلام کو زندہ کرنے کا ہو نبی اس سے صرف ایک

۹۰۔ طبرانی کبیر ح۷۹۱۱ ص۲۳۳ ج۸، ترغیب الترهیب ص۱۰۱ ج۱، علل المتناهية ص۶۹ ج۱، ترمذی ح۲۶۸۵ باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة، در المنثور ص۲۵۱ ج۵۔

۹۱۔ دیلمی ص۵۰۵ ج۳ ح۵۴۴۸۔

۹۲۔ کنز العمال ص۱۴۳ ج۱۰۔

۹۳۔ دارمی ص۸۵ ج۱ ح۳۶۰، کشف الخفاء ص۲۴۳ ج۲، کنز العمال ص۱۶۰ ج۱۰۔

درجہ فضیلت رکھیں گے۔☆ ضعیف ہے، راوی ابو العلاء مجہول ہے۔ دارمی میں یہ روایت حسن بصری کی مرسل ہے۔

(۹٤) طالب العلم بین الجهال كالحي بین الاموات (حسان بن أبي سنان)۔

جاہلوں کے درمیان طالب علم ایسے ہے جیسا کہ زندہ مردوں کے درمیان ہو۔☆

ضعیف ہے، راوی حسان کی روایت منقطع ہے۔

(۹۵) طالب العلم رحمة طالب العلم ركن الاسلام ويعطي أجره مع النبيين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

طالب علم رحمت ہے اور اسلام کا رکن ہے اس کو نبیوں کے ساتھ اجر دیا جائے گا۔☆

البانی فرماتے ہیں ضعیف ہے (جامع الصغیر ص۵۲۹)۔

(۹٦) العلم خليل المومن فالعقل دليله والعمل قيمه والحلم وزيره والصبر أمير جنوده والرفق والده واللين أخوه (حسن بصری)۔

علم ایماندار کا دوست ہے عقل اس کی راہنما ہے عمل اس کا قیم ہے علم اس کا وزیر ہے صبر اس کے لشکروں کا امیر ہے رفق اس کا والد ہے اور نرمی اس کا بھائی ہے۔☆

مرسل اور ضعیف ہے، راوی سوار بن عبد اللہ عنبری کوئی شئی نہیں (ثوری)۔ اور دوسرا راوی عبد الرحمٰن بن عثمان بکراوی کی لوگوں نے حدیث چھوڑ دی تھی (احمد ☆ فیض القدیر ص۳۸۹ ج۴)۔

☆☆ یہی روایت حضرت ابو ہریرہ سے مرفوع متصل بھی مروی ہے۔

راوی محمد بن فوز بن عبد اللہ نے معاذ بن عیسیٰ سے روایت کی ہے ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث من گھڑت ہے جس کو محمد بن فوز یا اس کے استاذ معاذ نے وضع کیا ہے (میزان ص۱۰ ج۴)۔

☆☆ اور حضرت انس سے بھی مروی ہے حافظ عراقی فرماتے ہیں ضعیف ہے (المغنی عن حمل الاسفار

۹٤۔ کنز العمال ص۱٤۳ ج۱۰، کشف الخفاء ص٤۳ ج۲۔

۹۵۔ کنز العمال ص۱٤۳ ج۱۰۔

۹٦۔ کنز العمال ص۱۳۳ ج۱۰۔

ص۲۶۱ ج۲)۔ طبرانی کی سند میں یحییٰ بن ھاشم السمسار کذاب ہے (مجمع ص۱۴۰ ج۱)۔

(۹۷) من طلب العلم كان كفارة لما مضي (سخبره الازدي)۔

جس نے علم حاصل کیا ہے وہ پہلے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔☆

باطل ہے، راوی ابو داؤد نفیع بن حارث متروک ہے ابن معین نے اس کو جھوٹا کہا ہے (تقریب ص۳۵۹)۔

(۹۸) طلب العلم فريضة علي كل مسلم (علي رضی اللہ عنہ)۔

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔☆

اس روایت کے متعدد طرق ہیں مگر تمام ضعیف ہیں کوئی بھی صحیح نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں محمد بن ایوب اور جعفر بن محمد سخت ضعیف ہیں اور ایک راوی منکر روایتیں روایت کرتا ہے یعنی اس سند میں تین علتیں ہیں اس روایت کی دوسری سند میں خوارزمی متروک ہے اور تیسری سند میں ایک تو عباد بن یعقوب منکر روایات کرتا تھا جو ترک کا مستحق ہے اور دوسرا راوی عیسیٰ بن عبداللہ ضعیف ہے۔

(۹۹) یہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کا ایک راوی عثمان بن عبد الرحمٰن قابل حجت نہیں اور دوسرا راوی ہزیل غیر معروف ہے۔

(۱۰۰) ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ہے جس کی چار سندیں ہیں ایک میں محمد بن عبد الملک کذاب حدیث وضع کرتا تھا دوسری سند میں احمد بن ابراہیم بن موسیٰ امام مالک سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جن کو امام مالک نے کبھی روایت نہیں کیا (اور یہ حدیث بھی امام مالک کی روایت سے ہے) تیسری سند میں محمد بن ابی حمید کوئی شئی نہیں اور نہ ہی قابل حجت ہے۔ چوتھی سند میں لیث بن ابی سلیم آخری عمر میں مختلط ہو گیا تھا سند کو بدل دیتا اور مرسل کو مرفوع روایت کر دیتا تھا امام ابن مہدی، یحییٰ اور امام احمد نے اسے ترک کر دیا تھا

۹۷۔ ترمذی ح۲٦٤٨ باب فضل طلب العلم، سنن دارمی ص۱۱٤ ج۱۔

۹۸۔ عقیلی ص۵۸ ج۲، ص۱۰٤ ج۳، ص۲۵۰ ج٤، علل المتناهية ص٥٤ إلى ص٦٢، ص١٥٥ ج١۔

۹۹۔ طبرانی کبیر ص۱۹۵ ج۱۰ ح۱۰٤۳۹

۱۰۰۔ کتاب المجروحین ص۱٤۱ ج۱، لسان ص۱۲۲ ج۲، عقیلی ص۵۸ ج۲، العلل المتناهیة ص٥٥ ج۱

الغرض ابن عمر سے اس روایت کا کچھ اصل نہیں۔

(۱۰۱) یہی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے اس کا ایک راوی عائذ بن ایوب مجہول اور دوسرا عبد اللہ بن عبد العزیز ایک پیسے کے برابر بھی وزن نہیں رکھتا تھا۔

(۱۰۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے نام سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کی سند میں ایک تو محمد بن عبد الملک کذاب حدیث وضع کرتا تھا اور دوسرا راوی عباس بن ولید مطعون ہے۔

(۱۰۳) اس روایت کی نسبت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طرف بھی کی جاتی ہے جس کی مختلف سندیں ہیں ایک میں مثنی بن دینار حدیث میں قابل نظر ہے۔ دوسری سند میں راوی عبد القدوس کذاب ہے (تعلیق علی العلل المتناھیہ)۔ تیسری سند میں عبد اللہ بن خراش کوئی شئ نہیں۔ چوتھی سند میں موسیٰ بن داؤد مجہول ہے۔ پانچویں سند میں ایک تو عثمان بن عبد الرحمن کذاب ہے، اور دوسرا راوی حفص بن سلیمان متروک ہے، تیسرا اور چوتھا راوی اسماعیل بن عمر اور اسماعیل بن عیاش دونوں ضعیف ہیں۔ چھٹی سند میں سلیمان بن قرم کوئی شئ نہیں۔ ساتویں سند میں حسان بن سیاہ ضعیف ہے۔ آٹھویں سند میں زیاد بن میمون کذاب ہے۔ نویں سند میں احمد بن صلت حدیثیں وضع کرتا تھا۔ اور پھر یہ حدیث امام ابو حنیفہ کی حضرت انس سے ہے حالانکہ ابو حنیفہ کا کسی صحابی سے بھی سماع اور رویت ثابت نہیں۔ دسویں سند میں عمران بن عبد اللہ ضعیف ہے۔ گیارھویں سند میں معان بن رفاعہ ضعیف ہے جو ترک کا مستحق ہے بارھویں سند میں ایک تو سلمان بن کران مقدوح اور ضعیف ہے اور دوسرا راوی ابو النضر مجہول ہے۔ تیرھویں سند میں ایک تو مسلم ملائی سخت منکر الحدیث کوئی شئ نہیں ہے، اور دوسرا راوی حسان بن مصک کی روایت کوئی شئ نہیں ہے، اور اس میں تیسرا راوی عبد الوہاب بن ضحاک کذاب ہے۔ چودھویں سند میں الجویباری متروک الحدیث ہے۔

۱۰۱۔ عقیلی ص ۴۱۰ ج ۳، طبراني اوسط ص ۶۲ ج ۵ م ۴۱۰۸، لسان ص ۲۲۵ ج ۳۔

۱۰۲۔ العلل المتناهية ص ۵۷ ج ۱۔

۱۰۳۔ طبراني أوسط ص ۲۷۸ ج ۹ م ۸۶۰۲، ميزان ص ۴۳۵ ج ۳ وص ۹۵ ج ۲، جامع بيان العلم ص ۸۰۷ ج ۱، تاريخ بغداد ص ۱۵۶ وص ۲۰۷ ج ۴ وص ۱۱۱ ج ۹ وص ۲۲۲ ج ۱۲ وص ۲۰۴ ج ۵، وشعب الايمان ص ۲۵۴ وص ۲۵۶ ج ۲، تاريخ اصفهان ص ۲ ج ۲۔

(۱۰۴) یہ روایت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے اس کے راوی اسماعیل بن عمرو اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہیں۔ امام احمد نے فرمایا ہے ہمارے نزدیک اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں (العلل المتناہیہ ملخصاً ص ۵۲ تا ۶۲ ج۱)۔

نوٹ: بعض حضرات لفظ مسلمہ کا بھی اضافہ کرتے ہیں اس کا کوئی اصل نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۵) اطلبوا العلم ولو كان بالصين۔

تم علم حاصل کرو خواہ وہ چین میں ہو۔ ☆

باطل ہے، راوی طریف بن سلیمان یا سلمان بن طریف منکر الحدیث ہے (بخاری)۔ ذاھب الحدیث ہے (ابو حاتم)۔ ثقہ نہیں (نسائی)۔ ضعیف ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۳۳۵ ج ۲)، یہ روایت باطل ہے جس کا کوئی اصل نہیں (ابن حبان ☆ المقاصد الحسنہ ص ۶۳)۔

(۱۰۶) یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہے جس کا راوی احمد جویباری کذاب ہے (دیکھیے نمبر ۲)۔

(۱۰۷) تعلموا العلم وتعلموا للعلم السكينة والوقار وتواضعوا لمن تعلمون منه (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

تم علم سیکھو اور اس کے لئے اطمینان اور وقار بھی سیکھو اور جس سے علم حاصل کرتے ہو اس کے لئے تواضع اور عاجزی کرو۔ ☆ سخت ضعیف ہے، عباد بن کثیر راوی متروک الحدیث ہے (مجمع الزوائد ص ۱۳۰ ج ۱)۔

۱۰۴۔ طبراني أوسط ص۲۵۸ ج۹ ح ۸۵۶۲، العلل المتناهية ص۶۲ ج۱۔

۱۰۵۔ ميزان الاعتدال ص۳۳۵ ج۲، اللآلي المصنوعة ص۱۷۵ ج۱، اتحاف ص۹۸ ج۱، المغني عن حمل الاسفار ص۱۶ ج۱، كتاب المجروحين ص۳۸۲ ج۱، تنزيه الشريعة ص۲۵۸ ج۱، موضوعات ص۱۰۴ ج۱، كنز العمال ص۱۳۸ ج۱۰، كامل ابن عدى ص۱۸۲ ج۱، عقيلي ص۲۳۰ ج۱، تاريخ أصفهان ص۱۵۶ ج۱، فوائد المجموعة ص۲۷۲۔

۱۰۶۔ اللآلي المصنوعة ص۱۷۶ ج۱۔

۱۰۷۔ طبراني أوسط ص۱۰۵ ج۷ ح ۶۱۸۰، مجمع الزوائد ص۱۲۹ ج۱، ص ۲۷ ص ۳۲ ج۸، الترغيب والترهيب ص۱۱۴ ج۱، كامل ابن عدى ص۲٤٤٢ ج٤۔

(۱۰۸) تعلموا العلم و تعلموا للعلم الوقار (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم علم حاصل کرو اور علم کی خاطر وقار سیکھو۔☆ سخت ضعیف ہے، راوی حیوش مجہول ہے اور اس کا استاذ عبدالمنعم بن بشیر سخت منکر الحدیث ناقابل حجت ہے (کتاب المجروحین ص ۱۵۸ ج ۲)۔

(۱۰۹) من طلب العلم لله لم يصب منه بابا الا ازداد به في نفسه ذلا وفي الناس تواضعا (علي رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ کی خاطر علم حاصل کرتا ہے وہ اس سے ایک باب حاصل نہیں کرتا مگر وہ اپنے نفس میں ذلیل اور لوگوں میں متواضع اور خدا کا خوف رکھنے والا اور دنیا میں اجتہاد کرنے والا ہو جاتا ہے۔

ایک لمبی من گھڑت روایت کا حصہ ہے جس کا گھڑنے والا عمر بن صبح کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۷ ج ۱)۔ حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۸۸ ج ۲)۔

(۱۱۰) العلم خزائن ومفاتيحها السوال (علي رضی اللہ عنہ)۔

علم خزانے ہیں اور ان کی چابیاں سوال ہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی داؤد بن سلیمان جرجانی کذاب ہے ذہبی کہتے ہیں اس نے علی رضا کے نام پر ایک من گھڑت مجموعہ تیار کیا ہے ہر حال میں شیخ کذاب ہے (میزان ص ۸ ج ۲)، مذکورہ روایت بھی علی رضا کے طریق سے ہے۔

(۱۱۱) الكلمة الحكمة ضالة المومن (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

حکمت ایماندار کی گمشدہ ہے۔☆

غریب ہے، راوی ابراہیم بن فضل مخزومی حدیث میں ضعیف ہے (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص ۳۸۳ ج ۳)۔ متروک ہے (نسائی میزان ص ۵۲ ج ۱)۔

۱۰۸۔ اس کی تخریج حدیث نمبر ۱۰۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۰۹۔ اللآلي المصنوعة ص ۱۸۹ ج ۱، كنز العمال ص ۲۶۰ ج ۱۰، ضعيفة ص ۲۹۶ ج ۱۔

۱۱۰۔ كشف الخفاء ص ۶۵ ج ۲، حلية الأولياء ص ۱۹۲ ج ۳، كنز العمال ص ۱۳۳ ج ۱۰۔

۱۱۱۔ ترمذي ج ۲۶۸۷، ابن ماجة ج ۴۱۶۹، كشف الخفاء ص ۳۶۳ ج ۱، المقاصد الحسنة ص ۱۹۱۔

(۱۱۲) العلم في الصغر كالنقش في الحجر (حسن بصرى)۔

بچپن میں علم سیکھنا ایسے ہے جیسا کہ پتھر پر لکیر ہو۔☆ حدیث رسول نہیں حسن بصری کا قول ہے۔

(۱۱۳) خذوا شطر دينكم عن الحميراء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم نصف دین حمیراء (عائشہ) سے سیکھو۔ بعض روایات میں ثلث کے الفاظ بھی ہیں۔☆

یہ ان واھیات روایات میں سے ہے جن کی کوئی سند معلوم نہیں ہے (کشف الخفاء ص ۳۷۵ ج ۱)۔ ہر وہ حدیث جس میں حمیراء کا ذکر ہے محض جھوٹ ہے (المنار المنیف ص ۶۰)۔

(۱۱۴) چار چیزیں چار سے سیر نہیں ہوتیں زمین بارش سے، عورت مرد سے، آنکھ نظر سے اور عالم علم سے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی محمد بن فضل بن عطیہ کذاب ہے (ابن معین، بخاری، مسلم اور فلاس) اس کی حدیث کذابوں کی حدیث ہے (احمد)۔ نیز اسکو حسین بن علوان کلبی نے روایت کیا ہے اور یہ بھی کذاب ہے (میزان ص ۷ ج ۴ و ص ۵۴۲ ج ۱)، نیز عبد السلام بن عبد القدوس نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے اور یہ ہشام سے موضوع چیزیں روایت کرتا تھا یہ اس لائق نہیں کہ اس سے کسی بھی حالت میں حجت پکڑی جائے (کتاب المجروحین ص ۱۵۱ ج ۲)۔

(۱۱۵) انا والاتقياء برئيو ن من التكلف (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ)۔

میں اور متقی لوگ تکلف سے بری ہیں۔☆

نووی فرماتے ہیں ثابت نہیں ہے (الفوائد المجموعہ ص ۱۸۶)۔

۱۱۲۔ المدخل للبيهقي ص ۱٦٠ ج ۲، كشف الخفاء ص ٦٦ ج ۲، تذكرة الموضوعات ص ۲۲۔

۱۱۳۔ الفوائد المجموعة ص ۳۹۹، تذكرة الموضوعات ص ۱۰۰، كشف الخفاء ص ۳۷٤ ج ۱، وديلمي ص ۲٦٥ ج ۲ ج ۲٦٥۔

۱۱٤۔ حلية الأولياء ص ۲۸۱ ج ۲، كتاب المجروحين ص ۱۵۱ ج ۲، عقيلي ص ۲۹۷ ج ۲، كامل ابن عدى ص ۱۹٦٧ ج ٥، كتاب الموضوعات ص ۱۷۰ ج ۱، اللالي ص ؟؟ ج ۱، تنزيه الشريعة ص ۲٦۲ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۲۷٥۔

۱۱٥۔ كشف الخفاء ص ۲۰٥ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۱۸٦۔

(۱۱۶) اتقوا زلة العالم وانتظروا فيئه (كثير بن عبد الله عن ابيه عن جده)۔

تم عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کر لینے کا انتظار کرو۔☆

من گھڑت ہے، کثیر بن عبد اللہ بن عمرو جھوٹ کا ایک رکن تھا (شافعی وابوداؤد)۔ اس کے پاس عن ابیہ وعن جدہ کے طریق سے من گھڑت مجموعہ ہے (میزان ص۴۰۷ ج۳)۔

(۱۱۷) جالس الكبراء وخالط الحكماء وسائل العلماء (ابو جحيفة)۔

بڑوں کی مجلس کر حکما سے مل جل کر رہ اور علماء سے سوال کر۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد الملک بن حسین نخعی کوئی شی نہیں (ابن معین)۔ قوی نہیں (بخاری)۔ ضعیف ہے (ابو زرعہ ودارقطنی میزان ص۶۵۳ ج۲)۔

(۱۱۸) لكل شيء عماد وعماد هذا الدين الفقه (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

ہر چیز کا ستون ہے اور اسلام کا ستون فقہ ہے۔☆

من گھڑت ہے، اس کی تین سندیں ہیں ایک میں راوی یزید بن عیاش منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (نسائی)، کذاب کا الزام ہے (مالک ☆ میزان ص۴۲۷ ج۴)۔ دوسری سند میں خلف بن یحییٰ کی ابو حاتم نے تکذیب کی ہے (میزان ص۶۶۳ ج۱) اور اس کا استاذ ابراہیم بن محمد متروک ہے (العلل المتناہیہ ص۱۲۷ ج۱)۔ اور تیسری سند کا راوی ابو الربیع کذاب ہے (ہیثم)، ثقہ نہیں ابن معین متروک ہے (دارقطنی)، آئمہ کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆ العلل المتناھیہ ص۱۲۸ ج۱)۔

۱۱۶۔ ديلمي ص۱۳۲ ج۱ ح۳۰۷، بيهقي ص۲۱۱ ج۱۰، والمدخل ص۲۸٤ ج۲ ح۸۳۱، كشف الخفاء ص٤١ ج۱، كامل ابن عدی ص۲۰۸۱ ج٦، ميزان الاعتدال ص٤٠٧ ج۳، كنز العمال ص۱۳٥ ج۱۰، المقاصد الحسنة ص۱۹، فيض القدير ص۱۱٤ ج۱۔

۱۱۷۔ المدخل ص۲۱ ج۱، طبراني كبير ص۱۲٥ ج۲۲ ح۳۲۳، ميزان الاعتدال ص٦٥٣ ج۲، الكامل ص۱۹٤۱ ج٥ ص۱۹٤۲ ج٥۔

۱۱۸۔ جامع بيان العلم ص۲٦ ج۱، شعب الايمان ص۲٦٦ ج۲ ح۱۷۱۲، طبراني أوسط ص۹٦ ج۷ ح٦١٦٢، تاريخ بغداد ص٤٠٢ ج۲، در المنثور ص۲٥٠ ج۱، تذكرة الموضوعات ص۲۰۔

(۱۱۹) فقيه واحد أشد على الشيطان من الف عابد (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عبادت گزار سے سخت ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی روح بن جناح قوی نہیں (نسائی)، قابل حجت نہیں (ابو حاتم)، اس کے معاملہ میں نظر ہے (ابوعلی نیشاپوری ☆ میزان ص ۵۷ ج ۲)۔

(۱۲۰) مذکورہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو من گھڑت ہے اس کا راوی یزید بن عیاض کذاب ہے (مشکوۃ تحقیق البانی ص ۷۵ ج ۱)۔

(۱۲۱) اذا كان يوم القيامة وضعت منابر من نور عليها قباب من در ثم ينادى مناد اين الفقهاء واين الائمة والموذنون اجلسوهم على هذه (أبو سعيد وابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

قیامت کے روز نور کے منبر رکھے جائے گے جن پر موتیوں کے قبے ہوں گے پھر آواز دینے والا کہے گا فقہاء، آئمہ اور موذن کہاں ہیں ان کو ان قبوں پر بٹھا دو۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ ابو یحییٰ تیمی جھوٹ کا ایک رکن ہے (ازدی)، حدیث وضع کرتا تھا (صالح جزرہ)، کذاب ہے (ابوعلی نیشاپوری - دارقطنی - حاکم)، اس کی عام روایات باطل ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۵۳ ج ۱)۔

۱۱۹۔ ترمذی ح ۲۶۸۱ باب ما جاء فی فضل الفقه على العبادة، ابن ماجة ح ۲۲۲ باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ترغيب الترهيب ص ۱۰۲ ج ۱، طبرانی کبیر ص ۳۰ ج ۱۱ ح ۱۱۰۹۹، کنز العمال ص ۴۸۰ ج ۹، جامع بيان العلم لابن عبد البر ص ۲۶ ج ۱، امالی الشجری ص ۴۱ ج ۱، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۴ ج ۱ للعراقی ص ۷ ج ۱، موضوعات کبیر ص ۸۵، تهذيب تاريخ دمشق ص ۳۳۹ ج ۵، تذكرة الموضوعات لابن القيرانی ص ۵۲۹، احياء العلوم ص ۱۴ ج ۱۔

۱۲۰۔ جامع بيان العلم ص ۲۶ ج ۱، مشكوة البانی ص ۷۵ ج ۱۔

۱۲۱۔ حلية الأولياء ص ۲۵۵ ج ۷، كتاب الموضوعات ص ۱۶۶ ج ۱، اللالی المصنوعة ص ۱۸۸ ج ۱، تنزيه الشريعة المرفوعة ص ۲۵۹ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۵۰۶، العلل المتناهية ص ۱۰۱ ج ۱۔

(۱۲۲) علماء امتی کأنبیاء بني اسرائیل۔

میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔☆

بالکل بے اصل ہے، جو حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے، خدشہ ہے کہ کسی نحو صوفی نے گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دی ہو کیونکہ اس کا اکثر وجود صوفیوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

(۱۲۳) العالم في الأرض یدعو له کل شيء حتي الحوت في جوف البحر (علي رضی اللہ عنہ)۔

عالم کے لئے ہر چیز حتی کہ مچھلی سمندر کے اندر دعا کرتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمر بن خالد قرشی حدیثیں وضع کرتا تھا (دیکھئے ☆ میزان ص۲۵۷ ج ۳)۔

(۱۲٤) اکثر الناس علما اهل العراق وأقلهم انتفاعا به (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

عراقی تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہیں اور علم سے سب سے کم فائدہ اٹھانے والے ہیں۔☆

باطل ہے، راوی صہیب بن شریک متروک الحدیث ہے (نسائی)، کوئی شئ نہیں (ابن معین)، قابل حجت نہیں (ابن حبان) اور دوسرا راوی جعفر بن عباس مجہول ہے (ابوحاتم) اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۱۵۵ ج۱)۔

(۱۲۵) استاذ تمام لوگوں سے بہتر ہیں تم ان کی تعظیم کرو، اور مزدوری پر نہ رکھو کہ تم ان کو نکال دو، استاذ جب بچے کو بسم اللہ پڑھاتا ہے اور بچہ بسم اللہ پڑھتا ہے تو استاذ اور بچے اور اس کے والدین کے لئے آگ سے خلاصی لکھی جاتی ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۲۔ المقاصد الحسنة ص۲۸٦، تذکرة الموضوعات ص۲۰، کشف الخفاء ص٦٤ ج۲، الفوائد المجموعة ص۲۸٦، الدرر ص۱۱۳، ضعیفة ص٤٨٠ ج۱۔

۱۲۳۔ الکامل ص۱۷۷٦ ج٥، میزان الاعتدال ص۲٥٨ ج۳۔

۱۲٤۔ کتاب الموضوعات ص١٥٥ ج۱، تنزیه الشریعة ص۲٥۱ ج۱، اللآلی المصنوعة ص۱۹۳ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۷٥۔

۱۲٥۔ کتاب الموضوعات ص۱٥٨ ج۱، تنزیه الشریعة ص۲٥۲ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۷٦، اللآلي ص۱٨٠ ج۱۔

من گھڑت ہے، اس کو احمد جوئیاری کذاب نے وضع کیا ہے (دیکھئے نمبر ۶)۔

(۱۲۶) اللهم اغفر للمعلمين واطل اعمارهم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ اساتذہ کو بخش دے اور ان کی عمریں لمبی کر۔☆ من گھڑت ہے، راوی نہشل بن سعید اور اس کا شاگرد ابن حوشب دونوں کذاب ہیں (الموضوعات ص ۱۵۹ ج ۱)۔

(۱۲۷) معلم الصبيان إذا لم يعدل بينهم كتب يوم القيامة مع الظلمة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

استاذ جب شاگردوں کے درمیان انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن ظالموں کے ساتھ لکھا جائے گا۔☆ باطل ہے، راوی ابو ہرمز کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۷) اور اس کا شاگرد عبدالرحمٰن بن القطامی بھی کذاب ہے (الموضوعات ص ۱۶۰ ج ۱)۔

(۱۲۸) اللهم افقر معلمين كيلا يذهب القرآن واغن العلماء كيلا يذهب الدين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ تو استاذوں کو فقیر کر دے تاکہ قرآن ختم نہ ہو جائے اور علماء کو غنی کر دے تاکہ دین ختم نہ ہو جائے۔☆

من گھڑت ہے، سعدان بن عبدة القرائی اور اس کا شاگرد احمد بن اسحاق بن یونس دونوں مجہول ہیں۔ اور تیسرا راوی محمد بن داؤد کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۰ ج ۱)۔

(۱۲۹) شراركم معلموكم اقلهم رحمة علي اليتيم وأغلظهم علي المسكين

۱۲۶۔ تاريخ بغداد ص۶۳ ج۳، كتاب الموضوعات ص۱۵۹ ج۱، اللآلى ص۱۸۱ ج۱، تنزيه ص۲۵۲ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۷۶۔

۱۲۷۔ كتاب الموضوعات ص۱۵۹ ج۱، اللآلى ص۱۸۰ ج۱، تنزيه ص۲۵۲ ج۱، تذكرة الموضوعات ص۱۹۔

۱۲۸۔ كتاب الموضوعات ص۱۶۰ ج۱، ميزان الاعتدال ص۱۰ ج۲، لسان الميزان ص۱۶۱ ج۵، اللآلى ص۱۸۱ ج۱، الكامل ص۱۶۳۹ ج۴۔

۱۲۹۔ كامل ابن عدى ص۱۲۷۱ ج۳ وص۱۹۸۶ ج۵، كتاب المجروحين ص۳۰۷ ج۱، كتاب الموضوعات ص۱۶۰ ج۱، اللآلى المصنوعة ص۱۸۱، تنزيه الشريعة ص۲۵۳ ج۱، فوائد المجموعة ص۲۷۶۔

(ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تمہارے شریر تمہارے استاذ ہیں جو یتیم پر بہت کم رحم کرتے ہیں اور مسکین پر زیادہ سختی کرتے ہیں۔☆

من گھڑت ہے، اس کی سند میں مجروحین کی ایک جماعت ہے مگر سیف بن عمر تمیمی اور اس کا استاذ سعد بن طریف الاسکاف دونوں وضع حدیث میں متہم ہیں سعد فی الفور حدیث وضع کر لیتا تھا (کتاب الموضوعات ص ۱۶۱ و کتاب المجروحین ص ۳۵۷ ج ۱)۔

(۱۳۰) لا تشيروا الحاكة والمعلمين (أبو أمامه رضی اللہ عنہ)۔

جولاہے اور استاذوں سے مشورہ طلب نہ کرو، کیونکہ اللہ نے ان کی عقلیں چھین لی ہیں اور ان کی کمائی میں سے برکت ختم کر دی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی احمد بن محمد بن غالب غلام خلیل متروک ہے ابن عدی کہتے ہیں اس نے حدیث کے وضع کا اقرار کیا ہے نیز اس کی ایک اور سند بھی ہے جس میں عبید اللہ بن زحر کوئی شئی نہیں (ابن معین)، صاحب معضل ہے (ابو مسہر) ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا خصوصاً جب علی بن یزید سے روایت کرے تو طامات لاتا ہے جس سند میں عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید اور ابو عبد الرحمٰن قاسم جمع ہوں تو یہ روایت ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۲ ج ۱)۔

(۱۳۱) أجر المعلمين والموذنين والأئمة حرام (انس رضی اللہ عنہ)۔

استاذوں، اذان کہنے والوں اور امامت کرانے والوں کی اجرت حرام ہے۔☆

من گھڑت ہے، اس کے راوی حضرمی اس کا استاذ محمد اور اس کا استاذ حسان تینوں مجہول ہیں اور زیاد بن ابی زیاد کوئی شئی نہیں متروک ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۶۵ ج ۱)، نیز حسن بصری مدلس ہیں (مؤلف)۔

۱۳۰۔ كتاب الموضوعات ص ۱۶۱ ج ۱، اللالي المصنوعة ص ۱۸۲ ج ۱، تنزيه الشريعة ص ۲۵٤ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۲۳٦۔

۱۳۱۔ كتاب الموضوعات ص ۱٦٥ ج ۱، تنزيه الشريعة المرفوعة ص ۲٥٥ ج ۱، فوائد المجموعة ص ۲۷۷، اللالي المصنوعة ص ۱۸۸ ج ۱۔

(۱۳۲) إياك والشرط على كتاب الله (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تم کتاب اللہ پر اجرت لینے کی شرط سے پرہیز کرو۔☆

من گھڑت ہے، راوی نہشل کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۶)۔

(۱۳۳) نهى عن التعليم والاذان بالأجرة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تعلیم دینے اور اذان کہنے پر اجرت لینے سے منع فرمایا۔☆

غیر صحیح ہے، راوی صالح بن بیان اور اس کا استاذ فرات بن سائب دونوں متروک ہیں (دارقطنی ☆ کتاب الموضوعات ص۱۶۵ ج۱)۔

(۱۳۴) ارحموا من الناس ثلاثة عزيز قوم ذل، وغنى قوم افتقر وعالما بين الجهال (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تین آدمیوں پر رحم کھاؤ، قوم کا سردار جو ذلیل ہو جائے، مالدار جو فقیر ہو جائے اور وہ عالم جو جاہلوں کے درمیان ہو۔☆

من گھڑت ہے، راوی عیسیٰ بن طھمان انس رضی اللہ عنہ سے منکر روایتیں کرنے میں متفرد ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے ایسی روایتیں کرتا ہے جو ان کی روایات کے مشابہ نہیں ہوتیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابان بن ابی عیاش اور یزید رقاشی سے تدلیس کرتا ہے اس کی روایت قابل حجت نہیں ہے (کتاب المجروحین ص۱۱۸ ج۲)۔

(۱۳۵) ارحموا ثلاثة غني قوم افتقر وعزيز قوم قد ذل وفقيها تتلاعب به الجهال (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم تین افراد پر رحم کھاؤ غنی آدمی جو فقیر ہو جائے، باعزت جو ذلیل ہو جائے اور وہ فقیہ جس سے جاہل

۱۳۲۔ كتاب الموضوعات ص۱٦٤ ج۱، تنزيه الشريعة ص۲٥٥ ج۱، فوائد المجموعة ص۲۷۷، اللآلی ص۱۸۷ ج۱۔

۱۳۳۔ كتاب الموضوعات ص۱٦٥ ج۱، اللآلی ص۱۸۸ ج۱، تنزيه ص۲٥٥ ج۱۔

۱۳٤۔ كتاب المجروحين ص۱۱۸ ج۲، تذكرة الموضوعات ص۲۲، كشف الخفاء ص۱۱٥ ج۱۔

۱۳٥۔ كتاب المجروحين ص۷٤ ج۲، كتاب الموضوعات ص۱۷۱ ج۱، المنار المنيف ص۱۰۰، اللآلی ص۱۹۳، تنزيه ص۲٦۳ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۷۸۔

مذاق کریں۔☆

من گھڑت ہے، راوی وھب بن وھب اکذب الناس ہے (کتاب الموضوعات ص۲۱۷ ج۱)، حدیثیں وضع کرتا تھا (احمد)، قیامت کو دجال بن کر اٹھے گا (عثمان بن ابی شیبہ ☆ میزان ص۳۵۴ ج۴)۔

(۱۳۶) ضاع العلم في أفخاذ النساء۔

علم عورتوں کی رانوں میں ضائع ہو گیا۔☆

کسی صوفی کا قول ہے جسے حدیث بنا دیا گیا ہے۔

(۱۳۷) آفة العلم النسيان و اضاعته أن تحدث به غير أهله (أعمش)۔

علم کی آفت بھولنا ہے اور اس کا ضائع کرنا یہ ہے کہ نا اہل کو بیان کیا جائے۔☆

معضل ہے، اعمش اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کئی واسطے ہیں جو اس روایت میں مفقود ہیں۔

(۱۳۸) عليكم بالعلم قبل أن يقبض و قبل أن يرفع (أبو أمامه)۔

علم کے قبض ہونے اور اٹھائے جانے سے پہلے علم حاصل کرنا لازم ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی علی بن یزید الھانی منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی)، متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص۱۶۱ ج۳)۔

(۱۳۹) آفة الحديث الكذب و آفة العلم النسيان (علی رضی اللہ عنہ)۔

حدیث کی آفت جھوٹ ہے اور علم کی آفت بھول ہے۔☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبد اللہ الخطبی ضعیف ہے (اشب ص۱۵۶ ج۴)۔

(۱٤۰) العلم خير من العبادة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۱۳٦۔ کشف الخفاء ص٤۳ ج۲، موضوعات کبیر ص۷۹ ج۸۔

۱۳۷۔ دارمی ص۱۲۱ ج۱، کشف الخفاء ص۱۷ ج۱، مشکوۃ ص۸۸ ج۱۔

۱۳۸۔ کامل ابن عدی ص۱۸۱۳ ج۵۔

۱۳۹۔ شعب الایمان ص۱۵۷ ج٤ ح٤٦٤۷، کنز العمال ص۱۱۳ ج۱٦، کشف الخفاء ص۱۸ ج۱۔

۱٤۰۔ الکامل ص۱۲۹۳ ج۳، تاریخ بغداد ص٤۳٦ ج٤، مجمع ص۱۲۰ ج۱، جامع بیان العلم ص۲۳ ج۱، کشف الخفاء ص٦٥ ج۲۔

علم عبادت سے بہتر ہے۔

ضعیف ہے، راوی سواد بن مصعب ضعیف ہے اور اس کا استاذ لیث مختلط ہے۔

(۱۴۱) العلم خیر من العبادة وملاك الدین الورع والعالم حق یعمل بعلمه (عبادة)۔

علم عبادت سے بہتر ہے اور دین کا بقا پرہیز گاری ہے اور عالم وہ ہے جو اپنے علم پر عمل کرے۔☆

البانی فرماتے ہیں ضعیف ہے (ضعیف الجامع ص ۵۶۵)، راقم کے سامنے اس کی سند نہیں ہے۔

(۱۴۲) طالب العلم أفضل عند الله عز وجل من الصلوة والصیام والحج والجهاد فی سبیل الله (انس رضی اللہ عنہ)۔

علم کا طلب کرنے والا اللہ کے نزدیک نماز، روزہ، حج اور جہاد سے افضل ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن تمیم السعدی حدیث وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۳۰۶ ج ۲)۔

(۱۴۳) طلب العلم ساعة خیر من قیام لیلة وطلب العلم یوما خیر من صیام ثلاثة أشهر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ایک گھڑی علم کا طلب رات کے قیام سے بہتر ہے اور ایک دن طلب کرنا تین ماہ کے روزوں سے بہتر ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی نہشل بن سعید کذاب ہے (ابن راہویہ)، یہ ثقہ راویوں سے ایسی روایتیں لاتا تھا جو ان کی احادیث سے نہ ہوتیں (کتاب المجروحین ص ۵۲ ج ۳ ☆ دیکھئے نمبر ۱۲۹)۔

(۱۴۴) طالب العلم لله أفضل عند الله من المجاهد فی سبیل الله (أنس رضی اللہ عنہ)۔

۱۴۱۔ کنز العمال ص ۱۳۳ ج ۱۰، کشف الخفاء ص ۶۵ ج ۲، ضعیف الجامع ص ۵۶۵.

۱۴۲۔ جامع بیان العلم ص ؟؟، کنز العمال ص ۱۳۱ ج ۱۰، دیلمی ص ۱۶ ج ۳ عن ابن عباس۔

۱۴۳۔ دیلمی ص ۱۷ ج ۳ ح ۲۷۳۰، تنزیه الشریعة ص ۲۷۸ ج ۱، تذکرة الموضوعات ص ۱۸، کنز العمال ص ۱۳۱ ج ۱۰۔

۱۴۴۔ کنز العمال ص ۱۴۳ ج ۱۰۔

طالب علم اللہ کے ہاں مجاہد سے افضل ہے۔☆ البانی فرماتے ہیں من گھڑت ہے۔

(١٤٥) طالب العلم له كالغازي والرائح في سبيل الله عز وجل (عمار وأنس رضی اللہ عنہما)۔

طالب علم اس مجاہد کی طرح ہے جو صبح اور شام کو اللہ کے رستے میں جائے۔☆

البانی فرماتے ہیں ضعیف ہے (ضعیف الجامع ص ٥٦٣)۔

(١٤٦) العلم أفضل من العمل وخير الأعمال أوسطها (بعض الصحابة رضی اللہ عنہم)۔

علم عمل سے بہتر ہے اور بہتر اعمال درمیانے ہیں۔☆

البانی فرماتے ہیں من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ٥٦٤)۔

(١٤٧) نوم العالم عبادة (عبد الله بن أبي أوفى)۔

عالم کی نیند عبادت ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی سلیمان بن عمر نخعی کذاب ہے (المغنی فی الضعفاء ص ٢٨٢ ج ١)، عراقی فرماتے ہیں سلیمان کذابوں میں سے ایک ہے (المغنی حمل الاسفار ص ١٨٢ ج ١)۔

(١٤٨) نوم العالم عبادة ونفسه تسبيح (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

عالم کی نیند عبادت ہے اور اس کی سانس تسبیح ہے۔☆

ضعیف ہے، عراقی فرماتے ہیں معروف روایت کے الفاظ عالم کے بجائے الصائم کے ہیں (المغنی عن حمل الاسفار ص ٢٢٥ ج ١)، اور یہ روایت ضعیف ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص ١٨٢ ج ١)۔

(١٤٩) موت العالم مصيبة لا تجبر وثلمة لا تسد وموت قبيلة أيسر من موت

١٤٥۔ دیلمی ص ١٦ ج ٣، کنز العمال ص ١٤٣ ج ١٠، ضعیف الجامع ص ٥٢٩۔

١٤٦۔ در منثور ص ١٩٣ ج ١، کنز العمال ص ١٣٣ ج ١٠، ضعیف الجامع ص ٥٦٤۔

١٤٧۔ احیاء العلوم ص ٢٢ ج ٢، موضوعات کبیر ص ١٣٣، المغنی عن حمل الاسفار ص ٢٢٥ ج ١، کشف الخفاء ٣٢٥ ج ٢۔

١٤٨۔ احیاء العلوم ص ٢٢ ج ٢، کشف الخفاء ص ٣٢٩ ج ٢، المغنی عن حمل الاسفار ص ٣٢٥ ج ١۔

١٤٩۔ دیلمی ص ٤٣٦ ج ٤ ح ٤٧٧١، مجمع الزوائد ص ٢٠١ ج ١ بحوالة طبرانی کبیر۔

عالم (أبو درداء رضی اللہ عنہ)۔

عالم کی موت مصیبت ہے جو ناقابل تلافی ہے اور ایسی دراڑ ہے جو بند نہیں کی جا سکتی۔ قبیلہ کی موت عالم کی موت سے ہلکی ہے۔☆

من گھڑت ہے، اس میں کئی علتیں ہیں ایک علت راوی ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کا قائل تھا (تقریب) اور یہ روایت معنعن ہے دوسرا راوی خالد بن یزید بن ابی مالک کوئی شیٔ نہیں (احمد)، ثقہ نہیں (نسائی)، اس کی کتاب "الدیات" دفن کرنے کے قابل ہے اس نے اپنے باپ پر ہی جھوٹ بولنے پر اکتفا نہیں کیا حتی کہ صحابہ کرام پر جھوٹ بولا ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۶۴۵ ج ۱)۔

(۱۵۰) موت العالم ثلمة في الاسلام لا تسد ما اختلف الليل والنهار (عائشة وابن عمر رضی اللہ عنہما)۔

عالم کی موت اسلام میں دراڑ ہے جو بند نہیں کی جا سکتی جب تک رات اور دن کا نظام موجود ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی یزید کذاب ہے (المغنی فی الضعفاء ص ۷۵۲ ج ۲)، روایت من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۸۵۰)، دراصل یہ حسن بصری کا قول ہے (دارمی ص ۸۰ ج ۱)، جسے کذاب راویوں نے مرفوع بنا دیا ہے۔

(۱۵۱) موت العالم موت العالم۔

عالم کی موت جہان کی موت ہے۔☆ اس کا اصل معلوم نہیں ہو سکا۔ واللہ اعلم۔

۱۵۰۔ مجمع الزوائد ص ۲۰۱ ج ۱، دیلمی ص ۴۳۶ ج ٤ ح ۶۷۷۲، کنز العمال ص ۱٤۹ ج ۱۰، کشف الخفاء ص ۲۸۹ ج ۲، دارمی ص ۸۰ ج ۱۔

۱۵۱۔ کسی نامعلوم کا قول ہے حدیث نہیں۔

۴- کتاب الاعتصام بالسنۃ

(۱۵۲) ما جاء من الله فهو حق وما جاء مني فهو سنة وما جاء من أصحابي فهو سعة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے وہ حق ہے اور جو میری طرف سے آئے وہ سنت ہے اور جو میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے ہے اس میں وسعت ہے۔

ضعیف ہے۔☆ راوی عبد اللہ بن سعید بن ابی سعید مقبری کوئی شئ نہیں (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (فلاس)، متروک ہے (احمد وبخاری ودارقطنی)، اس کا ایک جھوٹ بھی واضح ہوا ہے (یحییٰ بن سعید ☆ میزان ص۳۲۹ ج۲)۔

(۱۵۳) اذا حدثتم عني حديثا يوافق الحق فخذوه به حدثت به أو لم أحدث (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب میرے نام سے تمہیں کوئی حدیث بیان کی جائے جو حق کے ساتھ موافقت رکھے خواہ میں نے وہ حدیث بیان کی ہو یا نہ تم اس پر عمل کرو۔☆

ضعیف ہے، راوی اشعث بن براز ہجیمی منکر الحدیث ہے (بخاری)، متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ میزان ص۲۶۳ ج۱)۔

(۱٥٤) لا أعرفن ما حدث أحدكم عني الحديث وهو متكئ على أريكته فيقول اقرأ قرآنا ما قيل من قول حسن فأنا قلته (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

۱۵۲۔ الكامل ص۱٥۷ ج۲ وص۱۱۹۱ ج۳۔

۱۵۳۔ كتب الموضوعات ص۱۸۷ ج۱، اللالي المصنوعة ص۱۹۰ ج۱، تنزيه الشريعة ص۲٦٤ ج۱، كنز العمال ص۲۳۰ ج۱۰، الفوائد المجموعة ص۲۷۸، عقيلي ص۳۳ ج۱، ميزان ص۲٦۳ ج۱، لسان ص٤٥٥ ج۱، المقاصد الحسنة ص٥۹، كشف الخفاء ص۲۲۰ ج۱۔

۱٥٤۔ تاريخ بغداد ص٤٤ ج١٤ مختصراً

تم میں سے کوئی بھی میری حدیث سے اعراض نہ کرے درانحالیکہ وہ اپنے تخت پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اور کہے میں تو قرآن پڑھتا ہوں (یاد رکھو) جو بھی اچھی بات ہے وہ میری فرمودہ ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عبداللہ بن سعید بن ابی سعید المقبری متروک ہے (دیکھئے نمبر ۱۵۲)۔

(۱۵۵) اذا حدثتم عني بحديث تعرفونه ولا تنكرونه قلته أو لم أقله فصدقوا به فإني أقول ما يعرف ولا ينكر وإذا حدثتم بحديث تنكرونه ولا تعرفونه فإني لا أقول ما ينكر ولا يعرف (سعيد المقبري وأبو هريرة رضی اللہ عنہما)۔

تم سے جب بھی میری حدیث بیان کی جائے جس کو تم پہچانتے ہو اور انکار نہیں کرتے ہو خواہ وہ میری فرمودہ ہو یا نہ ہو تم اس کی تصدیق کرو کیونکہ میں تو وہی کہتا ہوں جو معروف ہوتی ہے منکر نہیں ہوتی۔ اور جب تمہیں ایسی حدیث بیان کی جائے جس کا تم انکار کرو اور پہچانو نہ، تو ایسی حدیث میری نہیں ہوتی. کیونکہ میں منکر نہیں بتا جو پہچانی نہ جائے۔☆

مرسل ہے، ابن ابی ذئب نے سعید المقبری سے مرسل روایت کی ہے یحیٰی بن آدم نے ابوہریرہ سے متصل روایت کی ہے مگر وہ منکر ہے کیونکہ ثقہ راوی اس کو مرفوع روایت نہیں کرتے (ابوحاتم)۔

(۱۵٦) ما جاء كم عني من خير قلته أو لم أقله فأنا أقول وما أتاكم من شر فإني لا أقول الشر (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میری طرف سے تمہارے پاس بھلائی کی خبر پہنچے خواہ میں نے بیان کی ہو یا نہ وہ حدیث میری ہوتی ہے۔ اور جو میری طرف سے تمہارے پاس شر کی خبر پہنچے تو میں شر نہیں کہتا۔☆

عبداللہ بن سعید راوی متروک ہے (دیکھئے نمبر ۱۵۲)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، مقبری اور نافع سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے (میزان ص ۲۳٦ ج ۴) مذکورہ روایت بھی مقبری کے واسطہ سے ہے۔

(۱۵۷) ما حدثتم عني مما تعرفونه فخذوه وما حدثتم عني مما تنكرونه فلا

۱۵۵۔ الكامل ص ۲٦ ج ۱، دار قطنی ص ۲۰۸ ج ۲، تاريخ بغداد ص ۳۹۱ ج ۱۱، كنز العمال ص ۱۳٤ ج ۱۰۔

۱۵٦۔ مسند أحمد ص ٤۸۳ ج ۲، تذكرة الموضوعات ص ۲۷۔

۱۵۷۔ الكامل ص ۱۱٦٦ ج ۳۔

تأخذوا به فإني لا أقول المنکر (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میری ایسی حدیث روایت کی جائے جس کو تم پہچانتے ہو تو اس پر عمل کر لو، اگر ایسی حدیث بیان کی جائے جس کو تم اوپرا جانتے ہو تو اس پر عمل نہ کرو، کیونکہ میں منکر نہیں کہتا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سلم بن مسلم کی خشاب جھنی خبیث ہے (ابن معین)، متروک الحدیث ہے (نسائی)، اس کی روایت کی قیمت ایک پیسہ بھی نہیں ہے (احمد ☆ میزان ص ۱۳۲ ج ۲)۔

(۱۵۸) من حدث عني حديثا هو لله رضى فأنا قلته وبه أرسلت (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جو مجھ سے ایسی حدیث روایت کرے جس میں اللہ کی رضا ہو وہ میری فرمودہ ہے اور میں اس کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔☆

مَن گھڑت ہے، راوی بختری بن عبید نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور یہ اپنے باپ کے نام سے مَن گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابو نعیم ☆ میزان ص ۲۹۹ ج ۱)، اور اس کا باپ مجہول ہے (میزان ص ۱۹ ج ۳)۔

(۱۵۹) ستفشوا عني أحاديث فما آتاكم من حديثي فاقرءوا كتاب الله واعتبروا فما وافق كتاب الله فأنا قلته وما لم يوافق فلم أقله (عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ)۔

میری حدیثیں عام پھیل جائیں گی جب تمہارے پاس میری حدیث پہنچے تو اللہ کی کتاب پڑھو اور حدیثوں کو کتاب اللہ پر پیش کرو پس جو کتاب اللہ کے موافق ہے وہ میری فرمودہ ہے اور جو موافق نہ ہو تو میں نے اسے نہیں کہا۔☆

ضعیف ہے، راوی ابو حاضر عبد الملک بن عبد ربہ منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۱۷۰)۔

(۱۶۰) وإني لا ادري لعلكم أن تقولو علي بعدي مالم اقل ما حدثتم عني مما يوافق القرآن فصدقوا به، وما حدثتم عني مما لا يوفق القرآن فلا تصدقوا به، وما

۱۵۸۔ الکامل ص ۱۹۱ ج ۲، کنز العمال ص ۲۳۰ ج ۱۰۔

۱۵۹۔ مجمع ص ۱۷۰ ج ۱، والتعلیق المغنی ص ۲۰۸ ج ۴۔

۱۶۰۔ الاحکام فی اصول الاحکام ص ۷۷ ج ۲

لرسول اللہ ﷺ حتی یقول مالا یوافق القرآن۔ (حسن بصری مرفوعاً)

مجھے معلوم نہیں کہ تم میرے بعد مجھ پر وہ بات کہو گے جو میں نے نہیں کہی تم سے میری جو حدیث بیان کی جائے اگر وہ قرآن کے موافق ہو تو اس کی تصدیق کرو اور جو قرآن کے موافق نہ ہو تو تم اس کی تصدیق نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے لائق نہیں کہ وہ ایسی بات کرے جو قرآن کے موافق نہیں ہے☆

ضعیف ہے مرسل ہونے کے باوجود سند بھی ضعیف ہے راوی عمرو بن ابی عمرو ضعیف ہے اور اسکا استاد مجہول ہے۔ (الاحکام ص ۷۷ ج ۲)

(۱٦۱) سیأتي عني أحادیث مختلفة قد جاء کم موافقا بکتاب الله وسنتي فهو مني وما جاء کم مخالفا لکتاب الله وسنتي فلیس هو مني (أبو هریرة رضی اللہ عنہ)۔

تمہارے پاس میری مختلف حدیثیں آئیں گی ان میں جو کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہوں وہ میری حدیثیں ہیں اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے مخالف ہوں پس وہ میری حدیث نہیں ہے۔☆

باطل ہے، راوی صالح بن موسیٰ کوئی شئ نہیں (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص ۳۰۲ ج ۲)۔

(۱٦۲) اعرضوا حدیثي علی الکتاب فما واقفه فهو شيء مني (ثوبان رضی اللہ عنہ)۔

تم میری حدیث کو کتاب اللہ پر پیش کرو جو اس کے موافق ہو وہ میری حدیث ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی یزید بن ربیعہ متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ میزان ص ۴۲۰ ج ۲)۔

(۱٦۳) أنها تکون بعدي رواة یروون عني الحدیث فاعرضوا حدیثهم علي القرآن فما وافق القرآن فخذوا به وما لم یوافق القرآن فلا تأخذوا به (علی بن حسین رضی اللہ عنہ)۔

میرے بعد ایسے راوی ہونگے جو مجھ سے حدیث بیان کریں گے تم ان کی حدیث کو قرآن پر پیش کرو جو

۱٦۱۔ دار قطني ص۲۰۸ ج٤۔

۱٦۲۔ طبراني کبیر ص۹۷ ج۲، کنز العمال ص۱۷۹ ج۱، مجمع ص۱۷۰ ج۱۔

۱٦۳۔ دارقطني ص۲۰۹ ج٤، ذم الکلام ص۷۸ ج۲۔

قرأت کے موافق ہو اس پر عمل کر لو اور جو نا موافق ہو اس پر عمل نہ کرو۔☆

مرسل ہے، راوی علی بن حسین تابعی ہیں، راوی ابوبکر بن عیاش نے حضرت علی سے مرفوع روایت کی ہے دارقطنی فرماتے ہیں مرفوع روایت کرنا وہم ہے درست مرسل ہے (دارقطنی ص ۲۰۹ ج ۴)۔

(١٦٤) من حفظ على أمتي حديثا واحداً كان له أجر أحد وسبعين نبي صديقا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے میری امت میں سے ایک ہی حدیث یاد کی اس کے لئے (۷۱) نبیوں صدیقوں کا اجر ہے۔☆

من گھڑت ہے، ابن رزام کذاب ہے اور ممکن ہے کہ یہ روایت اسی کی گھڑی ہو (تذکرۃ الحفاظ ص ۱۲۳۹ ج ۴)۔

(١٦٥) من حفظ على أمتي أربعين حديثا في أمر دينها بعثه الله فقيها وكنت له يوم القيامة شافعا وشهيدا (أبو درداء رضی اللہ عنہ)۔

جس نے میری امت میں سے اپنے دین کے معاملہ میں چالیس حدیثیں یاد کیں اللہ اس کو فقیہ اٹھائے گا اور میں اس کے لئے قیامت کے دن سفارشی اور گواہ ہوں گا۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبدالملک بن ہارون بن عنترہ کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۷۰)۔

(١٦٦) من حفظ على أمتي أربعين حديثاً ينفعون بها بعثه الله يوم القيامة فقيها عالما (علي رضی اللہ عنہ)۔

جس نے میری امت میں سے چالیس حدیثیں فائدہ مند یاد کیں قیامت کے دن اللہ اسے فقیہ اور عالم اٹھائے گا۔☆

باطل ہے، راوی عبداللہ بن احمد بن عامر طائی اپنے باپ کے طریق سے اہل بیت کی طرف منسوب باطل نسخہ روایت کرتا تھا (میزان ص ۳۹۰ ج ۲)۔

(١٦٧) من حفظ —إلى— أدخل من أي أبواب الجنة شئت (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

١٦٤۔ اتحاف ص ۷۵ ج ۱، تذكرة الحفاظ ص ۱۲۳۹ ج ٤۔

١٦٥۔ كتاب المجروحين ص ۱۲۳ ج ۲، العلل المتناهية ص ۱۱۲ ج ۱، اتحاف ص ۷۵ ج ۱۔

١٦٦۔ العلل المتناهية ص ۱۱۲ ج ۱، اتحاف ص ۷۷ ج ۱، كنز العمال ص ۲۹٤ ج ۱۰۔

جس نے چالیس حدیثیں یاد کیں، قیامت کے روز اس کو کہا جائے گا تو جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جا۔☆

باطل ہے، راوی محمد بن حفص الحزامی متفرد ہے اور یہ روایت اس کی یا اس کے استاد کی وضع کردہ ہے (میزان ص۵۸۸ وص۵۲۶ ج۲)۔

(۱۶۸) علاوہ ازیں اس موضوع کی روایات بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کی جاتی ہیں جن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس کی تین سندیں ہیں، ایک سند میں محمد بن ابراہیم کذاب ہے، اور دوسری سند میں حسین بن علوان حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۵۴۲ ج۱)، اور تیسری سند میں اسماعیل بن ابی زیاد کذاب ہے اور دجال ہے (میزان ص۲۳۰ ج۱ ترجمہ نمبر ۸۸۱)۔

(۱۶۹) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کی سند مظلم ہے محمد بن یزید دونوں باپ بیٹا ضعیف ہیں اور ایک راوی عبدالرحمٰن بن معاویہ ناقابل حجت ہے۔

(۱۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت چار اسناد سے مروی ہے پہلی سند میں ابن علاثہ راوی موضوع روایات کرتا تھا، اور دوسرا راوی عمرو بن حصین کوئی شی نہیں متروک ہے، دوسری سند میں خالد بن اسماعیل وضاع ہے، تیسری سند میں ابو البختری کذاب ہے چوتھی سند میں اسحاق بن نجیح معروف کذاب حدیثیں وضع کرنے والا ہے۔

(۱۷۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابو غالب حزور قابل حجت نہیں۔

(۱۷۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول روایت کی تین سندیں ہیں ایک میں حسن بن تحیہ متروک الحدیث ہے،

۱۶۷۔ حلية الأولياء ص۱۸۹ ج٤، در المنثور ص۲٤۳ ج٥، العلل المتناهية ص۱۱۲ ج۱، شرف أصحاب الحديث ص۱۱ و ميزان ص۵۸۸ ج۲، ص۵۲٦ ج۳۔

۱٦۸۔ العلل المتناهية ص۱۱۲ ج۱، المحدث الفاصل ص۱۷۳، جامع بيان العلم ص٤٤ ج۱۔

۱٦۹۔ العلل المتناهية ص۱۱۳ ج۱۔

۱۷۰۔ العلل المتناهية ص۱۱٤ ج۱، ميزان ص۲٥۳ ج۳، جامع بيان العلم ص٤۲ ج۱، المحدث الفاصل ص۱۷۳۔

۱۷۱۔ العلل المتناهية ص۱۱٥ ج۱، ميزان ص۱۲۱ ج۳۔

دوسری سند میں اسحاق بن نجیح کذاب ہے اور تیسری سند میں احمد بن بکر ہے جس کی روایات منکر ہیں۔

(۱۷۳) روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے نیز یعقوب بن اسحاق عسقلانی کذاب ہے۔

(۱۷۴) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جس میں ایک تو حسن بصری مدلس ہیں اور دوسرا اس میں ایک مجہول راوی ہے جس نے اس روایت کو اپنے جیسے ہی مجہول راوی سے مرفوع روایت کیا ہے۔

(۱۷۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جس کی چار سندیں ہیں ایک میں حصین بن مخیق ناقابل حجت ہے اور دوسرا راوی ابان متروک ہے، دوسری سند میں سلیمان بن سلمہ جھوٹا ہے، تیسری سند میں ابو داؤد نخعی بن حارث کذاب ہے اور چوتھی سند میں سدی ہے جس کو ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے۔

(۱۷۶) اسی طرح یہ روایت نویرہ سے بھی مروی ہے جس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں اور صحابہ میں نویرہ نام کا کوئی معروف آدمی نہیں، اور عمر بن ہارون کذاب خبیث ہے (مذکورہ تمام روایات کی تفصیل وحوالہ جات کے لئے العلل المتناہیہ ص ۱۱۱ تا ص ۱۲۱ ج ۱) ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۷۷) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن عاص کی روایت میں محمد بن مضر بن معن انماطی اور اس کا استاذ بوری بن فضل ہرمزی ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک نے اس روایت کو وضع کیا ہے (میزان الاعتدال ص ۳۵۶ ج ۱)۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں اس روایت کے تمام طرق ضعیف ہیں کوئی شئ ثابت نہیں (العلل المتناہیہ ص ۱۲۱ ج ۱)۔

(۱۷۸) من أحب سنتي فقد أحبني ومن أحبني كان معي في الجنة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ

۱۷۲۔ العلل المتناهية ص۱۱٦ ج۱، جامع بيان العلم ص ١٤٤ ج١، ميزان ص ٢٠١ ج١۔

۱۷۳۔ العلل المتناهية ص۱۱۷ ج۱، جامع بيان العلم ص ٤٢ ج١، ميزان ص٤٤٩ ج٤۔

۱۷٤۔ العلل ص۱۱۷ ج۱۔

۱۷٥۔ العلل ص۱۱۹ ج۱، شرف أصحاب الحديث ص ١١۔

۱۷٦۔ العلل ص۱۱۸ ج۱، الاصابة ص٥٧٨ ج٣ في ترجمة نويره من القسم الأول۔

۱۷۷۔ العلل ص۱۱۷ ج۱، ميزان ص٣٥٦ ج١۔

۱۷۸۔ أطراف الحديث ٣٠ ج٨ بحوالة ابن عساكر ١٤٥ ج٢۔

جنت میں ہوگا۔☆

ضعیف ہے، علی بن زید بن جدعان راوی ضعیف ہے (تقریب ص۲۴۶ - مزید دیکھئے نمبر۸۲)۔

(۱۷۹) من أحيى سنة من سنتي قد أميتت بعدي فإن له من الأجر مثل أجور من عمل بها من غير أن ينقص من أجورهم شيئا (بلال بن حارث مزني)۔

جس نے میرے بعد میری مردہ سنت کو زندہ کیا اس کے لئے اتنا اجر ہے جتنا کہ اس پر ہر عمل کرنے والا کا ہے عمل کرنے والوں کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوگی۔☆ سخت ضعیف ہے۔

(۱۸۰) طوبى للغرباء وهم الذين يصلحون ما أفسد الناس من بعدي من سنتي (كثير بن عبد الله عن أبيه عن جده)۔

غرباء کے لئے مبارک ہے یہ وہ لوگ ہیں جو میری ان سنتوں کی اصلاح کریں گے جن کو لوگ میرے بعد خراب کریں گے۔☆

سخت ضعیف ہے، ان دونوں روایتوں کا راوی کثیر بن عبداللہ جھوٹ کے ارکان میں سے ایک رکن ہے (دیکھئے نمبر۱۱۲)۔

(۱۸۱) من تمسك بسنتي عند فساد أمتي فله أجر مائة شهيد (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جس نے امت کے فساد کے وقت میری سنت پر عمل کیا تو اس کے لئے سو (۱۰۰) شہید کا ثواب ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حسن بن قتیبہ متروک ہے (دارقطنی)، ضعیف ہے (ابوحاتم)، کثیر الوہم (العقیلی)، ھالک ہے (میزان ص۵۱۹ ج۱)۔

(۱۸۲) التمسك بسنتي عند فساد أمتي له أجر شهيد (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

امت میں فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرنے والے کے لئے شہید کا اجر ہے۔☆

۱۷۹۔ ترمذي ح۲۶۷۹، ابن ماجة ح۲۰۹ و ۲۱۰، شرح السنة ص۲۳۳ ج۱، طبراني كبير ص۱۶ ج۱۷.

۱۸۰۔ ترمذي ح۲۷۰۵، طبراني كبير ص۱۶ ج۱۷.

۱۸۱۔ الكامل ص۷۳۹ ج۲، ترغيب الترهيب ص۸۰ ج۱، مشكاة ص۶۲ ج۱، ضعيفة ص۳۳۳ ج۱.

۱۸۲۔ طبراني أوسط ص۱۹۷ ج۶ ح۵٤۱۰، حلية الأولياء ص۲۰۰ ج۸، مجمع ص۱۷۲ ج۱.

ضعیف ہے، ایک تو راوی عبد العزیز بن ابی رواد ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمود بن صالح الندری مجہول ہے (ذہبی، مشکوٰۃ البانی ص ۲۰ ج ۱)۔

(۱۸۳) كلامي لا ينسخ كلام الله و كلام الله ينسخ كلامي (جابر رضی اللہ عنہ)۔

میرا کلام اللہ کے کلام کو منسوخ نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر دیتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی جبرون بن واقد افریقی متہم ہے اور یہ روایت من گھڑت ہے (میزان ص ۳۸۸ ج ۱)۔

(۱۸٤) إن أحاديثنا ينسخ بعضها بعضا كنسخ القرآن (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

احادیث ایک دوسری کو منسوخ کر دیتی ہیں جیسا کہ قرآن کی آیات ایک دوسری کو منسوخ کر دیتی ہیں۔☆

من گھڑت ہے، محمد بن عبد الرحمٰن بیلمانی راوی کذاب ہے ابن حبان فرماتے ہیں اس نے اپنے باپ سے تقریباً دوصد من گھڑت روایات کا مجموعہ روایت کیا ہے (کتاب المجروحین ص ۲۶۴ ج ۲، دیکھئے نمبر ۵۴)۔

(۱۸٥) لا تسئلوا عن أهل الكتاب فانهم لن يهدوكم وقد ضلوا (عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا)۔

تم یہود و نصاریٰ سے سوال نہ کیا کرو وہ تمہاری ہرگز راہنمائی نہیں کریں گے کیونکہ وہ خود گمراہ ہیں۔☆

باطل ہے، راوی جابر جعفی متروک ہے (نسائی)، کذاب ہے (لیث بن ابی سلیم و ابن معین اور جوزجانی ☆ (میزان ص ۳۸۰ ج ۱) ہاں موقوفاً صحیح ہے۔

(۱۸٦) أبى الله أن يصح إلا كتابه۔

۱۸۳۔ دارقطني ص١٤٥ج١، ميزان الاعتدال ص٣٨٨ج١، مشكاة ص٦٨ج١۔

۱۸٤۔ دارقطني ص١٤٥ج٤، علل المتناهية ص١٢٥ج١، مشكاة ص٦٨ج١۔

۱۸٥۔ مصنف عبد الرزاق ص١١٠ج٦، مسند أحمد ص٣٣٨ج٣، بيهقي ص١١ج٢، مجمع الزوائد ص١٧٣، ص١٧٤ج١، ص١٥٨ج١٠، در منثور ص١٤٧ج٥، كنز العمال ص٢٠٠ج١، فتح الباري ص٣٣٤ج١٣۔

اللہ سوائے قرآن کے کسی اور کتاب کی صحت کا انکار کرتا ہے۔☆ کسی ملحد کا قول ہے۔

(۱۸۷) حدثوا الناس بما يعرفون ولا تحدثوهم بما ينكرون فيكذبون الله ورسوله (حسین بن علی رضی اللہ عنہ)۔

تم لوگوں سے وہ بیان کرو جس کو وہ جانتے ہیں اور تم وہ نہ بیان کرو جس کا وہ انکار کرتے ہیں پس وہ اللہ اور رسول کو جھٹلائیں۔☆

مرفوعاً غیر ثابت ہے ابن القرس فرماتے ہیں اس کی سند واہ ہے بلکہ کہا گیا ہے موضوع ہے (کشف الخفاء ص۳۵۲ ج۱)، اصل روایت بخاری میں حضرت علی سے موقوف ہے۔

(۱۸۸) ما نسمع منك نحدث به كله فقال نعم الا أن تحدث قوما حديثا لا تضبطه عقولهم فيكون على بعضهم فتنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ہم نے عرض کیا اللہ کے رسول آپ سے جو ہم سنتے ہیں کیا وہ تمام کا تمام لوگوں کو بیان کر دیا کریں فرمایا جی ہاں مگر یہ کہ تم ایسی قوم کو بیان کرو جن کی عقلیں محفوظ نہیں رکھ سکتیں تو بعض کے لئے فتنہ ہوگا۔☆

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ سے صحیح ثابت نہیں اس کا راوی عمر بن داؤد مجہول ہے اور یہ حدیث صرف اسی سے پہچانی جاتی ہے (العلل المتناہیہ ص۱۲۳ ج۱)۔

(۱۸۹) إذا كان يوم القيامة جاء أصحاب الحديث بأيديهم المحابر الحديث (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جب قیامت کا دن ہوگا اہل حدیث آئیں گے ان کے طریقوں میں دواتیں ہونگیں اللہ تعالیٰ جبریل کو حکم کریں گے کہ ان کے پاس جاؤ اور پوچھو تم کون ہو حالانکہ وہ انہیں زیادہ جانتا ہے وہ کہیں گے ہم اصحاب الحدیث ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن یوسف بن یعقوب ارقی کذاب ہے (خطیب)، اس نے مذکورہ باطل

۱۸۶۔ کشف الخفاء ص۳۵ ج۱، تذکرة الموضوعات ص۷۷۔

۱۸۷۔ دیلمی ص۲۰۵ ج۲ ح۲۴۷۸، کنز العمال ص۲۴۷ ج۱۰، کشف الخفاء ص۳۵۲ ج۱، المقاصد الحسنة ص۹۳۔

۱۸۸۔ العلل المتناهية ص۱۲۳ ج۱، میزان ص۱۹۳ ج۳۔

۱۸۹۔ كتاب الموضوعات ص۱۸۹ ج۱، اللالی المصنوعة ص۱۹۸ ج۱، تاریخ بغداد ص۴۱۰ ج۳، میزان ص۷۳ ج۴، لسان الميزان ص۴۳۶ ج۵، فوائد المجموعة ص۲۹۱، دیلمی ص۲۱۵ ج۱ ح۹۸۹۔

حدیث گھڑی ہے (میزان ص۳۰۷ ج۴)۔

(۱۹۰) إذا كتبتم الحديث فاكتبوه بأسناده (علی رضی اللہ عنہ)۔

جب تم حدیث لکھو تو سند سمیت لکھو۔☆

من گھڑت ہے، راوی مسعدہ بن صدقہ متروک ہے (دارقطنی) اور یہ روایت من گھڑت ہے (میزان ص۹۸ ج۴)۔

(۱۹۱) إن هذا العلم دين فلينظر أحدكم عمن يأخذ دينه (أنس)۔

حدیث کا علم دین ہے تم دیکھو کس سے دین حاصل کرتے ہو۔☆

منکر ہے، راوی خلید بن دعلج قوی نہیں (المغنی فی الضعفاء ص۲۱۳ ج۱)، ضعیف ہے (احمد)، کوئی شئی نہیں (ابن معین)، ثقہ نہیں (نسائی)، حدیث میں متین نہیں قتادہ سے منکر حدیثیں روایت کی ہیں (ابو حاتم)، اس کے ضعف پر اجماع ہے (ساجی ☆ تہذیب ص۱۵۹ ج۳)، مذکورہ روایت بھی قتادہ سے ہے۔

(۱۹۲) مذکورہ حدیث حضرت علی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت بھی قتادہ سے ہے، اصل میں یہ امام ابن سیرین کا قول ہے (مسلم ص۱۴ ج۱)۔

(۱۹۳) دينك إنما هو لحمك ودمك وأنظر عمن تأخذ خذ عن الذين استقاموا ولا تأخذ عن الذين مالوا (ابن عمر)۔

اے ابن عمر تیرا دین تیرا گوشت اور خون ہے تو دیکھ کس سے دین حاصل کرتا ہے ان سے دین حاصل کرو جو درست ہیں اور جو ٹیڑھے ہیں ان سے حاصل نہ کرو۔☆

غیر صحیح ہے، راوی عطاف بن خالد مجروح ہے ابن حبان فرماتے ہیں یہ ثقہ راویوں کے نام سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث کے مشابہ نہ تھیں قابل حجت نہیں (العلل المتناہیہ ص۱۲۴ ج۱)۔

(۱۹٤) إذا فرغ أحدكم فلا يكتب عليه بلغ فإن بلغ اسم شيطان ولكن يكتب عليه الله (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

۱۹۰۔ ميزان ص۹۸ ج٤، ضعيف الجامع ص۹۹، ضعيفة ص۲۲۵ ج۲.

۱۹۱۔ تاريخ جرجان (٤٣٠) الالماع ص۱۰ ج۲، العلل المتناهية ص۱۲٤، ضعيفة ص۵۰۳ ج۵، ضعيف الجامع ص۲۹٤.

۱۹۲۔ كنز العمال ص۲٤۰ ج۱.

۱۹۳۔ العلل المتناهية ص۱۲۳ ج۱، الكفاية ص۱۹۵.

جب تم میں سے کوئی لکھنے سے فارغ ہو تو آخر میں لفظ بلغ کا نہ لکھے کیونکہ بلغ شیطان کا نام ہے لیکن اس پر لفظ اللہ لکھے۔☆

من گھڑت ہے، راوی مسلم بن عبد اللہ من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا اس روایت کا کچھ اصل نہیں (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۸۹ ج ۱)۔

(۱۹۵) عليكم بالعلم فإن الرجل من أمتي في آخر الزمان يروي الحديث ويرفعه إلى الحديث (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تم پر علم لازم ہے میری امت کا آدمی آخری زمانہ میں حدیث روایت کرے گا اور اس کی نسبت میری طرف کرے گا وہ سند میں کسی راوی کا ذکر نہیں کرے گا مگر فرشتوں کی طرف سے خوشخبری دینے والا اس کے پاس آئے گا اور کہے گا کہ فلاں نے تجھ سے تیرے مرنے کے بعد ایسے ایسے حدیث روایت کی ہے رسول اللہ ﷺ قیامت کے روز فرمائیں گے اے اللہ مجھے قدرت دے کہ میں اس کو آگ سے رہائی دلاؤں جیسا کہ اس نے مجھے میرے مرنے کے بعد یاد کیا ☆

بے اصل ہے راقم کو سند نہیں ملی (فردوس الاخبار ص ۲۸ ج ۳)۔

(۱۹۶) لا تأخذوا الحديث إلا ممن تجوز شهادته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تم اس شخص کی حدیث قبول کرو جس کی شہادت قابل قبول ہے۔☆ ضعیف ہے، راوی صالح بن حسان نضری منکر الحدیث ضعیف ہے (ابو حاتم)، کوئی شئی نہیں (احمد)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص ۲۹۱ ج ۲)۔

☆☆☆☆☆

۱۹۴۔ كتاب المجروحين ص۹ ج۳، لسان الميزان ص۱۱۲ ج۶، الفوائد المجموعة ص۲۹۱، كتاب الموضوعات ص۱۸۸ ج۱، اللآلي المصنوعة ص۱۹۷ ج۱، تنزيه الشريعة المرفوعة ص۲۵۷ ج۱۔

۱۹۵۔ ديلمي ص۲۷ ج۳ ح ۳۸۳۵۔

۱۹۶۔ تاريخ بغداد ص۳۰۱ ج۹، الكفاية ص۹۵، كنز العمال ص۲۲۴ ج۱۰، العلل المتناهية ص۱۲۴ ج۱، المحدث الفاصل ص۴۱۱۔

۵- کتاب البدعات

(۱۹۷) من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها الله ورسوله الحديث (كثير بن عبد الله عن أبيه عن جده)۔

جس نے کوئی ایسی بدعت جاری کی جسے اللہ اور رسول پسند نہ کریں تو اس پر ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہے جو اس بدعت پر عمل کرتے ہیں اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔☆

باطل ہے، راوی کثیر بن عبداللہ متروک بلکہ متھم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶)۔

(۱۹۸) كل بدعة ضلالة إلا بدعة في عبادة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

عبادت میں بدعت کے علاوہ باقی ہر قسم کی بدعت گمراہی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ہیثم بن عدی طائی ثقہ نہیں کذاب ہے (میزان ص ۳۲۴ ج ۴)۔

(۱۹۹) ما أحدث قوم بدعة إلا رفع مثلها من السنة (غضيف بن حارث رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جو قوم ایک بدعت جاری کرتی ہے تو اس کے بدلے ایک سنت اٹھا لی جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی بقیہ بن ولید بالاجماع قابل حجت نہیں (بیہقی)، ضعیف راویوں سے تدلیس کرتا تھا (ابن القطان ☆ تہذیب ص ۴۷۴ ج ۱) اور اس کا استاذ ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم غسانی بھی ضعیف اور ردی الحفظ ہے جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن حبان) کوئی شئی نہیں (احمد ☆ میزان ص ۴۹۸ ج ۱)۔

۱۹۷- ابن ماجة ح ۲۱۰ باب من احياء سنة قد اميت، سنن ترمذی ح ۲۶۷۷ باب ما جاء الخذ بالسنة واجتناب البدعة، طبرانی ص ۱۶ ج ۱۔

۱۹۸- دیلمی ص ۳۱۰ ج ۳ ح ۴۸۰۸، الموضوعات کبیر ص ۹۲، تذكرة الموضوعات ص ۱۶، تنزيه الشريعة ص ۳۲۰ ج ۱۔

۱۹۹- مسند أحمد ص ۱۰۵ ج ٤، مجمع الزوائد ص ۱۸۸ ج ۱، مشكاة ص ۱۸٦ ج ۱، كنز العمال ص ۲۱۹ ج ۱، ترغيب الترهيب ص ۸٦ ج ۱، فتح الباری ص ۲٥٤ ج ۱۳۔

واضح رہے کہ ابن عباس سے موقوفاً روایت حسن ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲۰۰) لا يذهب من السنة شيء حتي يظهر من البدعة مثله وتظهر البدعة حتي ينشأ في البدعة من لا يعرف السنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سنت تب ختم ہوتی ہے جب اس کی مثل بدعت ظاہر ہو جاتی ہے اور بدعت اس سے پیدا ہوتی ہے جو سنت کو نہیں جانتا۔☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی کادح بن رحمۃ الزاھدی ثقہ راویوں سے مقلوب روایتیں کرتا تھا خیال یہی ہے کہ یہ عمداً ایسے کرتا تھا اس کی اکثر روایات موضوع اور مقلوب ہیں (کتاب المجروحین ص۲۳۰ ج۲)۔

(۲۰۱) أبى الله أن يقبل عمل صاحب بدعة حتي يدع بدعته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ اس وقت تک بدعتی کے عملوں کو قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعت کو چھوڑ نہیں دیتا۔☆

غیر صحیح ہے، اس کی سند کے راوی ابو زید، ابو مغیرہ اور بشر بن منصور تینوں مجہول ہیں (العلل المتناہیہ ص۱۳۸ ج۱ و میزان ص۵۲۷ ج۴)۔

(۲۰۲) لا يقبل الله لصاحب بدعة صوماً ولا صلوة ولا صدقة ولا حجاً ولا عمرة ولا جهاداً، الحديث (حذيفه رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ، نماز، صدقہ (زکوۃ)، حج، عمرہ، جہاد، نفل، اور فرض کچھ بھی قبول نہیں کرتا یہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسا کہ آٹے سے بال نکال دیا جاتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن محصن عکاشی کذاب ہے (تقریب ص۳۱۴)۔

(۲۰۳) أهل البدع شر الخلق والخليقة (أنس رضی اللہ عنہ)

۲۰۰۔ العلل المتناهية ص۱۳۰ ج۱، كنز العمال ص۲۲۲ ج۱۔

۲۰۱۔ ابن ماجة ح۵۰، باب اجتناب البدع والجدل، تاريخ بغداد ص۱۸٦ ج۱۳، الترغيب الترهيب ص۸٦ ج۱، كشف الخفاء ص۳٦ ج۱، السنة لابن ابي عاصم ص۲۲ ج۱، كنز العمال ص۲۱۹ ج۱، علل المتناهية ص۱۳۸ ج۱۔

۲۰۲۔ ابن ماجة ح۴۹، باب اجتناب البدع والجدل، ترغيب الترهيب ص۸۷ ج۱، كنز العمال ص۲۲۰ ج۱۔

۲۰۳۔ حلية الأولياء ص۲۹۱ ج۸، تاريخ اصفهان ص۹۰ ج۲، كنز العمال ص۲۱۸ ص۲۲۳ ج۱،

بدعتی مخلوق میں بدترین ہیں۔☆ البانی کہتے ہیں ضعیف ہے (جامع الضعیف ص ۳۰۷)۔

(۲۰٤) ليس من أمتى أهل البدع (أنس رضی اللہ عنہ)۔

بدعتی میری امت میں سے نہیں ہیں۔☆

سند نامعلوم ہے، دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔ (فردوس الاخبار ص ۳۲۹ ج ۳)۔

(۲۰۵) إذا مات صاحب بدعة فتح فى الإسلام فتح (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جب بدعتی مرتا ہے تو اسلام کو فتح ہوتی ہے۔☆

البانی کہتے ہیں من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۹۹)، خطیب فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے اور متن منکر ہے (تاریخ بغداد ص ۱۵۹ ج ۴)۔

(۲۰٦) ما تحت ظل السماء من اله يعبد من دون الله اعظم عندالله من هوى متبع (ابو امامه رضی اللہ عنہ)۔

آسمان کے نیچے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو اللہ کے ہاں بڑا ہو اس خواہش سے جس کی پیروی کی جاتی ہے۔☆ سخت ضعیف ہے، حسن بن دینار متروک ہے جسے امام بخاری عبدالرحمان ابن مبارک اور وکیع نے ترک کر دیا تھا (میزان ص ۴۸۷ ج ۱)۔

(۲۰۷) من أعرض عن صاحب بدعة بوجهه بغضاله فى الله ملاء الله قلبه أما وإيمانا ومن انتهر صاحب بدعة أمنه الله يوم الفزع الأكبر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ميزان الاعتدال ص۲۷ ج٤، لسان الميزان ص ٣٦٠ ج٥۔

۲۰٤۔ ديلمى ص٤٢٩ ج٢ ح٥٢٠٧۔

۲۰۵۔ تاريخ بغداد ص١٥٩ ج٤، العلل المتناهية ص١٣٩ ج١، كنز العمال ص٢١٩ ج١، تذكرة الموضوعات ص١٦، كشف الخفاء ص٩٩ ج١، ضعيفة ص٢٢٩ ج٦، وضعيف الجامع ص٩٩ وقال موضوع، ديلمى ص٢٥١ ج١ ح١١٢٥۔

۲۰٦۔ طبرانى كبير ص ١٠٣ ج ٨ ح ٧٥٠٢۔

۲۰۷۔ حلية الأولياء ص٢٠٠ ج٨، تنزيه الشريعة ص٣١٤ ج١، اللآلى ص٢٢٠ ج١، الفوائد المجموعة ص٥٠٤۔

جو بدعتی سے بغض کی وجہ سے منہ پھیرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو بدعتی سے ناراض ہو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رکھے گا، اور جو بدعتی کو سلام کہتا ہے اور خوش روئی سے ملتا ہے جس سے وہ خوش ہو تو جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر اتارا ہے اس کی توہین کی ہے۔☆ باطل ہے، راوی عبدالعزیز بن ابی رواد وہم پر روایت بیان کرتا تھا جس کی وجہ سے قابل احتجاج نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۱۹۹ج۱)، اس پر تقشف غالب تھا جو روایت کرتا اسے جانتا نہ تھا نافع سے ایسی روایتیں کرتا گویا کہ موضوع ہیں یہ وہم کی بنا پر تھا عمداً ایسے نہ کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۳۷ج۲)، مذکورہ حدیث بھی عبدالعزیز نے نافع سے روایت کی ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت میں خرابی حسین کی وجہ سے ہے اس کا غیر اس سے زیادہ ثقہ ہے (اللآلی المصنوعہ ص۲۳۱ج۱)۔

(۲۰۸) من وقر صاحب بدعة فقد أعان علی هدم الإسلام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ختم کرنے پر تعاون کیا۔☆ باطل ہے، راوی بہلول بن عبید حدیث چور نا قابل احتجاج ہے (کتاب المجروحین ص۲۰۲ج۱)۔

(۲۰۹) یہ روایت حضرت عائشہ سے بھی مروی ہے جو باطل ہے راوی حسن بن یحییٰ الخشنی ثقہ راویوں سے بے اصل حدیثیں روایت کرتا تھا ابن عدی فرماتے ہیں یہ حدیث باطل موضوع ہے (کتاب الموضوعات ص۱۹۹ج۱)۔

(۲۱۰) من مشی إلی صاحب بدعة لیوقره فقد أعان علی هدم الإسلام (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جو بدعتی کی طرف جائے تاکہ اس کی تعظیم کرے اس نے اسلام کے ختم کرنے پر تعاون کیا۔☆ ضعیف ہے، راوی بقیہ ضعیف ناقابل حجت ہے (دیکھئے نمبر۲۰۶)۔

۲۰۸۔ تفسیر قرطبی ص۱۳ج۷، حلیة الأولیاء ص۲۱۸ج۵، تذكرة الموضوعات ص۱۹۹ج۱، فوائد المجموعة ص۲۱۱، اللآلی المصنوعة ص۲۳۱ج۱، الكامل ص۷۳۶ج۲، تنزیه ص۳۱۴ج۱۔

۲۰۹۔ الكامل ص۷۳۶ج۲، كتاب الموضوعات ص۱۹۹ج۱، اللآلی ص۲۳۱ج۱، میزان ص۵۲۵ج۱۔

۲۱۰۔ مجمع الزوائد ص۱۸۸ج۱، كنز العمال ص۲۲۲ج۱، حلیة الأولیاء ص۹۷ج۶، اللآلی المصنوعة ص۲۳۲ج۱۔

۲۱۱۔ تاریخ بغداد ص۲۹۶ج۸، كنز العمال ص۷۹۱ ج۱۵، تذكرة الموضوعات ص۲۸، كتاب الموضوعات ص۱۸۸ج۱، كشف الخفاء ص۲۳۶ج۲، موضوعات كبیر ص۱۱۵، ضعیفة ص۴۵۳ج۱، اللآلی ص۱۹۶ج۱۔

(۲۱۱) من بلغه عن الله عز وجل شيء فيه فضيلة فاخذ به إيمانا ورجاء أ وثعابا أعطاه الله ذلك وإن لم يكن كذلك (جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ)۔

جس کو اللہ کی طرف سے کوئی فضیلت والی چیز پہنچے تو وہ اس پر ایمان وامید اور ثواب کی خاطر عمل کرے تو اللہ اس کو اجر دے گا اگرچہ وہ حقیقت میں ایسے نہ ہو۔☆ من گھڑت ہے، راوی ابو جابر بیاضی متروک الحدیث ہے (نسائی)، کذاب ہے (ابن معین ☆ کتاب الموضوعات ص۱۸۸ ج۱)۔

(۲۱۲) مذکورہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کے آخر میں ہے اسے جو خبر پہنچی ہے خواہ وہ جھوٹ ہی ہو۔☆☆

من گھڑت ہے، اس کا راوی ابو معمر عباد بن عبد الصمد منکر الحدیث ہے (بخاری)، اس نے حضرت انس سے ایک نسخہ روایت کیا ہے جس کا اکثر حصہ من گھڑت ہے (ابن حبان ☆ میزان ص۳۶۹ ج۲)، اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں چند الفاظ کا اضافہ ہے اس کا راوی ابو الخلیل بزیع بن حسان متہم ہے (میزان ص۳۰۶ ج۱)، جو ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت روایتیں کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۱۹۹ ج۱)۔

(۲۱۳) اور یہی روایت ابن عمر کے طریق سے بھی مروی ہے جو من گھڑت ہے اس کا راوی اسماعیل بن یحییٰ کذاب تھا (حاکم ودارقطنی)، جو حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۲۵۳)، نیز اس کے دونوں شاگرد علاء بن مسلمہ اور عبد الرحیم بن حبیب بھی کذاب ہیں (سلسلہ ضعیفہ ص۴۱۰ ج۲)۔

(۲۱٤) من بلغه عن الله فضيلة فلم يصدق بها لم ينلها (أنس رضی اللہ عنہ)

جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فضیلت والی بات پہنچے وہ اس کی تصدیق نہ کرے تو وہ اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔☆

۲۱۲۔ كتاب المجروحين ص١٩٩ ج١، اللآلي ص١٩٦ ج١

۲۱۳۔ اللآلي ص١٩٦ ج١، تنزيه ص٢٦٥ ج١۔

۲۱٤۔ طبراني أوسط ج٥١٢٥ ص٦٠ ج٦، أبو يعلى ص٣٨٧ ج٣ ح ٣٤٣٠، الكامل ص٤٩٣ ج٢، كنز العمال ص٦٦٢ ج١، ضعيفة ص٤٥٨ ج١، تنزيه ص٢٦٥ ج١۔

من گھڑت ہے، راوی ابو الخلیل بزیع بن حسان متہم ہے (دیکھئے نمبر ۲۱۴)۔

(۲۱۵) من أدي إلى أمتي حديثا يقيم به سنة أو يثلم به بدعة فله الجنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو میری امت تک ایسی حدیث پہنچائے جس سے سنت کو قائم کرے اور بدعت کو گرائے تو اس کے لئے جنت ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ کذاب ہے حدیث وضع کرتا تھا (سلسلہ ضعیفہ ص ۴۱۰ ج ۲)۔

(۲۱۶) إذا ظهر البدع في أمتي و شتم أصحابي فليظهر العالم علمه فإن لم يفعل فعليه لعنة الله (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میری امت میں جب بدعتیں ظاہر ہوں اور صحابہ کو گالیاں دی جائیں تو عالم اپنا علم ظاہر کرے اگر وہ ایسے نہ کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔☆ سنداً معلوم ہے۔

(۲۱۷) إذا ظهرت البدع ولعن آخر هذه الأمة أولها فمن كان عنده علم فلينشره (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جب بدعتیں ظاہر ہوں اور اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت بھیجیں تو جس کے پاس علم ہو وہ اسے پھیلائے۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد الرحمٰن بن رمل دمشقی کی جرح وتعدیل معلوم نہیں اس کا استاذ ولید بن مسلم تدلیس تسویہ کا قائل تھا اور یہ روایت معنعن ہے عبد الرحمٰن کی متابعت محمد بن عبد المجید نے کی ہے اور وہ ضعیف ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۱۴ ج ۴)۔

(۲۱۸) اياكم والركون الى أصحاب الهوى فانهم بطروا النعمة وأظهروا البدعة

۲۱۵۔ حلية الأولياء ص ٤٤ ج ١٠، ضعيفة ص ٤١٠ ج ٢، شرف أصحاب الحديث۔ ضعيف الجامع ص ٧٧٥۔

۲۱۶۔ ميزان ص ٦٣٠ ج ٣، ضعيفة ص ١٤ ج ٤۔

۲۱۷۔ سلسلة الضعيفة ص ١٤ ج ٤۔

۲۱۸۔ الكامل ص ٢٠٨ ج ١، كتاب الموضوعات ص ١٩٧ ج ١، تنزيه الشريعة ص ٣١٠ ج ١، الفوائد المجموعة ص ٥٠٤، اللآلي المصنوعة ص ٢٢٨ ج ١۔

وخالفوا السنة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم اہل اھواء سے سکون نہ پکڑو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں تکبر کیا ہے اور بدعت کو ظاہر کیا ہے اور سنت کی مخالفت کی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی احمد بن محمد بن علی حدیث وضع کرتا تھا ابن عدی فرماتے ہیں یہ روایت من گھڑت ہے (کتاب الموضوعات ص۱۹۸ ج۱ والکامل ص۲۰۸ ج۱)۔

(۲۱۹) إن لله عز وجل عند كل بدعة كيد بها للإسلام وليا من أوليائه يذب عن دينه (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کے ایسے دوست ہیں جو ہر بدعت کے وقت جس سے اسلام کے خلاف تدبیر کی جاتی ہے اس کے دین کا دفاع کرتے ہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبد الغفار المدینی مجہول بالنقل ہے اور اس کی مذکورہ حدیث غیر محفوظ ہے (عقیلی ص۱۰۰ ج۳)، ذہبی فرماتے ہیں عبد الغفار نا معلوم ہے گویا کہ یہ ابو مریم ہے اس کی حدیث من گھڑت ہے (میزان ص۶۴۱ ج۲)، ابو مریم کہہ کر جس راوی کی طرف اشارہ کیا ہے اس سے مراد عبد الغفار بن قاسم انصاری رافضی غیر ثقہ ہے (ذہبی)، حدیث وضع کرتا تھا (علی بن مدینی ☆ میزان ص۶۴۰ ج۲)۔

۲۱۹۔ عقیلی ص۱۰۰ ج۳۔

٦- کتاب الطہارۃ والوضوء

(٢٢٠) إن الله نظيف يحب النظافة (سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ صاف ستھرا ہے وہ ستھرائی کو پسند کرتا ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس کوئی شی نہیں (بخاری)، متروک الحدیث ہے (نسائی)، ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایتیں روایت کرتا تھا جنہیں وہ خود وضع کرتا تھا (ابن حبان - تحفۃ الاحوذی ص ٢٠ ج ٤)۔

(٢٢١) بني الإسلام على النظافة۔ ☆

دین کی بنیاد نظافت پر ہے۔ ☆

حدیث رسول نہیں کسی کا قول ہے، جس کو غزالی نے احیاء ص ٦٦ ج ١ میں مرفوعاً ذکر کیا ہے علم حدیث سے سخت نادانی ہے۔

(٢٢٢) تنظفوا فإن الإسلام نظيف ولا يدخل الجنة إلا نظيف (عائشہ رضی اللہ عنہا)

صاف ستھرے رہا کرو اسلام صاف ستھرا دین ہے اور جنت میں صرف صاف ستھرا داخل ہوگا۔ ☆

ضعیف ہے، راوی نعیم بن مورع بن توبۃ العنبری ناقابل حجت ہے (کتاب المجروحین ص ٥٧ ج ٣)۔

(٢٢٣) إن الله طيب يحب الطيب (سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ پاک کو پسند کرتا ہے۔ ☆ ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس متروک ہے (احمد ونسائی)، کوئی شی نہیں (بخاری ☆ ابن معین ☆ میزان ص ٦٢٨ ج ١)، صحیح حدیث "ان الله طيب لا يقبل إلا طيبا" (مسلم) ہے۔

٢٢٠۔ ترمذی ح ٢٧٩٩ باب ما جاء فی النظافۃ، العلل المتناهية ص ٢٢٤ ج ٢، کامل ابن عدی ص ٨٧٨ ج ٣۔

٢٢١۔ احیاء العلوم ص ٦٦ ج ١۔

٢٢٢۔ مغنی عن حمل الاسفار ص ٣٤ ج ١۔

٢٢٣۔ ترمذی ح ٢٧٩٩ باب ما جاء فی النظافۃ، العلل المتناهية ص ٢٢٤ ج ٢، کامل ابن عدی ص ٨٧٨ ج ٣۔

(۲۲۴) إن من كرامة المؤمن على الله عز وجل نقاء ثوبه ورضاه باليسير۔☆

مومن کی کرامت اور عزت اس کے لباس کے صاف ہونے اور تھوڑی چیز پر راضی ہونے میں ہے۔ ☆
من گھڑت ہے راوی عباد بن کثیر ثقفی متروک ہے (ابن حجر)، اس نے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں
(امام احمد ☆ تقریب ص ۱۶۳)۔

(۲۲۵) زكوة الأرض يبسها (باقر رضی اللہ عنہ)۔

زمین کی پاکیزگی اس کا خشک ہونا ہے۔☆ حدیث رسول نہیں امام باقر کا قول ہے۔

(۲۲۶) إذا جفت الأرض فقد ذكيت (محمد بن حنفية)۔

زمین جب خشک ہو جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔☆ حدیث رسول نہیں محمد بن حنفیہ کا قول ہے۔

(۲۲۷) زمین کا خشک ہونا ہی اس کا پاک ہونا ہے۔☆

ابو قلابہ کا قول ہے حدیث رسول نہیں (تینوں آثار کے حوالے درایہ ص ۹۲ ج ۱)۔

(۲۲۸) إذا ولغ الكلب في أناء أحدكم فليغسله بالماء سبع مرات احداهن بالبطحاء (علی رضی اللہ عنہ)۔

جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے ان میں ایک مرتبہ کنکریوں سے۔☆
حدیث صحیح ہے مگر بطحا کا لفظ غیر ثابت ہے اس کا راوی جارود بن ابی یزید متروک ہے (دارقطنی ص ۶۵ ج ۱)۔

(۲۲۹) الكلب يلغ في الأناء إنه يغسل ثلاثا أو خمسا أو سبعاً (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

۲۲۴۔ ضعيفة ص ۲۷ ج ۱۰، ضعيف الجامع ص ۷۶۷۔

۲۲۵۔ نصب الراية ص ۲۱۱ ج ۱، دراية ص ۹۲ ج ۱، تذكرة الموضوعات ص ۳۳۔

۲۲۶۔ تذكرة الموضوعات ص ۳۳، نصب الراية ص ۲۱۱ ج ۱، دراية ص ۹۲ ج ۱۔

۲۲۷۔ نصب الراية ص ۲۱۲ ج ۱، دراية ص ۹۲ ج ۱، تذكرة الموضوعات ص ۳۳۔

۲۲۸۔ ابن ماجة ح ۳۶۳، ۳۶۴ باب غسل الأناء من ولوغ الكلب، دارقطني ص ۶۵ ج ۱۔

۲۲۹۔ دارقطني ص ۶۵ ج ۱۔

کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونا چاہیے۔☆

منکر ہے، راوی عبد الوہاب بن ضحاک متروک الحدیث ہے (دار قطنی ص ۶۵ ج ۱)، متروک ہے (نسائی)، کذاب ہے (ابو حاتم ☆ میزان ص ۶۷۹ ج ۲)۔

(۲۳۰) إذا ولغت السنور في الأناء يغسل سبع مرات (أبو هريرة رضي الله عنه موقوفاً)۔

بلی جب برتن میں منہ ڈالے تو برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی لیث بن ابی سلیم سیء الحفظ ہے اور یہ روایت ثابت نہیں ہے (دار قطنی ص ۶۸ ج ۱)، لیث آخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے اور تمیز باقی نہیں رہی کہ یہ روایت اختلاط سے پہلے کی ہے یا بعد کی لہٰذا ترک کر دیے گئے (تقریب ص ۲۸۷)۔

(۲۳۱) يغسل الأناء من الهرة كما يغسل من الكلب (أبو هريرة رضي الله عنه موقوفاً)۔

بلی کے منہ ڈالنے سے برتن ایسے ہی دھویا جائے جیسا کہ کتے کے منہ ڈالنے سے دھویا جاتا ہے۔☆

غیر ثابت ہے، یحییٰ بن ایوب راوی کی بعض روایات میں اضطراب ہے (دار قطنی ص ۶۸ ج ۱)۔

(۲۳۲) نهى أن يتوضأ عن الماء المشمس أو يغسل به (عائشة رضي الله عنها)۔

دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو اور غسل کرنے سے منع فرمایا۔☆

منکر ہے، راوی عمرو بن محمد الاعشم منکر الحدیث ہے (دار قطنی ص ۳۸ ج ۱)، ثقہ راویوں کے نام سے منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۷۴ ج ۲)۔

(۲۳۳) سخنت ماء ا في الشمس فقال لا تفعلي يا حميراء فإنه يورث البرص (عائشة رضي الله عنها)۔

۲۳۰۔ دار قطني ص۶۸ ج ۱۔

۲۳۱۔ دار قطني ص۶۸ ج ۱۔

۲۳۲۔ دار قطني ص۳۸ ج ۱۔

۲۳۳۔ كتاب الموضوعات ص۷۹ ج ۲، تنزيه الشريعة المرفوعة ص۶۹ ج ۲، فوائد المجموعة ص۸، اللآلي المصنوعة ص۶ ج ۲۔

میں نے دھوپ میں پانی گرم کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیرا ایسے نہ کر کیونکہ یہ پانی پھلبہری کو وارث بناتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی خالد بن اسمٰعیل مخزومی کسی بھی حالت میں قابل حجت نہیں (ابن حبان)، ثقہ راویوں کے نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی ☆ میزان ص ۶۲۷ ج ۱)۔

(۲۳۴) قال ليلة الجن ما في اداوتك قال نبيذ قال تمرة طيبة وماء طهور (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جس رات رسول اللہ ﷺ نے جنوں سے ملاقات کی تو مجھے فرمایا تیرے برتن میں کیا ہے میں نے کہا نبیذ ہے آپ ﷺ نے فرمایا پاکیزہ کھجور اور پاک پانی ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، اس حدیث کو شریک بن عبد اللہ نے ابو فزارہ عن ابی زید کے طریق سے روایت کیا ہے شریک مدلس ہے (طبقات مدلسین ص ۶۷)، اور کثیر الخطاء ہیں جن کا حافظہ بگڑ گیا تھا (تقریب ص ۱۴۵)، اس کا استاذ ابو زید مجہول ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۹۰ ج ۱)، اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس میں حسین بن عبد اللہ عجلی ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (احادیث ضعاف ص ۴۸)، اس کی ایک تیسری سند بھی ہے جس کو محمد بن عیسٰی بن حیان نے حسن بن قتیبہ سے روایت کیا ہے یہ دونوں استاذ اور شاگرد ضعیف اور متروک ہیں اور یہ روایت غیر صحیح ہے (احادیث ضعاف ۴۸)۔

(۲۳۵) إنه توضأ ليلة الجن بالنبيذ وقال شرابا وطهورا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے جنوں سے ملاقات والی رات میں نبیذ سے وضو کیا اور فرمایا پینا ہے اور پاک ہے۔☆ دارقطنی فرماتے ہیں ابن لہیعہ قابل حجت نہیں (دارقطنی ص ۷۶ ج ۱)، اور یہ حدیث ثابت نہیں (التعلیق المغنی ص ۷۶ ج ۱)، صاحب ہدایہ نے اس روایت کو مشہور کیا ہے جو اصطلاحاً غلط ہے اور پھر کہا ہے کہ اس پر صحابہ کا عمل ہے حالانکہ کسی ایک صحابی کا اس پر عمل ثابت نہیں (درایہ ص ۶۶ ج ۱)۔

۲۳۴۔ ترمذي ح ۸۸ باب ما جاء في الوضوء بالنبيذ، أبو داؤد ح ۸۴، باب الوضوء بالنبيذ، ابن ماجة باب الوضوء بالنبيذ ح ۳۸۴، تفسير قرطبي ص ۵۲ ج ۱۳، مسند أحمد ص ۴۴۹ ج ۱، بيهقي ص ۹ ج ۱، مصنف عبد الرزاق ص ۱۷۹ ج ۱۔

۲۳۵۔ دارقطني ص ۷۶ ج ۱، طحاوي ص ۹۵ ج ۱، تفسير قرطبي ص ۱۹۷ ج ۱۶۔

(۲۳۶) إذا لم یجد أحد کم ماء أو جد نبیذاً فیتوضأ به (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی پانی نہ پائے اور نبیذ موجود ہو تو اس سے وضو کرے۔☆ منکر ہے، راوی ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث ہے (تقریب ص ۱۸)، اور اس کا شاگرد مجاعہ ابو عبیدہ ضعیف ہے (دار قطنی ص ۷۶ ج ۱)۔

(۲۳۷) النبیذ وضوء لمن لم یجد الماء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو پانی نہیں پاتا نبیذ اس کے لئے وضو کا پانی ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک کا راوی مسیب بن واضح متکلم فیہ ہے دار قطنی وبیہقی فرماتے ہیں مسیب کو اس روایت میں وہم ہو گیا ہے دراصل یہ عکرمہ کا قول ہے جسے اس نے ابن عباس کے نام سے مرفوع روایت کر دیا ہے اور یہ کثیر الوہم ہے (دار قطنی مع التعلیق ص ۷۵ ج ۱)، راقم کہتا ہے عکرمہ سے راوی یحییٰ بن ابی کثیر مدلس ہے (تقریب ص ۳۷۸)، مذکورہ روایت معنعن ہے۔

دوسری سند کا راوی عبداللہ بن محرر متروک ہے (دار قطنی ص ۷۶ ج ۱)، اور ابن عباس سے یہ روایت صحیح نہیں ہے (احادیث ضعاف ص ۴۶)۔

(۲۳۸) إذا بلغ الماء أربعین قلة لا یحمل الخبث (جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ)۔

پانی جب چالیس مٹکے ہو تو پلید نہیں ہوتا۔☆

سخت منکر ہے راوی قاسم بن عبداللہ عمری کذاب (ابن معین)، حدیثیں وضع کرتا تھا (امام احمد ☆ التعلیق المغنی ص ۲۶ ج ۱)۔

(۲۳۹) لا ینجس ماء أشیء إلا غیر ریحه أو طعمه أو لونه (أبو أمامه رضی اللہ عنہ)۔

۲۳۶۔ دار قطنی ص ۷۶ ج ۱، العلل المتناھیة ص ۳۵۹ ج ۱۔

۲۳۷۔ دار قطنی ص ۷۶ ج ۱، العلل المتناھیة ص ۳۵۹ ج ۱، بیھقی ص ۱۲ ج ۱۔

۲۳۸۔ دار قطنی ص ۲۶ ج ۱، نصب الرایة ص ۱۱۰ ج ۱، تذکرۃ الموضوعات ص ۳۳، الفوائد المجموعة ص ۷، تنزیه الشریعة ص ۶۹ ج ۲، عقیلی ص ۴۷۳ ج ۳، الکامل ص ۲۰۵۸ ج ۶، میزان الاعتدال ص ۳۷۲ ج ۳۔

۲۳۹۔ مصنف عبد الرزاق ص ۸۰ ج ۱، مجمع ص ۲۱۴ ج ۲، دار قطنی ص ۲۸ ص ۲۹ ج ۱، تمھید ص ۳۳۲ ج ۱۔

پانی کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی مگر جو اس کی بو، ذائقہ اور رنگ بدل دے۔☆

ضعیف ہے، رشدین بن سعد ضعیف اور مختلط ہے (تقریب ص ۱۰۳)، تمام محدثین کا اس روایت کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے (نووی ☆ التلخیص ص ۱۵ ج ۱ و التعلیق المغنی ص ۲۹ ج ۱)۔

(۲۴۰) أکرموا طهورکم۔☆

وضو کے برتن کی عزت کرو۔

(۲۴۱) من قدم أبریقا یتوضأ به قدم جوادا۔☆

جس نے وضو کے لئے برتن پیش کیا اس نے گھوڑا پیش کیا۔☆

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں دونوں روایتیں من گھڑت ہیں (الفوائد المجموعہ ص ۱۲)، راقم کو ان دونوں روایتوں کی سندیں نہیں ملیں۔

(۲۴۲) لا تتوضؤا في الکنیف فإن وضوء المؤمن یوزن مع حسناته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم لیٹرین میں وضو نہ کرو بلاشبہ مومن کے وضو کے پانی کا اس کی دیگر نیکیوں کے ساتھ وزن کیا جائے گا۔☆ من گھڑت ہے۔

(۲۴۳) لا یتوضأ أحدکم في موضع استنجائه فإن الوضوء یوضع مع الحسنات في المیزان (أنس رضی اللہ عنہ)۔

استنجا گاہ میں وضو نہ کرو کیونکہ وضو کو دوسری نیکیوں کے ساتھ ترازو میں رکھا جائے گا۔☆

من گھڑت ہے، ان دونوں کا راوی یحییٰ بن عنبسہ قرشی دجال حدیثیں گھڑتا تھا (ابن حبان - دارقطنی ☆ میزان ص ۴۰۰ ج ۴)، اور یہ اسی کی وضع کی ہوئی ہیں (تذکرۃ الموضوعات ص ۳۲)۔

۲۴۰۔ الفوائد المجموعة ص ۱۲۔

۲۴۱۔ مجموع الفتاوی ابن تیمیة ص ۳۸۳ ج ۱۸، الفوائد المجموعة ص ۱۲، تذکرة الموضوعات ص ۳۱۔

۲۴۲۔ الفوائد المجموعة ص ۱۳، تنزیه الشریعة المرفوعة ص ۷۴ ج ۲، تذکرة الموضوعات ص ۳۲ ضعیفة ص ۲۲۳ ج ۲۔

۲۴۳۔ الکامل ص ۲۷۰۹ ج ۷، میزان ص ۴۰۰ ج ۴۔

(٢٤٤) صلوة بالسواك خير بسبعين صلوة بغير سواك (عائشه رضی اللہ عنہا)۔

مسواک سے پڑھی گئی نماز اس نماز سے ستر گنا بہتر ہے جو بغیر مسواک کے پڑھی گئی ہو۔☆

ضعیف ہے، اس کی چار سندیں ہیں ایک میں واقدی کذاب ہے اور دوسری میں ابن لہیعہ ضعیف اور مدلس ہے تیسری سند میں محمد بن اسحاق امام زہری سے روایت کرنے میں منفرد ہیں ثقہ ہونے کے باوجود مدلس ہیں اور جب عن سے روایت کریں تو قابل حجت نہیں۔ اور چوتھی سند میں فرج بن فضالہ ضعیف ہے (تقریب ص۲۷۴) اور یہ روایت قوی الاسناد نہیں (بیہقی ص۳۸ ج۱)۔

(٢٤٥) ركعتان بعد السواك أحب إلى الله من سبعين ركعة قبل السواك (عائشه رضی اللہ عنہا)۔

مسواک کے بعد دو رکعتیں اللہ تعالیٰ کے ہاں مسواک سے پہلے کی ستر رکعتوں سے زیادہ محبوب ہیں۔☆

غیر ثابت ہے، راوی واقدی قابل حجت نہیں (المنار المنیف ص۲۳)، کذاب ہے (احمد)، حدیث وضع کرتا تھا (نسائی)، اس کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۶۶۳ ج۳)۔

(٢٤٦) السواك سنة فاستاكوا أي وقت شئتم (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

مسواک سنت ہے تم جس وقت چاہو مسواک کرو۔☆ سند نامعلوم ہے۔

(٢٤٧) السواك واجب وغسل الجمعة واجب علي كل مسلم (عبد الله بن عمرو بن طلحة ورافع)۔

مسواک اور جمعہ کا غسل ہر مسلمان پر واجب ہے۔☆ ضعیف ہے (جامع الضعیف ص۴۹۳)۔

(٢٤٨) السواك نصف الإيمان والوضوء نصف الإيمان (حسان بن عطيه)۔

٢٤٤۔ بيهقي ص٣٨ج١، مسند أحمد ص٢٧٢ج٦، كشف الخفاء ص٢٦ج٢، تنزيه الشريعة ص١١٥ج٢، فوائد المجموعة ص١٠، المنار المنيف ص١٩۔

٢٤٥۔ بيهقي ص٣٨ج١، مجمع الزوائد ص٩٨ج٢، الترغيب والترهيب ص١٦٨ج١، در منثور ص١١٢ج١، كشف الخفاء ص٤٣٤ج١، المنار المنيف ص٢٣۔

٢٤٦۔ حلية الأولياء ص٤٩ج٢، كشف الخفاء ص٤٥٧ج١، ضعيف الجامع ص٤٩٣۔

٢٤٧۔ أبو يعلي، ديلمي ص٤٨٧ج٢ ح٣٣٦٦، در منثور ص١١٤ج١، ضعيف الجامع ص٤٩٣۔

٢٤٨۔ اتحاف ص٣٥٠ج٢ ضعيف الجامع ص٤٩٣۔

مسواک آدھا ایمان ہے اور وضو آدھا ایمان ہے۔☆ مرسل ہے۔

(۲۴۹) السواك مجلاة للبصر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

مسواک نظر روشن کرتی ہے۔☆ ضعیف ہے، راوی جویبر متروک ہے (ارواء الغلیل ص۱۰۵ ج۱)۔

(۲۵۰) السواك يزيد الرجل فصاحة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

مسواک آدمی کی فصاحت میں اضافہ کرتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمرو بن داؤد اور اس کا استاذ سنان بن ابی دونوں مجہول ہیں اور حدیث معلول ہے (عقیلی)، ابن عدی اس روایت کے ایک راوی معلّی بن میمون کے ترجمہ میں فرماتے ہیں اس کی روایات غیر محفوظ، منکر ہیں صنعانی فرماتے ہیں اس کا من گھڑت ہونا ظاہر ہے، ابن جوزی فرماتے ہیں اس کا کچھ اصل نہیں (سلسلہ ضعیفہ ص۱۰۰ ج۲)۔

(۲۵۱) يجزى من السواك الأصابع (أنس رضی اللہ عنہ)۔

انگلی مسواک سے کفایت کر جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عیسٰی بن شعیب ضعیف ہے اور اس کا استاذ عبد الحکم القسملی منکر الحدیث ہے (ارواء الغلیل ص۱۰۸ ج۱)۔

(۲۵۲) فإن عند فقد السواك ليعالج بالأصبع۔

آپ ﷺ مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی پھیرتے۔☆

ان الفاظ سے کوئی حدیث نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

۲۴۹۔ طبرانی أوسط ص۲۴۲ ج۸ ح۷۴۹۲، مجمع الزوائد ص۲۲۰ ج۱، مجمع البحرين ص۲۱۲ ج۱۔

۲۵۰۔ دیلمی ص۴۸۶ ج۲ ح۳۳۶۵، عقیلی ص۱۵۶ ج۲، العلل المتناهية ص۳۳۶ ج۱، موضوعات الكبير ص۷۴، ضعيفة ص۱۰۰ ج۲، تذكرة الموضوعات ص۳۰، العلل المتناهية ص۳۳۶ ج۱، ميزان ص۱۹۳ ج۳۔

۲۵۱۔ الكامل ص۱۹۷۱ ج۵، بيهقی ص۴۰ ج۱۔

۲۵۲۔ هداية ص۱۸ ج۱۔

(۲۵۳) قلت یا رسول الله الرجل یذهب فوه ایستاك قال نعم قلت فکیف یصنع قال یدخل اصبعه فی فیه فیدلکه (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

میں نے کہا اللہ کے رسول آدمی کا منہ خراب ہو جائے، کیا وہ مسواک کرے؟ فرمایا: جی ہاں، میں نے کہا کیسے کرے، فرمایا: انگلی کو منہ میں داخل کرے اور اسے ملے۔☆

ضعیف ہے، راوی عیسیٰ بن عبد اللہ انصاری ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۰ ج۲)، اس کی سند ضعیف ہے (درایہ ص۱۸ ج۱)۔

(۲۵۴) الأصابع تجزی مجزی السواك إذا لم یکن سواك (کثیر بن عبد الله بن عمرو المزنی عن أبیه عن جده)۔

انگلیاں مسواک کی جگہ کفایت کر جاتی ہیں جب مسواک موجود نہ ہو۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی کثیر بن عبد اللہ سخت مجروح ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۲)۔

(۲۵۵) أمرت بالسواك حتي خشیت أن أورد (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مجھے مسواک کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ مجھے دانتوں کے گرنے کا ڈر پیدا ہو گیا۔☆

ضعیف ہے، اور اس کے بعض طرق میں نامعلوم راوی ہے اور بعض میں حسان بن مصک ہے (مجمع ص۹۹ ج۲)، حسام کوئی شیٔ نہیں (بخاری)، مطروح الحدیث ہے (احمد)، قوی نہیں (بخاری)، ضعیف ہے (نسائی)، متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص۴۷۷ ج۱)۔

(۲۵۶) أمرت بالسواك حتي خشیت أن یکتب علي (واثلة رضی اللہ عنہ)۔

مجھے مسواک کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ میں ڈر گیا کہ مجھ پر فرض نہ ہو جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی لیث بن سلیم مختلط ہے تمیز نہ ہونے کی وجہ سے اس کی حدیث ترک کی گئی ہے

۲۵۳۔ الکامل ص۱۸۹۳ ج۵، طبرانی أوسط ۳۵۰ ج۷ ح۶۶۷۴۔

۲۵۴۔ طبرانی الاوسط ص ۲۲۴ ج ۷ ح ۶۴۳۳

۲۵۵۔ مسند البزار، الترغیب والترهیب ص۱۶۶ ج۱، مجمع الزوائد ص۹۸ ج۲۔

۲۵۶۔ مسند أحمد ص۴۹۰ ج۳، طبرانی کبیر ص۷۶ ج۲۲ ح۱۹۰۔

(تقریب ص ۲۸۷)۔

(۲۵۷) یستاك من اللیل مرارا (أبو أیوب)۔

آپ ﷺ رات کو کئی بار مسواک کرتے۔☆

ضعیف ہے، راوی واصل بن سائب ضعیف ہے (مجمع ص ۹۹ ج ۲)۔

(۲۵۸) ربما استاك من اللیل أربع مرات (ابن عمر)۔

بسا اوقات ایک رات میں چار بار مسواک کرتے۔☆

ضعیف ہے، راوی موسیٰ بن مطیر سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰۰ ج ۲)۔

(۲۵۹) لا ینام لیلة و لا ینتبه إلا استن (أبو هریرة رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ رات کو سوتے اور بیدار ہوتے تو مسواک کرتے۔☆

ضعیف ہے، اس کی سند میں نامعلوم راوی ہے (مجمع ص ۹۹ ج ۲)۔

(۲۶۰) كان یستاك عرضا (بهز)۔

آپ ﷺ مسواک عرض جانب سے کرتے۔☆

ضعیف ہے راوی عبیت بن کثیر ضعیف ہے (مجمع ص ۱۰۰ ج ۲)۔

(۲٦۱) نعم السواك الزیتون من شجرة مباركة، وهو سواكي و سواك الأنبیاء قبلي (معاذ بن جبل)۔

بہترین مسواک زیتون کی ہے جو بابرکت درخت سے ہے، یہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مسواک ہے۔☆

۲۵۷۔ طبراني كبیر، مجمع الزوائد ص ۹۹ ج ۲۔

۲۵۸۔ طبراني كبیر، مجمع الزوائد ص ۹۹ ج ۲۔

۲۵۹۔ مجمع الزوائد ص ۹۹ ج ۲۔

۲٦۰۔ طبراني كبیر ص ٤۷ ج ۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۰ ج ۲، تمهید ص ۳۹٤ ج ۱، ضعیفة ص ۲٤۲ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۱، كنز العمال ص ٤۲ ج ۷، عقیلي ص ۲۲۹ ج ۳۔

۲٦۱۔ طبراني أوسط ص ۳۹۰ ج ۱ ح ٦۸۲، مجمع الزوائد ص ۱۰۰ ج ۲، كشف الخفاء ص ۲۱۹ ج ۲۔

ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک نا معلوم راوی ہے (مجمع ص ۱۰۱ ج ۲)۔

(٢٦٢) طيبوا أفواهكم بالسواك فإنها أبواب القرآن (سمرة بن جندب)۔

تم اپنے مونہوں کو مسواک کے ساتھ پاکیزہ کرو کیونکہ یہ قرآن کے دروازے ہیں۔☆

سخت ضعیف ہے، ایک راوی غیاث بن کلوب مجہول ہے (فیض القدیر ص ۳۲ ج ۴)، دار قطنی فرماتے ہیں ضعیف ہے (میزان ص ۳۳۸ ج ۳)۔

(٢٦٣) الوضوء مفتاح الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

وضو نماز کی چابی ہے۔

ضعیف ہے، راوی طریف بن شہاب قوی نہیں، اور اس روایت کا دار ومدار طریف پر ہے (بیہقی ص ۳۸۰ ج ۲)۔

(٢٦٤) من توضأ وذكر اسم الله تطهر جسده كله ومن توضأ ولم يذكر اسم الله لم يتطهر إلا موضع الوضوء (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جو وضو کرے اور اللہ کا نام ذکر کرے اس کا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے اور جو وضو کرے اور اللہ کا نام ذکر نہ کرے اس کے صرف وضو کے اعضاء پاک ہوتے ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی ابو بلال اشعری ضعیف ہے (دار قطنی ☆ میزان ص ۵۰۷ ج ۴)۔

(٢٦٥) الوضوء على الوضوء نور على نور۔

وضو پر وضو کرنا نور پر نور ہے۔☆

ضعیف ہے (المقاصد الحسنہ ص ۴۵۲)، عراقی فرماتے ہیں اس کا اصل معلوم نہیں (المغنی عن حمل الاسفار

٢٦٢۔ جامع الصغير مع فيض القدير ص ٢٨٤ ج ٤، كنز العمال ص ٦٠٣ ج ١۔

٢٦٣۔ بيهقي ص ٣٨٠ ج ٢، دار قطني ص ٣٥٩ ج ١، الكامل ص ١٤٣٧ ج ٤، كنز العمال ص ٢٩٤ ج ٧۔

٢٦٤۔ بيهقي ص ٤٥ ج ١، دار قطني ص ٧٤ ج ١، مشكاة ص ١٣٣ ج ١۔

٢٦٥۔ الفوائد المجموعة ص ١١، المغني عن حمل الاسفار ص ١٨٤ ج ١، فتح الباري ص ٢٣٤ ج ١، كشف الخفاء ص ٣٣٦ ج ٢، المقاصد الحسنة ص ٤٥١، تذكرة الموضوعات ص ٣١۔

ص۸۲ج۱)۔

(۲۶۶) من توضأ علی طھر کتب اللہ لہ عشر حسنات (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جس نے وضو پر وضو کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲)، اور مدلس ہے (طبقات المدلسین ص۱۴۳)، اس حدیث کی سند ضعیف ہے (ترمذی ص۱۰ج۱)۔

(۲۶۷) من توضأ فأحسن الوضوء وإعاد أخاہ المسلم محتسبا بوعد من جھنم میسرۃ سبعین خریفا (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے اچھے طریقے سے وضو کیا اور اپنے مسلمان بھائی کی ثواب سمجھ کر تیمارداری کی تو اس کو جہنم سے ستر سال کی مسافت کی دوری پر رکھا جائے گا۔☆

ضعیف ہے، راوی فضل بن دلھم ضعیف ہے (ابن معین)، نہ قوی ہے نہ حافظ (ابوداؤد)، جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان - میزان ص۳۵۸ج۳)۔

(۲۶۸) إذا توضأ حرك خاتمہ (أبو رافع)۔

جب وضو کرتے تو انگوٹھی کو حرکت دیتے۔☆

ضعیف ہے، راوی معمر اور اس کا باپ محمد بن عبیداللہ بن ابی رافع دونوں ضعیف ہیں اور یہ حدیث صحیح نہیں ہے (دارقطنی ص۸۳ج۱)۔

(۲۶۹) خللوا أصابعکم قبل أن تتخللھا نار جھنم۔

۲۶۶۔ ابو داؤد ج۶۲ باب الرجل یجدد الوضوء من غیر حدث، ابن ماجة ج۵۱۲ باب الوضوء علی طھارۃ، طحاوی ص۴۲ج۱، العلل المتناھیة ص۳۵۳ج۱، بیھقی ص۱۶۲ج۱، تذکرۃ الموضوعات ص۳۱، فوائد المجموعة ص۱۱، ترمذی ج۶۱ باب انہ یصلی صلوۃ بوضوء واحد۔

۲۶۷۔ أبو داؤد ج۳۰۹۷ باب فی فضل العیادۃ علی وضوء، الترغیب الترھیب ص۲۱۹ج۴۔

۲۶۸۔ دارقطنی ص۸۳ج۱۔

۲۶۹۔ ھدایة ص۱۹ج۱، نصب الرایة ص۲۶ج۱، کشف الخفاء ص۳۸۲ج۱۔

تم انگلیوں کا خلال کرو اس سے پہلے کہ ان کا خلال جہنم کی آگ کرے۔☆

ان الفاظ سے کوئی حدیث نہیں، صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۲۷۰) خللوا أصابعكم لا يتخللها الله يوم القيامة في النار (أبو هريرة)۔

تم اپنی انگلیوں کا خلال کرو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ میں ان کا خلال نہیں کرے گا۔☆

من گھڑت ہے، راوی یحییٰ بن میمون التمار کذاب ہے (ابن معین ☆ التعلیق المغنی ص ۹۵ ج ۱)۔

(۲۷۱) مذکورہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جو باطل ہے اس کا راوی عمرو بن قیس متروک ہے (نصب الرایہ ص ۲۶ ج ۱)۔

(۲۷۲) حضرت واثلہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جو باطل ہے اس کا راوی علاء بن کثیر دمشقی منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شیٔ نہیں (احمد)، اس کے پاس مکحول کے طریق سے صحابہ کے چند مسودے ہیں جو تمام غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۰۴ ج ۳)، ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایتیں کرتا تھا حدیث میں کوئی شیٔ نہیں اور نہ ہی قابل حجت ہے (کتاب المجروحین ص ۱۸۲ ج ۲)۔

(۲۷۳) حبذا المتخللون قالوا وما المتخللون يا رسول الله! قال: المتخللون بالوضوء والمتخللون من الطعام أما تخليل الوضوء فالمضمضة والاستنشاق وبين الأصابع (أبو أيوب)۔

خلال کرنے والے بہت اچھے ہیں صحابہ نے پوچھا کون ہیں خلال کرنے والے فرمایا جو وضو اور کھانے سے خلال کرتے ہیں، وضو سے خلال کلی اور ناک میں پانی چڑھانا ہے اور انگلیوں کے درمیان خلال

۲۷۰۔ دارقطنی ص ۹۵ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۱۱، تذكرة الموضوعات ص ۳۱۔

۲۷۱۔ دارقطنی ص ۹۵ ج ۱، الفوائد المجموعة ص ۱۱، تذكرة الموضوعات ص ۳۱۔

۲۷۲۔ طبرانی کبیر ص ٦٤ ج ۲۲ ج ١٥٦، نصب الراية ص ٢٦ ج ١۔

۲۷۳۔ طبرانی کبیر ص ۱۷۷ ج ٤ ح ٤٠٦١، ابن أبي شيبة ص ۱۹ ج ۱ ح ۹۷، مسند أحمد ص ٤١٦ ج ٥، أرواء الغليل ص ٣٥ ج ٧، الترغيب والترهيب ١٦٨ ص ١٦٩ ج ١، الفوائد المجموعة ص ١١، تذكرة الموضوعات ص ٣٠، مجمع الزوائد ص ٢٣٥ ج ١، موضوعات كبير ص ٦٠۔

کرتا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی واصل بن سائب اور اس کا استاذ ابو سورہ دونوں ضعیف ہیں ارواء الغلیل ص۳۵ ج ۷)۔

(۲۷۴) تخللوا فإنه نظافة والنظافة تدعو إلي الإيمان (ابن مسعود مرفوعاً)۔

تم خلال کرو کیونکہ وہ نظافت ہے اور نظافت ایمان کی طرف دعوت دیتی ہے۔☆

مرفوعا من گھڑت ہے راوی ابراہیم بن حیان کی حدیثیں من گھڑت ہیں (ابن عدی ☆ مجمع ص ۲۳۶ ج ۱)۔

(۲۷۵) التخليل سنة (عبد الله بن عكبره)۔

خلال کرنا سنت ہے۔☆ ضعیف ہے، راوی عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۶ ج ۱)۔

(۲۷۶) المضمضة والاستنشاق من الوضوء الذي لا بد منه (عائشة)۔

کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا وضو کے لئے ضروری ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عصام بن یوسف کی متابعت نہیں کی جاتی (ابن عدی ☆ میزان ص ۶۷ ج ۳)، عصام نے یہ حدیث (لا يتم الوضوء إلا بهما) کہ وضو ان کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ کے الفاظ سے روایت کی ہے دارقطنی فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ عصام نے اس روایت کو حافظ سے بیان کیا ہے جس کی وجہ سے اختلاط اور اشتباہ کا شکار ہو گیا ہے (دارقطنی ص ۸۴ ج ۱)۔

(۲۷۷) من نسي المضمضة والاستنشاق فليمض ولا ينصرف (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو کلی اور ناک میں پانی چڑھانا بھول جائے وہ نماز جاری رکھے اور نہ پھرے۔☆

۲۷۴۔ مجمع الزوائد ص۲۳۶ ج۱، طبراني أوسط ص۱۰۳ ج۸ ح ۷۳۰۷۔

۲۷۵۔ طبراني أوسط ص۳۱۲ ج۸ ح ۷۶۳۵، طبراني صغير مع الروض الداني ص۱۴۹ ج۲ ح ۹۴۱ الاصابة ص۴۶ ج۳، مجمع الزوائد ص۲۳۶ ج۱۔

۲۷۶۔ الكامل ص۱۱۱۶ ج۳، دار قطني ص۸۴ ج۱، نصب الراية ص۱۶ ص۷۷ ج۱، بيهقي ص۵۲ ج۱، ميزان ص۲۲۵ ج۲۔

۲۷۷۔ ديلمي ص۹۵ ج۴ ح ۵۷۹۰، كنز العمال ص۳۰۰ ج۹ ح ۲۶۱۲۷۔

ضعیف ہے، راوی مکحول کا حضرت جابر سے سماع نہیں ہے (تہذیب ص۲۹۲ ج ۱۰)۔

(۲۷۸) كان إذا يتوضأ أمر الماء على مرفقيه (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جب وضو کرتے تو کہنیوں پر پانی گھماتے۔☆

ضعیف ہے، راوی قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عقیل عن جدہ متروک ہے (ابو حاتم)، ضعیف ہے (احمد - ابن معین)، منکر الحدیث ہے (ابو زرعہ)، اور یہ حدیث ضعیف ہے (ابن جوزی - منذری - ابن الصلاح - اور نووی ☆ التلخیص ص ۵۷ ج ۱)۔

(۲۷۹) من نسي مسح الرأس وذكر وهو يصلي ووجد في لحيته بللاً فليأخذ منه ويمسح رأسه فإن ذلك يجزيه فإن لم يجد فيها بللاً فليعد الصلوة والوضوء (ابن مسعود)۔

جو سر کا مسح بھول جائے اور اسے نماز پڑھتے وقت یاد آئے اگر وہ داڑھی میں تری پائے تو اس سے سر کا مسح کر لے یہ اس کے لئے کافی ہوگا اور اگر تری نہ پائے تو نماز اور وضو لوٹائے۔☆

من گھڑت ہے، راوی نھشل بن سعید کذاب ہے (مجمع ص۲۴۰ ج ۱ ☆ دیکھئے نمبر ۱۲۶)۔

(۲۸۰) رأيت النبي ﷺ يتوضأ وعليه عمامة قطرية فادخل يده من تحت العمامة فمسح مقدم رأسه ولم ينقض العمامة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

میں نے نبی ﷺ کو وضو کرتے دیکھا آپ نے پگڑی باندھی ہوئی تھی پگڑی کے نیچے ہاتھ داخل کیا اور سر کے مقدم حصے کا مسح کیا اور پگڑی نہ اتاری۔☆

ضعیف ہے، راوی ابو معقل مجہول ہے (تقریب ص۴۲۷)۔

(۲۸۱) توضأ وحسر العمامة عن رأسه ومسح مقدم رأسه (عطاء رضی اللہ عنہ)۔

۲۷۸۔ دار قطنی ص۸۳ ج۱، بیہقی ص۵۶ ج۱، تلخیص ص۵۷ ج۱۔

۲۷۹۔ مجمع الزوائد ص۲۴۰ ج۱، طبرانی أوسط ص۲۸۲ ج۸ ح ۵۷۶۹۔

۲۸۰۔ ابو داود ح۱۴۷، ابن ماجة ح۵۶۴، بیہقی ص۶۱ ج۱۔

۲۸۱۔ بیہقی ص۶۱ ج۱۔

رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا پگڑی کو سر سے ہٹایا اور مقدم سر کا مسح کیا۔☆ مرسل ہے۔

(۲۸۲) مسح برأسه ثلاثا (علي)۔

سر کا مسح تین مرتبہ کیا۔☆

منکر ہے، اس حدیث کو ابوحنیفہ نے خالد بن علقمہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے جسمیں انہوں نے حفاظ اور ثقہ راویوں جن میں (۱) زیدہ بن قدامہ (۲) سفیان ثوری (۳) شعبہ (۴) ابوعوانہ (۵) شریک (۶) ابوالاشعث (۷) جعفر بن حارث (۸) ھارون بن سعد (۹) جعفر بن محمد (۱۰) حجاج بن ارطاۃ (۱۱) ابان بن ثعلب (۱۲) علی بن صالح بن حی (۱۳) حازم بن ابراہیم (۱۴) حسن بن صالح (۱۵) جعفر بن احمد وغیرھم کی مخالفت کی ہے۔ ان تمام حفاظ نے اس روایت کو خالد بن علقمہ سے روایت کیا ہے اور تمام نے ایک دفعہ مسح کا ذکر کیا ہے ابوحنیفہ کے علاوہ کسی اور نے سر کے مسح کا تین دفعہ ذکر نہیں کیا۔ ان تمام حفاظ کی مخالفت کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسح کے بارہ میں جو روایات مروی ہیں جن میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کو بیان فرمایا ہے کہ وضو میں سر کا مسح ایک دفعہ ہی سنت ہے کے بھی خلاف ہے (دار قطنی ص۹۰ ج۱ ملخصا)، ابوحنیفہ قوی نہیں اور ان کو اس حدیث میں وھم ہو گیا ہے (احادیث ضعاف ص۵۳)۔

(۲۸۳) مسح الرقبة أمان من الغل۔

گردن کا مسح طوق سے امان ہے۔☆

نووی فرماتے ہیں یہ من گھڑت ہے کلام رسول نہیں (التلخیص ص۹۲ ج۱)۔

(۲۸٤) من مسح قفاه مع رأسه وقي الغل يوم القيامة (موسى بن طلحة)۔

جس نے سر کے ساتھ گدی کا مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔☆

باطل ہے اولاً مرسل ہے، ثانیاً اس کا راوی مسعودی مختلط ہو گیا تھا اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہے

۲۸۲۔ دار قطني ص۸۷ ج۱۔

۲۸۳۔ تنزيه الشريعة ص۷۵ ج۲، موضوعات كبير ص۱۰۸، كشف الخفاء ص۲۰۸ ج۲، ضعيفة ص۹۷ ج۱۔

۲۸٤۔ التلخيص ص۹۲ ج۱، ضعيفة ص۹۸ ج۱، كشف الخفاء ص۲۰۸ ج۲۔

(سلسلہ ضعیفہ ص ۹۸ ج ۱)۔

(۲۸۵) من توضأ ومسح بيديه على عنقه وقي الغل يوم القيامة (ابن عمر)۔

جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھوں کے ساتھ گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔☆

غیر صحیح ہے، اس کو ابن فارس نے فلیح سے روایت کیا ہے ابن حجر فرماتے ہیں ان دونوں کے درمیان طویل فاصلے (کئی انقطاع) ہیں (تلخیص ص ۹۲ ج ۱)۔

(۲۸۶) من توضأ ومسح عنقه لم يغل بالأغلال يوم القيامة (عمر رضی اللہ عنہ)۔

جو وضو کرے اور گردن کا مسح کرے تو قیامت کے دن اسے طوق نہیں پہنایا جائے گا۔☆

باطل ہے اس کے ایک راوی محمد بن عمر ابو سہل انصاری کے ضعیف ہونے پر تمام کا اتفاق ہے اور دوسرا راوی محمد بن احمد بن علی بن الحرم بھی ضعیف ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۹۸ ج ۱)، نووی فرماتے ہیں گردن کے مسح کے بارہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور گردن کا مسح سنت نہیں بلکہ بدعت ہے (التلخیص ص ۹۲)۔

(۲۸۷) إذا توضأ أحدكم فلا يغسل قدميه بيده اليمنى (أبو هريرة)۔

تم جب وضو کرو تو دائیں ہاتھ سے پاؤں نہ دھوؤ۔☆

من گھڑت ہے، اس میں کئی علتیں ہیں (۱) حسن بصری کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع نہیں (۲) سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھیے نمبر ۲۳۰)، (۳) ابو ابراہیم محمد بن القاسم ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا جو ان کی احادیث سے نہ ہوتیں اور ثقہ راویوں سے ایسی روایتیں لاتا جن کو انہوں نے بیان نہیں کیا کسی بھی حالت میں قابل حجت نہیں امام احمد نے اس کی تکذیب کی ہے (کتاب المجروحین ص ۲۸۸ ج ۲)۔

(۲۸۸) ما أبالي إذا أتم وضوئي بأي أعضائي بدأت (علي موقوفاً)۔

۲۸۵۔ ضعيفة ص۹۸ ج۱۔

۲۸۶۔ تاريخ أصفهان ص۱۱۵ ج۲، ضعيفة ص۹۸ ج۱۔

۲۸۷۔ الكامل ص۱۱۰٤ ج۳۔

۲۸۸۔ دار قطني ص۸۹ ج۱۔

مجھے پرواہ نہیں کہ جب میں نے وضو پورا کرنا ہے تو جس عضو سے چاہوں ابتدا کر لوں (ترتیب ضروری نہیں)۔☆

منقطع اور منکر ہے، اولاً عبداللہ بن عمرو بن ھند کا حضرت علی سے لقاء نہیں انقطاع ہے اور اس کا شاگرد عوف قوی نہیں (التعلیق المغنی ص۸۹ ج۱)۔

(۲۸۹) لا بأس أن تبدأ برجليك قبل يديك (عبد الله بن مسعود موقوفاً)۔

کوئی حرج نہیں کہ تو پاؤں کو ہاتھوں سے پہلے دھو لے۔☆

منقطع ہے، راوی مجاہد کی روایت ابن مسعود سے مرسل ہے (کتاب المراسیل ص۲۰۵)، ثابت نہیں (دار قطنی ص۸۹ ج۱)۔

(۲۹۰) غسل ثلاثا ثلاثا ثم قال هكذا الوضوء فمن زاد على هذا أو نقص فقد أساء وظلم (عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده)۔

آپ نے وضو کرتے وقت اعضاء کو تین تین مرتبہ دھویا اور فرمایا وضو کا یہی طریقہ ہے جو تین سے زیادہ مرتبہ اعضاء کو دھوئے یا کم مرتبہ تو اس نے زیادتی اور ظلم کیا ہے۔☆

نقص کا لفظ شاذ ہے جو صحیحین کی احادیث کے خلاف ہے، جن میں ہے کہ آپ نے دو دو مرتبہ اور ایک ایک مرتبہ وضو کیا۔

(۲۹۱) الوضوء من البول مرة مرة ومن الغائط مرتين مرتين ومن الجنابة ثلاثاً ثلاثاً (أبو هريرة)۔

پیشاب کرنے سے وضو میں اعضاء کا ایک ایک بار دھونا ہے اور پاخانہ کرنے سے دو دو بار اور جنابت سے تین تین بار۔☆

باطل ہے، راوی عمرو بن فید اسواری متروک ہے (دار قطنی)، منکر الحدیث ہے (ابن عدی)، اور یہ حدیث

۲۸۹۔ دار قطنی ص۸۹ ج۱۔

۲۹۰۔ ابو داود باب الوضوء ثلاثا ثلاثا ح۱۳۵۔

۲۹۱۔ الکامل ص۱۷۹۷ ج۵، تاریخ اصفهان ص۲۷۸ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۴۔

باطل ہے (ذہبی ☆ میزان ص۳۸۳ ج۳)۔

(۲۹۲) آپ نے ایک ایک مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا ہے یہ وہی وضو ہے جسے اللہ نے فرض کیا ہے پھر دو دو مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا جو زیادہ مرتبہ دھوئے اللہ اس کے اجر میں اضافہ کرے گا، پھر تیسری مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا یہ انبیاء کا وضو ہے (عائشہ)۔

بے اصل ہے، اس کا راوی یحییٰ بن میمون التمار کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۲۷)، ابو زرعہ فرماتے ہیں یہ حدیث واہ منکر ضعیف ہے جس کی کوئی اصل نہیں (التلخیص ص۸۲ ج۱)۔

(۲۹۳) توضأ ثلاثاً ثلاثاً ثم قال هذا وضوئي ووضوء الأنبياء قبلي ووضوء خليلي إبراهيم (ابن عمر)۔

تین تین مرتبہ اعضاء دھوئے اور فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء اور میرے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے، اس کو عبد الرحیم نے اپنے باپ زید العمی سے روایت کیا ہے عبد الرحیم متروک ہے اور اس کا باپ ضعیف ہے ابن عمر سے راوی معاویہ بن قرہ نے ابن عمر کو پایا نہیں، اس کو عبد اللہ بن عرادہ نے ابن عمر سے متصل روایت کیا ہے لیکن یہ متروک ہے اور یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت نہیں ہے اس روایت کی ایک سند سلام بن سلیم کے طریق سے بھی ہے اور سلام سے مراد سلام الطویل ہے جو متروک ہے اور اس کے استاذ زید بن اسلم سے مراد زید عمی ہے جو متروک ہے، اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی مسیب بن واضح ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس پر سند مقلوب ہوگئی ہے، ابو حاتم کہتے ہیں مسیب صدوق ہے مگر کثیر الخطاء ہے، بیہقی فرماتے ہیں قابل حجت نہیں ہے اصل حدیث معاویہ بن قرہ کی روایت سے ہے اور وہ منقطع ہے اور معاویہ سے راوی زید عمی متفرد ہے (التلخیص ص۸۲ ج۱)۔

(۲۹۴) ألا أريكم وضوء رسول الله؟ قلنا: بلى، فغسل كفيه ووجهه ثلاثا ويديه

۲۹۲۔ علل الحديث ص٦٦ ج١ مختصراً، التلخيص ص٨٢ ج١۔

۲۹۳۔ التلخيص ص٨٢ ج١۔

۲۹۴۔ الدراية ص٢٨ ج١، نصب الراية ص٣٣ ج١۔

إلی المرفقین ثلاثاً ثلاثاً ومسح برأسه ثلاثاً بماء واحد ومضمض واستنشق ثلاثاً ثلاثاً بماء واحد وغسل رجلیه ثلاثاً (علی رضی اللہ عنہ)۔

کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ دکھاؤں ہم نے کہا جی ہاں پس (حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے اپنی دونوں ہتھیلیوں اور چہرہ تین تین بار دھویا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین تین بار اور ایک پانی سے سر کا تین بار مسح کیا اور تین تین کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا اور تین بار پاؤں دھوئے۔☆

ضعیف ہے، راوی عبدالعزیز بن عبیداللہ ضعیف ہے (تعلیق بر درایہ ص ۲۸ ج ۱)۔

(۲۹۵) هذا وضوئي ووضوء المرسلین من قبلي (ابي بن کعب رضی اللہ عنہ)۔

یہ میرا اور مجھ سے پہلے رسولوں کا وضو ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، عبداللہ بن عرارہ راوی اور اس کا استاذ زید بن حواری عمی دونوں متروک ہیں (دیکھئے نمبر ۲۹۳)۔

(۲۹۶ و ۲۹۷) مذکورہ حدیث حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابوہریرہ سے بھی روایت کی جاتی ہے جو سخت ضعیف ہے، علی بن حسن شامی ان دونوں روایتوں کے روایت کرنے میں متفرد ہے اور ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۱۳۶ ج ۱)۔

(۲۹۸) یہی روایت حضرت عکراش رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو غیر ثابت ہے اس کے راوی عبیداللہ کی حدیث ثابت نہیں اور اس کا شاگرد نضر بن طاہر سخت ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۱۳۶ ج ۱)۔

(۲۹۹) حضرت انس سے یہ حدیث مختلف الفاظ سے روایت کی جاتی ہے جو ضعیف اور منقطع ہے۔ اس کے راوی انس بن یحییٰ نے حضرت انس کو پایا نہیں۔ امام ابن تیمیہ اور ابن حجر فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۱۳۶ ج ۱)۔

۲۹۵۔ ابن ماجة ح ٤٢٠ باب ما جاء في الوضوء مرة ومرتین وثلاثاً، أرواء الغلیل ص ۱۳۲ ج ۱، عقیلي ص ۲۸۸ ج ۲، بیهقي ص ۸۰ ج ۱، دار قطني ص ۸۰ ص ۸۱ ج ۱۔

۲۹۶۔ ابن ماجة ح ٤٢٠ باب ما جاء في الوضوء مرة ومرتین وثلاثاً، أرواء الغلیل ص ۱۳۲ ج ۱، عقیلي ص ۲۸۸ ج ۲، بیهقي ص ۸۰ ج ۱، دار قطني ص ۸۰ ص ۸۱ ج ۱۔

۲۹۷۔ تلخیص ص ۸۲ ج ۱۔

۲۹۸۔ تلخیص ص ۸۲ ج ۱۔

۲۹۹۔ تلخیص ص ۸۲ ج ۱۔

(٣٠٠) أن للوضوء شيطاناً يقال له ولهان فاتقوا وسواس الماء (أبي بن كعب رضی اللہ عنہ)۔

وضو کا شیطان ہے جس کو ولھان کہا جاتا ہے تم پانی کے وسواس سے بچو۔☆

سخت ضعیف ہے، اس کا راوی خارجہ بن مصعب متروک ہے جو کذاب راویوں سے تدلیس کرتا تھا ابن معین نے اسے کذاب کہا ہے (تقریب ص۸۷)۔ اس حدیث کی سند محدثین کے نزدیک قوی نہیں اس کو صرف خارجہ نے روایت کیا ہے جو محدثین کے نزدیک قوی نہیں (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ص۶۱ ج۱)۔

(٣٠١) آسمان اور زمین کے درمیان ایک شیطان ہے جس کا نام ولھان ہے اس کے پاس اولاد آدم سے کہیں زیادہ بڑا لشکر ہے اس کے ایک خلیفے کا نام خنزب ہے الحدیث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو من گھڑت ہے، اس کا راوی حبیب بن ابی حبیب خرطی اس روایت کے وضع کرنے میں متہم ہے، ابن حبان کہتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں وضع کرتا تھا (العلل المتناہیہ ص۳۴۸ ج۱)۔

(٣٠٢) لا تسرف (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

وضو میں ضرورت سے زائد پانی نہ بہاؤ۔☆

من گھڑت ہے، راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے (میزان ص۳۴۲ ج۳)، اور اس کا استاذ محمد بن فضل بن عطیہ محدثین کے نزدیک کذاب ہے (تقریب ص۳۱۵)۔

(٣٠٣) ما هذا السرف فقال أفي الوضوء اسراف قال نعم وان كنت على نهر جار (عبد الله بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا تو فرمایا یہ فضول خرچی کیسی؟ سعد نے پوچھا کیا وضو میں بھی اسراف اور فضول خرچی ہے تو آپ نے فرمایا ہاں! خواہ تو چلتی نہر پر بھی ہو۔☆

٣٠٠۔ ترمذی ح۵۷، ابن ماجة ح٤٢١، مسند أحمد ص١٢٥ ج٥، بيهقي ص١٩٧ ج١، العلل المتناهية ص٣٤٦ ج١، ابن خزيمة ص٦٣ ج١، المستدرك ص١٦٢ ج١، الموضح ص٣٨٣ ج٢، ميزان الاعتدال ص٦٢٥ ج١۔

٣٠١۔ كتاب المجروحين ص٢٦٦ ج١، العلل المتناهية ص٣٤٨ ج١، تنزيه ص٧٢ ج٢۔

٣٠٢۔ ابن ماجة ح٤٢٤ باب ما جاء في القصد في الوضوء وكراهية التعدي فيه۔

ضعیف ہے، ابن لہیعہ ضعیف اور مدلس ہے (دیکھئے نمبر ۴۳ و ۲۳۱)، اور اس کا استاذ حی بن عبداللہ معافری بھی ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص ۱۷۱ ج ۱)۔

(۳۰۴) علمني جبريل الوضوء وأمرني أن أنضح تحت ثوبي (زيد بن حارثه)۔

مجھ کو جبریل نے وضو کا طریقہ سکھایا اور حکم دیا کہ میں کپڑے کے نیچے سے چھینٹے ماروں۔☆

ضعیف ہے، راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۴۳)۔

(۳۰۵) إذا توضأت فانتضح (أبو هريرة)۔

جب تو وضو کرے تو چھینٹے مار۔☆

ضعیف ہے، راوی حسن بن علی ھاشمی منکر الحدیث ہے (بخاری) اور یہ حدیث غریب ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۵۴ ج ۱)۔

موزوں پر مسح

(۳۰۶) أن أقطع رجلي أحب إلي من أن أمسح علي الخفين (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

پاؤں کا کاٹنا مجھے پسند ہے اس سے کہ میں موزوں پر مسح کروں۔☆

باطل ہے، راوی محمد بن مھاجر حدیث وضع کرتا تھا (التلخیص ص ۱۵۹ ج ۱)۔

(۳۰۷) مسح أعلى الخف وأسفله (مغيره رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ نے موزوں کے اوپر اور نیچے مسح کیا۔☆

۳۰۳۔ ابن ماجة ح ٤٢٥ باب ما جاء في القصد في الوضوء وكراهية التعدي فيه، تلخيص ص ١٠١ ج ١، أرواء الغليل ص ١٧١ ج ١.

۳۰٤۔ ابن ماجة ح ٤٦٢ باب ما جاء في النضح بعد الوضوء.

۳۰۵۔ ابن ماجة ح ٤٦٣ باب ما جاء في النضح بعد الوضوء.

۳۰٦۔ التلخيص ص ١٥٩ ج ١.

۳۰۷۔ مسند أحمد ص ٢٥١ ج ٤، المنتقى ص ٣٨، أبو داود ح ١٦٥، ترمذي ح ٩٧، ابن ماجة ح ٥٥٠، دار قطني ص ١٩٥ ج ١، بيهقي ص ٢٩٠ ج ١، حلية الأولياء ص ١٧٦ ج ٥، تاريخ بغداد ص ١٣٥ ج ٢.

منقطع اور ضعیف ہے، اس کے راوی ثور بن یزید کا اپنے استاذ رجاء سے سماع نہیں پھر یہ روایت مرسل ہے۔ امام بخاری اور ابوزرعہ نے فرمایا یہ روایت صحیح نہیں (ترمذی مع تحفہ ص۹۹ ج۱)، اس میں ایک علت یہ بھی ہے کہ اس کا ایک راوی ولید بن مسلم تدلیس بالتسویہ سے کام لیتا تھا (تقریب ص۳۷۱)۔

(۳۰۸) يمسح علي ظهور الخف خطوطا بالأصابع (مغيرة رضی اللہ عنہ)۔

موزوں پر انگلیوں سے مسح کرتے تھے۔☆

مرفوعاً غیر ثابت ہے، اس کے ہم معنی روایت طبرانی میں ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند سخت کمزور ہے (التلخیص ص۱۶۰ ج۱)۔

حافظ ابن حجر نے طبرانی کی جس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے:۔

(۳۰۹) توضأ ومسح علي خفيه فما أنس أثر أصبعه علي الخفين لأنها جديدين (قيس بن سعد رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے موزوں پر مسح کیا میں موزوں پر آپ کی انگلیوں کے نشان کو نہیں بھول رہا اس لئے کہ وہ موزے نئے تھے۔☆

اس میں راوی ابو اسحاق مدلس اور مختلط ہیں، نیز ان کے استاذ یریم بن اسعد سے صرف انہوں نے ہی روایت کی ہے (مجمع ص۲۵۸ ج۱)، گویا وہ مجہول ہے۔

(۳۱۰) أمسح علي الخفين قال نعم قال يوما ويومين حتى بلغ سبعاً قال له ما بدا لك (أبي بن عماره رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا میں موزوں پر ایک یا دو دن حتی کہ سات دن تک مسح کروں تو آپ نے فرمایا: جتنی دیر تجھے مناسب معلوم ہو۔☆

غیر صحیح ہے، اس کا راوی عبدالرحمٰن بن رزین اس کا استاذ محمد بن یزید بن ابی زیاد اور اس کا استاذ ایوب

۳۰۸۔ التلخيص ص۱۶۰ ج۱۔

۳۰۹۔ طبراني كبير ص۳٤۷ ج۱۸ ح ۸۸۲، مجمع الزوائد ص۲۵۵ ص۲٥۷ ج۱۔

۳۱۰۔ ابوداود ح۱۵۸، ابن ماجة ح۵۵۷، العلل المتناهية ص۳٦۰ ج۱، دارقطني ص۱۹۸ ج۱، طحاوي ص۷۹ ج۱، ابن أبي شيبة ح ۱۸۷۰ ص۱٦۳ ج۱، المستدرك ص۱۷۰ ج۱۔

بن قفص تینوں مجہول ہیں۔ امام احمد کہتے ہیں اس کے رجال مجہول ہیں، دارقطنی فرماتے ہیں یہ حدیث ثابت نہیں (العلل المتناہیہ ص ۳۶۰ ج ۱)۔

(۳۱۱) یمسح علی الجبائر (ابن عمر)۔

زخموں کی پٹیوں پر مسح کرتے تھے۔☆ ضعیف ہے، راوی ابو عمارہ سخت ضعیف ہے (دارقطنی ص ۲۰۵ ج ۱)۔

(۳۱۲) الشرب من فضل وضوء المومن فیه شفاء من سبعین داء أدناه الهم (جماعة من الصحابة رضی اللہ عنہم)۔

مومن کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے پینے میں ستر بیماریوں سے شفاء ہے، جن میں سب سے ہلکی بیماری پریشانی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن اسحاق عکاشی کذاب تھا (ابن معین)، جو اوزاعی کے نام سے منکر اور من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی ☆ العلل المتناہیہ ص ۳۵۴ ج ۱)۔

(۳۱۳) کانت لرسول الله ﷺ خرقة ینشف بها بعد الوضوء (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ کے پاس کپڑا تھا جس سے وضو کے بعد اعضاء کو خشک کرتے تھے۔☆

منکر ہے، راوی ابو معاذ ہے ابن جوزی فرماتے ہیں اس سے مراد سلیمان بن ارقم ہے جو متروک ہے (میزان ص ۱۹۶ ج ۲)، حاکم فرماتے ہیں ابو معاذ سے مراد فضیل بن میسرہ ہے تو اس لحاظ سے یہ حدیث صحیح ہے، واللہ اعلم (تعلیق بر العلل المتناھیۃ ص ۳۵۵ ج ۱)۔

(۳۱٤) إذا توضأ مسح وجهه بطرف ثوبه (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جب وضو کرتے تو چہرے کو کپڑے کے کنارے سے پونچھتے۔☆

۳۱۱۔ دار قطنی ص ۲۰۵ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۱۰۵ ج ۱۱، العلل المتناهیة ص ۳٦۱ ج ۱۔

۳۱۲۔ العلل المتناهیة ص ۳٥٤ ج ۱، تنزیه الشریعة ص ۲٦٥ ج ۲، فوائد المجموعة ص ۲٦۳، تذکرة الموضوعات ص ۲۰۹۔

۳۱۳۔ ترمذی ح ۵۳، المستدرك ص ۱٤٥ ج ۱، بیهقی ص ۱۸٥ ج ۱، العلل المتناهیة ص ۳٥٥ ج ۱۔

۳۱٤۔ ترمذی باب المندیل بعد الوضوء ح ٥٤، بیهقی ص ۲۳٦ ج ۱، کنز العمال ص ۲۹ ج ۷۔

غریب ضعیف ہے، راوی رشدین بن سعد اور عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی دونوں ضعیف ہیں (تقریب ص۱۰۳ و ص۲۰۲، ترمذی مع تحفہ ص۸۳ ج۱)۔

(۳۱۵) اسبغ الوضوء یزد فی عمرك (أنس رضی اللہ عنہ)۔

وضو اچھے طریقہ سے کر تیری عمر میں اضافہ ہوگا۔☆

ضعیف ہے، راوی اشعث بن براز متروک ہے (نسائی)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص۲۶۲ ج۱) نیز اس روایت کو ازور نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے اور یہ ضعیف منکر الحدیث ہے (العلل المتناہیہ ص۳۵۱ ج۱)۔

(۳۱۶) ان استطعت ان تکون أبداً علی الوضوء فکن الحدیث (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اگر تو وضو پر ہمیشگی کی طاقت رکھے تو ایسا کر کیونکہ ملک الموت جب اپنے بندے کی روح قبض کرتا ہے تو جو باوضو ہوتا ہے اس کے لئے شہادت (کی موت) لکھ دیتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی کثیر بن سلیم ابوہاشم اپنی طرف سے روایت گھڑ کر حضرت انس کی طرف منسوب کر دیتا تھا (العلل المتناہیہ ص۳۵۳ ج۱)۔

(۳۱۷) وضو کرتے وقت باتیں منع ہیں۔☆ کسی نامعلوم کا قول ہے جسے جاہل لوگ حدیث سمجھ بیٹھے ہیں۔

وضو کی دعائیں

(۳۱۸) چہرہ دھوتے وقت **اللھم بیض وجھی**، دایاں ہاتھ دھوتے وقت اللھم آتني کتابي بیمیني، بایاں ہاتھ دھوتے وقت اللھم لا تأتني کتابي بشمالي، سر کے مسح کے وقت اللھم حرم شعری علی

۳۱۵۔ عقیلی ص۱۱۹ ج۱، علل المتناهیة ص۳۵۱ ج۱، میزان ص۲۶۳ ج۱، لسان ص۳٤۰ ج۱۔

۳۱٦۔ کتاب المجروحین ص۲۲۳ ج۲، علل المتناهیة ص۳۵۳ ج۱۔

۳۱۷۔ کتب حدیث میں وجود نہیں۔

۳۱۸۔ کتاب المجروحین ص۱٦۵ ج۲، کنز العمال ص٤٦۵ ج۹، میزان الاعتدال ص۳٦۷ ج۲، لسان المیزان ص۲۲۰ ج۳، العلل المتناهیة ص۳۳۹ ج۱، التلخیص ص۱۰۰ ج۱۔

النار اور دیگر دعائیں کانوں کے مسح کے وقت اللھم اجعلني من الذین یستمعون القول، پاؤں دھوتے وقت اللھم ثبت قدمي علی الصراط وغیرہ اور باقی دوران وضو کی دعائیں جو فضائل اور صوفیوں کی کتابوں میں درج ہیں کے بارہ میں فرماتے ہیں ان کا کوئی اصل نہیں اور نہ ہی پہلے لوگوں نے ان کو ذکر کیا ہے۔ ابن الصلاح فرماتے ہیں اس بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے (التلخیص ص۱۰۰ ج۱)۔

(۳۱۹) حضرت علی سے بھی ایسی دعاؤں کے بارہ میں روایت مروی ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند سخت کمزور ہے اور اس میں کئی مجہول راوی ہیں (تلخیص ص۱۰۰ ج۱)۔

(۳۲۰) حضرت براء سے بھی ایک مختصر روایت کی جاتی ہے ابن حجر فرماتے ہیں لمبی نہ ہونے کے باوجود واہی الاسناد ہے (التلخیص ص۱۰۰ ج۱)۔

(۳۲۱) وضو کے بعد جو تین مرتبہ (أشهد أن لا إله إلا الله) پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں (انس رضی اللہ عنہ)۔

مذکورہ متن یعنی تین عدد کے ساتھ ضعیف ہے اس کا راوی زید العمی ضعیف اور متروک ہے (دیکھئے نمبر ۲۹۳)۔

(۳۲۲) جو شخص وضو کر کے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائے اور (أشهد أن لا إله إلا الله) پڑھے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں وہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (عمر رضی اللہ عنہ)۔

آسمان کی طرف نظر اٹھانے کے الفاظ ضعیف ہیں باقی حدیث صحیح ہے اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے (مختصر ابی داود مع معالم السنن ص۱۲۷ ج۱)، راقم کہتا ہے وہ ابو عقیل کا استاذ ابن عمہ ہے جو مجہول ہے۔

(۳۲۳) من توضأ ولم يتكلم ثم قال أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن

۳۱۹۔ التلخيص ص ۱۰۰ ج ۱۔

۳۲۰۔ التلخيص ص ۱۰۰ ج ۱۔

۳۲۱۔ ابن ماجة ح ٤٦٩، مسند أحمد ص ٢٦٥ ج ٣، عمل اليوم والليلة ص ٣٥ ح ٣٣۔

۳۲۲۔ أبو داؤد ح ١٧٠ باب ما يقول الرجل إذا توضأ، طبراني كبير ص ٣٣٢ ج ١٧ عن عقبة۔

۳۲۳۔ ابو يعلى ص ١٥٧ ج ١ ح ١٩٠، مجمع الزوائد ص ٢٣٩ ج ١، كنز العمال ص ٤٤٢ ج ٩۔

محمداً عبده ورسوله غفر له ما بين الوضوئين (عثمان رضی اللہ عنہ)۔

جو وضو کرے اور کلام نہ کرے پھر ۔أشهد أن لا إله إلا الله۔۔ آخر تک پڑھے اس کے دو وضوؤں کے درمیان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد الرحمٰن بن بیلمانی سخت ضعیف ہے (مجمع ص۲۳۹ ج۱)، کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۵۴)۔

نواقض الوضوء

(٣٢٤) الوضوء مما يخرج وليس مما يدخل (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

وضو اس سے ہے جو بدن سے نکلے اور اس سے وضو نہیں جو بدن میں داخل ہو۔☆

سخت ضعیف ہے، ایک راوی فضل بن مختار اور دوسرا راوی شعبہ مولیٰ ابن عباس دونوں ضعیف ہیں اور مرفوعاً یہ روایت ثابت نہیں ہے (تنقیح۔ التعلیق المغنی ص۱۵۱ ج۱)۔

(۳۲۵) یہی روایت حضرت ابو امامہ سے بھی مروی ہے مگر وہ ابن عباس کی روایت سے بھی زیادہ کمزور ہے (التلخیص ص۱۱۸ ج۱)۔

(٣٢٦) لا ينقض الوضوء إلا ما خرج من قبل ودبر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

وضو صرف اس سے ٹوٹتا ہے جو قبل اور دبر سے نکلے۔☆ اس کی سند ضعیف ہے (التلخیص ص۱۱۸ ج۱)۔

(٣٢٧) سئل ما الحديث فقال ما يخرج من السبيلين۔☆

آپ سے پوچھا گیا حدث کیا ہے؟ فرمایا جو قبل اور دبر سے نکلے۔☆

۳۲٤۔ دارقطني ص١٥١ ج١، بيهقي ص١١٦ ج١، مصنف عبد الرزاق ص٣٢ ج١، مجمع الزوائد ص٢٤٣ ج١، حلية الأولياء ص٣٢٠ ج٨، كشف الخفاء ص٣٣٦ ج٢، العلل المتناهية ص٣٦٦ ج١، ضعيفة ص٣٧٦ ج٢، الكامل ص١٣٤٠ ج٤، المقاصد الحسنة ص٤٥٢۔

۳۲۵۔ التلخيص ص١١٨ ج١۔

۳۲٦۔ نصب الراية ص٣٧ ج١، التلخيص ص١١٨ ج١۔

۳۲۷۔ هداية ص٢٢ ج١۔

حدیث نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۲۸) لیس فی القبلة وضوء (عائشةؓ)۔

بوسہ دینے سے وضو نہیں ہے۔☆

(۳۲۹) إن القبلة لا تنقض الوضوء (عائشةؓ)۔

بوسہ وضو نہیں توڑتا۔☆

دونوں ضعیف ہیں دونوں کا راوی عبدالملک بن محمد ضعیف ہے (دارقطنی ص۱۳۶ ج۱)۔

(۳۳۰) إذا رعف أحدكم في الصلوة فلينصرف فليغسل عنه الدم ثم ليعد وضوءه ويستقبل صلوته (ابن عباسؓ)۔

نماز میں جب کسی کی نکسیر پھوٹ پڑے تو وہ نماز چھوڑ کر خون کو دھوئے پھر وضو کرے اور نئے سرے سے نماز پڑھے۔☆

منکر ہے، راوی سلیمان بن ارقم متروک الحدیث ہے (دارقطنی ص۱۵۳ ج۱)، مزید دیکھئے نمبر ۲۹۳)۔

(۳۳۱) إذا رعف في الصلوة توضأ ثم بني علي ما بقي من صلوته (ابن عباسؓ)،

نماز میں جب نکسیر پھوٹ پڑے تو وضو کر کے باقی نماز کی بنا اس پر کرے۔☆

منکر ہے، راوی عمر بن ریاح متروک ہے (دارقطنی ص۱۵۶ ج۱)۔

(۳۳۲) إنه رعف فقال له النبي ﷺ احدث وضوءاً (أبو هاشم الزمانيؓ)۔

مجھے نکسیر پھوٹ پڑی تو فرمایا وضو نئے سرے سے کر۔☆

۳۲۸۔ دار قطني ص۱۳۶ ج۱، ضعيفة ص۴۲۷ ج۲۔

۳۲۹۔ نصب الرايه ص۷۳ ج۱. درايه ص ۴۵ ج ۱ بحواله مسند اسحاق ابن راهويه۔

۳۳۰۔ دار قطني ص۱۵۳ ص۱۵۶ ج۱، نصب الراية ص۶۲ ج۱، مجمع الزوائد ص۲۴۶ ج۱، الكامل ص۱۹۲۸ ج۵، كنز العمال ص۴۹۰ ص۴۹۴ ج۷، طبراني كبير ص۱۳۲ ج۱۱ ح۱۱۳۷۴۔

۳۳۱۔ دارقطني ص۱۵۶ ج۱، نصب الراية ص۶۱ ج۲۔

۳۳۲۔ دارقطني ص۱۵۶ ج۱۔

باطل ہے، راوی عمرو بن خالد واسطی متروک الحدیث ہے (دارقطنی)، کذاب ہے (احمد وابن معین - دارقطنی ص۱۵۴ ج۱)۔

(۳۳۳) إن النبی ﷺ قاء فلم یتوضأ۔☆

آپ ﷺ نے قے کی اور وضو نہ کیا۔☆

ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۳٤) من قلس أوقاء أو رعف فلینصرف فلیتوضأ ولیتم علی صلوته (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

جس کو متلی یا قے یا نکسیر آجائے تو وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے اور اسی پر نماز پوری کرے۔☆

ضعیف ہے، اس کی چند سندیں ہیں ایک کے راوی عباد بن کثیر اور عطاء بن عجلان دونوں ضعیف ہیں، دوسری سند میں سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰) اور تیسری کا راوی اسماعیل بن عیاش ہے جس نے اس کو ابن جریج مکی سے روایت کیا ہے اسماعیل جب اہل حجاز سے روایت کرے تو قابل حجت نہیں دارقطنی فرماتے ہیں اسماعیل کوئی شئے نہیں (دارقطنی ص۱۵۵ ج۱)۔

(۳۳۵) إذا قاء أحدکم فی الصلوة أو قلس فلینصرف ویتوضأ (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

جب کسی کو نماز میں قے آجائے یا متلی تو وہ نماز چھوڑ کر وضو کرے۔☆

ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن عیاش نے عبد الملک بن عبد العزیز حجازی سے روایت کی ہے اہل حجاز کی روایت میں قابل اعتماد نہیں۔

(۳۳٦) إذا وجد أحدکم فی بطنه رزءً [۱] أو قیئاً أو رعافاً فلینصرف فلیتوضأ (علی رضی اللہ عنہ)۔

۳۳۳۔ ھدایة ص۲۲ ج۱، نصب الرایة ص۳۷ ج۱، درایة ص۳۰ ج۱۔

۳۳٤۔ دار قطنی ص۱۵٤ ج۲۔

۳۳۵۔ الکامل ص۲۹۳ ج۱، بیهقی ص۱٤۲ ج۱، دارقطنی ص٤۲ ج۱، علل الحدیث ص۱۷۹ ج۱۔

۳۳٦۔ دارقطنی ص۱۵٦ ج۱، نصب الرایة ص٤۲ ج۱۔

جب کوئی پیٹ میں گڑگڑاہٹ پائے یا قے آ جائے یا نکسیر پھوٹ پڑے تو نماز چھوڑ کر وضو کرے۔☆

ضعیف ہے، ابو اسحاق مدلس ہیں (طبقات المدلسین ص ۱۰۱)۔

(۳۳۷) القلس حدث (علی رضی اللہ عنہ)۔

متلی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سوار بن مصعب متروک ہے (دار قطنی ص ۱۵۵ ج ۱)۔

(۳۳۸) الوضوء من كل دم سائل (تمیم داری رضی اللہ عنہ)۔

ہر بہنے والے خون سے وضو ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، اولاً: بقیہ ضعیف مدلس ہے، ثانیاً اس کا استاذ یزید بن خالد اور یزید کا استاذ یزید بن محمد دونوں مجہول ہیں یزید بن محمد نے یہ روایت عمر بن عبد العزیز کے واسطہ سے تمیم داری سے روایت کی ہے عمر بن عبد العزیز نے حضرت تمیم کو نہ دیکھا ہے اور نہ ان سے کچھ سنا ہے (دار قطنی ص ۱۵۷ ج ۱)۔

(۳۳۹) ليس في القطرة ولا القطرتين من الدم الوضوء إلا أن يكون دماً سائلاً (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

خون کے ایک یا دو قطروں سے وضو نہیں مگر یہ کہ خون بہنے والا ہو۔☆

سخت ضعیف ہے، اس کے راوی محمد بن فضل بن عطیہ۔سفیان بن زیاد اور حجاج بن نصیر تینوں ضعیف ہیں (دار قطنی ص ۱۵۷ ج ۱)، اس کی سند ضعیف ہے محمد بن فضل متروک ہے (تلخیص ص ۱۱۳ ج ۱، دیکھئے نمبر ۱۱۴)۔

(۳٤۰) عن علي حين عد الأحداث قال دفعة ملأ الفم (علی رضی اللہ عنہ)۔

حضرت علی نے منہ بھر کے قے آنے کو نواقض وضو میں شمار کیا۔☆

حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

۳۳۷۔ دار قطنی ص ۱۵۵ ج ۱، نصب الراية ص ٤۲ ج ۱۔

۳۳۸۔ الكامل ص ۱۹۲ ج ۱، ص ۵۰۹ ج ۲، دار قطنی ص ۱۵۷ ج ۱، ضعيفة ص ٤۸۲ ج ۱۔

۳۳۹۔ دار قطنی ص ۱۵۷ ج ۱۔

۳٤۰۔ هداية ص ۲٤ ج ۱۔

(٣٤١) يعاد الوضوء من سبع من اقطار البول والدم السائل والقيء ومن دسعة تملأ الفم ونوم المضطجع وقهقهة الرجل في الصلوة وخروج الدم (أبوهريرة رضی اللہ عنہ)۔

سات چیزوں سے وضو دوبارہ کیا جائے پیشاب کے قطروں سے، بہنے والے خون، قئے، لیٹ کر سونے، نماز میں قہقہہ لگانے اور خون کے نکلنے سے۔☆

سخت ضعیف ہے، اسکی دو سندیں ہیں ایک میں محمد بن فضل سخت مجروح ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۴)، اور دوسری میں حجاج بن نصیر بھی ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند سخت کمزور ہے (درایہ ص ۳۲ ج ۱)۔

(٣٤٢) من ضحك منكم في صلوته فليتوضأ (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو نماز میں ہنس پڑے وہ وضو کرے۔☆

منکر ہے، اس روایت کو محمد نے اپنے باپ یزید بن سنان سے روایت کیا ہے باپ بیٹا دونوں ضعیف ہیں اور یہ روایت منکر ہے صحیح نہیں (دارقطنی ص ۱۷۲ ج ۱)۔

(٣٤٣) الضحك ينقض الصلوة ولا ينقض الوضوء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

ہنسی سے نماز ٹوٹ جاتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔☆

مضطرب اور منکر ہے، راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان منکر الحدیث اور ناقابل حجت ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے (نصب الرایہ ص ۵۳ ج ۱)۔

(٣٤٤) إذا قهقه الرجل اعاد الصلوة والوضوء (عمران بن حصين رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی کھل کھلا کر ہنسے تو نماز اور وضو دونوں لوٹائے۔☆

باطل ہے، ایک راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے اور دوسرا راوی سفیان بن محمد فزاری ضعیف سی الحال ہے

٣٤١۔ درایه ص٣٢ ج١، نصب الراية ص٤٤ ج١۔

٣٤٢۔ دارقطنی ص١٧٢ ج١، ارواء الغليل ص١١٤ ج٢، نصب الراية ص٤٩ ج١، العلل ص٣٦٩ ج١۔

٣٤٣۔ كنز العمال ص٩٠٤ ج٧، نصب الراية ص٥٣ ج١۔

٣٤٤۔ العلل المتناهية ص٣٧٢ ج١، دار قطنی ص١٦٥ ج١، نصب الراية ص٤٨ ج١، الكامل ص١٠٧٢ ج٣۔

(دارقطنی ص۱۶۵ ج۱)۔

(۳۴۵) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک نابینے آدمی کا کنویں میں گرنے پر نمازیوں کا کھل کھلا کر ہنسنے اور وضو اور نماز کے لوٹانے کا واقعہ بے بنیاد ہے، مرسل ہونے کے باوجود حسن بن عمارہ، داؤد بن المحبر، ایوب بن حوط عبدالرحمٰن بن جبلہ اور حسن بن دینار کی روایت سے ہے جو تمام متروک اور نا قابل حجت ہیں (نصب الرایہ ص۵۰ ج۱)۔

(٣٤٦) العينان من وكاء السنة (علي رضي الله عنه)۔

آنکھیں پیچھے کے تسمے ہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے اور ضعیف راویوں سے بکثرت تدلیس کرتا تھا (تقریب ص۴۶)۔

(۳۴۷) اسی حدیث کو بقیہ نے ابوبکر بن ابی مریم کے طریق سے حضرت معاویہ سے بھی روایت کیا ہے ابوبکر بھی ضعیف ہے، ابو حاتم فرماتے ہیں یہ دونوں روایتیں قوی نہیں ہیں (التلخیص ص۱۱۸ ج۱)۔

(٣٤٨) من استحق النوم فيجب عليه الوضوء (أبوهريرة رضي الله عنه مرفوعاً)۔

جس نے اپنے اوپر نیند کو لازم کر لیا اس پر وضو ہے۔ مرفوعاً صحیح نہیں (بیہقی ص۱۱۹ ج۱)۔

٣٤٥۔ دارقطني ص١٦٣ ج١، بيهقي ص١٤٤ ج١، نصب الراية ص٥٠ ج١، العلل المتناهية ص٣٧٢ ج١، دراية ص٣٧ ج١۔

٣٤٦۔ ابو داود ح٢٠٣، ابن ماجة باب الوضوء من النوم ح٤٧٧، مسند أحمد ص٩٧ ج٤، دار قطني ص١٦١ ج١، دارمي باب الوضوء من النوم ص١٤٩ ج١، الكامل ص٢٥٥١ ج٧، كشف الخفاء ص٧٧ ج٢، التلخيص ص١١٨ ج١۔

٣٤٧۔ بيهقي ص١١٨ ج١، نصب الراية ص٤٦ ج١، دارقطني ص١٦٠ ج١، التلخيص ص١١٨ طبراني، الكامل ص٤٧١ ج٢، ابو يعلى ص٤٣٨ ح٧٣٣٤۔

٣٤٨۔ بيهقي ص١١٩ ج١، ضعيفة ص٢٧٠ ج٢، تلخيص ص١١٨ ج١۔

(۳٤۹) لا وضوء علی من نام قاعداً إنما الوضوء علی من نام مضطجعاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو بیٹھے بیٹھے سو جائے اس پر وضو نہیں وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔

(۳٥۰) لا وضوء علی من نام قائما أو راکعاً أو ساجداً إنما الوضوء علی من نام مضطجعاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس پر وضو نہیں جو قیام، رکوع، یا سجدہ کی حالت میں سو جائے وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سو جائے۔

(۳٥۱) لیس علی من نام ساجداً وضوء اً حتي یضطجع (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس پر وضو نہیں جو سجدہ میں سوئے وضو اس پر ہے جو لیٹ کر سوئے۔

(۳٥۲) لا یجب الوضوء علی من نام جالساً أو قائما أو ساجداً حتي یضع جنبه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس پر وضو نہیں جو بیٹھے یا کھڑے یا سجدہ میں سوئے وضو اس پر ہے جو اپنا پہلو زمین پر رکھے۔

(۳٥۳) إن الوضوء لا یجب إلا علی من نام مضطجعاً فإنه إذا اضطجع استقرت مفاصله (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

وضو اس پر لازم ہے جو لیٹ کر سوئے جب بندہ لیٹ جاتا ہے اس کے جوڑ اپنی اپنی جگہ پر آ جاتے ہیں۔

مذکورہ پانچوں روایتیں دراصل ایک ہی روایت ہے جس کو ابو خالد یزید دلانی نے قتادہ عن ابی العالیہ عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے بقول امام ابو داؤد قتادہ نے اس روایت کو ابو العالیہ سے نہیں سنا

۳٤۹۔ بیہقی ص۱۲۱ ج۱، ابو داود ابن عباس سے آدھے الفاظ ہیں ح۲۰۲، ترمذی ۷۷، مسند أحمد ۲٥٦ ج۱، نصب الرایة ص٤٤ ج۱، درایة ص۳۳ ج۱، دارقطنی ص۱٦۰ ج۱۔

۳٥۰۔ تلخیص ص۱۲۰ ج۱، نصب الرایة ص٤٤ ج۱۔

۳٥۱۔ مسند أحمد ص۲٥٦ ج۱، ابن ابی شیبة ص۱۲۳ ج۱، تلخیص ص۱۲۰ ج۱۔

۳٥۲۔ تلخیص ص۱۲۰ ج۱، بیہقی ص۱۲۱ ج۱، نصب الرایة ص٤٤ ج۱۔

۳٥۳۔ ترمذی ح۷۷ باب ما جاء فی الوضوء من النوم، تفسیر قرطبی ص۲۲۲ ج٥، دار قطنی ص۱٦۰ ج۱، بیہقی ص۱۲۱ ج۱، المحلی ص۱۸۷ ج۱۔

یزید دالانی کے بارہ میں ابن حبان فرماتے ہیں کثیر الخطاء فاحش الوہم ہے لھذا قابل حجت نہیں ہے، بخاری فرماتے ہیں صدوق وھم زدہ ہے، ابو داؤد فرماتے ہیں یہ روایت منکر ہے (نصب الرایہ ص۴۴ ج۱ ملخصاً) بیہقی فرماتے ہیں اس کو دالانی روایت کرنے میں منفرد ہے اس کا تمام ائمہ حدیث اور حفاظ نے انکار کیا ہے نیز قتادہ سے اس کے سماع کا بھی انکار کیا جاتا ہے (التلخیص ص۱۲۰ ج۱)۔

(۳۵۴) ليس على من نام قائما أو قاعداً وضوء حتي يضطجع جنبه إلى الأرض (عمرو بن شعيب رضی اللہ عنہ)۔

جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے ہوئے سو جائے اس پر وضو نہیں حتی کہ وہ اپنے پہلو کو زمین پر رکھ دے۔

باطل ہے راوی سعدی بن ہلال متھم بالوضع ہے، دوسرا راوی عمرو بن ہارون بلخی متروک ہے اس کی ایک سند مقاتل بن سلیمان کے طریق سے بھی مروی ہے اور وہ بھی متھم بالوضع ہے (التلخیص ص۱۲۰ ج۱)۔

(۳۵۵) لا وضوء حتي يضع جنبه (حذيفه رضی اللہ عنہ)۔

وضو اس پر ہے جو اپنے پہلو کو زمین پر رکھے۔☆

باطل ہے، راوی بحر بن کنیز السقاء متروک اور ناقابل حجت ہے (نصب الرایہ ص۴۵ ج۱ والتلخیص ص۱۲۰ ج۱)، اس میں کوئی بھلائی نہیں، محدثین اس کی روایت پھینکنے پر متفق ہیں (المحلی ابن حزم ص۱۸۷ ج۱)۔

(۳۵۶) من وضع جنبه فليتوضأ فعليه الوضوء (عمرو بن شعيب رضی اللہ عنہ)۔

جو زمین پر اپنا پہلو لگائے وہ وضو کرے۔☆

منکر ہے، جس کا راوی عمرو بن ہارون سخت ضعیف، متروک ہے (التعلیق المغنی ص۱۶۱)، اس کی ایک اور سند بھی ہے، راوی معاویہ بن معاویہ ضعیف ہے جو منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (المحلی ص۱۸۷ ج۱)۔

(۳۵۷) ويل للذين يمسون فروجهم ثم يصلون ولا يتوضؤن (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

۳۵۴۔ کامل ابن عدی ص۲۴۵۹ ج۶۔

۳۵۵۔ نصب الراية ص۴۵ ج۱، المحلى ابن حزم ص۱۸۷ ج۱، تلخيص ص۱۲۰ ج۱۔

۳۵۶۔ دارقطني ص۱۶۱ ج۱، المحلى ص۱۸۷ ج۱۔

۳۵۷۔ دار قطني ص۱۴۷ — ۱۴۸ ج۱، نصب الراية ص۶۰ ج۱، الدراية ص۴۶ ج۱، دراية ص۴۲۔

ان لوگوں پر ویل ہے جو اپنی شرمگاہوں کو چھوتے ہیں اور بغیر وضو کیے نماز پڑھ لیتے ہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عمرو بن حفص عمری کذاب ہے (احمد وابو حاتم ☆ نصب الرایہ ص۶۰ ج۱)، صحیح حدیث "من مس فرجه فليتوضأ" جو عضو کو چھوئے وہ وضو کرے ہے (ترمذی مع تحفہ ص۸۶ ج۱)۔

(۳۵۸) أني مسست ذكرى وأنا أصلي فقال لا بأس إنما هو جزء منك (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

میں حالت نماز میں عضو کو چھوتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کوئی حرج نہیں وہ تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی جعفر بن زبیر متروک ہے (بخاری، نسائی، دارقطنی)، اس کا استاذ قاسم بھی متروک ہے (نصب الرایہ ص۶۹ ج۱)، جعفر واضع الحدیث ہے اس نے چار سو حدیثیں وضع کی ہیں (میزان ص۴۰۶ ج۱)۔

(۳۵۹) يا رسول الله اني احتككت في الصلوة فاصابت يدى فرجي فقال النبي ﷺ انا افعل ذلك (عصمه بن مالك رضی اللہ عنہ)

میں نماز میں کھجلاتا ہوں تو میرا ہاتھ شرمگاہ پر لگ جاتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں بھی ایسے کرتا ہوں۔

باطل ہے راوی فضل بن مختار مجہول ہے اور اس کی روایات منکر ہیں اور باطل روایتیں کرتا تھا (ابو حاتم)، اس کی روایات منکر ہیں (ابن عدی ☆ نصب الرایہ ص۶۹ ج۱)۔

(۳۶۰) جو لوگ عضو کے چھونے سے وضو نہ کرنے کے قائل ہیں ان کے نزدیک سب سے معتبر روایت قیس بن طلق عن ابیہ کے طریق سے ہے کہ عضو جسم کا ایک حصہ ہے مگر یہ روایت بھی ضعیف ہے قیس بن طلق قابل حجت نہیں بلکہ سخت کمزور ہے (ابو حاتم وابوزرعہ ☆ علل ابن ابی حاتم ص۴۸ ج۱)، بعض ائمہ نے قیس کی توثیق بھی کی ہے جس سے روایت حسن درجہ کو پہنچ جاتی ہے ایسی صورت میں یہ روایت منسوخ سمجھی جائے گی تفصیل (تحفۃ الاحوذی ص۸۶ ج۱) میں ملاحظہ فرمائیں۔

۳۵۸۔ عبد الرزاق ص۱۱۷ ج۱ ح۴۲۵، نصب الراية ص۶۹ ج۱، ابن ماجة ح ٤٨٤ مختصراً۔

۳۵۹۔ دار قطنی ص ۱٤۹ ج ۱۔ نصب الراية ص٦۹ ج۱۔

۳٦۰۔ علل الحديث ص٤۸ ج۱۔ دار قطنی ص ۱٤۹ ج ۱ ۔

(٣٦١) من مس صنماً فلیتوضأ (بریدۃ بن حصیب رضی اللہ عنہ)۔

جو بت کو ہاتھ لگائے وضو کرے۔☆

ضعیف ہے، راوی صالح بن حبان ضعیف ہے (مجمع ص ٢٤٦ ج ١)۔

(٣٦٢) رسول اللہ ﷺ نے جبریل کا استقبال کیا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا مگر جبریل نے ہاتھ پکڑنے سے انکار کر دیا رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو کیا پھر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا آپ نے فرمایا جبریل آپ کو کس نے میرا ہاتھ پکڑنے سے روکا تھا؟ جبریل نے فرمایا آپ نے یہودی کے ہاتھ کو چھوا تھا تو میں نے ناپسند کیا کہ میرا ہاتھ اس کے ہاتھ کو چھو لے جس کے ہاتھ کو کافر نے چھوا ہے (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی عمر بن ریاح کے ضعف پر اجماع ہے (مجمع ص ٢٤٦ ج ١)۔

(٣٦٣) کنا نتوضأ من الأبرص إذا مسناہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

ہم پھلبہری والے کو چھونے سے وضو کرتے۔☆

سخت ضعیف ہے، جابر جعفی متہم ہے (دیکھئے نمبر ١٨٥)۔

(٣٦٤) خمس ینقض الوضوء الکذب: النمیمۃ والغیبۃ والنظر بالشھوۃ والیمین الکاذبۃ (أنس رضی اللہ عنہ)۔

پانچ چیزیں وضو توڑ دیتی ہیں جھوٹ، چغلی، غیبت، شہوت کی نظر سے دیکھنا اور جھوٹی قسم۔☆

من گھڑت ہے، روی جابان قابل حجت نہیں (ابوحاتم ☆ میزان ص ٣٧٧ ج ١)، اس کے شاگرد محمد بن حجاج کی حدیث نہ لکھی جائے (میزان ص ٥١٠ ج ٣)، اور اس کا شاگرد بقیہ ضعیف اور مدلس ہے، امام ابو حاتم فرماتے ہیں یہ روایت جھوٹ ہے (علل الحدیث ص ٢٥٩ ج ١)۔

٣٦١۔ مجمع الزوائد ص ٢٤٦ ج ١۔

٣٦٢۔ طبرانی أوسط ص ٣٨٧ ج ٣ ح ٢٨٣٤، مجمع الزوائد ص ٢٤٦ ج ١۔

٣٦٣۔ طبرانی أوسط ص ٢٤٤ ج ٦ ح ٥٧٢٤، مجمع الزوائد ص ٢٤٦ ج ١۔

٣٦٤۔ علل الحدیث ص ٢٥٨ ج ١، کنز العمال ص ٤٩٧ ج ٨، نصب الرایۃ ص ٤٨٢ ج ٢۔

تیمّم

(۳٦٥) اَلتیمم ضربتان ضربة للوجه وضربة لليدين (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

تیمم دو ضربیں ہیں ایک ضرب چہرے کے لئے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لئے۔☆

ضعیف ہے، راوی علی بن ظبیان قوی نہیں (احادیث ضعاف ص۸۳)، یہ احادیث میں خطا کر جاتا تھا (ابن منیر)، کوئی شی نہیں (یحییٰ بن سعید و ابوداؤد)، متروک ہے (ابو حاتم ونسائی)، واھی الحدیث ہے (ابوزرعہ)، اس سے احتجاج ساقط ہے (ابن حبان ☆ نصب الرایہ ص۱۵۰ ج۱)۔

(۳٦٦) تيممنا مع النبي ﷺ ضربة لو جه والكف وضربة للذراعين إلى المرفقين (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ دو ضربوں سے تیمم کیا ایک ضرب چہرے اور ہتھیلیوں کے لیے اور دوسری ضرب بازوؤں کی کہنیوں تک کے لئے۔

(۳٦۷) ہم نے ہاتھوں کو مٹی پر مارا اور ہم نے چہرے کا تیمم کیا پھر دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھوں کو مارا تو ہاتھوں سمیت کہنیوں تک مسح کیا (ابن عمر)۔☆

دونوں منکر ہیں، دونوں کا راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)۔

(۳٦۸) التيمم ضربة للوجه وضربة للذراعين إلى المرفقين (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

تیمم میں ایک ضرب چہرے کے لیے اور دوسری ضرب بازوؤں سے لے کر کہنیوں تک کے لیے۔☆

۳٦٥۔ دارقطني ص۱۸۱ ج۱، المستدرك ص۱۷۹ ج۱، مجمع الزوائد ص۲٦۲ ج۱، در منثور ص۱٦۷ ج۲، دار قطني ص۱۸۰ ج۱، علل الحديث ص٤٩ ج۱، بيهقي ص۲۰۷ ج۱، دراية ص٦۷، نصب الراية ص۱٥۰ ج۱۔

۳٦٦۔ دارقطني ص۱۸۱ ج۱، بيهقي ص۲۰۷ ج۱۔

۳٦۷۔ دارقطني ص۱۸۱ ج۱، بيهقي ص۲۰۷ ج۱۔

۳٦۸۔ دارقطني ص۱۸۱ ج۱، بيهقي ص۲۰۷ ج۱۔

ضعیف ہے، اصل روایت موقوف ہے مرفوع روایت کا راوی عثمان بن محمد انماطی لین ہے (التعلیق المغنی ص ۱۸۲ ج ۱)۔

(۳۶۹) اسی طرح کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جو ضعیف ہے اس کا راوی حریش بن خریت میں نظر ہے (بخاری)، اس کا حال معلوم نہیں لہذا اس کی روایت معتبر نہیں (ابن عدی ☆ نصب الرایہ ص ۱۵۱ ج ۱)۔

(۳۷۰) رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ پر سلام کہا گیا مگر آپ نے جواب نہ لوٹایا حتی کہ ہاتھوں کو دیوار پر مارا اور چہرے کا مسح کیا پھر دیوار پر دوسری مرتبہ ہاتھ مارا اور بازوؤں کا مسح کیا اور سلام کا جواب دیا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی محمد بن ثابت عبدی کوئی شی نہیں (ابن معین)، متین نہیں (ابوحاتم)، قوی نہیں (نسائی)، اس کی روایت پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ نصب الرایہ ص ۱۵۲ ج ۱)، سند ضعیف ہے (درایہ ص ۶۷ ج ۱)۔

(۳۷۱) رسول اللہ ﷺ کنواں جمل کی طرف سے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو میں نے آپ پر سلام کہا آپ نے سلام کا جواب نہ لوٹایا بلکہ دیوار پر ہاتھ مارے جس سے چہرے کا مسح کیا اور پھر دوبارہ ہاتھ مارا تو ہاتھوں سے لے کر کہنیوں تک کا مسح کیا (ابوجہم)۔

باطل ہے، راوی سلیمان بن ارقم متروک اور ناقابل حجت ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)، سلیمان کی اس روایت میں اس کے دو استاذ خارجہ بن مصعب کذاب (دیکھئے نمبر ۳۰۰)، اور ابوعصمہ ہے اگر ابوعصمہ سے مراد نوح بن ابی مریم ہے تو یہ بھی کذاب ہے (دیکھئے داستان حنفیہ ص ۱۸۶)۔

۳۶۹۔ الکامل ص۸٤۸ ج۲، نصب الرایة ص١٥١ ج١، درایة ص٦٨ ج١۔

۳۷۰۔ ابوداؤد ح١٦، نصب الرایة ص١٥٢ ج١، بیہقی ص٢١٥ ج١، دارقطنی ص١٧٧ ج١۔

۳۷۱۔ دارقطنی ص١٧٦ ج١، بیہقی ص٢٠٦ ج١، نصب الرایة ص١٥١ ج١۔

(۳۷۲) كيف امسح فضرب بكفيه الأرض رفعها لوجهه ثم ضرب ضربة أخرى فمسح ذراعيه باطنهما وظاهرهما حتى مس بيديه المرفقين (اسلع رضی اللہ عنہ)۔

میں مسح کیسے کروں تو آپ نے زمین پر اپنے ہاتھوں کو مارا اور چہرے کے لیے اٹھایا (مسح کیا) پھر دوبارہ ہاتھ مارا تو بازوؤں کے ظاہر اور باطن کا مسح کیا حتی کہ ہاتھوں کو کہنیوں تک لے گئے۔☆

باطل ہے، ربیع بن بدر متروک ہے (تقریب ص۱۰۰)۔

(۳۷۳) چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہم ریتلے علاقہ میں رہتے ہیں بسا اوقات ہم کئی کئی ماہ پانی نہیں پاتے، ہم میں جنبی حیض اور نفاس والی بھی ہوتی ہیں آپ نے فرمایا "تم پر زمین لازم ہے پھر آپ نے ہاتھوں کو زمین پر مارا اور چہرے پر مسح کیا، پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مارے تو ہاتھوں سے لے کر کہنیوں تک کا مسح کیا (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، اس کا راوی مثنی بن صباح سخت ضعیف ہے اس کی متابعت ابن لھیعہ نے کی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی ابراہیم بن یزید خوزی بھی ضعیف ہے (درایہ ص۶۹ ج۱)، ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (احمد ونسائی ☆ میزان ص۷۵ ج۱)۔

(۳۷۴) تيمم على الصلوة (علی رضی اللہ عنہ) تیمم ہر نماز کے لئے۔

ضعیف ہے، راوی حجاج بن ارطاۃ صدوق کثیر الخطاء اور مدلس ہے (تقریب ص۶۴)، اس کا استاذ ابو اسحاق سبیعی بھی مدلس ہے اور اس کا استاذ حارث الاعور متہم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر۱۳۹)۔

(۳۷۵) من السنة أن لا يصلي الرجل بالتيمم إلا صلوة واحدة ثم يتيمم للصلوة الأخرى (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۳۷۲۔ دارقطني ص۱۷۹ ج۱، بيهقي ص۲۰۸ ج۱، طحاوي ص۱۱۲ ج۱، نصب الراية ص۱۵۳ ج۱۔

۳۷۳۔ مسند أحمد ص۲۷۸ ج۲، بيهقي ص۲۱۶ ج۱ مختصراً نصب الراية ص۱۵۶ ج۱، دراية ص۶۹ ج۱۔

۳۷۴۔ دارقطني ص۱۸۴ ج۱، بيهقي ص۲۲۱ ج۱، دراية ص۷۰ ج۱، نصب الراية ص۱۵۹ ج۱۔

۳۷۵۔ دارقطني ص۱۸۵ ج۱، مجمع الزوائد ص۲۶۴ ج۱، بيهقي ص۲۲۱ ج۱، نصب الراية ص۱۵۹ ج۱، دراية ص۶۹ ج۱۔

سنت یہی ہے کہ ایک تیمم سے صرف ایک نماز پڑھے پھر وہ دوسری نماز کے لیے دوبارہ تیمم کرے۔☆

باطل ہے، راوی حسن بن عمارہ کوئی شئ نہیں (ابن مدینی)، ساقط ہے (جوزجانی)، متروک ہے (مسلم، ابوحاتم، احمد، دارقطنی)، اس نے حکم سے ستر حدیثیں روایت کی ہیں جن کا کچھ اصل نہیں وہ خود کہتا ہے میں نے حکم سے کچھ نہیں سنا (میزان ص۵۱۴ ج۱)، مذکورہ روایت بھی حکم سے ہے۔

(۳۷٦) لا يؤم المتيمم المتوضئين (جابر بن عبد الله رضی اللہ عنہ)۔

تیمم والا وضو والوں کی امامت نہ کرائے۔☆

ضعیف ہے، راوی صالح بن بیان متروک ہے (العلل المتناہیہ ص۳۸۱)، اور یہ روایت ضعیف ہے (دارقطنی ص۱۸۵ ج۱ بیہقی ص۲۳۴ ج۱)۔

(۳۷۷) لا يؤم المقيد المطلقين ولا المتيمم المتوضين (علی رضی اللہ عنہ)۔

مقید مطلق کی اور تیمم والا وضو والوں کی امامت نہ کرائے۔☆

ضعیف ہے، راوی حجاج ضعیف ہے اور حارث الاعور متہم ہے (دیکھیے نمبر ۱۳۹)۔

(۳۷۸) إذا أجنب الرجل في السفر تلوم ما بينه وبين آخر الوقت فإن لم يجد الماء يتيمم وصلى (علی رضی اللہ عنہ)۔

سفر میں کوئی جنبی ہو جائے تو نماز کو آخری وقت تک مؤخر کرے اگر وہ پانی نہ پائے تو تیمم کر کے نماز پڑھے۔

سخت ضعیف ہے، اس کی سند میں دو راوی شریک بن عبد اللہ قاضی اور ابو اسحاق مدلس ہیں اور حارث الاعور متہم ہے (دیکھیے نمبر ۱۳۹)۔

۳۷٦۔ بيهقي ص٢٣٤ ج١، دار قطني ص١٨٥ ج١، علل المتناهية ص٣٨١ ج١، كنز العمال ص٩٧ ج٧، علل المتناهية ص٣٨١ ج١.

۳۷۷۔ دار قطني ص١٨٥ ج١.

۳۷۸۔ دارقطني ص١٨٤ ج١، نصب الراية ص٢٠٩ ج١

جنابت

(۳۷۹) سئل عن المني يصيب الثوب قال إنما هو بمنزلة المخاط أو البزاق الحديث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ سے منی کے بارہ میں پوچھا گیا جو کپڑے کو لگ جائے فرمایا وہ تھوک کے درجہ پر ہے تجھے یہی کافی ہے کہ اسے کپڑے سے صاف کردے خواہ کسی تنکے سے صاف کر۔

ضعیف ہے، راوی شریک بن عبد اللہ اور ان کے استاذ محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی لیلی دونوں ضعیف ہیں۔

(۳۸۰) فاغسليه إذا كان رطبا وافركيه إذا كان يابساً۔

جب منی تر ہو تو اسے دھو ڈال اور جب خشک ہو اسے کھرچ ڈال۔

حدیث رسول نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۸۱) ولا أقرأ حتى اغتسل۔

میں بغیر غسل کے قرآن نہیں پڑھتا۔☆

ضعیف ہے، ابن لھیعہ راوی ضعیف ہے واقدی نے اس کی متابعت کی ہے جو کذاب ہے (میزان ص ۶۴۳ ج ۳)۔

(۳۸۲) نهى أن يقرأ أحدنا القرآن وهو جنب (عبد الله بن رواحه رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔☆

ضعیف ہے، اسماعیل بن عیاش راوی نے یہ حدیث زمعہ بن صالح یمنی سے روایت کی ہے اسماعیل غیر شامیوں کی روایت میں قابل حجت نہیں اور زمعہ ضعیف ہے (تقریب ص ۱۰۸)۔

۳۷۹۔ بيهقي ص٤١٨ ج٢، مجمع الزوائد ص٢٧٩ ج١، دار قطني ص١٢٤ ج١، ضعيفة ص٣٦٠ ج٢۔

۳۸۰۔ هداية ص٧٣ ج١، دراية ص٩١ ج١۔

۳۸۱۔ دار قطني ص١١٩ ج١۔

۳۸۲۔ دار قطني ص١٢٠ – ١٢١ ج١، كنز العمال ص٤٥١ ج١٣۔

(۳۸۳) لا تقرأ القرآن و أنت جنب (علی رضی اللہ عنہ)۔

حالت جنابت میں قرآن نہ پڑھ۔☆ باطل ہے۔

(۳۸۴) یہی روایت حضرت ابو موسیٰ اشعری سے بھی روایت کی جاتی ہے جو باطل ہے دونوں کا راوی ایک تو حارث الاعور متھم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔ اور دوسرا راوی ابو مالک نخعی متروک ہے اور اس کا شاگرد عبد الرحمٰن بن معانی کوئی شی نہیں (احمد)، ابن معین نے اس پر کذب کی پھبتی کسی ہے (میزان ص ۵۹۵ ج ۲)، بالجملہ یہ روایت جملہ طرق سے ضعیف ہے۔

(۳۸۵) لا یقرأ الحائض و لا الجنب شیئاً من القرآن (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

حیض والی اور جنبی قرآن نہ پڑھے۔☆

ضعیف ہے، اس روایت کی تین طرق ہیں ایک طریق میں اسماعیل بن عیاش نے اہل حجاز سے روایت کی ہے جو غیر حجت ہے، دوسرے طریق میں عبد الملک بن مسلمہ منکر الحدیث ہے اس نے اہل مدینہ سے بہت سی منکر حدیثیں روایت کی ہیں (میزان ص ۶۶۴ ج ۲)، دارقطنی ص ۱۱۷ ج ۱ میں فرماتے ہیں یہ روایت غریب ہے، تیسرا طریق عن رجل عن ابی معشر سے ہے رجل مجہول ہے اور ابو معشر نجیح سندھی ضعیف اور مختلط ہے (تقریب ص ۳۵۷)۔

(۳۸٦) لا یقرأ الحائض و لا النفساء و لا الجنب القرآن (جابر رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

حیض اور نفاس والی اور جنبی قرآن نہ پڑھیں۔☆

موقوفاً من گھڑت ہے، راوی یحییٰ بن ابی انیسہ متروک ہے جس کی حدیث کے ترک پر اجماع ہے (میزان ص ۶۴ ۳ ج ۴)، یہ روایت مرفوعاً بھی مروی ہے جو انتہاء درجہ کی ضعیف ہے اس کا راوی محمد بن فضل متروک اور وضع حدیث کی طرف منسوب ہے (التعلیق المغنی ص ۱۲۱ ج ۱)۔

۳۸۳۔ مجمع الزوائد ص ۲۷٦ ج ۱ ص ۸۵ ج ۲، دار قطنی ص ۱۱۹ ج ۱، کنز العمال ص ٦۲۱ ج ۱۔

۳۸٤۔ مجمع الزوائد ص ۲۷٦ ج ۱، کنز العمال ص ٦۲۱ ج ۱۔

۳۸٥۔ دار قطنی ص ۱۱۷ ج ۱، حلیة الأولیاء ص ۲۲ ج ٤، بیهقی ص ۸۹ ج ۱۔

۳۸٦۔ دار قطنی ص ۱۲۱ ج ۱ و ص ۸۷ ج ۲۔

(۳۸۷) لا یمس القرآن إلا طاھر والعمرۃ ھی الحج الأصغر (ثوبان رضی اللہ عنہ)۔

قرآن کو پاک آدمی چھوئے اور عمرہ چھوٹا حج ہے۔☆

مذکورہ متن کے ساتھ باطل ہے، راوی نضر بن شفی مجہول ہے اور اس کے شاگرد صہیب بن محمد پر جھوٹ کا الزام ہے اور اس کا شاگرد مسعدۃ البصری متروک ہے امام احمد نے اسے ترک کر دیا تھا اور اس کی روایت کو پھاڑ دیا تھا ابو حاتم فرماتے ہیں جھوٹ بولتا تھا (نصب الرایہ ص۱۹۹ ج۱)۔

(۳۸۸) لا یمس القرآن إلا طاھر (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ)۔

قرآن کو صرف پاک چھوئے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)، بعض نے یہ حدیث سلیمان بن ارقم کے بجائے سلیمان بن داؤد سے روایت کی ہے البانی کہتے ہیں یہ خطأ ہے عمرو بن حزم کی اصل روایت مرسل ہے اور یہ مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص۱۵۸ ج۱)۔

(۳۸۹) مذکورہ روایت حکیم بن حزام سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کا راوی مطر الوراق صدوق کثیر الخطاء ہے (تقریب ص۳۳۸)، اور اس کا شاگرد ابو حاتم سوید بن ابراہیم ضعیف ہے (نسائی)، قوی نہیں (ابوزرعہ)، صدوق سیّئ الحفظ ہے جس کی بہت سی غلطیاں ہیں (تقریب ص۱۴۰)، یہ حدیث ضعیف ہے (نووی ☆ ارواء الغلیل ص۱۵۹ ج۱)۔

۳۸۷۔ نصب الرایة ص۱۹۹ ج۱۔

۳۸۸۔ بیہقی ص۸۸ ص۳۰۹ ج۱ ص۸۹ ج٤، طبرانی ص۲٤۲ ج۱۲، مجمع الزوائد ص۲۷٦ ج۱، در منثور ص۳٤۲ ج۱، ص۱٦۲ ج٦، دار قطنی ص۱۲۱ ج۱، مصنف عبد الرزاق ص۳٤۱ ج۱، أرواء الغلیل ص۱۵۸ ص۱٦۱ ج۱، کنز العمال ص٦۱۵ ج۱، نصب الرایة ص۱۹٦ ص۱۹۸ ج۱، ص۳٤۱ ج۲۔

۳۸۸۔ دارقطنی ص۱۲۲ ج۱۔

۳۸۹۔ طبرانی کبیر ص۲۰۵ ج۳ ح۳۱۳۵، طبرانی أوسط ص۱۸۳ ج٤ ح۳۳۲۵، دار قطنی ص۱۲۲ ج۱، المستدرک ص٤۸۵ ج۳، أرواء ص۱۸۰ ج۱۔

(۳۹۰) اور عثمان بن ابي العاص سے بھی منقول ہے اس کا راوی اسماعیل بن رافع ضعیف ہے (تقریب ص۳۳)،
ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت کو ابن ابي داؤد نے مصحف میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں انقطاع
ہے اور طبرانی نے الکبیر میں اور اس کی سند میں غیر معروف راوی ہے (ارواء الغلیل ص۱۶۰ ج۱)۔

(۳۹۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ کی مشہور روایت میں ہے کہ ان کی ہمشیرہ نے فرمایا تو ناپاک ہے
اور قرآن کو صرف پاک لوگ چھوتے ہیں (انس رضی اللہ عنہ)۔
ضعیف ہے، راوی قاسم بن عثمان قوی نہیں (دارقطنی)، اس کی احادیث پر متابعت نہیں (بخاری)، اس نے
حضرت عمر کے ایمان کے قصہ میں سخت منکر حدیث روایت کی ہے (میزان ص۳۷۵ ج۳)۔

(۳۹۲) ليس على الماء ولا على الأرض ولا على الثوب جنابة (جابر رضی اللہ عنہ)۔
پانی، زمین اور کپڑے پر جنابت نہیں ہے۔☆
مرفوعاً ثابت نہیں، راوی جعفر بن محمد بن عیسی عسکری قوی نہیں (احادیث ضعاف ص۶۴)۔

(۳۹۳) ليس في الاكسال إلا الطهور (أبي بن كعب رضی اللہ عنہ)۔
سستی (عدم انزال) میں صرف وضو ہے۔☆
اس متن سے غیر صحیح ہے، راوی محمد بن احمد المقری کی روایات میں لوگوں نے کلام کیا ہے دارقطنی نے اس
کی بری ثناء کی ہے (میزان ص۴۶۲ ج۳)، اصل حدیث مندرجہ ذیل متن کے ساتھ ہے:۔
عن الرجل يصيب من المرأة ثم يكسل فقال يغسل ما أصابه من المرأة ثم
يتوضأ ويصلي (مسلم ص ١٦٥ ج ١)۔
وہ آدمی جو بیوی سے صحبت کرتا ہے اور سستی کا شکار ہو جاتا ہے تو وہ اسکو دھوئے جو بیوی سے پانی وغیرہ لگا
ہے پھر وضو کرے اور نماز پڑھے۔

۳۹۰۔ طبراني ص٤٤ ج٩ ح٨٣٣٦، مجمع ص٢٧٧ ج١، أرواء ص ١٦٠ ج١۔
۳۹۱۔ دارقطني ص١٢٣ ج١، ميزان الاعتدال ص٣٧٥ ج٣، أشارة، أحاديث ضعاف ٦٤۔
۳۹۲۔ دارقطني ص١١٣ ج١، أحاديث ضعاف ص٦٤۔
۳۹۳۔ ابن أبي شيبة ص٩٠ ج١، طحاوي ص٥٤ ج١۔

(۳۹۴) إذا اغتسل من الجنابة بدأ فتوضأ وضوئه للصلوة وغسل فرجه وقدميه (عائشة رضي الله عنها)۔

آپ جب جنابت کا غسل کرتے تو وضو کرتے اور شرمگاہ اور پاؤں کو دھوتے۔☆

منقطع ہے، راوی شعبی کی حضرت عائشہ سے روایت مرسل (منقطع) ہے (کتاب المراسیل ص۱۵۹)۔

(۳۹۵) المضمضمة والاستنشاق فرضان في الجنابة سنتان في الوضوء۔

کلی اور ناک میں پانی چڑھانا جنابت میں فرض ہیں اور وضو میں سنت۔☆

حدیث رسول ﷺ نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۹۶) المضمضة والاستنشاق للجنب ثلاثاً فريضة (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

تین مرتبہ کلی اور ناک میں پانی چڑھانا جنبی کے لیے فرض ہے۔☆

باطل ہے، راوی برکۃ بن محمد کذاب ہے (درایہ ص۴۷ ج۱)، من گھڑت روایتیں کرتا تھا (حاکم)، حدیثیں وضع کرتا تھا اور یہ روایت باطل ہے (نصب الرایہ ص۷۸ ج۱ ودارقطنی ص۱۱۵ ج۱)۔

(۳۹۷) من نسي المضمضمة والاستنشاق ولا يعيد إلا أن يكون جنبا (ابن عباس رضي الله عنه)۔

جو کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول جائے وہ دوبارہ نہ لوٹائے مگر یہ کہ وہ جنبی ہو۔☆

ضعیف ہے۔☆ اس کی راویہ عائشہ بنت عجرد قابل حجت نہیں (دارقطنی ص۱۱۵ ج۱)، عائشہ اور اس کا شاگرد عثمان بن راشد دونوں ضعیف مجہول ہیں (تعلیق بر درایہ ص۴۷ ج۱)، عثمان کی متابعت حجاج بن ارطاۃ نے کی ہے یہ بھی ضعیف اور مدلس ہے (میزان ص۴۵۸ ج۱ وتقریب ص۶۴)۔

(۳۹۸) يكفيك إذا بلغ الماء أصول شعرك۔

تجھے کافی ہے جب پانی تیرے بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔☆

۳۹۴۔ مجمع الزوائد ص۲۷۵ ج۱، طبراني كبير ص۲۱۷ ج۳.

۳۹۵۔ هداية ص۳۰ ج۱، نصب الراية ص۷۸ ج۱، دراية ص۴۷ ج۱۔

۳۹۶۔ دارقطني ص۱۱۵ ج۱، نصب الراية ص۷۸ ج۱، هداية ص۴۷ ج۱، أحاديث ضعاف ص۶۴۔

۳۹۷۔ دارقطني ص۱۱۵ ج۱، أحاديث ضعاف ص۶۴۔

۳۹۸۔ هداية ص۳۱ ج۱، نصب الراية ص۸۰ ج۱، دراية ص۴۸ ج۱۔

ان الفاظ سے حدیث نہیں، صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۳۹۹) من ترك موضع شعرة من جنابة لم يصبها الماء فعل الله به كذا و كذا من النار (علی رضی اللہ عنہ)۔

جس کا غسل جنابت میں ایک بال بھی خشک رہ جائے کہ اس تک پانی نہ پہنچے تو اس کے ساتھ آگ میں ایسے ایسے کیا جائے گا۔☆

ضعیف ہے، راوی عطاء بن سائب مختلط ہے (تقریب ص ۲۳۹)۔

(٤٠٠) تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعر و انقوا البشر (أبو هريرة)۔

ہر بال کے نیچے جنابت ہے تم بالوں کو دھو اور جلد کو صاف کرو۔☆

ضعیف ہے، راوی حارث بن وجیہ سخت ضعیف ہے (ابن حجر)، اس کی حدیث منکر ہے اور وہ سخت ضعیف ہے (ابوداؤد ص ۳۳ ج ۱)۔

(٤٠١) ليس منا من توضأ بعد الغسل (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو غسل کے بعد وضو کرے وہ ہم میں سے نہیں۔☆ راوی عمر العبدی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۵۲)۔

(٤٠٢) نسخ الغسل من الجنابة كل غسل (علی رضی اللہ عنہ)۔

۳۹۹۔ مسند أحمد ص ٩٤ ص ١٠١ ص ١٣٣ ج ١، كامل ابن عدى ص ٢٠٠٢ ج ٥، دارمي ص ١٥٧ ج ١، الضعيفة ص ٣٣٢ ج ٢، أرواء الغليل ص ١٦٦ ج ١، ابن ماجة ح ٥٩٩ باب تحت كل شعرة جنابة، أبو داؤد ح ٢٤٩ باب في الغسل من الجنابة۔

٤٠٠۔ ابو داؤد ح ٢٤٨ باب في الغسل الجنابة، بيهقي ص ١٧٥ ج ١، شرح السنة ص ١٨ ج ٢، علل المتناهية ص ٤٧٥ ج ١، حلية الأولياء ص ٣٨٨ ج ٢، مصنف عبد الرزاق ص ٢٦٢ ج ١، كشف الخفاء ص ٢٩٨ ج ١۔

٤٠١۔ طبراني كبير ص ٢٨٦ ج ١١، طبراني أوسط ص ٥١ ج ١ ح ٣٠٦٥، طبراني صغير مع الروض الداني ص ١٨٦ ج ١ ح ٢٩٤، مجمع ص ٢٧٣ ج ١۔

٤٠٢۔ بيهقي ص ٢٦٢ ج ٩، دار قطني ص ٢٧٩ ص ٢٨٠ ج ٤۔

غسل جنابت نے تمام غسل منسوخ کر دیے ہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی مسیب بن شریک متروک ہے (دارقطنی ص ۲۸۰ ج ۴)۔

(۴۰۳) دیلمی نے یہی روایت حضرت انس سے نقل کی ہے راقم کو اس کی سند معلوم نہیں ہوئی۔

باب الحيض والنفاس

(٤٠٤) أقل الحيض للجارية البكر والثيب ثلاثة أيام وأكثرها عشرة أيام (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

کنواری لڑکی اور شادی شدہ عورت کا حیض تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔☆

باطل ہے، راوی عبدالملک اور اس کا استاذ علاء بن کثیر دونوں ضعیف ہیں اور مکحول کا حضرت ابوامامہ سے سماع نہیں ہے (دارقطنی ص ۲۱۸ ج ۱)، علاء ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں ہے (کتاب المجروحین ص ۱۸۲ ج ۲)۔

اس روایت کی ایک سند اور بھی ہے، جس میں ابوداؤد نخعی معروف کذاب ہے، عام ائمہ کا اجماع ہے کہ یہ حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۱۷ ج ۴ ونصب الرایہ ص ۱۹۱ ج ۱)۔

(٤٠٥) أقل الحيض ثلاثة أيام وأكثرها عشرة أيام (واثلہ رضی اللہ عنہ)۔

حیض کی کم مدت تین دن اور زیادہ دس دن ہے۔☆

٤٠٣۔ دیلمی ص۳۹ ج۵ ح ۷۱۱۱۔

٤٠٤۔ دارقطني ص۲۱۸ ج۱، مجمع الزوائد ص۲۸۰ ج۱، نصب الراية ص۱۹۱ ج۱، علل المتناهية ص۳۸٤ ج۱، تاريخ بغداد ص۲۰ ج۹، أحاديث ضعاف ص۹۳، طبراني ص۱۲۹ ج۸ ح۷۵۸٦، أوسط ص۳۵٦ ج۱ ح۲۰۳، دراية ص۸٤ ج۱۔

٤٠٥۔ دارقطني ص۲۱۹ ج۱، أحاديث ضعاف ص۹٤، العلل المتناهية ص۳۸۵ ج۱، نصب الراية ص۱۹۱ ج۱، دراية ص۸٤ ج۱۔

منکر ہے، راوی حماد بن شعال بصری مجہول ہے اور اس کا شاگرد محمد بن احمد بن انس شامی ضعیف ہے (دارقطنی ص۲۱۹ ج۱)، نیز حماد کے استاذ محمد بن راشد کی منکر روایتیں بڑی تعداد کے ساتھ ہیں جس سے وہ ترک کا مستحق ہو گیا ہے (کتاب الجرح والتعدیل ص۲۵۳ ج۲)، چوتھی وجہ امام مکحول کا حضرت واثلہ سے سماع نہیں ہے (کتاب المراسیل ص۲۱۳)۔

(٤٠٦) لا حيض دون ثلاثة أيام ولا فوق عشرة (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

حیض تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں۔☆

غیر محفوظ ہے، راوی محمد بن سعید شامی حدیثیں وضع کرتا تھا (ثوری، ابن معین وبخاری، نصب الرایہ ص۱۹۲ ج۱)، اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی محمد بن حسن صدفی مجہول بالنقل ہے اور اس کی روایت غیر محفوظ ہے (عقیلی ص۵۱ ج۴)۔

(٤٠٧) أقل الحيض ثلاث وأكثر عشر وأقل ما بين الحيضتين خمسة عشر يوما (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

حیض کی کم مدت تین دن اور زیادہ دس دن ہے اور دو حیضوں میں کم از کم وقفہ پندرہ دن ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو داؤد نخعی کذاب ہے (دیکھئے نمبر۴۵۱)۔

(٤٠٨) أكثر الحيض عشر وأقله ثلاث (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

حیض کی انتہائی مدت دس دن اور کم مدت تین دن ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی حسین بن علوان حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان احمد اور ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے (نصب الرایہ ص۱۹۳ ج۱)۔

٤٠٦۔ نصب الراية ص١٩٢ج١، عقيلی ص٥١ج٤، الكامل ص٢١٥٢ج٦، العلل المتناهية ص٣٨٣ج١، دراية ص٨٤ج١۔

٤٠٧۔ العلل المتناهية ص٣٨٤ج١، تاريخ بغداد ص٢٠ج٩، نصب الراية ص١٩٢ج١، دراية ص٤٨ج١۔

٤٠٨۔ كتاب المجروحين ص٢٤٥ج١، نصب الراية ص١٩٢ج١۔

(٤٠٩) الحیض ثلاثة أیام إلی تسعة وعشرة فإذا جاوزت فهي مستحاضة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

حیض کی مدت تین دن سے لے کر انیس دن تک ہے جب اس سے تجاوز کر جائے تو وہ مستحاضہ ہے۔☆

باطل ہے، ایک راوی حسن بن دینار کی بہت سے علماء نے تکذیب کی ہے جن میں امام شعبہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں، دوسرا راوی حسن بن شبیب ثقہ راویوں کے نام پر باطل حدیثیں روایت کرتا تھا، اور یہ حدیث جلد بن ایوب عن معاویہ بن قرۃ عن انس کے طریق سے موقوف مشہور ہے، اسماعیل بن علیہ اس پر کذب کا الزام لگاتے تھے، امام احمد کہتے تھے اس کی حدیث کا کوئی وزن نہیں، دارقطنی فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے (العلل المتناہیہ ص ۳۸۴ ج ۱)۔

(٤١٠) تمکث احداکن شطر دهرها لا تصلی۔

تم نصف زمانہ نماز نہیں پڑھتی ہو (نصف ماہ حیض میں گزر جاتا ہے)۔☆

من گھڑت ہے، جس کا کوئی وجود نہیں۔

(٤١١) إذا اغتسلت المرأة من حیضها نقضت رأسها وغسلته بخطمي واشنان فإذا اغتسلت من الجنابة صبت علی رأسها الماء ثم عصرته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

عورت جب حیض سے غسل کرے وہ اپنے بال کھولے اور خطمی اور اشنان کے ساتھ دھوئے اور جب جنابت سے غسل کرے تو وہ سر پر پانی بہائے پھر اسے نچوڑ دے۔☆

ضعیف ہے، ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند میں نامعلوم راوی ہے (درایہ ص ۴۴ ج ۱)۔

(٤١٢) لا نفاس دون أسبوعین ولا فوق أربعین یوما (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

٤٠٩۔ الکامل ص ٧١٥ ج ٢، نصب الرایة ص ١٩٢ ج ١، درایة ص ٩٥ ج ١، العلل المتناهیة ص ٣٨٤ ج ١، کتاب المجروحین ص ٢٤٥ ج ١۔

٤١٠۔ المقاصد الحسنه ص ٣١٨ کشف الخفاء ص ١٦٤ ج ١ التلخیص ص ١٦٢ ج ١ الدر المنتثر ص ٦٤ موضوعات کبیر ص ٥٦

٤١١۔ بیهقی ص ١٨٢ ج ١، نصب الرایة ص ٨٠ ج ١، درایة ص ٨٤ ج ١، الضعیفة ص ٩٣٧ ج ٢۔

٤١٢۔ الکامل ص ٢١٥٢ ج ٦، نصب الرایة ص ١٩٢ ج ١۔

نفاس دو ہفتوں سے کم اور چالیس دن سے زیادہ نہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن سعید شامی کذاب ہے، واضع الحدیث ہے (میزان ص۵۶۲ ج۳)۔

(٤١٣) وقت للنفساء أربعين يوماً إلا أن ترى الطهر قبل ذلك (أنس رضی اللہ عنہ)۔

نفاس والی عورتوں کے لئے چالیس دن کی مدت مقرر کی مگر یہ کہ وہ اس سے پہلے طہر والی ہو جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی سلام بن سلیم ضعیف ہے (نصب الرایہ ص۲۰۵ ج۱)، متروک ہے (المغنی فی الضعفاء ۲۷۰)۔

☆☆☆☆☆

٤١٣۔ دارقطني ص ٢٢٠ ج ١، ابن ماجة ج ٦٤٩، نصب الراية ص ٢٠٥ ج ١، دراية ص ٩٠۔
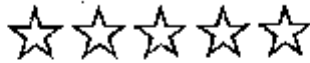
۷-کتاب الصلوۃ

فضائل نماز

(٤١٤) إن أول ما افترض الله على الناس من دينهم الصلوة وآخر ما يبقى الصلوة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

"اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر دین میں سے سب سے پہلے نماز فرض کی ہے اور سب سے آخر میں بھی نماز رہ جائے گی۔☆

ضعیف ہے، راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱)۔

(٤١٥) لا سهم في الإسلام لمن لا صلوة له (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کی نماز نہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی عبداللہ بن سعید بن ابی سعید کے ضعف پر اجماع ہے (مجمع ص ۲۹۲ ج ۱)، کوئی شی نہیں (ابن معین)، متروک منکر الحدیث ہے (فلاس)، متروک ذاہب الحدیث ہے (دارقطنی)، متروک ہے (احمد)، محدثین نے اس کو چھوڑ دیا تھا (بخاری)، ایک مجلس میں اس کا جھوٹ مجھ پر واضح ہوا تھا (یحییٰ بن سعید ☆ میزان ص ۴۲۹ ج ۲)۔

(٤١٦) لا دين لمن لا صلوة له إنما موضع الصلوة في الدين كموضع الرأس من الجسد (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

٤١٤۔ ترغيب الترهيب ص٢٤١ ج١، در منثور ص٢٩٥ ج١، مجمع الزوائد ص٢٨٨ ج١، أبويعلى ج٤١١٠۔

٤١٥۔ مجمع الزوائد ص٢٩٢ ج١، در منثور ص٢٩٥ ج١، ترغيب الترهيب ص٣٨٠ ج١، كامل ابن عدى ص١١٩٠ ج٣ ص١٤٨٠ ج٤، كنز العمال ص٢٢٧ ج٧، بزار۔

٤١٦۔ مجمع الزوائد ص٢٩٢ ج١، ترغيب الترهيب ص٣٨١ ج١، در منثور ص٢٩٥ ج١، طبراني أوسط ص١٥٤، طبراني صغير ص١١٣ ج١۔

اس کا دین نہیں جس کی نماز نہیں، نماز کا دین میں مقام ایسے ہے جیسا کہ جسم میں سر کا۔☆

ضعیف ہے، ایک راوی احمد بن محمد ابو علی المعدل نامعلوم ہے اور دوسرا راوی مندل بن علی ضعیف ہے (میزان ص ۱۸۰ ج ۴)۔

(٤١٧) علم الإسلام الصلوة فمن فرغ لها قلبه وحافظ عليها بحدودها ووقتها وسنتها فهو مومن (أبو سعيد)۔

اسلام کی علامت نماز ہے جو اپنے دل کو نماز کے لئے فارغ کرے اور اس کی حدود، وقت اور سنت کی حفاظت کرے وہ ایماندار ہے۔☆

ضعیف ہے، اس کی دو سندیں ہیں ایک میں راوی ابو یحییٰ قتات قوی نہیں (نسائی ☆ المغنی فی الضعفاء ص ۷۳۹ ج ۲)، لین الحدیث ہے (تقریب ص ۴۳۲)، اس میں دوسرا راوی محمد بن جعفر المدائنی ہیں اس سے کبھی روایت بیان نہیں کروں گا اور ایک بار فرمایا کوئی حرج نہیں (احمد)، قابل حجت نہیں (ابو حاتم ☆ المغنی فی الضعفاء ص ۵۶۲ ج ۲)، دوسری سند میں طریف بن شہاب راوی ضعیف ہے (تقریب ص ۱۵۶)، روایت سخت غریب ہے (تاریخ بغداد ص ۱۰۹ ج ۱۱)۔

(٤١٨) ما من إنسان صلى في بيت مظلمة ركعتين بركوع قام وسجود قام إلا وجبت له الجنة بلا حساب ولا عقاب (أنس رضي الله عنه)۔

جو شخص گھر کی تاریکی میں مکمل رکوع اور سجدہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھے اس کے لئے جنت بغیر حساب اور بغیر عذاب کے واجب ہو جاتی ہے۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(٤١٩) ثلاث من حفظهن فهو ولي حقا ومن ضيعهن فهو عدو حقاً الصلوة

٤١٧۔ كنز العمال ص٢٧٩ ج١، تاريخ بغداد ص١٠٩ ج١١، الكامل ص١٤٣٧ ج٤، مسند أحمد ص٣٠٢ ج٢، ص٢٧٦ ج٥۔

٤١٨۔ ديلمى ص٣٣٤ ج٤ ح٦٥١٠۔

٤١٩۔ كنز العمال ص٨٣٩ ج١٥، مجمع الزوائد ص٢٩٣ ج١، درمنثور ص٢٩٥ ج١، طبراني أوسط ص٤٤٤ ج٩۔

والصیام والجنابة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز، روزہ، اور جنابت کی حفاظت کی وہ بلا شبہ دوست ہے اور جس نے ان تینوں کو ضائع کر دیا وہ بلا شبہ دشمن ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی فضل بن عدی ضعیف ہے (مجمع ص۲۹۳ ج۱)، متروک الحدیث ہے (ابن معین وابو حاتم ☆ میزان ص۶۲ ج۳)۔

(۴۲۰) مثل الصلوة الخمس کمثل نهر عذب جار علی باب أحدکم یغتسل منه کل یوم خمس مرات ما یبقی علیه من درنه شيء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

پانچوں نمازوں کی مثال میٹھے پانی کی نہر کی ہے جو کسی ایک کے دروازہ کے پاس سے بہہ رہی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ نہائے کیا اس پر کوئی میل باقی رہے گی۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی داؤد بن زبرقان ضعیف ہے (مجمع ص۲۹۸ ج۱)۔

اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس میں راوی زائدہ بن ابی الرقاد منکر الحدیث ہے (تقریب ص۱۰۵)، صحیح بخاری ص۷۶ ج۱، میں یہ حدیث مختلف متن سے ہے۔

(۴۲۱) إن هذه الصلوة الخمس الحقائق کفارات لما بینها من الذنوب ما أجتنبت الکبائر (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

یہ پانچوں نمازیں دراصل اپنے درمیان میں گناہوں کا کفارہ ہیں جب تک کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی صالح بن موسیٰ منکر الحدیث ہے (مجمع ص۲۹۹ ج۱)، اس کی ایک اور سند بھی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: نیکیاں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس کا راوی ضرار بن صرد کذاب ہے (میزان ص۳۲۷ ج۲)۔

(۴۲۲) إن الصلوة المکتوبة تکفر ما قبلها إلی الصلوة الأخری (أبو أمامة)۔

۴۲۰۔ طبرانی کبیر ص۱٦٤ ج۸، مجمع الزوائد ص۳۰۰ وص۲۹۸ ج۱، أبویعلی ص۱۱۰ ج٤ ح۳۹۷۵۔

۴۲۱۔ مجمع الزوائد ص۲۹۸ ج۱۔

۴۲۲۔ طبرانی کبیر ص۲٦١ ج۸ ح۸۰۱٦، مجمع الزوائد ص۳۰۰ ج۱، طبرانی کبیر۔

فرضی نماز دوسری فرضی نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی مفضل بن صدقہ متروک الحدیث ہے (مجمع ص۳۰۰ ج۱)۔

(٤٢٣) إن العبد إذا قام يصلي جمعت ذنوبه على رقبته فإذا ركع تفرقت (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

نمازی جب نماز میں قیام کرتا ہے تو اس کے گناہ اس کی گردن پر جمع ہو جاتے ہیں اور جب رکوع کرتا ہے تو بکھر جاتے ہیں۔☆

باطل ہے، راوی مروان بن سالم منکر الحدیث ہے (بخاری، مسلم، ابوحاتم)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابوعروبہ حرانی ☆ میزان ص۹۱ ج۳)۔

(٤٢٤) من لم تنهه صلوته عن الفحشاء والمنكر لم تزده صلوته من الله إلا بُعدا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

نماز جس کو بے حیائی اور برائی سے نہ روکے تو وہ نماز نمازی کو اللہ سے زیادہ دور کر دیتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی لیث بن ابی سلیم مختلط ہے جس کی روایات ترک کر دی گئی ہیں (تقریب ص۲۸۷)، یہی روایت صحیح سند کے ساتھ حسن بصری سے مرسل ہے۔

(٤٢٥) ركعتان من رجل ورع أفضل من ألف ركعة من مخلط (أنس رضی اللہ عنہ)۔

پرہیزگار آدمی کی دو رکعت نماز مخلط (جس کی نیکیاں اور گناہ ملے جلے ہوں) کی ہزار رکعت سے بہتر ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی یونس بن عبید کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے ذہبی فرماتے ہیں نا معلوم ہے (المغنی فی الضعفاء ص۷۶۶ ج۲)۔

(٤٢٦) حافظوا على أبنائكم في الصلوة وعوّدوهم الخير (ابن مسعود)۔

٤٢٣۔ طبرانی أوسط ص١٥٤ ج٨، مجمع الزوائد ص٣٠١ ج١، در منثور ص٣٥٥ ج٣۔

٤٢٤۔ طبرانی کبیر ص٤٦ ج١١، مجمع الزوائد ص٢٥٨ ج٢۔

٤٢٥۔ تاریخ اصفهان ص٢١٢ ج١، اتحاف ص٩ ج١٠۔

٤٢٦۔ طبرانی کبیر ص٢٣٦ ج٩ ح٩١٥٥، مجمع الزوائد ص٢٩٥ ج١، درمنثور ص٣٠٠ ج١۔

تم بچوں کی نمازوں کی حفاظت کرو اور انکو بھلائی کا عادی بناؤ۔☆

من گھڑت ہے، راوی ضرار بن صرد کذاب ہے (میزان ص ۳۲۷ ج ۲)۔

(٤٢٧) مروهم بالصلوة بسبع واضربوا عليها لثلاث عشرة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور تیرہ (۱۳) سال کی عمر میں نماز کی خاطر انہیں مارو۔☆

منکر ہے، راوی داؤد بن محبر ذاھب الحدیث غیر ثقہ ہے، دارقطنی فرماتے ہیں متروک ہے (میزان ص ۳۰ ج ۲)، صحیح حدیث تیرہ کے بجائے دس سال والی ہے۔

(٤٢٨) نهى عن قتل المصلين أو ضربهم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

نمازیوں کو قتل کرنے یا مارنے سے منع فرمایا ہے۔☆

ضعیف ہے، اس کی دو سندیں ہیں ایک میں راوی عامر بن یساف منکر الحدیث ہے اور دوسری سند میں راوی موسیٰ بن عبیدہ متروک ہے (مجمع الزوائد ص ۲۹۲ ج ۱)۔

محافظت

(٤٢٩) يا عائشة حافظي على الصلوات فإنها أفضل البر (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

عائشہ نمازوں کی حفاظت کر بلاشبہ یہ افضل نیکی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن یحییٰ بن یساف ضعیف ہے (مجمع ص ۲۵۲ ج ۱)۔

(۴۳۰) حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے سردی کی ایک رات فجر کی اذان کہی تو کوئی نمازی نہ آیا پھر دوبارہ اذان کہی تو تب بھی کوئی نمازی نہ آیا پھر تیسری مرتبہ اذان کہی تو پھر بھی کوئی نمازی نہ آیا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا آج نمازیوں کو کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا سردی نے روک دیئے ہیں، آپ نے دعا فرمائی تو اللہ

٤٢٧۔ مجمع الزوائد ص٢٩٤ ج١، در منثور ص٣٠٠ ج١، دار قطني ص٢٣١ ج١، كنز العمال ص٤٤٢ ج١٦، كشف الخفاء ص٢٠٣ ج٢۔

٤٢٨۔ مجمع الزوائد ص٢٩٤ ج١، أبويعلي ص١٦٣ ج٤ ح٤١٢٩۔

٤٢٩۔ مجمع الزوائد ص٣٠٢ ج١، طبراني أوسط ص٥١ ج٥ ح٤٠٨٩۔

٤٣٠۔ طبراني كبير ص٣٩١ ج١ ح١٠٦٦، مجمع الزوائد ص٤١ ج٢۔

تعالیٰ نے مردی روک دی میں نے دیکھا لوگ صبح کے وقت گرمی میں چل کر آ رہے ہیں (بلال رضی اللہ عنہ)۔
سخت ضعیف ہے، ایوب بن بیار راوی متروک ہے (مجمع الزوائد ص۲۱ ج۲)، کوئی شئی نہیں (ابن معین)، غیر ثقہ ہے اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن مدینی)، ثقہ نہیں (سعدی ☆ میزان ص۲۸۹ ج۱)۔

(۴۳۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے بعد ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گذرے تو پاؤں کے ساتھ اسے حرکت دی حتی کہ وہ بیدار ہو گیا اسے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس وقت جھانکتا ہے اور ایک جماعت کو اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کرتا ہے (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔
سند میں مجہول راوی ہے جس کی وجہ سے سند ضعیف ہے (مجمع ص۲۱۸ ج۱)۔

(٤٣٢) نومة الصبح تورث الفقر۔
صبح کی نیند فقر کو وراثت بناتی ہے۔☆ حدیث رسول نہیں کسی نامعلوم کا قول ہے۔

(۴۳۳) صلوٰۃ وسطیٰ ظہر ہے (اسامہ بن ثابت رضی اللہ عنہ)، منقطع ہے اس کے راوی زبرقان کا حضرت اسامہ سے سماع نہیں۔

(٤٣٤) كنا نتحدث انها الصلوة التي وجه فيها رسول الله ﷺ الى القبلة الظهر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)
ہم بیان کرتے تھے نماز وسطیٰ سے مراد ظہر ہے اس نماز میں رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔☆
سخت ضعیف ہے راوی احمد بن محمد بن حجاج بن رشدین ضعیف ہے بلکہ احمد بن صالح اور بعض دیگر محدثین کے نزدیک کذاب ہے (الکامل ص۲۰۱ ج۱)

(٤٣٥) أفضل الصلوة المغرب (عائشة رضی اللہ عنہا)۔
مغرب کی نماز سب سے بہتر ہے۔☆

٤٣١۔ مجمع الزوائد ص٤١٨ ج١۔

٤٣٢۔ الطب النبوي للذهبي ص١٥ كما في موسوعة أطراف الحديث۔

٤٣٣۔ ابن كثير ص٤٣٥ ج١۔

٤٣٤۔ طبراني الاوسط ص١٨٢ ج١ ح ٢٤٢

٤٣٥۔ طبراني أوسط ص٢٣٠ ج٧، مجمع الزوائد ص٣٠٩ ج١، الدر منثور ص٣٠٠ ج١، مجمع البحرين ص١٥٩ ج٢ ح٨٨٠۔

ضعیف ہے، راوی عبداللہ بن محمد بن یحیٰی بن عروہ ضعیف ہے (مجمع ص۳۰۱۹ ج۱)۔

(٤٣٦) إذا رقد المرء قبل أن يصلي العتمة وقف عليه ملكان يوقظانه (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب بندہ عشاء کی نماز سے پہلے سو جاتا ہے تو دو فرشتے اس کے پاس کھڑے ہو کر اسے بیدار کرتے ہیں۔☆

امام شوکانی فرماتے ہیں من گھڑت ہے (الفوائد المجموعہ ص۱۶)۔

(٤٣٧) من صلى العشاء في جماعة فقد أخذ بحظه من ليلة القدر (أبو أمامة)۔

جس نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھی اس نے لیلۃ القدر سے اپنا حصہ پالیا۔☆

ضعیف غیر محفوظ ہے، راوی مسلمہ بن علی ضعیف ہے (مجمع ص۴۰ ج۲)، ثقہ نہیں (دحیم)، متروک ہے (نسائی)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، اس کی عام روایات محفوظ نہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۱۰۹ ج۴)۔

(٤٣٨) من صلى العشاء في جماعة وصلى أربع ركعات قبل أن يخرج من المسجد كان كعدل ليلة القدر (ابن عمر)۔

جس نے عشاء کی نماز با جماعت پڑھی اور مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اس کا ثواب لیلۃ القدر کی طرح ہے۔☆

اس کی سند میں ضعیف راوی ہے (مجمع الزوائد ص۴۰ ج۱)۔

(٤٣٩) لو يعلم الناس ما في شهود العتمة ليلة الأربعاء لأتوها ولو حبواً (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

اگر لوگوں کو علم ہو کہ بدھ کے روز عشاء کی نماز میں کتنی فضیلت ہے تو یہ ضرور حاضر ہوں خواہ گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی زکریا بن منظور ضعیف ہے (مجمع ص۴۰ ج۲)، ثقہ نہیں (ابن معین)،

٤٣٦۔ تاریخ بغداد ص۲۲٦ ج١٤، الكامل ص٢٦٠٦ ج٧، فوائد المجموعة ص١٦، تنزيه الشريعة ص٨٠ ج٢۔

٤٣٧۔ طبراني كبير ص١٧٩ ج٨، مجمع الزوائد ص٤٠ ج٢، مسند الشاميين (٨٨٩)۔

٤٣٨۔ طبراني أوسط ص١١٤ ج٦ ح٥٢٣٥، مجمع الزوائد ص٤٠ وص٢٣١ ج٢۔

٤٣٩۔ طبراني أوسط ص٤٤٨ ج١ ح٨٠٩، مجمع الزوائد ص٤٠ ج٢، كنز العمال ص٤٠٠ ج٧، مجمع البحرين ص٢٩ ج٢ ح٦٥٥۔

متروک ہے (دارقطنی میزان ص۵۷ ج۴)۔

اوقات نماز

(۴۴۰) لا تؤخر الصلوة لطعام و لا لغيره (جابر رضی اللہ عنہ)۔

نماز کو کھانے وغیرہ کی وجہ سے لیٹ نہ کرو۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن میمون کوئی مختلف فیہ ہے، ابن معین فرماتے ہیں ثقہ ہے، ابو حاتم ودارقطنی فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں، ابوزرعہ فرماتے ہیں لین ہے، بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے، ابن حبان فرماتے ہیں تحت منکر الحدیث ناقابل احتجاج ہے (عون المعبود ص۴۰۴ ج۳)۔

(۴۴۱) إن للصلوة أولا و آخرا (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

نماز کا اول اور آخر وقت ہے۔☆

ضعیف ہے، اس کو محمد بن فضیل نے اعمش عن ابی صالح عن ابی ہریرہ کے طریق سے روایت کیا ہے، امام بخاری فرماتے ہیں محمد بن فضیل نے خطا کی ہے، ابو حاتم فرماتے ہیں ابن فضیل کو وہم ہو گیا ہے، اعمش سے ان کے شاگردوں نے اس کو مجاہد کا قول نقل کیا ہے، ابن جوزی اور ابن قطان نے اس کے مسند ہونے کو بھی تسلیم کیا ہے، لیکن متقدمین نے اس کو خطاء قرار دیا ہے، دارقطنی فرماتے ہیں کہ مسنداً صحیح نہیں ابن فضیل کو وہم ہو گیا ہے (نصب الرایہ ص۲۳۱ ج۱ ودارقطنی ص۲۶۲ ج۱)۔

(۴۴۲) إن للصلوة وقتا كوقت الحج (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

نماز کا بھی حج کی طرح وقت مقرر ہے۔☆

۴۴۰۔ ابوداؤد ح۳۷۵۸ باب إذا حضر الصلوة والعشاء، كنز العمال ص۲۰۱ ج۲۔

۴۴۱۔ مسند أحمد ص۲۳۲ ج۲، بيهقي ص۳۷۱ ج۱، كنز العمال ص۳۵۸ ج۷، ترمذي ح۱۵۱ ن باب منه، معاني الآثار ص۱۴۹ ج ص۱۵۰ ص۱۵۶ ج۱، تمهيد ص۸۷ ج۸، در منثور ص۲۱۵ ج۲، دار قطني ص۲۶۲ ج۱، عقيلي ص۱۱۹ ج۴، ابن أبي شيبة ص۳۱۷ ج۱، صحيحة ص۲۷۲ ج۴، نصب الراية ص۲۳۱ ج۱۔

۴۴۲۔ طبراني كبير ص۲۷۵ ج۹ ح۹۳۷۵، مجمع الزوائد ص۳۰۵ ج۱۔

منقطع ہے قتادہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے نہیں سنا (مجمع الزوائد ص۳۰۵ ج۱)۔

(٤٤٣) عجلوا الصلواة قبل الفوت۔

جلدی کرو نماز پڑھنے کو اس کے وقت کے گزر جانے سے پہلے۔☆

صغانی کہتے ہیں موضوع ہے (سلسلہ ضعیفہ ص۱۰۲ ج۱)۔

(٤٤٤) الوقت الأول من الصلوة رضوان الله والوقت الآخر عفو (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

نماز کا اول وقت اللہ کی رضا اور آخری وقت معافی اور درگزر ہے۔☆

باطل ہے، راوی یعقوب بن ولید متروک ہے (احادیث ضعاف ص۱۱۰)، امام احمد اور دیگر حفاظ نے اس کی تکذیب کی ہے اور اس کو وضع کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ روایت اس سند کے ساتھ باطل ہے (بیہقی ص ۴۳۵ ج۱)۔

(۴۴۵) مذکورہ روایت حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی عبید بن قاسم متروک ہے (احادیث ضعاف ص۱۱۰)، کذاب ہے (ابن معین)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو داؤد وصالح جزرہ ☆ میزان ص۲۱ ج۳)، دوسرا راوی حسین بن حمید بن ربیع کذاب ہے (التعلیق المغنی ص۲۵۰ ج۱)۔

(۴۴۶) اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں وسط الوقت رحمۃ اللہ کے الفاظ بھی ہیں اس کا راوی ابراہیم بن زکریا من اہل عبدی ضعیف ہے (احادیث ضعاف ص۱۱۱)، اس کی حدیث منکر ہے (ابوحاتم)، اس نے باطل حدیثیں روایت کی ہیں (التعلیق المغنی ص۲۵۰ ج۱)۔

٤٤٣۔ ضعيفة ص۱۰۲ ج۱، صغاني ص۵۔

٤٤٤۔ ترمذی ح۱۷۲ باب ما جاء في الوقت الأول من الفضل، دارقطني ص۲٤۹ ج۱، ترغيب الترهيب ص۲٥٦ ج۱، شرح السنة ص۱۹۰ ج۲، أرواء الغليل ص۲۳۷ ج۱، العلل المتناهية ص۳۹۰ ج۱، كنز العمال ص۳٦۰ ج۷، ص٤۱۳ ج۷، كشف الخفاء ص۳٤۲ ج۲، بيهقي ص٤۳٥ ج۱، المستدرك ص۱۸۹ ج۱، كتاب المجروحين ص۱۳۸ ج۳۔

٤٤٥۔ دار قطني ص۲٤۹ ج۱، بيهقي ص٤۳٦ ج۱۔

٤٤٦۔ بيهقي ص٤۳٥ ج۱، دارقطني ص۲٥۰ ج۱۔

٤٤٧۔ مجمع الزوائد ص۳۰۳ ج۱، طبراني كبير ص۳۷۰ ج۱۷ ح۱۰۱۳۔

(٤٤٧) إن أحدكم ليصلي الصلوة لوقتها وقد ترك من الوقت الأول ما هو خير له من أهله وماله۔

نمازی نماز تو وقت پر ادا کرتا ہے مگر وہ اول وقت کو چھوڑ دیتا ہے حالانکہ اول وقت اس کے لئے اہل اور مال سے بھی بہتر ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن فضیل مخزومی ضعیف ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے، کوئی شی نہیں (ابن معین)، متروک ہے (محدثین کی ایک جماعت اور نسائی ☆ میزان ص۵۲ ج۱)۔

(٤٤٨) ما صلى رسول الله ﷺ الصلوة لوقتها الآخر إلا مرتين حتى قبضه الله (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز اس کے آخری وقت میں سوائے دو مرتبہ کے ادا نہیں کی حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے۔☆

ضعیف ہے، راوی اسحاق بن عمر مجہول ہے (احادیث ضعاف ص۱۰۹)، اس نے حضرت عائشہ کو نہیں پایا (بیہقی ص۴۳۵ ج۱)۔

(۴۴۹) اس روایت کی دو سندیں اور بھی ہیں ایک سند میں واقدی کذاب ہے (میزان ص۶۶۳ ج۳)، اور دوسری سند میں معلی بن عبد الرحمٰن متروک الحدیث ہے (ابوحاتم)، کذاب ہے (دارقطنی) حدیثیں وضع کرتا تھا (التعلیق المغنی ص۲۴۹ ج۱)۔

اس نے خود اعتراف کیا ہے کہ میں نے فضائل علی میں ستر (۷۰) حدیثیں وضع کی ہیں۔

(٤٥٠) من نور بالفجر نور الله له قلبه وقبره وقبلت صلواته (أنس رضی اللہ عنہ)۔

٤٤٨۔ تفسير قرطبي ص١٦٥ ج١، دارقطني ص٢٤٨ ج١، أحاديث ضعاف ص١٠٩۔

٤٤٩۔ المستدرك ص١٩٠ ج١، دارقطني ص٢٤٩ ج١، بيهقي ص٤٣٥ ج١، مجمع الزوائد ص٣١٦ ج١، اللآلي ص١٠ ج٢۔

٤٥٠۔ تذكرة الموضوعات ص٣٨، فوائد المجموعة ص١٥، كتاب الموضوعات ص١٢ ج٢، كنز العمال ص٣٦٥ ج٧، تنزيه الشريعة ص٧٦ ج٢۔

جو فجر کو روشن کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل اور قبر کو روشن کرے گا اور اس کی نماز قبول کی جائے گی۔☆

من گھڑت ہے، راوی سلیمان بن عمرو نخعی کذاب ہے (الفوائد المجموعہ ص ۱۵)، وضع حدیث میں معروف تمام لوگوں سے جھوٹا تھا (ابن معین)، حدیث وضع کرتا تھا (احمد)، تمام کا اجماع ہے کہ حدیث وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۱۴ ج ۲)، یہ وہی راوی ہے جو ابوداؤد نخعی کے نام سے متعدد بار گزر چکا ہے۔

(٤٥١) أسفروا بالفجر فإنه أعظم للأجر (محمود بن لبیدؓ)۔

فجر کو روشن کرو پس یہ اجر کے لئے بڑی ہے۔☆

راوی عبدالرحمن بن زید بن اسلم متروک ہے (دیکھئے نمبر ٦٨)، اس سند کے علاوہ دوسری سند سے حسن ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۵۲) مذکورہ روایت حضرت انس سے بھی مروی ہے راوی یزید بن عبد الملک نوفلی ضعیف ہے (احمد، بخاری، نسائی، ابن عدی ☆ مجمع الزوائد ص ۳۱۵ ج ۱)۔

(۴۵۳) حضرت بلالؓ سے بھی مروی ہے اس کا راوی ایوب بن سیار کوئی شئی نہیں (ابن معین)، غیر ثقہ ہے (ابن مدینی وسعدی) متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص ۲۸۹ ج ۱)۔

(۴۵۴) اسفروا بصلوۃ الصبح کے الفاظ سے ابن مسعود سے بھی مروی ہے اس کا راوی معلی بن عبد الرحمن

٤٥١۔ ترمذی ح ١٥٤ باب ما جاء في التغليس بالفجر، نسائی ح ٥٥١ باب من أدرك ركعة من صلاة الصبح، مسند أحمد ص ١٤٢ ج ٤ ص ١٤٣ ج ٤ ص ٤٢٩ ج ٥، طبراني كبير ص ٢٤٩ ص ٢٥٠ ص ٢٥١ ج ٤، كنز العمال ص ٣٦٢ ج ٧، بيهقي ص ٤٥٧، شرح السنة ١٩٦ ج ٢، نصب الراية ص ٢٣٥ ص ٢٣٧ ج ١، لسان الميزان ص ٤٨٢ ج ١، ميزان الاعتدال ص ٢٨٩ ج ١، تلخيص ص ١٨٢، موارد الظمآن ص ١٣٧ ج ١، ابن حبان ص ٢٣ ج ٤، مجمع الزوائد ص ٣١٥ ج ١، دراية ص ١٠٣ ج ١۔

٤٥٢۔ مجمع ص ٣١٥ ج ١، نصب الراية ص ٢٣٦ ج ٢۔

٤٥٣۔ طبراني كبير ص ٣٣٩ ح ١١١٦، مجمع ص ٣١٥ ج ١، نصب الراية ص ٢٣٦ ج ١، دراية ص ١٠٤ ج ١۔

٤٥٤۔ طبراني كبير ص ١٧٨ ج ١٠ ح ١٠٣٨٠، مجمع ص ٣١٥ ج ١، نصب الراية ص ٢٣٧، دراية ص ١٠٤ ج ١۔

کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۴۵۰)۔

(٤٥٥) لا تزال أمتي علي الفطرة ما اسفروا بصلوة الصبح (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میری امت اس وقت تک فطرت پر رہے گی جب تک وہ فجر کی نماز کو روشن کریں گے۔☆

باطل ہے، راوی حفص بن سلیمان حدیثیں وضع کرتا تھا (مجمع الزوائد ص ۳۱۵ ج ۱)۔

(٤٥٦) يصلي الفجر حين يتغشى النور السماء (قيس بن سائب رضی اللہ عنہ)

آپ فجر کی نماز پڑھتے جب روشنی آسمان پر پھیل جاتی۔☆

ضعیف ہے، راوی مسلم بن کیسان ملائی متروک الحدیث ہے (فلاس)، ثقہ نہیں مختلط ہو گیا تھا (ابن معین)، اس کی حدیث نہ لکھی جائے (احمد)، محدثین کا اس کے بارہ میں کلام ہے (بخاری ☆ میزان ص ۱۰۶ ج ۳)۔

(٤٥٧) والفجر ربما صلاها حين يطلع الفجر وربما أخر (أنس رضی اللہ عنہ)۔

بسا اوقات فجر طلوع ہوتے ہی نماز پڑھ لیتے اور بسا اوقات مؤخر کر دیتے۔☆

باطل ہے، راوی یوسف بن خالد سمتی سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۳۰۳ ج ۱)، ثقہ نہیں (نسائی)، کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۴۶۳ ج ۴ مزید داستان حنفیہ ص ۲۲۳)۔

(٤٥٨) الصلوة تكره بنصف النهار إلا يوم الجمعة فإن جهنم لا تسجر إلا يوم الجمعة (أبو قتادة رضی اللہ عنہ)۔

دوپہر کے وقت نماز مکروہ ہے سوائے جمعہ کے دن کے کیونکہ جمعہ کے روز جہنم بھڑکائی جاتی ہے۔☆

منقطع ضعیف ہے راوی ابو الخلیل کا ابو قتادہ سے سماع نہیں۔ اور راوی لیث ضعیف ہے۔

(٤٥٩) إذا كان ألفيء ذراعا ونصفا إلى ذراعين فصلوا الظهر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

٤٥٥۔ مجمع الزوائد ص ٣١٥ ج ١، كنز العمال ص ٣٦٥ ج ٧۔

٤٥٦۔ طبراني كبير ص ٣٦٢ ج ١٨ ح ٩٣١، الاصابة ص ٢٤٨ ج ٣، مجمع ص ٣٠٥ ج ١، مجمع البحرين ص ٤٢٩ ج ١۔

٤٥٧۔ كشف الاستار ح ٣٦٧، مجمع الزوائد ص ٣٠٣ ج ١۔

٤٥٨۔ تمهيد ص ٢٠ ج ٤، ديلمي ص ٥٦٦ ج ٢، ابوداؤد باب الصلوة يوم الجمعه قبل الزوال ح ١٠٨٣۔

٤٥٩۔ الكامل ص ٣٩٥ ج ١، أبويعلي ٢٠٧ ج ٥، ح ٥٤٧٨، كتاب الموضوعات ص ١٣ ج ٢، فوائد

سنا یہ جب ڈیڑھ (۱-۱/۲) ہاتھ سے لے کر دو ہاتھ تک ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھ لو۔☆

من گھڑت ہے، راوی اصرم بن حوشب کذاب ہے (مجمع ص ۳۰۴ ج ۱)۔

(٤٦٠) كان يأمرهم بتأخير العصر رافع بن خديج)۔

آپ عصر کو دیر کر کے پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔☆

عبد الواحد بن نافع کی وجہ سے ضعیف ہے اور اس کا استاد عبد الرحمٰن یا عبد اللہ بن رافع قوی نہیں اور یہ حدیث نہ حضرت رافع سے اور نہ کسی اور صحابی سے صحیح ہے (دار قطنی ص ۲۵۱ ج ۱)، یہ عبد الواحد ابو الرماح ہے جو اہل شام سے من گھڑت روایتیں کرتا ہے (ابن حبان) مجہول ہے اور اس کی حدیث مختلف فیہ ہے (ابن القطان) اور یہ حدیث صحیح نہیں (میزان ص ۶۷۷ ج ۲)۔

(٤٦١) عليكم بتأخير العصر (عبد الله بن رافع بن خديج رضی اللہ عنہ)۔

تم پر عصر کا لیٹ کرنا واجب ہے۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(٤٦٢) سميت العصر لأنها تعصر۔☆

عصر کا نام اس لئے عصر ہے کہ یہ دیر سے پڑھی جاتی ہے۔☆ حدیث رسول ﷺ نہیں ہے۔

(۴۶۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی تو ہم سورج کو غروب ہوتا ہوا دیکھنے کے لئے گھٹنوں کے بل گر پڑے۔☆ ضعیف ہے، راوی زیاد بن عبد اللہ نخعی مجہول ہے (دار قطنی ص ۲۵۱ ج ۱)۔

(٤٦٤) أول وقت المغرب حين تغرب الشمس وآخره حين يغيب الشفق۔☆

مغرب کا اول وقت سورج کے غروب ہونے پر ہے اور آخری وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔☆

المجموعة ص ١٥، مجمع الزوائد ص ٣٠٦ ج ١، تنزيه الشريعة ص ٨٦ ج ٢، كشف الخفاء ص ٩٦ ج ١، كنز العمال ص ٥٨١، لسان الميزان ص ٤٦١ ج ١، اللآلى ص ١٠ ج ٢۔

٤٦٠۔ دار قطني ص ٢٥١ ج ١۔

٤٦١۔ ديلمي ص ٥٢ ج ٣ ح ٣٨٥١۔

٤٦٢۔ موطا محمد ص ٤٦۔

٤٦٣۔ دار قطني ص ٢٥١ ج ١۔

٤٦٤۔ هداية ص ٨١ ج ١، نصب الراية ص ٢٣٠ ج ١، دراية ص ١٠٢ ج ١۔

حدیث رسول نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(٤٦٥) بادروا بصلوة المغرب طلوع النجم (أبو أيوب)۔

تم جلدی کرو مغرب کی نماز کو تارے کے طلوع ہونے سے پہلے۔☆

ضعیف ہے، ابن لھیعہ ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۴۳)۔

(٤٦٦) آخر وقت المغرب إذا أسود الأفق☆

نماز مغرب کا آخری وقت ہے جب افق پر تاریکی چھا جائے۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(٤٦٧) أمني جبريل بمكة وفيه صلى في اليوم الثاني المغرب في وقتها بالأمس (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جبریل نے مکہ میں میری امامت کرائی اور دوسرے دن بھی مغرب کو پہلے دن کے وقت پر پڑھا۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے (تقریب ص ۲۱۷)۔

(۴۶۸) قدرے مختلف الفاظ سے یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص ۶۶۳ ج ۳)۔

(۴۶۹) اور ابن مسعود سے بھی مروی ہے اس کا راوی ایوب بن عتبہ ضعیف ہے (تقریب ص ۴۱)۔

(٤٧٠) يصلي المغرب والصائم يتمارى أن يفطر (قيس رضی اللہ عنہ)۔

مغرب کی نماز (اتنی جلدی) پڑھتے کہ روزے دار کو افطاری میں شک ہوتا۔☆

٤٦٥۔ مسند أحمد ص٤١٥ج٥، نصب الراية ص٢٤٦ج١، دار قطني ص٢٦٠ج١، كنز العمال ص٣٨٥ج٧۔

٤٦٦۔ هداية ص٨٢ج١، دراية ص١٠٢ج١، نصب الراية ص٢٣٤ج١۔

٤٦٧۔ دارقطني ص٢٥٧ج١۔

٤٦٨۔ دارقطني ص٢٥٨ج١۔

٤٦٩۔ دارقطني ص٢٦١ج١۔

٤٧٠۔ طبراني كبير ص٣٦٣ج١٨ح٩٣١، مجمع ص٣٠٤ج١، مجمع البحرين ص٤٢٩ج١ح٥٦٠۔

ضعیف ہے، یہ حدیث نمبر ۴۵۶ کا ٹکڑا ہے، تفصیل وہاں ملاحظہ کیجئے۔

(٤٧١) لن تزال أمتي على الإسلام ما لم يؤخروا المغرب حتى تشتبك النجوم (حارث رضی اللہ عنہ بن وہب)

میری امت اس وقت تک اسلام پر رہے گی جب تک نماز مغرب کو ستاروں کے روشن ہونے تک مؤخر نہ کریں۔☆

ضعیف ہے، یہ لمبی روایت کا ٹکڑا ہے جس کا راوی مندل بن علی ضعیف ہے (مجمع ص ۳۱۱ ج ۱ وتقریب ص ۳۴۷)۔

(٤٧٢) لا يلهيه عن صلوة المغرب طعام ولا غيره (جابر رضی اللہ عنہ)۔

آپ کو نماز مغرب سے کھانا وغیرہ غافل نہیں کرتا تھا۔☆

من گھڑت ہے، راوی طلحہ بن زید متروک ہے، امام احمد، علی بن مدینی اور ابو داؤد فرماتے ہیں روایتیں وضع کرتا تھا (تقریب ص ۱۵۷)۔

(٤٧٣) الشفق الحمرة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

شفق سرخی ہے۔☆ مرفوعاً ثابت نہیں، ابن عمر کا قول ہے۔

(٤٧٤) إذا ملأ الليل بطن كل واد فقد حل وقت الصلوة (أم سليم)۔

جب ہر سو تاریکی چھا جائے تو نماز (عشاء) کا وقت ہو جاتا ہے۔☆

ضعیف ہے، عتبہ بن عبدالرحمٰن متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۳۱۴ ج ۱)، ذاہب الحدیث متروک ہے (بخاری)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو حاتم ☆ میزان ص ۳۰۱ ج ۲)۔

☆☆☆☆☆

٤٧١۔ طبراني كبير ص٢٣٧ ج٣ ح٣٢٦٤، مجمع الزوائد ص٣١١ ج١، در منثور ص٢٩٩ ج١۔

٤٧٢۔ دارقطني ص٢٥٩ ج١، أحاديث ص١١٥ ج١٨٤۔

٤٧٣۔ بيهقي ص٣٧٣ ج١، اتحاف ص٤٥١ ج٦، دارقطني ص٢٦٩ ج١، كنز العمال ص٣٩٣ ج٧، تفسير قرطبي ص١٤١ ج١٦۔

٤٧٤۔ مجمع الزوائد ص٣١٤ ج١، كنز العمال ص٣٩٧ ج٧ و ص٨ ج٨۔

۸- کتاب الاذان

(٤٧٥) لو يعلم الناس ما في التأذين لتضاربوا عليه بالسيوف (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

اگر لوگ اذان کے اجر کو جان لیں تو یہ باہم تلواروں سے لڑائی کریں۔☆

ضعیف ہے، ابن لہیعہ ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲۵ ج ۱)۔

(٤٧٦) ثلاث لو يعلم الناس ما فيهن ما اخذت إلا بسهمة حرصا على ما فيهن من الخير والبركة: التأذين بالصلوة والتجهير في الجمعات والصلوة في أول الصفوف (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

تین چیزیں ایسی ہیں اگر لوگ جو کچھ ان میں ہے جان لیں تو ان کی خیر وبرکت پر لالچ کرتے ہوئے قرعہ ڈالیں: اذان کہنا، جمعہ میں جلدی آنا اور پہلی صف میں نماز پڑھنا۔☆

اس متن کے ساتھ سخت ضعیف ہے راوی ہارون بن ہرون المدنی القرشی کے ضعف پر اتفاق ہے ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر روایات گھڑتا تھا قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص ۹۴ ج ۳)۔

(٤٧٧) المؤذن المحتسب كالشهيد المتشحط في دمه وإن مات لم يدود في قبره (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

ثواب کی نیت سے آذان کہنے والا اس شہید کی طرح ہے جو اپنے خون میں لت پت ہو اور اگر وہ مر جائے تو قبر میں اسے کیڑے مکوڑے نہیں کھائیں گے۔☆

متن گھڑت ہے، ایک راوی ابراہیم بن رستم قوی نہیں (دارقطنی ☆ لسان ص ۵۷ ج ۱)، دوسرا راوی قیس بن ربیع کوئی شئی نہیں، تیسرا راوی سالم الافطس احادیث کو لپیٹ دیتا اور معضل روایات میں منفرد ہے،

٤٧٥۔ كنز العمال ص ٦٨٣ ج ٧، مجمع الزوائد ص ٣٢٥ ج ١، مسند أحمد ص ٢٩ ج ٣، ترغيب والترهيب ص ١٧٤ ج ١۔

٤٧٦۔ ديلمي ص ٤٥١ ج ٢ ح ٢٠٣١٤، اتحاف ص ٢٥٧ ج ٣، ضعيفة ص ٤٣٧ ج ٧۔

٤٧٧۔ العلل المتناهية ص ٣٩١ ج ١، ترغيب الترهيب ص ١٨٦ ج ١، مجمع الزوائد ص ٣ ج ٢۔

چوتھا راوی احمد بن المغلس حدیث وضع کرتا تھا (العلل المتناہیہ ص۳۹۲ ج۱)۔

یہی روایت ان الفاظ سے بھی مروی ہے کہ وہ خون میں لت پت شہید کی طرح ہے حتی کہ وہ اذان سے فارغ ہو جائے اور اس کے لیے ہر رطب و یابس گواہی دیتا ہے جب وہ مرتا ہے تو قبر میں اسے کیڑے مکوڑے نہیں کھاتے۔ اس میں سالم الافطس کے علاوہ محمد بن فضل بن عطیہ راوی بھی ہے جو کوئی شی نہیں، اس کی روایت اہل کذب کی روایت ہے (احمد)، کذاب ہے (ابن معین) العلل المتناہیہ ص۳۹۲۔

(٤٧٨) للموذن فضل علي من أتي الصلوة عشرون ومائتا حسنة الحديث (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

موذن کو عام نمازی پر دو سو بیس نیکیاں کی فضیلت ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبدالرحمن بن زیاد افریقی ضعیف ہے (التقریب ص۲۰۲)۔

(٤٧٩) إذا أخذ المؤذن في اذانه وضع الرب علي رأسه فلا يزال كذلك حتي يفرغ (ابن عمر وأنس)۔

موذن جب اذان شروع کرتا ہے تو اللہ تعالی سر پر رکھتا ہے وہ اسی طرح رہتا ہے حتی کہ موذن فارغ ہو جائے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمر بن صبح کذاب ہے، ذہبی فرماتے ہیں ہالک ہے اس نے وضع حدیث کا اعتراف کیا ہے (المغنی فی الضعفاء ص۴۶۹ ج۲)۔

(٤٨٠) أجر المؤذن مثل أجر من صلي (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

موذن کا ثواب نمازی کے ثواب کے برابر ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی جعفر بن زبیر ضعیف ہے (مجمع ص۳۲۶ ج۱)، ثقہ نہیں (ابن معین)، جھوٹا ہے اس نے چار سو حدیثیں گھڑی ہیں (شعبہ ☆ میزان ص۴۰۶ ج۱)۔

٤٧٨۔ تاريخ اصفهان ص۳۲۷ ج۱، كنز العمال ص۲۰۷ ج۷۔

٤٧٩۔ ديلمي ص۳۸۹ ج۱ ح۱۰۲۷۰، كنز العمال ص۶۸۱ ج۷، تنزيه ۱۱۷ ج۲، ضعيفة ص۴۰ ج۵۔

٤٨٠۔ طبراني كبير ص۲۴۱ ج۸ ح۷۹۴۲، مجمع الزوائد ص۳۲۶ ج۱۔

(٤٨١) للإمام والمؤذن أجر من صلى معهما (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

امام اور مؤذن کے لیے اس کا اجر ہے جو ان کے ساتھ نماز پڑھتا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی یحیی بن طلحہ یربوعی صویلح الحدیث ہے جس کی توثیق کی گئی ہے نسائی کہتے ہیں کوئی شئ نہیں ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (احمد ودارقطنی)، منکر الحدیث متروک ہے (میزان ص ٣٢٩ ج ٢)۔

(٤٨٢) أهل السماء لا يسمعون شيئاً من الأرض إلا الأذان (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

آسمان والے زمین والوں کی صرف اذان سنتے ہیں۔☆

غیر صحیح ہے، راوی عبید اللہ بن الولید کوئی شئ نہیں (ابن معین)، متروک ہے (فلاس ☆ العلل ص ٣٩٤ ج ١)۔

(٤٨٣) ایک بوڑھا آدمی رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا مجھے ایسا عمل سکھائیں جس سے میں اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو مؤذن بن جا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، اصمعی کا والد قریب منکر الحدیث ہے (مجمع ص ٣٢٧ ج ١)۔

(٤٨٤) مجھے ایسا عمل سکھایئے جس سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں فرمایا تو مؤذن بن جا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن اسماعیل ضبی منکر الحدیث ہے (مجمع ص ٣٢٧ ج ١)۔

(٤٨٥) ندمت أن لا أكون طلبت إلى رسول الله ﷺ فيجعل الحسن والحسين مؤذنين (علي رضی اللہ عنہ)۔

میں پشیمان ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سے طلب کیوں نہ کیا کہ وہ حسن اور حسین کو مؤذن بنا دیں۔☆

باطل ہے، راوی حارث الاعور متہم بالکذب ہے خصوصاً حضرت علی سے اس کی روایت باطل ہے (میزان

٤٨١۔ كنز العمال ص ٥٨٦ ج ٧۔

٤٨٢۔ الكامل ص ١٦٣٠ ج ٤، كتاب المجروحين ص ٦٤ ج ٢، علل المتناهية ص ٣٩٤ ج ١، ميزان الاعتدال ص ١٧ ج ٣۔

٤٨٣۔ طبراني أوسط ص ٤٠٥ ج ٧ ح ٣٦٨٢، مجمع الزوائد ص ٣٢٧ ج ١۔

٤٨٤۔ طبراني أوسط ص ٣٥٩ ج ٨ ح ٧٥٦٣، مجمع الزوائد ص ٣٢٧ ج ١۔

٤٨٥۔ طبراني أوسط ص ٣٨٠ ج ٨ ح ٧٥٦٣، مجمع الزوائد ص ٣٢٦ ج ١۔

ص ۳۳۵ ج ا دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(٤٨٦) وددت أن النبي ﷺ أعطانا النداء (عبد الله بن زبير)۔

مجھے پسند تھا کہ نبی ﷺ اذان کی ذمہ داری ہمیں سونپ دیتے۔☆

باطل ہے، راوی عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن عروہ متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۳۲۶)، ثقہ راویوں کے نام سے روایتیں گھڑتا تھا (کتاب المجروحین ص ۱۱ ج ۲)۔

(٤٨٧) يد الرحمن فوق رأس المؤذن (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مؤذن کے سر پر رحمٰن کا ہاتھ ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عمر بن حفص عبدی بالاتفاق ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲۶ ج ۱)، ثقہ نہیں (ابن مدینی)، متروک ہے (نسائی)، ہم نے اس کی روایات کو ترک کر دیا ہے اور انہیں پھاڑ دیا ہے (احمد ☆ میزان ص ۱۸۹ ج ۱)۔

(٤٨٨) أحب عباد الله إلى الله لرعاة الشمس و القمر يعني المؤذنين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین بندے سورج اور چاند کی حفاظت کرنے والے یعنی اذان کہنے والے ہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی جنادہ بن مروان متہم ہے (مجمع ص ۳۲۶ ج ۱)، ابو حاتم نے اس پر حدیث میں کذب بیانی کا خدشہ ظاہر کیا ہے (لسان ص ۱۳۹ ج ۲)۔

(٤٨٩) من أذن ثنتي عشرة سنة وجبت له الجنة و كتب له بكل أذان ستون حسنة و بكل إقامة ثلاثون حسنة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

٤٨٦۔ طبراني أوسط ص ٦٦ ج ٧ ح ٦٢٠٥، مجمع الزوائد ص ٣٢٦ ج ١۔

٤٨٧۔ طبراني أوسط ص ١٠ ج ٣ ح ٢٠٠٨، مجمع الزوائد ص ٣٢٦ ج ١، ترغيب الترهيب ص ١٧٦ ج ١، كنز العمال ص ٦٨٧ ج ٧۔

٤٨٨۔ مجمع الزوائد ص ٣٢٦ ج ١، طبراني أوسط ص ٤٠٦ ج ٥ ح ٤٨٠٥۔

٤٨٩۔ ابن ماجة ح ٧٢٨ باب فضل الأذان، المستدرك ص ٢٠٥ ج ١، دارقطني ص ٢٤٠ ج ١، بيهقي ص ٤٣٣ ج ١، ميزان ص ٤٤٥ ج ٢، كتاب المجروحين ص ٤٤ ج ٢، العلل المتناهية ص ٣٩٨ ج ١۔

جو بارہ سال اذان کہے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور ہر اذان کے بدلے ساٹھ اور ہر اقامت کے بدلے تیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن صالح مصری صدوق کثیر الغلط ہے (تقریب ص۱۷۷☆، ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں، ذہبی نے میزان ص۴۴۵ ج۲ میں اس کو منکر کہا ہے تنقیح میں ہے عمدہ نہیں، ابن حجر فرماتے ہیں اس روایت کا عبد اللہ پر انکار کیا گیا ہے (فیض القدیر ص۴۷ ج۶)۔

(۴۹۰) من أذن سبع سنين محتسبا كتب الله له براءة من النار (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو ثواب کی خاطر سات سال اذان کہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے آگ سے بریت لکھ دیتا ہے۔☆

غیر صحیح ہے راوی جابر جعفی کذاب ہے (العلل المتناہیہ ص۳۹۸ ج۱)۔

(۴۹۱) من أذن سنة بنية صادقة ما يطلب عليها أجراً دعي يوم القيامة فوقف على باب الجنة وقيل له اشفع لمن شئت (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو صحیح نیت کے ساتھ ایک سال اذان کہے اور اس پر مزدوری طلب نہ کرے تو قیامت کے روز اسے بلایا جائے گا اور جنت کے دروازہ پر کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا تو جس کی چاہے سفارش کر لے۔☆

من گھڑت ہے، راوی موسیٰ الطویل کذاب ہے اس نے انس سے من گھڑت روایات روایت کی ہیں جن کو اس نے خود وضع کیا یا اس کے لیے وضع کی گئی ہیں (کتاب المجروحین ص۲۴۳ ج۲ والعلل ص۳۹۷ ج۱)۔

(۴۹۲) ان المؤذنين والملبين يخرجون من قبورهم يؤذن المؤذن ويلبي الملبي (جابر رضی اللہ عنہ)۔

مؤذن اور تلبیہ کہنے والے اپنی قبروں سے اذان کہتے ہوئے اور تلبیہ کہتے ہوئے اٹھیں گے۔☆

۴۹۰۔ ابن ماجة ح۷۲۷ باب فضل الأذان، علل المتناهية ص۳۹۸ ج۱، ترمذی ح۲۰۶ باب ما جاء في فضل الأذان، شرح السنة ص۲۸۰ ج۲، تاريخ اصفهان ص۷۳ ج۲، تاريخ بغداد ص۲۴۷ ج۱.

۴۹۱۔ العلل المتناهية ص۳۹۷ ج۱.

۴۹۲۔ طبراني أوسط ص۳۳۷ ج۴، مجمع الزوائد ص۳۲۷ ج۱، كتاب الموضوعات ص۱۵ ج۲، اللآلي ص۱۴ ج۲، تنزيه ص۷۷ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۷.

ضعیف ہے، اس کی سند میں چند مجہول راوی ہیں (مجمع ص۳۲۷ج۱)۔

(۴۹۳) اذا كان يوم القيامة جيء بكراسي من ذهب مكللة بالدرر والياقوت ـ الحديث (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

قیامت کے روز اذان کہنے والوں کے لیے سونے کی کرسیاں رکھی جائینگی اور کہا جائے گا تم پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ پریشانی۔☆

(۴۹۴) يحشر المؤذنون يوم القيامة على نوق من نوق الجنة مقدمهم بلال ـ الحديث (أنس رضی اللہ عنہ)۔

قیامت کے روز موذنوں کو جنت کی اونٹنیوں پر لایا جائے گا بلال ان سب کے آگے ہونگے وہ اپنے آوازوں کو اذان کے ساتھ بلند کریں گے لوگ ان کی طرف دیکھیں گے تو پوچھا جائے گا اذان کہنے والے یہ کون لوگ ہیں؟ جواب آئے گا یہ امت محمدیہ کے موذن ہیں لوگ ڈر رہے ہونگے اور وہ نہیں ڈریں گے لوگ پریشان ہونگے اور انہیں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔☆

من گھڑت ہے، راوی داؤد بن زبرقان کوئی شئ نہیں (ابن معین) اور اس کا شاگرد موسیٰ بن ابراہیم مروزی متروک ہے (دارقطنی)، کذاب ہے (ابن معین ☆ العلل المتناہیہ ص۳۹۱ج۱)۔

(۴۹۵) بلال رضی اللہ عنہ کو قیامت کے دن سونے کی سواری پر لایا جائے گا جس کی لگام یاقوت موتیوں سے بنی ہوئی ہوگی تمام مؤذن بلال کے پیچھے چل رہے ہونگے حتیٰ کہ بلال جنت میں داخل ہو جائینگے اور ہر وہ شخص بھی جنت میں داخل ہوگا جس نے چالیس روز اللہ کی رضا کی خاطر اذان کہی ہوگی (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی ابوالولید خالد بن اسماعیل حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب الموضوعات ص۱۶ج۲)۔

۴۹۳۔ تاريخ بغداد ص۳۷۸ج۸، كتاب الموضوعات ص۱٦ج۲، اللآلي ص۱۳ج۲، تنزيه ص۷۸ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۷۔

۴۹٤۔ العلل المتناهية ص۳۹۱ج۱، تاريخ بغداد ص۳۸ج۱۳۔

۴۹٥۔ كتاب الموضوعات ص۱٦ج۲، اللآلي ص۱۳ج۲، تنزيه ص۷۸ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۷۔

(۴۹۶) بلال سید المؤذنین ہیں۔ (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)۔
باطل ہے، راوی حسام بن مصک ضعیف ہے (ہیثمی)، کوئی شئ نہیں مطروح الحدیث ہے (احمد)، محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بخاری)، متروک ہے (دارقطنی ☆ مجمع ص ۳۲۷ وص ۳۲۶ ج ۱)۔

(۴۹۷) آپ نے ایک آدمی کو اذان کہتے ہوئے سنا تو فرمایا فطرت پر ہے اور جب اشهد أن محمدا رسول الله کہا تو فرمایا آگ سے نکل گیا (صفوان رضی اللہ عنہ)۔
اس سیاق واسناد سے من گھڑت ہے، عطاء بن عجلان متہم بالکذب ہے متروک الحدیث اور منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ مجمع ص ۳۳۶ ج ۱)، کوئی شئ نہیں کذاب ہے اس کے لیے حدیث گھڑی جاتی تو وہ اسے آگے روایت کر دیتا تھا (ابن معین ☆ میزان ص ۳۲۷ ج ۲)۔

(۴۹۸) إذا سمعتم النداء فقوموا فإنها عزمة حق الله (عثمان رضی اللہ عنہ)۔
تم جب اذان سنو تو کھڑے ہو جایا کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حق کی عزیمت ہے۔☆
ولید بن سلمہ کذاب ہے (دحیم)، ثقہ راویوں کے نام سے روایات گھڑتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۳۳۹ ج ۴ وکتاب المجروحین ص ۸۰ ج ۳)۔

(۴۹۹) مؤذن أهل السموات جبريل وأمامهم ميكائيل (علی رضی اللہ عنہ)۔
آسمان والوں کے مؤذن جبریل ہے اور امام میکائیل ہے۔☆
منکر ہے، راوی سری بن عبداللہ سلمی نامعلوم ہے اور اس کی خبر منکر ہے (میزان ص ۱۱۸ ج ۲)۔

(۵۰۰) ليس على النساء أذان ولا إقامة ولا جمعة ولا اغتسال الجمعة (أسماء بنت عميس رضی اللہ عنہا)۔

۴۹۶۔ طبراني كبير ص ۲۰۹ ج ۵ ح ۵۱۱۹، مجمع الزوائد ص ۳۲۶ ج ۱۔
۴۹۷۔ مجمع الزوائد ص ۳۳۶ ج ۱، طبراني كبير ص ۶۸ ج ۸ ح ۷۳۹۲۔
۴۹۸۔ كنز العمال ص ۷۰۱ ج ۷، حلية الأولياء ص ۱۷۴ ج ۲، ضعيفة ص ۱۴۸ ج ۲۔
۴۹۹۔ ديلمي ص ۴۵۰ ج ۴ ح ۶۷۹۶، تنزيه ص ۲۴۷ ج ۱۔
۵۰۰۔ بيهقي ص ۴۰۸ ج ۱، كنز العمال ص ۶۹۷ ج ۷، الكامل ص ۶۲۰ ج ۲، ضعيفة ص ۲۶۹ ج ۲۔

عورتوں پر اذان، اقامت، جمعہ اور جمعہ کا غسل نہیں ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی حکم بن عبد اللہ بن سعد ایلی نہ ثقہ ہے نہ مامون (ابن معین)، امام احمد اس کی روایت سے منع کرتے تھے، متروک الحدیث ہے (نسائی)، جاہل کذاب ہے (سعدی)، اس کی تمام روایات من گھڑت ہیں اور اس کی حدیث کا من گھڑت ہونا بڑا واضح ہے (ابن عدی ☆ الکامل ص۶۲۰ تا ۶۲۲ ج۲)۔

(۵۰۱) كل الطير يسبح ويصلي بغير أذان إلا الكراكي فإنها تصلي بأذان وإقامة وفي جماعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تمام پرندے تسبیح اور نماز بغیر اذان کے پڑھتے ہیں سوائے کونج کے وہ اذان اور اقامت کے ساتھ با جماعت نماز پڑھتی ہے۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۵۰۲) إذا أذن في قرية أمنها الله من عذاب ذلك اليوم (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جس بستی میں اذان کہی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس بستی کو اس دن کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد الرحمٰن بن سعد بن عمار ضعیف ہے (مجمع ص۳۲۸ ج۱)۔

(۵۰۳) جس قوم میں صبح کے وقت اذان کہی جائے وہ شام تک اللہ کی امان میں ہو جاتی ہے اور جب شام کو اذان کہی جائے تو صبح تک امان میں ہو جاتی ہے (معقل رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی اغلب بن تمیم ضعیف ہے (مجمع ص۳۲۸ ج۱)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شی نہیں (ابن معین)، کثرت خطاء کی وجہ سے حد اعتدال سے نکل گیا ہے (ابن حبان ☆ میزان ص۲۷۳ ج۱)۔

۵۰۱۔ ديلمي ص۳۱۷ ج۳ ح۴۸۳۲۔

۵۰۲۔ طبراني كبير ص۲۷۵ ج۱، طبراني أوسط ص۴۰۶ ج۴ ح۳۶۸۴، طبراني صغير ص۳۰۱ ج۱ ح۴۹۹، ترغيب ص۱۸۲ ج۱، تلخيص ص۲۰۸ ج۱، مجمع الزوائد ص۳۲۸ ج۱، كنز العمال ص۶۸۱ ج۷۔

۵۰۳۔ طبراني كبير ص۲۱۵ ج۲۰ ح۴۹۸، مجمع الزوائد ص۳۲۸ ج۱، ضعيفة ص۱۱۴ ج۲۔

(٥٠٤) ما من مدينة يكثر أذانها إلا قل بردها (علي رضی اللہ عنہ)۔

جن شہروں میں اذانوں کی کثرت ہو وہاں سردی کم ہو جاتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، ایک راوی بشر بن غالب متروک ہے (میزان ص۳۲۲)، دوسرا راوی عمر بن جمیع خبیث کذاب ہے (ابن محسن)، جو حدیث وضع کرنے میں متہم ہے (ابن عدی ☆ کتاب الموضوعات ص۱۷ ج۳)، من گھڑت ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ تیمی نہایت سیٔ الحال ہے (خطیب)، جو ثقہ راویوں کے نام پر باطل حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی)، کذاب، متروک ہے (دار قطنی ☆ کتاب الموضوعات ص۱۶ ج۲)۔

(٥٠٥) لما أسري به إلى السماء أوحى الله إليه بأذان فنزل به فعلمه جبريل (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

معراج کی رات جب آسمان پر پہنچے تو اللہ نے اذان کی وحی کی اور جبریل اذان کو لیکر آئے اور آپ کو سکھائی۔☆

باطل ہے، راوی محمد بن مابان قوی نہیں (میزان ص۲۳ ج۴)، اور اس کا استاذ طلحہ بن زید وضع حدیث کی طرف منسوب ہے (مجمع ص۳۲۹ ج۱)، حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۳۳۹ ج۲)۔

(٥٠٦) جب رسول اللہ ﷺ کو اذان سکھائی گئی تو آپ براق پر سوار ہوئے حتی کہ اس حجاب تک پہنچے جو رحمان کے قریب ہے تو ایک فرشتہ نکلا جس کو جبریل نے بھی پہلی بار دیکھا تھا اس نے اللہ اکبر کہا تو پردے سے آواز آئی میں بڑا ہوں اس روایت کے آخر میں ہے پھر آپ ﷺ نے آسمان والوں کی امامت کرائی جن میں آدم اور نوح بھی تھے (علیؓ)۔

یہ لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کے راوی زیاد بن منذر کے ضعف پر تمام ائمہ کا اجماع ہے ابن کثیر فرماتے

٥٠٤۔ عقيلي ص٢٦٤ ج٢، تنزيه الشريعة ص٧٩ ج٢، كتاب الموضوعات ص١٧ ج٢، اللآلي المصنوعة ص١٣ ج٢، فوائد المجموعة ص١٨، الكامل ص١٧٦٤ ج٥، تذكرة الموضوعات ص٣٤، موضوعات كبير ص١٠٥۔

٥٠٥۔ طبراني أوسط ص١١٤ ج١٠ ح٩٢٤٣، مجمع الزوائد ص٣٢٩ ج١۔

٥٠٦۔ البداية والنهاية ص٢٢٣ ج٣، نصب الراية ص٢٦٠ ج١، مجمع ص٣٢٨ ج١۔

ہیں یہ روایت منکر ہے اور زیاد اس میں منفرد ہے یہ زیاد وہی ہے جس کی طرف فرقہ جارودیہ منسوب ہے یہ متہم ہے (الدرایہ ص۲۳۳ ج۳)۔

(۵۰۷) لمبی روایت ہے کہ جبرائیل نے آسمان میں دو کلموں میں آذان کہی اور یہی آذان مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائی (حسین بن علی رضی اللہ عنہ)

(۵۰۸) سب سے پہلی اذان اشہد ان لا الہ الا اللہ حی علی الصلوۃ کے الفاظ سے کہی گئی تو حضرت عمر نے فرمایا اس کے پیچھے اشہد ان محمد رسول اللہ کے الفاظ بھی کہو تو آپ ﷺ نے مؤذن کو یہ الفاظ کہنے کا حکم جاری فرمایا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبداللہ بن نافع متروک الحدیث ہے (نصب الرایہ ص۲۶۱ ج۱)۔

(۵۰۹) سین بلال عند الله شین - بلال کی سین اللہ کے نزدیک شین ہے۔

(۵۱۰) بلال اذان کہتے وقت شین کو سین کہتے تھے۔

(۵۱۱) بلال اسہد یعنی شین کے بجائے سین کہتے تھے۔

(۵۱۲) من السنة الأذان فوق المنارة والإقامة في المسجد (أبو برزة الأسلمي)۔

سنت طریقہ یہ ہے کہ اذان منار کے اوپر اور اقامت مسجد کے اندر کہی جائے۔☆

من گھڑت ہے، راوی خالد بن عمرو منکر الحدیث ہے (بیہقی ص۴۲۵ ج۱)، ثقہ نہیں منکر الحدیث ہے (احمد)، حدیثیں وضع کرتا تھا (صالح جزرہ) ثوری سے اس کی روایت کا کچھ اصل نہیں (عقیلی)، ابن عدی نے اس کی چند من گھڑت روایات ذکر کی ہیں (میزان ص۶۳۶ ج۱)، مذکورہ روایت بھی ثوری سے ہے۔

(۵۱۳) مؤذنوا رسول الله ﷺ يؤذنون قياماً۔☆

۵۰۷۔ نصب الراية ص٢٦١ ج١۔

۵۰۸۔ ابن خزيمة ص١٨٨ ج١ ج٢، ٣٦٢، دراية ص١١١ ج١، نصب الراية ص٢٦١ ج١۔

۵۰۹۔ المقاصد الحسنة ص٢٤٧، كشف الخفاء ص٤٦٤ ج١، موضوعات كبير ص٧٥۔

۵۱۰۔ المقاصد الحسنة ص٢٤٧، كشف الخفاء ص٤٦٤ ج١، المغني ابن قدامه۔

۵۱۱۔ المقاصد الحسنة ص٢٤٧۔

۵۱۲۔ بيهقي ص٤٢٥ ج١۔

۵۱۳۔ ارواء الغليل ص٢٤١ ج١۔

رسول اللہ ﷺ کے مؤذن کھڑے ہو کر اذان کہتے تھے۔☆

حدیث نہیں بعض فقہ کی کتابوں میں بلا سند جملہ ہے۔

(٥١٤) إذا أذنت فترسل وإذا أقمت فاحدر (جابر)۔

اذان ٹھہر ٹھہر کر اور اقامت جلدی جلدی کہہ۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد المنعم بصری صاحب السقاء منکر الحدیث ہے (بخاری)، ضعیف ہے (دارقطنی)، ثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص۶٦٩ ج۲)، ان کا استاذ یحییٰ بن مسلم بکاء قوی نہیں (نسائی)، ضعیف ہے (دارقطنی)، متروک الحدیث ہے (نسائی)، قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص۴۰۹ ج۴)۔

(٥١٥) كان يأمرنا أن نرتل الأذان (علی رضی اللہ عنہ)۔

ہم کو ترتیل کے ساتھ اذان کہنے کا حکم فرماتے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمرو بن شمر منکر الحدیث (بخاری)، متروک الحدیث (نسائی ودارقطنی) زائغ کذاب (جوزجانی)، صحابہ کرام کو گالیاں بکتا اور ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایات کرتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص۲۶۸ ج۳)۔

اس روایت کی ایک اور بھی سند ہے جس کا ایک راوی وضاح بن یحییٰ منکر الحدیث ہے جب مفرد ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۸۵ ج۳)، دوسرا راوی سعد بن علقمہ کا ترجمہ نا معلوم ہے (نصب الرایہ ص۲۸۲ ج۱)، میں سعد کے بجائے سعید ہے مگر اس کا بھی ترجمہ نا معلوم ہے (ارواء الغلیل ص۲۴۵ ج۱)۔

(٥١٦) أمرنا إذا أذنا وأقمنا أن لا تزيل أقدامنا عن مواضعها (بلال رضی اللہ عنہ)۔

٥١٤۔ ترمذي ح١٩٥ باب ما جاء في الترسل في الأذان، بيهقي ص٤٢٨ ج١، مستدرك ص٢٠٤ ج١، نصب الراية ص٢٧٥ ج١، تلخيص ص٢٠٠ ج١، تذكرة الموضوعات ص٣٥.

٥١٥۔ أخبار اصبهان ص٢٧٠ ج٢، دار قطني ص٢٣٨ ج١، نصب الراية ص٢٧٦، دراية، أرواء الغليل ص٢٤٥ ج١.

٥١٦۔ أرواء الغليل ص٢٥١ ج١، نصب الراية ص٢٧٧ ج١.

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم اذان یا اقامت کہیں تو اپنے قدموں کو نہ ہلائیں۔☆

باطل ہے، راوی حسن بن عمارہ متروک ہے (احمد، مسلم، ابو حاتم، دار قطنی)، کوئی شئ نہیں (ابن محسن)، ساقط (جوز جانی)، کذاب (شیعہ)، حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن مدنی ☆ میزان ص۵۱۵ ج۱)، اس کا شاگرد عبداللہ بن یزیع ناقابل حجت ہے اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں (الکامل ص۱۵۲۶ ج۴)۔

(۵۱۷) لا يأذن الله بشي أذنه للأذان والصوت الحسن بالقرآن (معقل رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ کسی چیز کی اجازت نہیں دیتا جیسا کہ اس نے اذان اور قرآن کو اچھی آواز سے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔☆

سخت ضعیف ہیں، راوی سلام الطویل متروک ہے (مجمع ص ۳۲۸)، استاذ کا استاذ زید العمی قابل حجت نہیں (العلل ص۳۹۵ ج۱)۔

(۵۱۸) لا يؤذن لكم من يدغم الهاء (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جو ہاء کا ادغام کرتا ہے وہ اذان نہ کہے۔☆

باطل ہے، علی بن جمیل راوی ثقہ راویوں کے نام پر باطل روایتیں کرتا تھا (ابن عدی)، اور حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص۱۴ ج۲)۔

(۵۱۹) لا يؤذن لكم غلام حتى يحتلم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

نابالغ بچہ اذان نہ کہے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن ابی یحییٰ شافعی کے نزدیک ثقہ ہے اور جمہور کے نزدیک ضعیف ہے (نصب الرایہ ص۲۷۹ ج۱)۔

(۵۲۰) وليؤذن لكم خياركم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۵۱۷۔ مجمع الزوائد ص۳۲۸ ج۱؛ طبراني كبير ص۲۱٦ ج۲۰ ح۵۰۱۔

۵۱۸۔ كتاب الموضوعات ص۱٤ ج۲؛ اللآلي ص۱۱ ج۲؛ تنزيه ص۷۷ ج۲؛ الفوائد المجموعة ص۱٦۔

۵۱۹۔ نصب الراية ص۲۷۹ ج۱؛ دراية ص۱۱۸ ج۱۔

۵۲۰۔ أبوداود ح۵۹۰؛ ابن ماجة ح۷۲٦؛ نصب الراية ص۲۷۹ ج۱؛ بيهقي ص٤۲٦ ج۱؛ طبراني كبير ص۱۸۹ ج۱۱ ح۱۱٦۰۳؛ الكامل ص۷٦٦ ج۲؛ أبويعلى ص۱۱ ج۳ ح۲۳۲۹۔

پسندیدہ آدمی اذان کہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حسن بن عیسیٰ منکر الحدیث ہے (نصب الرایہ ص۲۷۹ ج۱)۔

(۵۲۱) انه كان ينادى بالصبح فيقول حى على خير العمل قال النبى ﷺ ان يجعل مكانها الصلو خير النوم وترك حى على خير العمل (بلال رضی اللہ عنہ)۔

بلال صبح کی اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے بجائے الصلوة خير من النوم کہا کر" اور حی علی خیر العمل کو چھوڑ دیا گیا۔☆

ضعیف ہے، راوی عبدالرحمٰن بن سعد المؤذن ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲)۔

رسول اللہ ﷺ نے بلال اور ابو محذورہ کو جو اذان سکھائی تھی ان میں (حی علی خیر العمل) کے الفاظ ثابت نہیں اور ہم اذان میں زیادتی کو ناپسند کرتے ہیں (بیہقی ص۴۲۵ ج۱)۔

(۵۲۲) أمرنى أن لا أثوب إلا في الفجر (بلال رضی اللہ عنہ)۔

مجھے آپ نے حکم دیا کہ میں صرف فجر کی اذان میں تثویب کہوں۔

(۵۲۳) أمر بلال أن لا يثوب في صلوة الفجر ولا يثوب في غيرها (بلال رضی اللہ عنہ)۔

اور فجر کے علاوہ کسی اور میں تثویب نہ کہو۔☆

دونوں منقطع ہیں دونوں کے راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا جناب بلال رضی اللہ عنہ سے لقاء اور سماع نہیں (بیہقی ص۴۲۴ ج۱)، کیونکہ بلال باختلاف روایات ۱۷ یا ۲۰ھ کو فوت ہوئے تھے (تقریب ص۴۸)، جبکہ عبدالرحمٰن ۱۸ھ کو پیدا ہوئے تھے (تہذیب ص۲۶۰ ج۶)۔

(۵۲۴) كن اماماً ولا تكن مؤذناً۔☆

امام بن مؤذن نہ بن۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے اور کسی صحابی کا نام بھی ذکر نہیں کیا۔

۵۲۱۔ بیهقي ص٤٢٥ ج١۔

۵۲۲۔ مسند أحمد ص١٤ ج٦، بيهقي ص٤٢٤ ج١، أرواء الغليل ص٢٥٤ ج١۔

۵۲۳۔ بیهقي ص٤٢٤ ج١۔

۵۲۴۔ ديلمي ص٣٢٩ ج٣ ح٤٨٧٥۔

(٥٢٥) نهى أن يكون الامام مؤذنا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

امام کو مؤذن بننے سے منع فرمایا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی جعفر بن زیاد ضعیف ہے (بیہقی ص۴۳۳ ج۱)، اس کے شاگرد اسماعیل بن عمرو بن نجیح کی روایت پر متابعت نہیں (بیہقی ص۴۳۳ ج۱)، ابو حاتم اور دارقطنی کے نزدیک ضعیف ہے (میزان ص۲۳۹ ج۱)۔

(۵۲۶) سفر میں صرف اذان کہی جاتی مگر فجر کے وقت اذان اور اقامت دونوں کہی جاتیں (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ)۔

باطل ہے، صرد راوی کذاب ہے (میزان ص۷۵ ج۳)۔

(۵۲۷) آپ ﷺ جب قبا تشریف لے جاتے تو بلال اذان کہتے تا کہ لوگوں کو آپ کی آمد کا علم ہو جائے جس سے لوگ جمع ہو جاتے ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ نہ تھے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کھجور کے ایک درخت پر چڑھ کر اذان کہہ دی تو آپ ﷺ نے پوچھا یہ اذان کیسی؟ سعد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے آج بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ نہ تھے الحدیث (سعد القرظ)۔

ضعیف ہے، یہ لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا راوی عبد الرحمٰن بن سعد بن عمار ضعیف ہے (مجمع ص۳۳۶ ج۱)۔

(٥٢٨) لا يؤذن الا متوضى (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

اذان صرف باوضو کہے۔☆

مرفوعاً ضعیف اور منقطع ہے راوی معاویہ بن یحییٰ صدفی ضعیف ہے (بیہقی ص۳۹۷ ج۱)۔

٥٢٥۔ بيهقي ص٤٢٣، العلل المتناهية ص٤٠٠ ج١، كتاب المجروحين ص١٢١ ج٢، الكامل ص٣١٧ ج١، ميزان ص٧٦ ج٢، نصب الراية ص٢٩٣ ج١

٥٢٦۔ مجمع الزوائد ص٣٣٤ ج١ بحوالة طبراني كبير۔

٥٢٧۔ طبراني كبير ص٤١ ج٦ ح٥٤٥٢، مجمع الزوائد ص٣٣٦ ج١۔

٥٢٨۔ ترمذي ح٢٠٠ باب ما جاء في كراهية الأذان بغير وضوء، بيهقي ص٣٩٧ ج١، تلخيص ص٤٦ ج٣، أرواء الغليل ص٢٤٠ ج١۔

(۵۲۹) علاوہ ازیں اس کو زہری نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے اور زہری کا ابو ہریرہ سے سماع نہیں انقطاع ہے۔

(٥٣٠) حق وسنة أن لا يؤذن إلا وهو طاهر (وائل)۔

حق اور سنت یہی ہے کہ اذان وہی کہے جو باوضوء ہو۔☆

منقطع ہے، راوی عبد الجبار کا اپنے باپ وائل سے سماع نہیں ہے (بیہقی ص ۳۹۷ ج ۱)، عبد الجبار کا شاگرد حارث بن عتبہ مجہول ہے (ارواء الغلیل ص ۲۴۰)۔

(٥٣١) أمر بلالاً في سفر فأذن على راحلته (حسن بصري)۔

سفر کی حالت میں بلال کو حکم دیا تو انہوں نے سواری پر اذان کہی۔☆

مرسل ہونے کے باوجود سند بھی ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (ابوزرعہ)، منکر الحدیث (احمد)، متروک (نسائی)، مختلط ہے جو ایک حدیث کو تین تین طرزوں سے روایت کرتا تھا (ابن معین)، واہ ہے (سعدی ☆ میزان ص ۲۴۹ ج ۱)۔

جواب اذان و دعاء

(٥٣٢) عند أذان المؤذنين يستجاب الدعاء فإذا كان الإقامة لا ترد دعوته (أنس رضي الله عنه)۔

مؤذن کی اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور جب اقامت ہو تو دعا رد نہیں کی جاتی۔☆

ضعیف ہے (ضعیف الجامع ص ۵۵۷)۔

(٥٣٣) من سمع الأذان فقال اللهم إني أسئلك بإقبال ليلك وأدبار نهارك.

٥٢٩۔ بیهقی ص۳۹۷ ج۱۔

٥٣٠۔ بیهقی ص۳۹۷ ج۱، أرواء الغليل ص ۲٤۰ ج۱۔

٥٣١۔ بیهقی ص۳۹۲ ج۱۔

٥٣٢۔ كنز العمال ۳۰۱ ج ۲ بحوالة تاريخ بغداد۔

٥٣٣۔ ترمذي ح ۳۵۸۹ باب دعاء أم سلمة۔

وحضور صلوتك وأصوات دعاتك أن تتوب علي (أنس)۔
جب آپ اذان سنتے تو فرماتے: اے اللہ میں تجھ سے تیری رات کے آنے اور دن کے جانے اور نماز کے حاضر ہونے اور تیری آواز دینے والوں کے سبب سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول فرما جو ان کلموں کو صبح کے وقت کہے اگر وہ اسی دن یا رات کو مر جائے تو وہ شہید ہوگا۔☆

ضعیف ہے، ترمذی نے اس کو حفصہ بنت ابی کثیر کی سند سے روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں حفصہ اور اس کے باپ کو ہم نہیں جانتے (ترمذی مع تحفہ ص۲۸۶ ج۴)، ابوداؤد مع عون ص۲۰۹ ج۱ میں یہ روایت المسعودی عن ابی کثیر سے ہے مسعودی مختلط ہے (تقریب ص۲۰۵)۔

(۵۳٤) من سمع منادیا بالصلوة فقال مرحبا بالقائلین الحدیث (علی رضی اللہ عنہ)۔
جو اذان سن کر مرحبا بالقائلین عدلا مرحبا بالصلوة واھلا کہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس لاکھ برائیاں مٹاتا ہے اور دس لاکھ درجے بلند کرتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ہمام بن مسلم الزاہد حدیث چور تھا ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا جو ان کی روایات سے نہ ہوتیں فن حدیث کی بہت کم معرفت رکھتا تھا جب ایسی روایات زیادہ ہوگئیں تو اس کی روایات سے استدلال باطل ہوگیا (کتاب الموضوعات ص۹۶ ج۳)، اور اس کا شاگرد سلیمان بن ربیع نھدی ضعیف ہے دارقطنی نے اسے چھوڑ دیا تھا (میزان ص۲۰۷ ج۲)۔

(۵۳۵) اے عورتوں کی جماعت جب تم اس حبشی کی اذان اور اقامت سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جیسا کہ وہ کہتا ہے تمہیں ہر حرف کے بدلے دس دس لاکھ درجے حاصل ہوں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ مردوں کے لیے کیا ہے؟ فرمایا عورتوں سے دوگنا (میمونہ رضی اللہ عنہا)۔

ضعیف ہے، اس کی دو سندیں ہیں ایک سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے اور دوسری سند میں ایک تو عبد اللہ جزری راوی نامعلوم ہے اور دوسرا راوی عباد بن کثیر جس میں ضعف ہے اور ایک جماعت

۵۳٤۔ دیلمی ص۹٦ ج٤ ح٥٧٩٣، لسان ص۱۹۹ ج٦، تذكرة الموضوعات ص٣٥، موضوعات کبیر ص١٢٠۔
۵۳۵۔ طبراني كبير ص١١ ح١٥ وص١٦ ج٢٤ ح٢٨، مجمع الزوائد ص٣٣٢ ج١۔

نے اس کی توثیق کی ہے (مجمع ص۳۳۲ج۱)، راقم کہتا ہے ضعف نمایاں ہے۔

(۵۳۶) مؤذن جب حي علی الفلاح کہے تو سننے والا لا حول ولا قوة إلا باللہ العلی العظیم کہے (معاویہ رضی اللہ عنہ)۔

العلی العظیم کے الفاظ غیر ثابت ہیں جو مشکوۃ کے علاوہ حدیث کی کسی مستند کتاب میں اذان کے جواب میں نہیں ملتے۔ ہوسکتا ہے یہ الفاظ الحاقی ہوں۔ واللہ اعلم۔

(۵۳۷) مؤذن فجر کی اذان میں جب الصلوة خیر من النوم کہے تو سننے والا صدقت وبررت کہے۔☆

بے ثبوت ہے جس کا کوئی مستند وجود نہیں۔

(۵۳۸) جب اذان کہی جاتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعاء قبول کی جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی زمعہ بن صالح ضعیف ہے (مجمع ص۳۳۴ج۱)۔

(۵۳۹) فادعوا (بین الأذان والإقامة) (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تم اذان اور اقامت کے درمیان دعاء کرو۔☆

ان الفاظ سے ضعیف ہے، راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص۳۸۱)۔

(۵۴۰) جو اذان سن کر یہ دعاء اللهم رب هذه الدعوة القائمة والصلوة النافعة صل علی محمد ورضی عنا رضاً لا سخط بعده پڑھے تو اللہ اس کی دعاء قبول فرماتا ہے (جابر)۔

(۵۴۱) فاسئلوا اللہ أن یوتيني الوسيلة علی خلقه (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

تم اذان کے بعد سوال کرو کہ وہ مجھے تمام مخلوق پر وسیلہ دے۔

۵۳۶۔ مشکوٰۃ ص۲۱۳ج۱ح۶۷۵۔

۵۳۷۔ التلخیص الحبیر ص۲۱۰ج۱، الدر المختار مع رد المختار ص۲۶۶ج۱، البحر الرائق ص۲۵۹ج۱۔

۵۳۸۔ طبرانی أوسط ص۹۱ج۱۰ح۹۱۴۱، مجمع الزوائد ص۳۳۴ج۱۔

۵۳۹۔ ابو یعلی ص۱۴۸ج۴ح۴۰۹۵۔

۵۴۰۔ طبرانی أوسط ص۱۰۷ج۱ح۱۹۶، مسند أحمد ص۳۳۷ج۳، مجمع الزوائد ص۳۳۲ج۱، عمل الیوم واللیلة ص۸۸ح۹۶۔

۵۴۱۔ طبرانی أوسط ص۳۹۷ج۴ح۳۶۷۵۔

(٥٤٢) الوسيلة درجة عند الله ليس فوقها درجة (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

وسیلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا درجہ ہے جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں ہے۔☆

تینوں روایتیں ضعیف ہیں، ان تینوں روایتوں کا راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے (مجمع ص۳۳۲ ج۱)۔

نوٹ:

(۱) اذان سے پہلے مروجہ صلوۃ وسلام بدعت ہے اذان کے بعد درود ابراہیم کے بجائے جو صلوۃ وسلام پڑھا جاتا ہے بے اصل ہے بلکہ اس میں غیر اللہ کو دعاء اور پکار ہے جو شرکیہ ہونے کی وجہ سے روح اذان کے بھی منافی ہے کیونکہ اذان توحید پر مبنی ہے۔ اذان کے بعد درود ابراہیم اور مسنون دعاء ہی پڑھنی چاہیے۔

(۲) اذان کے بعد والی دعاء میں چند اضافے نا قابل ثبوت ہیں جن پر تنبیہ ضروری ہے۔

(۱) انك لا تخلف الميعاد بخاری کے راوی کشمیھنی نے ان الفاظ کو بطریق علی بن عیاش روایت کیا ہے مگر یہ شاذ ہے اس لیے کہ یہ دوسری صحیح احادیث کے خلاف ہے ابن حجر نے فتح الباری میں کشمیھنی کی زیادات کو جمع کیا ہے مگر ان الفاظ کو ذکر نہیں کیا اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام بخاری کی کتاب افعال العباد میں یہی روایت علی بن عیاش کی سند سے مروی ہے مگر اس میں بھی انك لا تخلف الميعاد کے الفاظ نہیں ہیں حالانکہ کشمیھنی اور افعال العباد کی سند ایک ہی ہے۔

(۲) بیہقی کی روایت کے الفاظ اللهم اسئلك بحق هذه الدعوة کے الفاظ بھی شاذ ہیں سوائے بیہقی کے کسی اور نے ذکر نہیں کیے۔

(۳) شرح معانی الآثار کے ایک نسخہ میں سیدنا محمد کے الفاظ بھی شاذ اور مدرج ہیں۔

(۴) والدرجة الرفيعة بعض نساخ (کاتبوں) سے مدرج ہو گئے ہیں یہ روایت نسائی کے طریق سے ہے مگر امام نسائی اور دیگر ائمہ کے ہاں یہ الفاظ نہیں ملتے۔

(۵) یا ارحم الراحمین کے الفاظ کو رافعی نے المحرر میں زائد لکھا ہے مگر حدیث کے کسی طریق میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں (ارواء الغلیل ص۲۶۱ ج۱)۔

٥٤٢۔ مسند أحمد ص٨٣ ج٣، مجمع الزوائد ص٣٣٢ ج١، كنز العمال ص٦٩٨ ج٧۔

باب الاقامہ

(٥٤٣) أمرنا رسول الله إذا أقمنا أن لا نزيل أقدامنا عن مواضعها (بلال رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ جب ہم اقامت کہیں تو پاؤں کو نہ ہلائیں۔☆

باطل ہے، یہ حدیث نمبر ۵۱۶ کا ٹکڑا ہے تحقیق وہاں ملاحظہ کیجیے۔

(٥٤٤) من أفرد الإقامة فليس منا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو اقامت اکہری کہے وہ ہم سے نہیں۔☆

من گھڑت ہے، اس کی سند کے بعض راوی مجروح اور بعض مجہول ہیں اس کو بعض ناپسندیدہ حضرات نے وضع کیا ہے (کتاب الموضوعات ص۱۸ ج۲)، اس کا راوی جویبر بن سعید ازدی مفسر کوئی شئی نہیں (ابن معین)، متروک ہے (نسائی ودارقطنی)، قابل اشتغال نہیں (جوزجانی ☆ میزان ص ۴۲۷ ج۱)، اس کے استاذ ضحاک بن مزاحم کی ابن عباس اور ابوہریرہ سے تمام روایات میں نظر ہے قابل قبول نہیں (میزان ص ۳۲۶ ج ۲)، اس لیے کہ اس کی ابن عباس سے ملاقات نہیں۔

(٥٤٥) أذن بلال لرسول الله ﷺ مثنى مثنى وأقام مثل ذلك (أبو جحيفة)۔

رسول اللہ ﷺ کے لیے بلال نے اذان اور اقامت دو دو کلموں سے کہی۔☆

باطل ہے، راوی زیاد بن عبد اللہ بکائی فحش خطا کار کثیر الوہم ناقابل حجت ہے اور یہ روایت باطل ہے بلال کی اذان دو کلموں والی تھی مگر اقامت اکہری ایک ایک کلمے والی تھی اس روایت کو امام سفیان ثوری نے عون بن ابی جحیفہ سے بھی روایت کی ہے مگر اس میں دوہری اذان اقامت کا ذکر نہیں بلکہ صرف اذان کہنے کا ذکر ہے (کتاب المجروحین ص ۳۰۷ ج۱)۔

٥٤٣۔ نصب الراية ص۲۷۷ ج۱، ارواء ص ۲۵۱ ج۱۔

٥٤٤۔ كتاب الموضوعات ص۱۸ ج۲، اللآلی ص۱۳ ج۲، تنزيه ص۷۹ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۸ موضوعات كبير ص۱۱٤۔

٥٤٥۔ الكامل ص۲۹٦ ج٦، كتاب المجروحين ص۳۰۷ ج۱۔

(٥٤٦) كان أذان رسول الله ﷺ شفعا شفعا فى الأذان والإقامة (عبد الله بن زيد رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ کی اذان اور اقامت کے دو دو کلمے تھے۔☆

منقطع ہے، راوی عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا عبد اللہ بن زید سے سماع نہیں ہے (نصب الرایہ ص۲۶۷ ج۱ ودارقطنی ص۲۴۱ ج۱)، اس کی ایک سند امام شعبی کے طریق سے بھی ہے شعبی کا لقاء بھی حضرت عبد اللہ سے ممکن نہیں ہے اور ان کا شاگرد مغیرہ بن مقسم مدلس ہیں (تعلیق پر تعریف اہل التقدیس ص۱۱۲)۔

(٥٤٧) كان يثنى الأذان والإقامة (بلال رضی اللہ عنہ)۔

بلال اذان اور اقامت دو دو کلموں سے کہتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی حماد بن ابی سلیمان کثیر الخطا اور مختلط تھے (تہذیب ص۱۷ ج۳)۔

(٥٤٨) كان ثوبان يؤذن مثنى ويقيم - (ثوبان رضی اللہ عنہ)۔

حضرت ثوبان اذان اور اقامت دو دو کلموں سے کہتے تھے۔☆

منقطع اور ضعیف ہے اور ابراہیم نخعی کا حضرت ثوبان سے لقاء اور سماع نہیں ہے اور ان کے شاگرد حماد ابن ابی سلیمان کثیر الخطا اور مختلط تھے (تہذیب ص۱۷ ج۳)۔

(٥٤٩) المؤذن أملك بالأذان والإمام أملك بالإقامة (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

مؤذن اذان کا حق رکھتا ہے اور امام اقامت کا۔☆ ضعیف ہے راوی مبارک بن عباد ضعیف ہے۔

(٥٥٠) من أذن فهو يقيم - (زياد الصدائى)۔

٥٤٦۔ دار قطنی ص۲٤۱ ج۱، نصب الراية ۲٦۷ ج۱۔

٥٤٧۔ مصنف عبد الرزاق ص٤٦٢ ج۱، طحاوی ص۱۳٤ ج۱، دارقطنی ص۲٤۲ ج۱۔

٥٤٨۔ طحاوی ص۱۳٦ ج۱، الحاوی فی تخريج الطحاوی ص۳۳۲ ج۱۔

٥٤٩۔ الكامل ص۱۳۲۷ ج٤، التلخيص ص۲۱۱ ج۱، كنز العمال ص۲۹٤ ج۷۔

٥٥٠۔ ابو داؤد ح٥١٤ باب الرجل يؤذن ويقيم آخر، ترمذی ح۱۹۹، باب ما جاء أن مؤذن فهو يقيم ابن ماجة ح۷۱۷، باب السنة فى الأذان، بيهقى ص۳۸۱ ص۳۹۹ ج۱، ابن أبى شيبة

جواذان کہے وہی اقامت کہے۔☆

منکر ہے، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲)۔

(۵۵۱) إذا قال بلال قد قامت الصلوٰۃ نہض فکبر (عبد اللہ بن أوفی رضی اللہ عنہ)۔

بلال جب قد قامت الصلوٰۃ کہتے تو آپ کھڑے ہوتے اور تکبیر کہتے۔☆

منکر ہے، راوی حجاج بن فروخ سخت ضعیف ہے (مجمع ص۵ ج۲)، اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں جن میں ایک روایت یہ بھی ہے (میزان ص۴۶۴ ج۱)۔

(۵۵۲) قد قامت الصلوٰۃ کا جواب أقامها اللہ وأدامها (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، سند میں ایک مجہول راوی ہے دوسرا محمد بن ثابت عبدی اور تیسرا راوی شہر بن حوشب ضعیف ہیں (ارواء الغلیل ص۲۵۸ ج۱)۔

(۵۵۳) کان بلال إذا أراد أن یقیم الصلوٰۃ قال السلام علیك أیها النبی ورحمة اللہ وبرکاته الصلوٰۃ رحمك اللہ (أبو هریرة)۔

بلال جب اقامت کہنے کا ارادہ کرتے تو السلام علیک ایھا النبی کہتے۔☆

باطل ہے، راوی عبد اللہ بن محمد بن المغیرہ ضعیف ہے (مجمع ص۵ ج۲)، قوی نہیں (ابو حاتم)، منکر الحدیث ہے (ابن یونس)، اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی)، ذہبی نے اس کی چند روایات ذکر کر کے فرمایا ہے یہ من گھڑت ہیں (میزان ص۴۸۸ ج۲)۔

☆☆☆☆☆

ص۱۱۶ ج۱، دلائل النبوۃ ص۱۲۷ ج۴، نصب الرایة ص۲۷۰ ج۱، تلخیص ص۲۰۹ ج۱، أرواء الغلیل ص۲۵۵ ج۱، تاریخ الکبیر ص۳٤٤ ج۳، تاریخ بغداد ص۶۰ ج۱٤، علل الحدیث ص۱۲۲ ج۱، ضعیفة ص۵۳ ج۱۔

۵۵۱۔ مجمع الزوائع ص۱۰۳ ج۲، کشف الاستار ح ۵۲۰۔

۵۵۲۔ أبو داؤد ح ۵۲۸ باب ما یقول اذا سمع الاقامة، بیهقی ص۱۱٤ ج۱، أرواء الغلیل ص۲۵۸ ج۱۔

۵۵۳۔ طبرانی أوسط ص۲۱٤ ج۹ ح ۸۹۰۵، مجمع الزوائد ص۷۵ ج۲، ضعیفة ص۲۹۳ ج۲۔

۹- کتاب المساجد

(٥٥٤) من بنى لله مسجداً بنى الله له بيتا أوسع منه في الجنة (عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص اللہ کی خاطر مسجد بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے کشادہ گھر بناتا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے (دیکھیے نمبر ۳۹۴)، یہ روایت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے صحیح ہے مگر اس میں اوسع منه کے الفاظ نہیں ہیں۔

(٥٥٥) من بنى لله مسجداً ولو كمفحص قطاة لبيضها بنى الله له بيتا في الجنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو اللہ کے لیے مسجد بنائے خواہ وہ کونج کے گھونسلے کے برابر ہو جو وہ اپنے انڈوں کے لیے بناتی ہے اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔☆

ضعیف ہے، راوی جابر جعفی متهم بالکذب ہے (دیکھیے نمبر ۱۵۸)۔

(٥٥٦) شر المجالس الأسواق والطرق وخير المجالس المساجد وأن لم تجلس في المسجد فالزم بيتك (واثلة رضی اللہ عنہ)۔

بری مجلسیں بازار اور رستے ہیں اور بہترین مجلس مسجدیں ہیں اگر تو مسجد میں نہیں بیٹھتا تو گھر رہنے کو لازم پکڑ۔☆

ضعیف ہے، راوی بکار بن تمیم مجہول ہے (مجمع ص ٦ ج ۲ و میزان ص ۳۴۰ ج ۱)۔

(٥٥٧) المساجد مجالس الأنبياء (أنس رضی اللہ عنہ)۔

٥٥٤۔ مسند أحمد ص ٢٢١ ج ٢، عقيلي ص ١٢٦ ج ٢، الترغيب والترهيب ص ١٩٥ ج ١، در منثور ص ٢١٧ ج ٣، مجمع الزوائد ص ٧ ج ٢۔

٥٥٥۔ مسند أحمد ص ٢٤١ ج ١، مجمع ص ٧ ج ٢۔

٥٥٦۔ طبراني كبير ص ٦٠ ج ٢٢، مجمع ص ٦ ج ٢، كنز العمال ص ١٤١ ج ٩۔

٥٥٧۔ ديلمي ص ٤٩٢ ج ٤ ح ٦٩٢٨۔

مسجدیں انبیاء کی مجالس ہیں☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۵۵۸) إذا رأيتم الرجل يتعهد المسجد فاشهدوا له بالايمان (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

کسی آدمی کو مسجد کی حفاظت کرتے دیکھو تو اس کے ایماندار ہونے کی گواہی دے دو۔☆

ضعیف ہے، راوی ابو سمح دراج منکر الحدیث ہے، قوی نہیں (نسائی)، ضعیف ہے (ابوحاتم)، ثقہ نہیں (فضلک)، ضعیف اور متروک ہے (دارقطنی)، اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۴ ج ۲)۔

(۵۵۹) تذهب الأرضون كلها يوم القيامة إلا المساجد فإنها ينضم بعضها إلى بعض (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

قیامت کے دن تمام زمین ختم ہو جائے گی سوائے مسجدوں کے یہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں گی۔☆

من گھڑت ہے، راوی اصرم بن حوشب کذاب تھا جو ثقہ راویوں کے نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا (دیکھئے نمبر ۳۵۱)۔

(۵۶۰) إذا دخل المسجد صلى على محمد وسلم وقال رب اغفرلي ذنوبي وافتح لي أبواب رحمتك (فاطمة الكبرى رضی اللہ عنہا)۔

جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو وہ رسول اللہ ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھے اور رب اغفرلی سے لے کر آخر تک دعا پڑھے۔☆

۵۵۸۔ ترمذی ح۲۶۱۷ باب ما جاء في حرمة الصلاة ح۳۰۹۳ باب من سورة التوبة، تاريخ بغداد ص۴۵۶ ص۴۰۹ ج۹، كشف الخفاء ص۹۰ ج۱۔

۵۵۹۔ طبرانی أوسط ص۱۸ ج۲ ح۴۰۲۱، الكامل ص۳۹۵ ج۱، مجمع ص۶ ج۲، تنزيه ص۷۹ ج۲، تذكرة الموضوعات ص۳۷، الفوائد المجموعة ص۲۳، كتاب الموضوعات ص۲۰ ج۲، اللالى ص۱۶ ج۲، ضعيفة ص۱۸۵ ج۲۔

۵۶۰۔ ترمذی ح۳۱۴ باب ما جاء ما يقول عند دخوله المسجد، شرح السنة ص۳۶۷ ج۲۔

منقطع ہے، اس کی راویہ فاطمہ بنت حسین نے فاطمہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کو نہیں پایا (ترمذی مع تحفہ ص۲۶۲ ج۱)، دوسرا راوی لیث بن ابی سلیم مختلط ہو گیا تھا اس کی روایات میں تمیز باقی نہ رہی اس لیے چھوڑ دیا گیا (تقریب ص۲۸۷)۔

(٥٦١) إذا خرج صل على محمد وسلم وقال رب اغفرلي ذنوبي وافتح لي أبواب فضلك (فاطمة رضی اللہ عنہا)۔

جب مسجد سے نکلے تو آپ پر صلوۃ وسلام پڑھے اور رب اغفرلی دعا پڑھے۔☆

اوپر والی حدیث کا ٹکڑا ہے، نوٹ: اس روایت کے اور بھی طرق ہیں جن کی بنا پر بعض ائمہ نے صحیح کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

(٥٦٢) إذا خرج (من المسجد) قال اللهم افتح لي أبواب فضلك (علي)۔

جب مسجد سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے اے اللہ میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی صالح بن موسیٰ بن اسحاق قرشی متروک الحدیث ہے (مجمع ص۳۲ ج۲)، کوئی شئ نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن معین)، منکر الحدیث (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص۳۰۲ ج۲)۔

(٥٦٣) علم الحسن إذا دخل المسجد أن يصلي على النبي ﷺ ويقول اللهم اغفرلنا ذنوبنا وافتح لنا أبواب فضلك (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے حسن کو سکھایا جب وہ مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر درود پڑھے اور یہ دعاء پڑھے اے اللہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے

٥٦١۔ ترمذی ج ٢١٤ باب ما جاء ما يقول عند دخوله المسجد، شرح السنة ص٣٦٧ ج٢۔

٥٦٢۔ أبو يعلي ص٢٥٧/١، ج٤٨٢، الأذكار للنووي ص٣٣، مجمع ص٣٢ ج٢، كنز العمال ص٦٦٠ ج٧۔

٥٦٣۔ مسند أحمد ص١٧٣ ج٢، المستدرك ص٢٢٥ ج١، طبراني أوسط ص٣١٩ ج٧ ح٦٦٠٨، مجمع ص٣٢ ج٢۔

نکلے تو نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے اور یہ دعاء پڑھے اے اللہ ہمارے لیے تو اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سالم بن عبد الاعلی متروک ہے (مجمع ص۳۲ ج۲)، اس کی حدیث کوئی شی نہیں (ابن معین)، اس کو چھوڑ دیا گیا ہے (بخاری)، متروک ہے (نسائی ☆ میزان ص۱۱۲ ج۲)۔

(٥٦٤) فضل الدار القريبة من المسجد على الدار الشاسعة كفضل الغازي على القاعد (حذيفة رضي الله عنه)۔

اس گھر کی فضیلت جو مسجد کے قریب ہے اس گھر پر جو مسجد سے دور ہے ایسے ہے جیسا کہ غازی کی فضیلت گھر میں بیٹھنے والے پر ہے۔☆ منکر ضعیف ہے، راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے (دیکھئے نمبر۴۳)۔

(٥٦٥) يأتي على الناس زمان يكون حديثهم في مساجدهم في أمر دنياهم فلا تجالسوهم فليس لله فيهم حاجة (حسن)۔

لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کے دنیاوی امور کی باتیں مسجدوں میں ہونگی تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو ان میں اللہ کو کوئی حاجت نہیں۔☆ مرسل ہے۔

(٥٦٦) اس روایت کو ابن مسعود سے ابو الخلیل بزیع نے متصل بھی روایت کیا ہے بزیع کی نسبت وضع کی طرف کی گئی ہے (مجمع ص۲۶ ج۲)، اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں محمد بن عبد اللہ بن عامر سمرقندی وضع حدیث کے ساتھ معروف تھا (تعلیق البانی بر مشکوۃ ص۲۳۱ ج۱)۔

(٥٦٧) نهى أن يصلى في سبعة مواطن المزبلة والمجزرة والمقبرة وقارعة الطريق وفي الحمام وفي مواطن الإبل وفوق ظهر بيت الله (عمر رضي الله عنه)۔

آپ ﷺ نے سات جگہوں پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا: (۱) کوڑہ (گندگی جمع ہونے) کی جگہ (۲) ذبح

٥٦٤۔ مسند أحمد ص٣٨٧ ج٥، مجمع ص١٦ ج٢، كنز العمال ص٦٤٨ ج٧.

٥٦٥۔ مشكوة ص٢٣١ ج١ ح٧٤٣.

٥٦٦۔ طبراني كبير ص١٩٩ ج١٠ ح١٠٤٥٢، مجمع ص٢٤ ج٢.

٥٦٧۔ ترمذي ح٣٤٦ باب ما جاء في كراهية ما يصلى اليه وفيه، عقيلي ص٧١ ج٢.

خانہ (ذبح خانہ) (۳) قبرستان (۴) رستے کے درمیان میں (۵) غسل خانے میں (۶) اونٹوں کے باڑے میں اور (۷) بیت اللہ کی چھت پر۔☆

اس سیاق کے ساتھ ضعیف ہے، راوی زید بن جبیرہ کے ضعف پر اجماع ہے (ابن عبد البر)، اس نے داؤد بن حصین سے سخت ضعیف حدیث روایت کی ہے (ساجی)، متروک ہے اور سخت ضعیف ہے (ابن حجر) اس کی سند قوی نہیں محدثین نے زید کے حافظے کی وجہ سے کلام کیا ہے (ترمذی ☆ ارواء الغلیل ص۳۱۴ ج۱)، مذکورہ حدیث بھی زید نے داؤد سے روایت کی ہے۔

(۵۶۸) اس روایت کو عبد اللہ بن عمر العمری نے ابن عمر سے روایت کیا ہے عمری کو بھی بعض محدثین نے حافظے کی وجہ سے ضعیف کہا ہے جن میں یحییٰ القطان بھی ہیں واضح رہے کہ ابن ماجہ کے بعض نسخوں میں عمری کا واسطہ ساقط ہو گیا ہے جس سے ظاہری طور پر سند صحیح معلوم ہوتی ہے (ارواء الغلیل ص۳۱۹ ج۱)، مگر روایت ضعیف ہے، کسی راوی کے ساقط ہونے سے روایت صحیح نہیں ہو جاتی۔

(۵۶۹) لا یصلی فی مرابد البقر (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

گائے کے باڑے میں نماز نہیں پڑھتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے۔

(۵۷۰) لیصل أحدکم فی مسجده ولا یتبع المساجد (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنے محلے کی مسجد میں نماز پڑھو اور مساجد تلاش نہ کرو۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن احمد بن نصر ترمذی کا ترجمہ نہیں ملا (مجمع ص۲۴ ج۲)۔

(۵۷۱) الغدو والرواح الی المساجد من الجهاد فی سبیل الله (ابو امامه)

صبح کے وقت اور شام کے وقت مسجدوں کی طرف جانا اللہ کے رستہ میں جہاد میں سے ہے۔☆

۵۶۸۔ أرواء الغليل ص۳۱۹ ج۱۔

۵۶۹۔ مسند أحمد ص۱۷۸ ج۲۔

۵۷۰۔ عقیلي ص۳۲ ج٤، ۲ طبراني أوسط ص۸۳ ج٦ ح ۵۱۷۲، مجمع ص۲۳ ج۲۔

۵۷۱۔ طبراني كبير ص ۱۷۷ ج ۸ ح ۷۷۳۹ ، مسند الشاميين ح ۸۷۹۔

من گھڑت یا سخت ضعیف ہے راوی حسین بن ابی السری العسقلانی کو امام ابو داؤد نے ضعیف کہا ہے حسین کے بھائی محمد فرماتے تھے تم میرے بھائی سے نہ لکھو یہ کذاب ہے ابو عروبہ فرماتے ہیں کذاب ہے (میزان ص ٥٣٦ ج ١) البانی کہتے ہیں یہ روایت من گھڑت ہے (ضعیفہ ص ٢٠ ج ٥ وضعیف الجامع ص ٥٧٢)

(٥٧٢) بشر المدلجين إلى المساجد في الظلم بمنابر من يوم القيامة يفزع الناس ولا يفزعون (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

رات کی تاریکی میں مسجدوں کی طرف جانے والوں کو خوشخبری سناؤ کہ ان کے لیے قیامت کے روز نور کے منبر ہوں گے لوگ گھبراہٹ میں ہونگے مگر وہ نہیں گھبرائیں گے۔☆

ضعیف ہے، سند میں ایک مجہول راوی ہے (مجمع ص ٣١ ج ٢)۔

(٥٧٣) السبق إلى المسجد السبق إلى الجنة (أبو سعيد)۔

مسجد کی طرف سبقت جنت کی طرف سبقت ہے۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(٥٧٤) جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وأصواتكم وسل سيوفكم وإقامة حدودكم الحديث (أبو أمامة رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنی مسجدوں کو بچوں، پاگلوں، جھگڑوں، آوازوں، تلواروں کے سونتنے اور حدود کے قائم کرنے سے بچاؤ۔☆

ضعیف ہے، راوی علاء بن کثیر لیثی شامی ضعیف ہے (مجمع ص ٢٦ ج ٢)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شی نہیں (احمد ☆ میزان ص ١٠٤ ج ٣)۔

٥٧٢۔ طبراني كبير ص ١٤٢ ج ٨، در منثور ص ٢١٧ ج ٣، مجمع ص ٣١ ج ٢، الترغيب والترهيب ص ٢١٢ ج ١۔

٥٧٣۔ ديلمي ص ٤٩٤ ج ٢ ح ٣٣٩٠۔

٥٧٤۔ مجمع الزوائد ص ٢٦ ج ٢، ابن ماجة ح ٧٥٠ باب ما يكره في المساجد، نصب الراية ص ٤٩١ ج ٢، قرطبي ص ٢٧٠ ج ١٢، ترغيب ص ١٩٩ ج ١، در منثور ص ٥١ ج ٥، تذكرة الموضوعات ص ٣٧، العلل المتناهية ص ٤٠٤ ج ١، عقيلي ص ٣٤٨ ج ٣، طبراني كبير ص ١٣٢ ج ٨، كشف الخفاء ص ٣٣٤ ج ١۔

(٥٧٥) جنبوا مساجدكم صبيانكم وخصوماتكم وحدودكم وشراءكم وبيعكم وجمروها يوم الجمعة واجعلوا على أبوابها مطاهركم (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

تم مسجدوں کو بچوں، جھگڑوں، حدود کے قائم کرنے اور خرید وفروخت سے بچائے رکھو اور جمعہ کے روز خوشبو کا اہتمام کیا کرو اور مسجدوں کے دروازوں پر وضوء کے برتن (لوٹے) رکھا کرو۔☆

منقطع ہے، راوی مکحول کا حضرت معاذ سے سماع نہیں ہے (مجمع ص۲۶ ج۱)۔

(٥٧٦) احتجم في المسجد (زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے مسجد میں سنگی لگوائی۔☆

ضعیف ہے، راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے، امام مسلم فرماتے ہیں اصل لفظ احتجر تھا جس کو ابن لھیعہ نے غلطی سے احتجم بنا دیا ہے (مجمع ص۲۱ ج۲)۔

(٥٧٧) إذا وجد أحدكم القملة في المسجد فليدفنها (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی مسجد میں جوء پائے تو اس کو دفن کر دے۔☆

من گھڑت ہے، یوسف بن خالد سمتی کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص۴۶۴ ج۴)۔

(٥٧٨) ابنوا المساجد وأخرجوا القمامة منها - واخراج القمامة منها مهور الحور العين (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

تم مسجدیں بناؤ اور ان سے کوڑا کرکٹ نکالو ان سے کوڑا کرکٹ نکالنا حوروں کا حق مہر ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عمر بن صبح متروک ہے (دارقطنی ☆)، کذاب ہے (ازدی ☆ میزان ص۲۰۷ ج۳)۔

(٥٧٩) كنس المساجد مهور الحور العين (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مسجدوں کی صفائی حوروں کا حق مہر ہے۔☆

٥٧٥۔ طبراني كبير ص١٧٣ ج٢٠ ح٣٦٩، مجمع ص٢٦ ج٢۔

٥٧٦۔ مسند أحمد ص١٨٥ ج٥، مجمع ص٢٠ ج٢۔

٥٧٧۔ طبراني أوسط ص١١٤ ج٢ ح١٢١٩، مجمع ص٢٠ ج٢۔

٥٧٨۔ طبراني كبير ص١٩ ج٣ ح٢٥٢١، در منثور ص٢١٧ ج٣، كنز العمال ص٦٥٥ ج٧۔

٥٧٩۔ كتاب الموضوعات ص٢٤٥ ج٢، تفسير قرطبي ص١٤٣ ج١٦ (الدخان ٥٤)۔

غیر صحیح ہے، اس میں کئی مجہول راوی ہیں اور ایک راوی عبد الواحد بن زید ثقہ نہیں (ابن معین)، متروک الحدیث ہے (بخاری، فلاس، نسائی ☆ کتاب الموضوعات ص۴۳۶ ج۲)۔

(۵۸۰) قبیلہ کی مسجد میں نماز پچیس نمازیں ہیں اور جامع مسجد میں ایک سو پانچ نمازیں ہیں مسجد حرام میں ایک لاکھ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار اور بیت المقدس میں پچاس ہزار نمازیں ہیں (انس)۔

اس متن کے ساتھ دیلمی نے ذکر کی ہے امام ذہبی نے اسے مختصراً روایت کیا ہے اور فرمایا ہے سخت منکر ہے (میزان ص۵۲۱ ج۳)۔

(۵۸۱) لا صلوة لجار المسجد إلا في المسجد (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

مسجد کے پڑوسی کی نماز صرف مسجد میں ہے۔☆

ضعیف ہے (بیہقی ص۵۷ ج۳)، راوی سلیمان بن داؤد ضعیف ہے (احادیث ضعاف ۱۷۵)۔

منکر الحدیث ہے (بخاری)، کوئی شئ نہیں (ابن معین ☆ میزان ص۲۰۳)۔

(۵۸۲) اور یہی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے جس کا راوی عمر بن راشد یمانی کا ذکر بغیر قدح کے جائز نہیں (کتاب المجروحین ص۸۳ ج۲)۔

اور حضرت علی سے بھی موقوفاً مروی ہے جو ضعیف ہے، راوی سعید بن حیان ممکن ہے کہ پہچانا جائے (میزان)۔

(۵۸۳) اور حضرت جابر سے بھی مروی ہے جس کا راوی محمد بن سکین شقری ضعیف ہے (احادیث ضعاف ۱۷۵)، پہچانا نہیں جاتا اس کی سند میں نظر ہے اور خبر منکر ہے (ذہبی ☆ التعلیق المغنی ص۴۲۰ ج۱)۔

۵۸۰۔ ابن ماجة ج۱۴۱۳، دیلمی ص ٤٤ ٥ ج ٢ ح ٣٥٤٨؛ طبراني أوسط ص٧ ج٨ ح ٧٠٠٤.

۵۸۱۔ بیهقي ص٥٧ وص١١١ ج٣، دارقطني ص٤٢٠ ج١، المستدرك ص٢٤٦ ج١، نصب الراية ص٤١٢ ج٤، كنز العمال ص٦٥٠ ج٧، الفوائد المجموعة ص١٦، تنزيه الشريعة ص٩٩ ج٢، صيغة ص٢١٧ ج١، تذكرة الموضوعات ص٣٦، العلل المتناهية ص٤١٢ ج١، اللآلي ص١٥ ج٢، أرواء ص٢٥١ ج١، فتح الباري ص٤٣٩ ج١.

۵۸۲۔ كتاب المجروحين ص٩٤ ج٢.

۵۸۳۔ دارقطني ص٤٢٠ ج١.

(٥٨٤) من سمع النداء من جيران المسجد وهو صحيح من غير عذر فلم يجب فلا صلوة له (علي رضي الله عنه)۔

جو شخص مسجد کا پڑوسی ہو تو وہ موذن کو اذان کہتے سنے تو پھر بغیر عذر کے نہیں آیا اس کی نماز قبول نہیں۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی حارث الاعور متہم ہے۔

(٥٨٥) إذا صلى لا يضع تحت قدميه شيئاً إلا أنا مطرنا يوما فوضع تحت قدميه نطعاً (عائشة رضي الله عنها)۔

آپ نماز پڑھتے وقت پاؤں کے نیچے کوئی چیز نہ رکھتے مگر ایک دن بارش ہوئی تو آپ نے قدموں کے نیچے چٹائی رکھی۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن اسحاق متروک ہے (مجمع ص ٥٧ ج ٢)، متروک الحدیث ہے دارقطنی ☆ المغنی فی الضعفاء ص ٩ ج ١)۔ اور یہ اس حدیث کے روایت کرنے میں متفرد ہے (طبرانی اوسط ص ٣٦٢ ج ٦)۔

باب قبلہ

(٥٨٦) انصرف رسول الله ﷺ نحو بيت المقدس وهو يصلي الظهر وانصرف بوجهه إلى الكعبة (أنس رضي الله عنه)۔

رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے اور جب سلام پھیرا تو کعبہ کی طرف سے پھیرا۔☆

منکر ضعیف ہے، راوی عثمان سعید یحییٰ قطان، ابن معین اور ابو زرعہ کے نزدیک ضعیف ہے (مجمع ص ١٣ ج ٢)، صحیح میں ظہر کی بجائے صبح کی نماز ہے۔

٥٨٤۔ دارقطني ص ٤٢٠ ج ١، احاديث ضعاف ص ١٧٥۔

٥٨٥۔ طبراني أوسط ص ٣٦٢ ج ٦، ح ٥٧٧٣، مجمع ص ٥٧ ج ٢۔

٥٨٦۔ مجمع ص ١٣ ج ٢، كشف الاستار ح ٤٢٠۔

(٥٨٧) كنا مع رسول الله ﷺ في أحدى صلوتي العشي حين صرفت القبلة فدار النبي ﷺ و درنا معه في ركعتين (عماره)۔

ہم ظہر یا عصر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے جب قبلہ بدلا رسول اللہ ﷺ قبلہ کی طرف گھوم گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ دو رکعتوں میں گھوم گئے۔☆

راوی عبد الملک بن حسین نخعی ضعیف ہے (مجمع ص۱۳ ج۲)، کوئی شئی نہیں (ابن معین)، قوی نہیں (ابو زرعہ مجمع ص۶۵۳ ج۲)۔

(٥٨٨) ہم ظہر یا عصر کی نماز مسجد بنی حارثہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے ہم نے ابھی دو رکعتیں ہی پڑھی تھیں کہ کسی نے کہا قبلہ بدل گیا ہے تو مرد عورتوں کی جگہ ہو گئے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر لیا رسول اللہ نے فرمایا یہی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لائے (تویلہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی اسحاق بن اسمٰعیل السواری ضعیف متروک ہے (مجمع ص۱۵ ج۲)، واہ ہے (ابو زرعہ)، منکر الحدیث ہے (دار قطنی)، اس کو چھوڑ دیا گیا ہے (بخاری)، کذاب ہے حدیث وضع کرتا تھا (ابن معین ☆ میزان ص۱۸۳ ج۱)۔

(٥٨٩) تبعث النخامة في القبلة وهي في وجه صاحبها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

قبلہ میں تھوک کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور وہ تھوکنے والے کے منہ پر ہوگا۔☆

ضعیف ہے، راوی عاصم بن عمر امام بخاری اور دیگر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے (مجمع ص۱۹ ج۲)۔

(٥٩٠) من بزق في قبلة ولم يوارها يوم القيامة أحمي ما تكون حتى تقع بين عينيه (أبو أمامة)۔

۵۸۷۔ مجمع ص۱۳ ج۲۔

۵۸۸۔ طبرانی کبیر ص۲۰۷ ج۲۴ ح ۵۳۰، مجمع ص۱٤ ج۲۔

۵۸۹۔ مجمع ص۱۹ ج۲، کشف الاستار ح۴۱۳، کنز ص٤٩٦ ج۷۔

۵۹۰۔ طبرانی کبیر ص۲٤٥ ج۸ ح ۷٩٦٠، مجمع ص۱۹ ج۲، الدر المنثور ص۵۱ ج۵۔

جو قبلہ کی طرف تھوکے اور اسے دفن نہ کرے قیامت کے روز اسے گرم کر کے تھوکنے والے کی دونوں آنکھوں کے درمیان لگا دیا جائے گا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی جعفر بن زبیر سخت ضعیف ہے (مجمع ص۱۹ ج۲ دیکھئے نمبر ۳۵۸)۔

(۵۹۱) ان احدکم اذا قام فی الصلوۃ فانه یقوم بین یدی الله مستقبل ربه وملکه عن یمینه وقرینه عن یساره فلا یتفلن أحدکم بین یدیه ولا عن یساره أو تحت قدمه ثم لیعرك فلیشدد عرکه فانما یعرك اذن الشیطان والذی بعثنی بالحق لو ینکشف بینکم وبینه الحجب أو یؤذن للمسجد فی الکلام لشکا ما یلقی ذلك۔

جب کوئی نماز میں ہو تو اپنی دائیں طرف نہ تھوکے ہاں بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لے۔ پھر سختی سے اس کو مسل دے کیونکہ وہ حقیقت میں شیطان کو مسلتا ہے اگر تمہارے اور اس کے درمیان میں سے پردے اٹھا لیے جائیں یا مسجد کو کلام کرنے کی اجازت مل جائے تو جو اسے تھوک پڑنے سے تکلیف پہنچی ہے وہ ضرور اس کی شکایت کرے (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی عبید اللہ بن زحر کوئی شئ نہیں اس کی حدیث ضعیف ہے (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (ابن المدینی)، قوی نہیں (دارقطنی)، اور اس کا استاذ علی بن زید متروک ہے، ابن حبان کہتے ہیں یہ ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا۔ جس سند میں عبید اللہ اور علی بن زید اور قاسم جمع ہو جائیں تو وہ روایت ان کی اپنی بنائی ہوگی (میزان ص۷ ج۳)۔

(۵۹۲) إن العبد إذا قام فی الصلوۃ فتحت له الجنان وکشفت الحجب بینه وبین ربه واستقبلته الحور العین ما لم یمتخط أو یتنخم (أبو أمامة)۔

بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے لیے جنتیں کھول دی جاتی ہیں رب اور اس کے درمیان پردے ہٹا دیے جاتے ہیں اور حوریں اس کا استقبال کرتی ہیں جب تک وہ کھنگارے اور تھوکے نہ۔☆

۵۹۱۔ طبرانی کبیر ص۱۹۹ ج۸، ح ۷۸۰۸، مجمع ص۱۹ ج۲۔

۵۹۲۔ طبرانی کبیر ص۲۵۰ ج۸، ح ۷۹۸۰، مجمع ص۲۰ ج۲۔

ضعیف ہے، راوی طریف بن صلت اور حجاج بن عبداللہ کا تذکرہ نہیں ملا (مجمع ص ۲۰ ج ۲)۔

(۵۹۳) رأیت رسول لله ﷺ یزق عن یمینه وعن یساره و بین یدیه (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ)۔

دائیں اور بائیں طرف اور سامنے تھوکتے۔ ☆

باطل ہے، راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص ۶۶۲ ج ۳)۔

(۵۹۴) نهى أن تتخذ القبور محاريب۔

منع فرمایا کہ قبریں محراب بنائی جائیں۔ ☆

ان الفاظ سے کوئی حدیث رسول نہیں۔

☆☆☆☆☆

TRUEMASLAK@INBOX.COM

۵۹۳۔ مجمع ص ۲۰ ج ۲ بحوالة طبراني كبير.

۵۹۴۔ اس کا اصل ماخذ معلوم نہیں۔

۱۰- کتاب صفۃ الصلوٰۃ

نیت

(۵۹۵) النیة الحسنة تدخل صاحبها الجنة (جابر رضی اللہ عنہ)۔

اچھی نیت اپنے صاحب (نیت کرنے والے) کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبدالرحیم بن حبیب فریابی حدیثیں وضع کرتا تھا اس نے ثقہ راویوں کے نام پر تقریباً پانچ سو حدیثیں وضع کی ہیں (کتاب المجروحین ص۱۶۳ ج۲)، اس کا استاذ اسماعیل بن یحیٰی بھی کذاب ہے حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۲۵۳ ج۱)۔

(۵۹۶) النیة الصادقة معلقة بالعرش فإذا صدق العبد نیته تحرك العرش فیغفر له (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

سچی نیت عرش کے ساتھ لٹکی رہتی ہے بندہ جب سچی نیت کرتا ہے تو عرش حرکت میں آ جاتا ہے اور نیت کرنے والے کو بخش دیا جاتا ہے۔☆

باطل ہے، ایک راوی قرہ منکر الحدیث ہے (فیض القدیر ص۳۰۱ ج۶)، دوسرا راوی قاسم بن نصر سامری غیر معروف ہے اس نے یہ حدیث عجیب اور باطل روایت کی ہے (میزان ص۳۸۱ ج۳)۔

(۵۹۷) نیة المؤمن ابلغ من عمله (أنس رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی یوسف بن عطیہ کے ضعف پر سب کا اتفاق ہے نسائی کہتے ہیں متروک ہے ابن معین فرماتے ہیں کوئی شئ نہیں بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (میزان ص۴۶۸ ج۴)۔

(۵۹۸) نیة المؤمن خیر من عمله وعمل المنافق خیر من نیته (سهل بن سعد

۵۹۵۔ دیلمی ص۵۰ ج۵ ح۷۱۴۶، ضعیفة ص۲۵۱ ج۱۰ /۱۔

۵۹۶۔ تاریخ بغداد ص۴۴۸ ج۱۲، العلل المتناهیة ص۳۳۶ ج۲، ضعیفة ص۲۵۲ ج۱۰ /۱۔

۵۹۷۔ شعب الایمان ص۳۴۳ ج۵، المقاصد الحسنة ص۴۵۰، کشف الخفاء ص۳۲۴ ج۲۔

الساعدی رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حاتم بن عباد بن دینار مجہول ہے، حافظ عراقی نے اس روایت کو حاتم کی وجہ سے ضعیف کہا ہے (تعلیق بر معجم کبیر ص۱۸۵ ج۶)، اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس کے راوی سلیمان بن عمر نخعی کے وضاع ہونے پر تمام محدثین کا اجماع ہے (الکامل ص۱۱۰۰ ج۳)۔

(۵۹۹) نیة المؤمن خیر من عمله و نیة الفاجر شر من عمله (نواس رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور فاجر کی نیت اس کے عمل سے بدتر ہے۔☆

باطل ہے، ایک راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے، دوسرا راوی عثمان بن عبد اللہ متہم ہے (تعلیق بر مسند فردوس ص۳۵ ج۵)، یہ ثقہ راویوں کے نام پر منکر حدیثیں روایت کرتا تھا اس نے متعدد من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (الکامل ص۱۸۲۳ ج۵)۔

(۶۰۰) نیة المؤمن خیر من عمله ان الله لیعطی العبد علی نیته ما لا یعطیه علی عمله و ذلك ان النیة لا ریاء فیها و العمل یخالطه الریاء (أبو موسی رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ بندے کو نیت پر وہ اجر دیتا ہے جو عمل کرنے پر نہیں دیتا یہ اس لئے کہ نیت میں ریاء کاری کا دخل نہیں ہوتا اور عمل میں ریاکاری شامل ہو جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے، مسند فردوس میں یہ روایت بلا سند ہے اور فردوس کے معلق نے سخاوی کے حوالہ سے اس روایت کو ضعیف کہا ہے (تعلیق بر فردوس ص۳۵ ج۵)۔

نوٹ: نماز شروع کرتے وقت الفاظ کے ساتھ مروجہ نیت بدعت ہے۔

۵۹۸۔ تاریخ بغداد ص۲۳۷ ج۹، طبرانی کبیر ص۱۸۵ ج۶ ح۵۹۴۲، مجمع ص۶۱ ج۱ وص۱۰۹ ج۱، حلیة الأولیاء ص۲۵۵ ج۳، موضوعات کبیر ص۱۲۴، دیلمی ص۳۰ ج۵ ح۷۰۹۶، المقاصد الحسنة ص۴۵۰، الدرر المنتشرة ص۴۷۔

۵۹۹۔ مسند الشهاب ص۱۱۹ ج۱، وتعلیق دیلمی ص۳۵ ج۵، کشف الخفاء ص۳۲۴ ج۲۔

۶۰۰۔ دیلمی ص۳۵ ج۵ ح۷۰۹۷، المقاصد الحسنة ص۴۵۰، کشف الخفاء ص۳۲۴ ج۲۔

(۶۰۱) اللہ اکبر کی راء جزم کے ساتھ ہے۔☆ حدیث رسول اللہ نہیں نخعی کا قول ہے۔

(۶۰۲) إن من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة (علی رضی اللہ عنہ)۔
سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھا جائے۔☆ منکر ہے، ایک راوی زیاد بن زید سوائی مجہول ہے، سند ثابت نہیں متروک ہے (بیہقی)، اس روایت کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے اور عبد الرحمن بن اسحاق واسطی باتفاق ضعیف ہے (نووی ☆ نصب الرایہ ص۳۱۴ ج۱)۔

(۶۰۳) مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے حضرت وائل سے جو روایت پیش کی جاتی ہے اصل روایت میں تحت السرہ کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ ان الفاظ کو ناشر نے اپنی طرف سے بڑھا کر حدیث رسول میں تحریف کا گھناؤنا جرم کیا ہے۔

(۶۰۴) كان يجمع في أول صلاته بين سبحانك اللهم وبحمدك وبين وجهت (علی رضی اللہ عنہ)۔
نماز کے شروع میں سبحانک اللہم اور وجہت وجہی ملا کر پڑھتے تھے۔☆
من گھڑت ہے، راوی خالد بن قاسم کی روایات من گھڑت ہیں (درایہ ص۱۲۹ ج۱) اور یہ روایت بھی من گھڑت اور باطل ہے، جس کا کچھ اصل نہیں (علل الحدیث ص۱۴۷ ج۱)۔ اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں دعائیں ملا کر پڑھتے تھے ہاں البتہ صرف "سبحانك اللهم" کا پڑھنا ثابت ہے۔ واللہ اعلم۔

(۶۰۵) رات جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو ثناء کے بعد تین مرتبہ لا اله الا الله، تین مرتبہ الله اكبر اور أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه کہتے اور پھر قرأت شروع کرتے (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔

۶۰۱۔ المقاصد الحسنة ص۱۶۰، تذكرة الموضوعات ص۳۸۔

۶۰۲۔ مسند أحمد ص۱۱۰ ج۱، ابو داؤد مع عون المعبود ص۲۷۵ ج۱، دار قطني ص۲۶٤ ج۱، بيهقي ص۳۱ ج۱، نصب الراية ص۳۱٤ ج۱۔

۶۰۳۔ ابن أبي شيبة ص۳٤۳ ج۱ ح۳۹۳۸۔

۶۰٤۔ علل الحديث ص۱٤۷ ج۱، هداية ص۱۰۲ ج۱۔

۶۰۵۔ أبو داؤد ح۷۷۵ وترمذي ح۲٤۲، نصب الراية ص۳۲۱ ج۱۔

راوی علی بن علی کی مرسل ہے اور جعفر بن سلیمان کو وہم ہو گیا ہے (ابو داؤد)، اس حدیث کی سند میں کلام ہے (ترمذی)، علی بن علی خود متکلم فیہ ہے (یحییٰ بن سعید)، بعض محدثین نے کلام کیا ہے اور بعض نے ثقہ کہا ہے (منذری)، یہ حدیث صحیح نہیں (احمد ☆ نصب الرایہ ص ۳۲۱ ج ۱)۔

بسم اللہ بالجہر

(٦٠٦) سئل ابن عباس عن الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم فقال كنا نقول هي قرأة الأعراب (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ابن عباس سے بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنے کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہم اسے اعرابیوں کی قرأت کہتے ہیں۔☆

ضعیف ہے، ابوسعد بقال ضعیف مدلس ہے (خیر البراہین ص ۱۳۹)۔

(٦٠٧) كان علي وعبد الله لا يجهر أن ببسم الله الرحمن الرحيم ولا بالتعوذ ولا بأمين (أبو وائل رضی اللہ عنہ)۔

حضرت علی اور عبداللہ بسم اللہ اور اعوذ باللہ اور آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔☆

ضعیف ہے، دونوں حدیثوں کا راوی ابو سعد سعید بن مرزبان مشہور مدلس اور متروک الحدیث ہے (نصب الرایہ ص ۱۵۷ ج ۲، خیر البراہین فی الجہر بالتامین ص ۱۳۹)۔

(٦٠٨) يستفتح الصلوة ببسم الله الرحمان الرحيم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

نماز بسم اللہ سے شروع کرتے۔☆

راوی ابو خالد مجہول ہے اور روایت غیر محفوظ ہے (میزان ص ۲۳۶ ج ۱)، ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند درست نہیں۔

٦٠٦۔ مجمع الزوائد ص ۱۰۸ ج ۱، کشف الاستار ح ۵۲۵۔

٦٠٧۔ طبراني كبير ص ۲۶۲ ج ۹ ح ۹۳۰٤، مجمع ص ۱۰۸ ج ۲، نصب الراية ص ۱۵۷ ج ۲۔

٦٠٨۔ ترمذي ح ۲٤٥، عقيلي ص ۸۱ ج ۱، دارقطني ص ۳۰٤ ج ۱۔

(٦٠٩) إذا افتتح الصلوة يبدأ ببسم الله الرحمان الرحيم (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

نماز بسم اللہ سے شروع کرتے۔☆ سخت ضعیف ہے، راوی عبد الرحمن اور اس کا باپ عبد اللہ عمری دونوں ضعیف ہیں (نصب الرایہ ص ٣٢٥ ج ١)۔

(٦١٠) بأي شيء يفتتح القرآن إذا افتتح الصلوة قلت ببسم الله الرحمن الرحيم (بریدہ رضی اللہ عنہ)۔

میں نے پوچھا آپ ﷺ نماز میں قرآن کہاں سے پڑھنا شروع کرتے فرمایا بسم اللہ سے۔☆

سخت ضعیف ہے، ایک راوی سلمہ بن صالح الاحمر ثقہ نہیں (ابن معین)، ضعیف ہے (نسائی ☆ میزان ص ١٩١ ج ٢)، اور دوسرا راوی ابو قلد یزید متروک الحدیث ہے (میزان ص ٣٢٥ ج ١)۔

(٦١١) علمني جبريل الصلوة فقام فكبر لنا ثم قرأ ببسم الله الرحمان الرحيم فيما يجهر به في كل ركعة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جبریل نے مجھے نماز سکھائی اور کھڑے ہوئے تو ہر اس رکعت میں بسم اللہ بلند آواز سے پڑھی جس میں قرأت جہری کی جاتی ہے۔☆

ساقط ہے، راوی خالد بن الیاس کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے، احمد اور ابو حاتم کہتے ہیں منکر الحدیث ہے، نسائی فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے، ابن معین فرماتے ہیں کوئی شئی نہیں ہے، اس کی حدیث نہ لکھی جائے، بخاری کہتے ہیں کوئی شئی نہیں، ابن حبان کہتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت روایت کرتا تھا (نصب الرایہ ص ٣٤٣ ج ١)۔

(٦١٢) كان يجهر في المكتوبات ببسم الله الرحمن الرحيم (علي و عمار رضی اللہ عنہ)۔

فرض نمازوں میں بسم اللہ جہر سے پڑھتے۔☆ باطل ہے، راوی عبد الرحمن بن سعید المؤذن صاحب مناکیر

٦٠٩۔ دارقطني ص٣٠٥ ج١، نصب الراية ص٣٢٥ ج١۔

٦١٠۔ دارقطني ص٣١٠ ج١، نصب الراية ص٣٢٥ ج١، الدر المنثور ص٧ ج١۔

٦١١۔ دارقطني ص٣٠٧ ج١، نصب الراية ص٣٢٥ ج١، الدر المنثور ص٧ ج١۔

٦١٢۔ المستدرك ص٢٩٩ ج١، نصب الراية ص٣٤٤ ج١، دارقطني ص٣٠٢ ج١۔

ہے (ذہبی)، ضعیف ہے (ابن معین)، دوسرا راوی سعید ہے اگر اس سے مراد کریزی ہے تو ضعیف ہے اور اگر کوئی اور ہے تو مجہول ہے یہ خبر سخت کمزور ہے گویا کہ من گھڑت ہے (ذہبی)، اس کی سند ضعیف ہے (بیہقی)، تیسرا راوی فطر بن خلیفہ غیر ثقہ ہے (سعدی)، حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے مگر وہ قابل اعتماد نہیں کیونکہ اس کا تساہل مشہور ہے (زیلعی)، اور یہ حدیث باطل ہے (ابن عبدالہادی)، یہ روایت عمرو بن شمر اور جابر جعفی کی سند سے بھی مروی ہے یہ دونوں قابل حجت نہیں کمزور ہے۔ حاکم فرماتے ہیں یہ بہت سی موضوع روایات والا ہے (تفصیلی جرح کے لئے دیکھئے (نصب الرایہ ص ۳۴۴ ج ۱)۔

(٦١٣) يجهر ببسم الله الرحمان الرحيم في السورتين جميعا (علی رضی اللہ عنہ)۔

آپ بسم اللہ کو دونوں سورتوں (فاتحہ اور بعد والی) میں جہر کرتے۔☆

من گھڑت ہے، یہ حدیث راوی عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد نے عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کی ہے یہ اپنے آباء کے نام سے من گھڑت روایات کرتا تھا اس سے حجت پکڑنی جائز نہیں گویا کہ یہ وہم زدہ ہو جاتا ہے حتی کہ اپنے بڑوں سے من گھڑت چیزیں لے آتا تھا (کتاب المجروحین ص ۱۲۱ ج ۱)۔

(٦١٤) إذا أم الناس جهر ببسم الله الرحمان الرحيم (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب آپ امامت کراتے تو بسم اللہ بالجہر پڑھتے۔☆

منکر ہے، راوی ابو اویس اس روایت میں متفرد ہے اور دوسروں کی مخالفت کی ہے لہذا قابل حجت نہیں ہے (درایہ ص ۱۳۳ ج ۱)۔

(٦١٥) بسم اللہ بالجہر کرتے (ابن عباس رضی اللہ عنہما)۔

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن عمرو بن حسان واہ ہے، اس کی دوسری سند بھی ہے جس کا راوی ابو صلت ضعیف اور حدیث چور ہے (درایہ ص ۱۳۳ ج ۱)۔

٦١٣۔ المستدرك ص ٢٣٢ ج ١۔

٦١٤۔ دارقطني ص ٣٠٦ ج ١، درايه ص ١٣٣ ج ١۔

٦١٥۔ دارقطني ص ٣٠٣ ج ١، درايه ص ١٣٣ ج ١۔

٦١٦۔ دارقطني ص ٣٠٤ ج ١، درايه ص ١٣٣ ج ١۔

(٦١٦) لم يزل يجهر ببسم الله في السورتين حتى قبض (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ تا حیات بسم اللہ کو دونوں سورتوں میں جہر سے پڑھتے رہے۔☆

ضعیف ہے، راوی عمر بن حفص مکی ضعیف ہے (درایہ ص۱۳۴ ج۱)، پتہ نہیں یہ کون ہے اور یہ حدیث منکر ہے اس روایت کو ابن جریج سے عمر بن حفص اور سعید بن خثیم نے روایت کیا ہے اور سعید کو ابن معین نے ثقہ کہا ہے اور دوسروں نے اس پر چوک لگائی ہے (میزان ص۱۹۰ ج۳)، اس کی روایات غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۱۳۳ ج۲)۔

(٦١٧) صليت خلف النبي ﷺ وأبي بكر وعمر فكانوا يجهرون ببسم الله (ابن عمر)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی وہ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابو طاہر احمد بن عیسیٰ کذاب ہے (درایہ ص۱۳۴ ج۱)۔

(٦١٨) صليت خلف النبي ﷺ فجهر بالبسملة (حكم بن عمير رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بسم اللہ کو بالجہر پڑھا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن اسحاق ضبی متروک ہے، دارقطنی میں راوی اسحاق کے بجائے حبیب ہے جو متغیر ہے (درایہ ص۱۳۴ ج۱)۔

(٦١٩) أمني جبريل عند الكعبة فجهر ببسم الله (نعمان رضی اللہ عنہ)۔

جبریل نے کعبہ کے پاس میری امامت کرائی تو بسم اللہ کو جہر کیا۔☆

من گھڑت ہے، اس کا ایک راوی احمد بن حماد ضعیف ہے اور دوسرا راوی یعقوب بن یوسف ضبی ہے، زیلعی فرماتے ہیں مشہور نہیں ہے جس نے اس کی تلاش میں جرح وتعدیل کی بہت سی کتابیں کھنگال ڈالیں مگر مجھے اس کی کوئی اصلیت معلوم نہیں ہو سکی، میرا خیال ہے کہ یہ روایت اس کی گھڑی ہوئی ہے (نصب الرایہ ص۳۴۹ ج۱)۔

٦١٧۔ دارقطني ص٣٠٥ ج١، عقيلي ص٤٢ ج٤، دراية ص١٣٤ ج١۔

٦١٨۔ دارقطني ص٣١٠ ج١، دراية ص١٣٤ ج١۔

٦١٩۔ دارقطني ص٣٠٩ ج١، نصب الراية ص٣٤٩ ج١، الدر المنثور ص٨ ج١۔

قرأت فاتحہ

(٦٢٠) لا صلوة لمن لم يقرأ في كل ركعة الحمد وسورة في فريضة وغيرها (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

اس کی نماز نہیں جو ہر رکعت میں سورت فاتحہ اور کوئی سورت ملا کر نہیں پڑھتا نماز فرضی ہو یا نفلی۔☆

ضعیف ہے۔

(٦٢١) لا صلوة إلا بفاتحه الكتاب والسورة (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک سورت فاتحہ اور کوئی سورت ملا کر نہ پڑھی جائے۔

(٦٢٢) لا تجزى صلوة إلا بفاتحة الكتاب ومعها غيرها (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

نماز سورت فاتحہ اور اس کے ساتھ اور سورت کے بغیر کفایت نہیں کرتی۔☆

ضعیف ہے، ان تینوں روایتوں کا راوی ابو سفیان طریف بن شہاب سعدی کوئی شئی نہیں ضعیف ہے (ابن معین)، محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بخاری)، متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ الکامل ص١٤٣٦ ج٤)، ضعیف ہے (تقریب ص١٥٦)۔

(٦٢٣) لا صلوة إلا بفاتحة الكتاب وآيتين من القرآن (عبادة رضی اللہ عنہ)۔

نماز سورت فاتحہ اور قرآن کی دو آیات کے بغیر نہیں ہے۔☆

منکر ضعیف ہے، راوی حسن بن یحییٰ الخشنی صدوق کثیر الغلط ہے (تقریب ص٧٣)۔

(٦٢٤) لا تجزى صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وآيتين فصاعداً (عمران بن حصين)۔

وہ نماز جائز نہیں جس میں سورت فاتحہ اور دو یا زیادہ آیتیں نہ پڑھی جائیں۔☆

٦٢٠۔ ابن ماجة ح٨٧٤ باب القراءة خلف الامام، ابن أبي شيبة ص٣٦١ ج١، تلخيص ص٢٤٢ ج١۔

٦٢١۔ الكامل ص١٤٣٦ ج٤، نصب الراية ص٣٦٣ ج١، ص٣٦٥ ج١۔

٦٢٢۔ بيهقي ص٣٨٠ ج٢، جامع المسانيد ص٣١٢ وص٣١٥ ج١۔

٦٢٣۔ طبراني أوسط ص١٢٨ ج٣ ح٢٢٨٣۔

٦٢٤۔ الكامل ص٩٩١ ج٣، ابن خزيمة ص٢٤٨ ج١۔

ضعیف ہے، راوی ربیع بن بدر کوئی شی نہیں (ابن معین)، ضعیف ہے (ابو داود)، متروک ہے (نسائی)، اس کی عام روایات پر متابعت نہیں ہے (ابن عدی ☆ میزان ص۳۹ ج۲)۔

(٦٢٥) لا تجزی فی المكتوبة إلا بفاتحة الكتاب وثلاث آيات فصاعداً (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

فرضی نماز کفایت نہیں کرتی جب تک اس میں سورت فاتحہ اور تین یا زیادہ آیات نہ پڑھی جائیں۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عمر بن یزید مدائنی منکر الحدیث ہے (الکامل ص۱۶۸۷ ج۵)۔

(٦٢٦) لا تجزی صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب وشیء معها (أبو مسعود أنصاری رضی اللہ عنہ)۔

وہ نماز کفایت نہیں کرتی جس میں سورت فاتحہ اور اس کے ساتھ کچھ اور نہ پڑھا جائے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن ایوب برسانی اصفہانی مجہول ہے (میزان ص۲۱ ج۱)۔

(٦٢٧) أمرنی رسول الله ﷺ أن أنادی فی أهل المدينة أن لا صلوة إلا بقرأة ولو بفاتحة الكتاب (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں اہل مدینہ میں اعلان کروں کہ نماز قرأۃ کے بغیر نہیں خواہ سورت فاتحہ کی ہو۔☆

ضعیف ہے، راوی حجاج بن ارطاۃ صدوق کثیر الخطا اور مدلس ہے (تقریب ص۶۴)، اور یہ ہر کسی سے تدلیس سے روایت کرتا تھا خواہ وہ اس سے ملا ہو یا نہ ملا ہو (ابن حبان)، ضعیف ہے (ابن معین ☆ کتاب المجروحین ص۲۲۶ ج۱)، اس کی ایک سند اور بھی ہے جس کا ایک راوی ابو حنیفہ ہیں جو قوی نہیں ہیں اور دوسرا راوی احمد بن عبد اللہ بن محمد کوفی مجہول ہے اس نے نعیم سے منکر روایت کی ہے (لسان ص۲۰۰ ج۱)، اس نے ابو حنیفہ کی منکر حدیثیں روایت کی ہیں جو باطل ہیں (ابن عدی ☆ نصب الرایہ ص۳۶۷ ج۱)، یہ حدیث ضعیف اور واہ ہے (درایہ ص۱۳۸ ج۱)۔

٦٢٥۔ الكامل ص١٦٨٧ ج٥۔

٦٢٦۔ تاريخ اصفهان ص٧٣ ج١ وص٣٢ ج٢۔

٦٢٧۔ أبو داؤد من ترك القرأة فی صلوته ح ٨٢٠، نصب الراية ص٣٦٧ ج١، درايه ص١٣٨ ج١۔

(٦٢٨) أم القرآن عوض من غيرها وليس غيرها منها عوض (عبادة رضی اللہ عنہ)۔

سورۃ الفاتحہ غیر سے (نماز کی قرأت میں) عوض ہے اور فاتحہ کا غیر اس سے عوض (بدل) نہیں۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن خلاد نامعلوم ہے (فیض القدیر ص۱۸۳ ج۲)، اور اس میں متفرد ہے (دارقطنی ص۳۲۲ ج۱)۔

قرأۃ خلف الامام

(٦٢٩) إنما جعل الإمام ليؤتم به فإذا كبر فكبروا وأذا قرء فانصتوا (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

امام اس لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ پڑھے تو تم خاموش ہو جاؤ۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن عجلان سیء الحفظ (الکاشف ص۷۷ ج۳)، اور مدلس ہے (طبقات المدلسین ص۱۰۶)، اس کی متابعت خارجہ بن مصعب نے کی ہے جو قوی نہیں (علل الحدیث ص۱۶۴ ج۱)، کوئی شئ نہیں کذاب ہے (ابن معین)، ابن مبارک اور وکیع نے اسے چھوڑ دیا تھا (بخاری)، متروک ہے جو کذاب راویوں سے تدلیس کرتا تھا (ابن حجر)، ابن معین نے اسے کذاب کہا ہے (تقریب ص۸۷ و میزان ص۶۲۵ ج۱)۔

نیز اس کی متابعت یحییٰ بن علاء سے بھی بیان کی جاتی ہے یہ بھی وضع حدیث کی طرف منسوب ہے (تقریب ص۳۸۷)۔

٦٢٨۔ المستدرك ص٢٣٨ ج١، دارقطني ص٣٢٢ ج١، در منثور ص٦ ج١، قرطبي ص١١٢ ج١، كنز العمال ص٥٥٨ ج١۔

٦٢٩۔ مسند أحمد ص٤٢٠ ج٢، ومواضع، علل الحديث ص١٦٤ ج١، أبو داؤد باب الامام يصلي من قعود ح٦٠٤، نسائي باب اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ح٩٢٠، ابن ماجة باب اذا قرء الامام فانصتوا ح٨٤٦، كتاب القراة ص١٣١، دار قطني ص٣٢٧ ج١، بيهقي ابن أبي شيبة ص٣٣١ ج١ ح٣٧٩٩ جزء القرأت ص١١٧.

(٦٣٠) وإذا قرأ الإمام فانصتوا (أنس رضی اللہ عنہ)

جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔☆

شاذ ہے، اس لیے کہ عام ثقہ راویوں جیسا کہ محمد بن بکار، اسماعیل بن سیف اور ابو الاشعث کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں ان الفاظ کو صرف حسن بن علی بن شعیب معمری نے روایت کیا ہے ابن عدی فرماتے ہیں یہ موقوف روایات کو مرفوع روایت کرتا اور حدیث کے متن میں ایسے الفاظ زیادہ کر دیتا جو اصل میں نہیں ہوتے (الکامل ص٧٤٩ ج٢)۔

(٦٣١) هل قرأ أحد منكم معي آنفاً قالوا نعم قال إني أقول ما لي أنازع القرآن فانتهى الناس عن القراءة معه حين قال ذلك (عبد الله بن بحينة)۔

ابھی تم نے میرے ساتھ پڑھا ہے؟ صحابہ نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا میں کہہ رہا تھا پتہ نہیں مجھ سے قرآن کی منازعت کیوں ہو رہی ہے جب لوگوں نے آپ سے یہ سنا تو وہ آپ کے ساتھ قرأت کرنے سے رک گئے۔☆

ضعیف اور منکر ہے، راوی محمد بن عبد اللہ بن مسلم نے یہ حدیث اپنے چچا سے روایت کی ہے ابن حبان کہتے ہیں کثیر الوہم ردی الحفظ ہے جب چچا سے روایت کرے تو غلطی کر جاتا تھا اور ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا تھا جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص٢٤٩ ج٢)۔

(٦٣٢) كانوا يقرأون خلف النبي ﷺ فقال خلطتم على القرآن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

صحابہ نبی ﷺ کے پیچھے قرأت کرتے تھے آپ نے فرمایا تم نے مجھ پر قرأت کو خلط ملط کر دیا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابو اسحاق مدلس اور مختلط ہے (تہذیب ص٦٧ ج٨)۔

(٦٣٣) ما كان صلوة يجهر فيها الإمام بالقراءة فليس لأحد أن يقرأ

٦٣٠۔ ابن ماجة ح٨٤٧ باب اذا قرء الامام فانصتوا، الكامل ص٧٤٩ ج٢، لسان ص٢٤٤ ج٢۔

٦٣١۔ مسند أحمد ص٣٤٥ ج٥۔

٦٣٢۔ التمهيد ص٤٩ ج١١، مسند أحمد ص٤٥١ ج١، طحاوي ص٢١٧ ج١، ابن أبي شيبة ص٣٣٠ ج١ ح٣٧٧٨، كتاب القرأة ص١٦٧۔

٦٣٣۔ كتاب القرأة ص١٤٥۔

معه (أبو هريرة رضي الله عنه)

جس نماز میں امام قرأۃ جہری کرے تو کسی کیلئے مناسب نہیں کہ وہ امام کے ساتھ قرأت کرے۔☆

بیہقی فرماتے ہیں منکر ہے، اس روایت کو میں نے مجموعہ اخبار میں نہیں پایا (کتاب القرأۃ ص ۱۴۵)۔

(٦٣٤) كل صلوة لا يقرأ فيها بأم الكتاب فهي خداج إلا صلوة خلف الإمام (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

ہر نماز جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے مگر وہ نماز جو امام کے پیچھے ہو۔☆

منکر اور ضعیف ہے، راوی عبد الرحمٰن بن اسحاق منکر الحدیث ہے (امام احمد)، ضعیف ہے (ابن معین ☆ کتاب القرأۃ ص ۱۹۵)، حدیث کی شناخت رکھنے والے اس روایت کو ثابت نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں اس کے راوی خالد طحان نے خطا کی ہے اور متن کو بدل دیا ہے حضرت ابوہریرہ کے قول انی اکون احیاناً خلف الامام کو بھول کی وجہ سے الا خلف الامام بنا دیا ہے (بیہقی کتاب القرأۃ ص ۱۹۵)، حدیث ضعیف ہے (کنز العمال ص ۴۴۴ ج ۷)۔

(٦٣٥) من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة (جابر رضي الله عنه)۔

جس کیلئے امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، اس کی چار سندیں ہیں ایک میں جابر جعفی متہم بالکذب ہے، دوسری سند میں ابوحنیفہ اور حسن بن عمارہ دونوں ضعیف ہیں (دارقطنی ص ۳۲۳ ج ۱)، دراصل یہ روایت موسیٰ بن ابی موسیٰ عن عبد اللہ بن شداد مرسل تھی جس کو ابوحنیفہ اور حسن بن عمارہ نے متصل روایت کر دیا ہے۔

اس کی تیسری سند میں ابو الزبیر مدلس ہے (طبقات المدلسین ص ۱۰۸)، اس کی سند میں ضعف ہے (نصب الرایہ ص ۱۰ ج ۲)، چوتھی سند میں سہل بن عباس متروک الحدیث ثقہ نہیں، طبرانی کہتے ہیں اس حدیث کو

٦٣٤۔ كتاب القرأة ص١٩٥، كنز ص٤٤٤ ج٧ ح١٩٧٠٤۔

٦٣٥۔ جامع المسانيد ص٣٢٧ ج١، ابن ماجة باب اذا قرء الامام فانصتوا ح٨٥٠، بيهقي ص١٦٠ وص١٦١ ج٢، مجمع الزوائد ص١١١ ج٢، دارقطني ص٣٢٣ ص٣٢٦ ج١، نصب الراية ص١٠ ج٢، معاني الآثار ص٢١٧ ج١، ارواء الغليل ص٢٦٨ ص٢٧٣ ج٢، تلخيص ص٢٣٢ ج١، تاريخ بغداد ص٣٣٧ ج١ ص٣٤٠ ج١٠، الكامل ص٢١٦ ج١ ص٤٤٢ ج٢، ضعيفة ص٥٧ ج٢۔

صرف سہل نے مرفوع روایت کیا ہے باقی تمام راویوں نے موقوف، دارقطنی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے (نصب الرایہ ص۱۰ ج۲)۔

(۶۳۶) اسی طرح مذکورہ روایت احمد بن منیع کے حوالہ سے بھی روایت کی جاتی ہے سردست اس کا ثبوت حدیث کی کسی معروف کتاب میں سے مہیا نہیں ہو سکا۔ واللہ عنداللہ۔

(۶۳۷) كل صلوة لا يقرأ فيها بأم الكتاب فيه خداج إلا أن يكون وراء الإمام (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

ہر نماز جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے پس وہ ناقص ہے مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔☆

ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن سلام ضعیف ہے (دارقطنی ص ۳۲۷ ج۱ وشرح معانی الآثار طحاوی ص ۲۴۶ ج۲)۔

(۶۳۸) من كان له إمام فقرأة له قرأة (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس کے لیے امام ہو تو اس کی قرأت اس کے لیے ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن فضل متروک ہے (دارقطنی ص ۳۲۶ ج۱)، اس کی روایت اہل کذب کی ہے (احمد)، کذاب ہے (فلاس ☆ میزان ص۶ ج۴)، یہ روایت اس نے اپنے باپ فضل بن عطیہ سے لی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے (احادیث ضعاف ص۱۴۹)۔

(۶۳۹) اور مذکورہ روایت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کی دو سندیں ہیں ایک میں جابر جعفی متہم بالکذب ہے اور دوسری میں ابو ہارون عمارہ بن جوین بھی کذاب ہے حماد نے اس کی تکذیب کی ہے، احمد فرماتے ہیں کوئی شی نہیں ابن معین کہتے ہیں ضعیف ہے حدیث میں اس کی تصدیق نہ کی جائے، نسائی کہتے ہیں متروک الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں یہ ابو سعید سے ایسی روایات کرتا ہے جو حضرت

۶۳۶۔ فتح القدير شرح هداية ص٢٩٥ ج١۔

۶۳۷۔ دارقطني ص٣٢٧ ج١، طحاوي ص٢١٨ ج١، الحاوي تخريج الطحاوي ص٥٠٥ ج١، كتاب القرأة ص١٦٠۔

۶۳۸۔ دارقطني ص٣٢٦ كتاب القرأة ص١٧٩۔

۶۳۹۔ كتاب القرأة ص١٩٨۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ کی احادیث میں سے نہیں ہوتیں۔ ابوعلی کے بقول فرعون سے بھی بڑا کذاب ہے، جوزجانی کہتے ہیں کذاب بہتان تراش ہے (میزان ص۱۷۴ ج۳)، نیز اس سند میں راوی اسمٰعیل بن عمرو بن نجیح ضعیف ہے (الکامل ص۳۱۷ ج۱)۔

(۶۴۰) اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے ابوہریرہ سے یہ روایت من گھڑت ہے، اس کے دو راوی اسماعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ ابویحییٰ تیمی اور محمد بن عباد ضعیف ہیں (دارقطنی ص۳۳۳ ج۱)، ابو یحییٰ ثقہ راویوں سے باطل روایتیں کرتا تھا (ابن عدی)، کذاب تھا (المغنی الضعفاء ص۸۹ ج۱)۔

(٦٤١) يكفيك قرأة الإمام خافت أو جهر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

تجھے امام کی قرآت کافی ہے خواہ وہ قرآت سری کرے یا جہری۔☆

منکر ہے، راوی عاصم بن عبد العزیز اشجعی میں نظر ہے (بخاری)، قوی نہیں (نسائی ودارقطنی ☆ التعلیق المغنی ص۳۳۳ ج۱)، اور یہ حدیث منکر ہے (دارقطنی ص۳۳۳ ج۱)، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرآت کرنے کی حدیث صحیح سند کے ساتھ موجود ہے (کتاب القرآت)۔

(٦٤٢) ما أرى الإمام إلا قد كفاهم (أبو درداء رضی اللہ عنہ)۔

میرے نزدیک امام مقتدیوں کے لیے کفایت کر جاتا ہے۔☆

موقوف ہے، امام نسائی فرماتے ہیں اس روایت کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا غلطی ہے ابودرداء کا قول ہے (نسائی ص۱۱۳ ج۱)، وحاکم اور یحییٰ بن صاعد بھی فرماتے ہیں مرفوع نہیں ہے (کتاب القرآۃ)، دارقطنی فرماتے ہیں اس حدیث کو مرفوع روایت کرنا زید بن حباب کا وہم ہے اور درست بات یہ ہے کہ یہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے (دارقطنی ص۳۳۳ ج۱)۔

(٦٤٣) من كان له إمام فقرأة الإمام له قرأة (أنس رضی اللہ عنہ)۔

٦٤٠۔ دارقطني ص٣٣٣ ج١، كتاب القرأة ص١٩٤۔

٦٤١۔ دارقطني ص٣٣٣ ج١، كتاب القرأة ص١٩٦، حلية الأولياء ص٢٦٥ ج٤۔

٦٤٢۔ نسائي ح٩٢٤ باب اكتفاء المأموم بقرأة الامام، بيهقي ص١٦٢ ج٢، نصب الراية ص١٧ ج٢۔

٦٤٣۔ كتاب المجروحين ص٢٠٢ ج٢، كتاب القرأة ص١٧٨۔

جس کے لیے امام ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی غنیم بن سالم سے مجہول اور ضعیف راویوں نے روایت کی ہے ایسے راوی سے دلیل پکڑنا کیسے جائز ہے جو ثقہ راویوں کی مخالفت کرے ہم نے اس روایت کو ایک نسخہ میں اس کی سند سے لکھا ہے جس میں اکثر روایتیں من گھڑت ہیں جن سے دلیل پکڑنی تو درکنار ان کا کتابوں میں ذکر کرنا بھی جائز نہیں ہے (کتاب المجروحین ص۲۰۳ ج۲ ملخصا)۔

(٦٤٤) لا قرأة خلف الإمام (شعبی)۔

امام کے پیچھے قرأت نہیں۔☆

مرسل ہونے کے باوجود من گھڑت ہے، شعبی سے روایت کرنے والا راوی محمد بن سالم ہمدانی ضعیف ہے (حفص بن غیاث، ابن معین، ابن سعد، یعقوب بن سفیان) ثقہ نہیں (نسائی وجوز جانی)، متروک ہے (دارقطنی وعمرو بن علی، وابو حاتم)، امام احمد نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ من گھڑت ہے اور اس کا شاگرد علی بن عاصم بھی ضعیف ہے (ارواء الغلیل ص۲۷۷ ج۲)۔

(٦٤٥) من قرأ خلف الإمام فقد اخطأ الفطرة (علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت سے خطاء کی۔☆

من گھڑت ہے، ایک راوی عبد اللہ بن ابی لیلی مجہول ہے اور دوسرا یحیی بن المنذر ضعیف ہے (دارقطنی)، اس کی حدیث میں نظر ہے (عقیلی ☆ التعلیق المغنی ص۳۳۲ ج۱)۔

(٦٤٦) من قرأ خلف الإمام فقد اخطأ الفطرة (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت سے خطا کی۔☆

٦٤٤۔ کتاب القرأة ص۱۸۸، دارقطنی ص۳۳۰ ج۱، أرواء ص۲۷۷ ج۲، کنز ص۶۱۸ ج۷۔

٦٤٥۔ کتاب القراة ص ۱۹۰ تا ۱۹۲، دارقطنی ص ۳۲۳ ج ۱، نصب الرایہ ص ۱۳ ج ۲

٦٤٦۔ کتاب القرأة ص۱۹۰ ۔ ۱۹۲، دارقطنی ص۳۳۲ ج۱، نصب الراية ص۱۳ ج۲، ابن أبی شیبة ص۳۳۰ ج۱، مصنف عبد الرزاق ص۱۳۷ ج۲، طحاوی ص۲۱۹ ج۱، کتاب المجروحین ص۹ ج۳، اشارة، لسان ص۶ ج۶۔

باطل ہے، اولاً راوی عبداللہ بن ابی لیلی مجہول ہے اور اس سے راوی اس کا بیٹا مختار ہے جو منکر الحدیث کم روایت والا ہے مجھے معلوم نہیں کہ مذکورہ روایت اس نے گھڑی ہے یا اس کے باپ نے خواہ کسی سے بھی ہو اس کی روایت سے حجت پکڑنا باطل ہے (کتاب المجروحین ص۹ ج۳)۔

اس روایت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ اصل نہیں ہے یہ ابن ابی لیلی مجہول آدمی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس نے صرف یہی حدیث روایت کی ہے جس کے باطل ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع شاھد ہے (کتاب المجروحین ص۵ ج۲)، امام بخاری فرماتے ہیں مختار نامعلوم راوی ہے پتہ نہیں کہ اس نے اپنے باپ سے سنا ہے یا کہ نہیں اسی طرح اس کے باپ نے حضرت علی سے سنا ہے یا کہ نہیں (التعلیق المغنی ص۳۳۱ ج۱)۔

(٦٤٧) يكفيك قرأة الإمام (علي رضی اللہ عنہ)۔

تجھے امام کی قرأت کافی ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، اس کی سند میں دو مجہول راوی ہیں۔

(٦٤٨) إذا أسررت قرأتي فاقرأوا وإذا جهرت بقرأتي فلا يقرأن معي أحد (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

میں جب قرأت سری کروں تو تم میرے ساتھ پڑھا کرو اور جب قرأت جہری کروں تو کوئی بھی میرے ساتھ قرأت نہ کرے۔☆

من گھڑت ہے، راوی زکریا الوقار منکر الحدیث متروک ہے (دارقطنی ص۳۳۳ ج۱)، حدیث وضع کرتا تھا (ابن عدی)، کذاب ہے (صالح جزرہ ☆ میزان ص۷۷ ج۲)۔

(٦٤٩) من قرأ خلف الإمام فلا صلوة له (زيد بن ثابت رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس کی نماز نہیں۔☆ من گھڑت ہے، راوی احمد بن علی بن سلمان ابوبکر

٦٤٧۔ كتاب القرأة ص١٩٢، دار قطني ص٣٣٢ ج١، نصب الراية ص١١ ج٢، حلية الأولياء ص٢٦٥ ج٤۔

٦٤٨۔ جزء القرأة ص٣٦، دار قطني ص٣٣٣ ج١، عقيلي ص٨٧ ج٢، لسان ص٤٨٥ ج٢، كتاب القرأة ص١٤٢، ميزان ص٢٧٧ ج٢۔

٦٤٩۔ بيهقي ص١٦٢ ج٢، العلل المتناهية ص٤٣٣ ج١، كتاب المجروحين ص١٦٣ ج١، لسان ص٢٢٢ ج١، نصب الراية ص١١ ج٢۔

حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص۴۰۱ ج۱ ولسان ص۲۲۲ ج۱)، اس روایت کا کوئی اصل نہیں (کتاب المجروحین ص۱۶۳ ج۱)۔

(٦٥٠) من قرأ خلف الإمام فلا صلوة له (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

جس نے امام کے پیچھے پڑھا اس کی نماز نہیں ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، امام بخاری فرماتے ہیں اس کی سند کے بعض راویوں کا سماع بعض سے معلوم نہیں ہے (جزء القراۃ ص ۳۸۔ نصب الرایہ ص۲۰ ج۲)۔

(٦٥١) وددت الذی یقرأ خلف الإمام فی فیه جمرة (سعد رضی اللہ عنہ)۔

مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں آگ کا انگارا ہو جو امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے۔☆

منکر ہے، راوی ابن بجاد نامعلوم ہے اور اس کا نام نہیں کیا گیا اور یہ روایت مرسل ہے (جزء القراۃ بخاری ص۷)۔

یہ حدیث صحیح نہیں اور نہ ہی اس روایت کو کسی ثقہ راوی نے نقل کیا ہے (التمہید ابن عبدالبر ص۵۰ ج۱۱)۔

اس کی ایک اور سند بھی ہے جو اس طرح ہے محمد أخبرنا داؤد بن قیس الفراء المدنی أخبرنی بعض ولد سعد أنه ذکر له أن سعداً قال یہ سند پہلی سند سے بھی زیادہ ضعیف ہے، اس کا راوی امام محمد حدیث میں سخت ضعیف ہے (داستان حنفیہ ص۱۷۰)، دوسرا بعض ولد سعد مجہول ہے۔

(٦٥٢) لیت فی فم الذی یقرأ خلف الإمام حجراً (عمر رضی اللہ عنہ)۔

کاش کہ اس کے منہ میں پتھر ہو جو امام کے پیچھے پڑھتا ہے۔☆

متصل ہونے کے باوجود سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن حسن شیبانی اوپر والی روایت والے ہیں دوم محمد بن عجلان مدلس اور سئی الحفظ ہے اس نے یہ روایت حضرت عمر سے بغیر کسی واسطہ کے روایت کی ہے حضرت عمر اور ابن عجلان کے درمیان زمین وآسمان سے بھی شاید زیادہ فاصلہ ہو۔

(٦٥٣) من قرء خلف الامام ملیء فوہ ناراً۔ (ابن عباس)

٦٥٠۔ جزء القرأۃ ص۳۸، نصب الرایة ص ۲۰ ج ۱، التمهید ص ۵۰ ج ۱۱، عبد الرزاق ص ۱۳۷ ج ۲۔

٦٥١۔ موطا محمد ص ۱۰۱، التمهید ص ۵۰ ج ۱۱، جزء ۱ القرأۃ ص ۳۷۔

٦٥٢۔ موطا محمد ص ۱۰۲۔

٦٥٣۔ کتاب المجروحین ص ٤٦ ج ۳۔

جس نے امام کے پیچھے پڑھا اس کا منہ آگ سے بھر دیا جائے گا۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن احمد السلمی کذاب ہے، ابن حبان فرماتے ہیں دجالوں میں سے ایک دجال ہے اس نے یہ روایت از خود گھڑی ہے (کتاب المجروحین ص ۲۰۶ ج ۲)۔

(٦٥٤) إن رسول الله ﷺ وأبا بكر وعمر وعثمان ينهون عن القرأة خلف الإمام (موسى بن عقبه)۔

رسول اللہ ﷺ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، اور عثمان رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قرأت سے منع فرماتے تھے۔☆

مرسل اور منقطع ہے، موسیٰ بن عقبہ نے خلفاء راشدین کا زمانہ نہیں پایا۔ موسیٰ ۱۴۱ھ کو فوت ہوئے ہیں (الکاشف ص ۱۶۵ ج ۳)۔

(٦٥٥) كل صلوة لا يقرأ فيها بفاتحة الكتاب فلا صلوة إلا وراء الإمام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔☆

منکر ہے، راوی علی بن کیسان مجہول ہے اس کا تذکرہ صرف اسی سند میں ہے (کتاب القرأۃ ص ۱۹۷)۔

(٦٥٦) أمرني رسول الله ﷺ أن لا أقرأ خلف الإمام (بلال رضی اللہ عنہ)۔

مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں امام کے پیچھے نہ پڑھوں۔☆

من گھڑت ہے، راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا سماع بلال رضی اللہ عنہ سے نہیں۔ بلال رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۷ھ کو شام میں ہوئی ہے اور عبدالرحمٰن عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چوتھے سال میں پیدا ہوئے (تہذیب ص ۲۶۰ ج ۶ ومراسیل ص ۱۲۶)، گویا کہ بلال رضی اللہ عنہ کی وفات اور عبدالرحمٰن کی ولادت کا ایک ہی سال ہے۔ ثانیاً اس کا راوی اسماعیل بن فضل کذاب ہے (توضیح الکلام ص ۲۹۴ ج ۲)، اسماعیل کے علاوہ اس سند میں ایک اور راوی احمد بن محمد سرخسی پر جھوٹ اور وضع حدیث کا الزام ہے (لسان ص ۲۸۳ ج ۱)، یہ روایت باطل ہے (کتاب القرأۃ ص ۲۰۰)۔

٦٥٤۔ مصنف عبد الرزاق ص ۱۳۹ ج ۲۔

٦٥٥۔ کتاب القرأۃ ص ۱۹۷۔

٦٥٦۔ کتاب القرأۃ ص ۲۰۰، کنز العمال ص ۲۸۷ ج ۸ ح ۲۲۹٤٦۔

(٦٥٧) فلا تفعل من كان له إمام فإن قرأة الإمام له قرأة (نواس رضی اللہ عنہ)۔

امام کے پیچھے نہ پڑھا کرو کیونکہ جس کیلئے امام ہو امام کے قرأت اس کی قرأت ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن اسحاق عکاشی کذاب ہے (ابن معین)، حدیثیں گھڑتا تھا (دارقطنی ☆ میزان ص۴۷۲ ج۳)۔

(٦٥٨) دس صحابہ کرام امام کے پیچھے قرأت کرنے سے سخت منع کرتے تھے جن میں چاروں خلفاء اور عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص ابن مسعود، زید بن ثابت، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں (زید بن اسلم)۔

من گھڑت ہے، اس روایت کا حدیث کی کسی کتاب میں وجود نہیں ہے، علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۱۳ جزء۶ میں عبداللہ بن یعقوب حارثی کے حوالہ سے عبداللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ کے طریق سے ناقص اور منقطع سند کے ساتھ ذکر کی ہے حارثی ۳۴۰ھ کو فوت ہوا ہے (الفوائد البھیہ ص۱۰۵)، جبکہ عبد اللہ بن زید ۱۶۴ھ میں فوت ہوئے ہیں (تقریب ص۱۷۲)، گویا کہ دونوں راویوں کے درمیان دو صدیاں حائل ہیں اتنا بڑا پارٹ بلا متصل سند کیسے ملے گا؟ پھر حارثی سخت مجروح ہے مولانا عبدالحی لکھنوی نے فرمایا ہے کہ روایت میں ضعیف ہے اور جس روایت کو نقل کرتا ہے اس میں غیر موثوق یعنی ناقابل اعتماد ہے (الفوائد البھیہ ص۱۰۶)، ابوزرعہ احمد بن حسین رازی فرماتے ہیں ضعیف ہے، خطیب بغدادی فرماتے ہیں صاحب عجائب ومناکیر اور غرائب ہے قابل حجت نہیں ہے (تاریخ بغداد ص۱۲۷ ج۱۰)۔

پھر عبد اللہ بن زید کی امام احمد نے توثیق کی ہے جبکہ دیگر محدثین جیسا کہ ابن معین وابوزرعہ اور جوزجانی نے ضعیف اور نسائی نے غیر قوی قرار دیا ہے (میزان ص۴۲۵ ج۲)۔

وإذا قرئ القرآن کے متعلق

(٦٥٩) وإذا قرئ القرآن فی الصلوة المفروضة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

٦٥٧۔ کتاب القرأة ص ۲۰۱، کنز العمال ص۲۸۸ ج۸، ح ۲۲۹۵۔

٦٥٨۔ عمدة القاری ص۱۳ ج۶۔

٦٥٩۔ تفسیر طبری ص۱۱۱ ج۹، تفسیر ابن کثیر ص۲۸۱ ج۲، الدر المنثور ص۱۵۵ ج۳۔

یہ آیت فرضی نمازوں کی قرأت کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔☆

تحت ضعیف ہے، راوی ابو صالح عبد اللہ بن صالح لیث کے کاتب ثقہ نہیں (نسائی)، حدیث میں مستقیم ہیں مگر اسناد اور متون میں غلطی واقع ہوگئی ہے۔

عمداً ایسا نہیں کرتے تھے (میزان ص۴۴۱ ج۲)، کوئی شئ نہیں (احمد)، متھم ہے کوئی شئ نہیں (احمد بن صالح ☆ تذہیب ص۲۵۷ ج۵)۔

(٦٦٠) كان رسول الله ﷺ يقرأ في الصلوة فسمع قرأة من الأنصار فنزل وإذا قرئ القرآن (مجاهد رحمه الله)۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دوران قرأت ایک انصاری کی قرأت سنی تو واذا قرئ القرآن آیت نازل ہوئی۔☆

تحت ضعیف ہے، راوی قاضی عبد الرحمن بن حسن بن محمد اسدی کذاب ہے (میزان ص۵۵۶ ج۲)۔

(۶۶۱) رسول اللہ ﷺ قرأت کر رہے تھے آپ کی قرأت کے ساتھ ایک آدمی بھی پڑھ رہا تھا تو یہ آیت نازل ہوئی (زھری) مرسل ہے۔

(۶۶۲) رسول اللہ ﷺ جب نماز میں پڑھتے تو صحابہ بھی ساتھ پڑھتے جس پر یہ آیت نازل ہوئی (ابو العالیہ)۔

مرسل ہے، خصوصاً امام زھری اور ابو العالیہ کی مرسل روایتوں کا کوئی وزن نہیں (کتاب المراسیل ص۳)۔

ظہر اور عصر میں قرأت

(٦٦٣) إذا سمعتم الرجل يجهر بالقرأة نهاراً فارجموا بالبعر (بريدة رضي الله عنه)۔

تم جب دن کے وقت کسی کو جہری قرأت کرتے سنو تو اسے مینگنی مارو۔☆

باطل ہے، راوی ابو الصلت رافضی خبیث ہے (عقیلی)، متہم بالوضع ہے (میزان ص۶۱۶ ج۲)۔

٦٦٠۔ تفسير طبري ص١١١ ج٩، تفسير ابن كثير ص٤٤٤ ج٢، الدر المنثور ص١٥٦ ج٣۔

٦٦١۔ تفسير طبري ص١١٠ ج٩، الدر المنثور ص١٥٦ ج٣۔

٦٦٢۔ الدر المنثور ص١٥٦ ج٣، كتاب الاعتبار ص٩٨۔

٦٦٣۔ كنز العمال ص٤٤٤ ج٧ ج ١٩٧٠٦ بحوالة ديلمي۔

(٦٦٤) لیس فی الظھر والعصر قرأۃ، قرأۃ رسول اللہ ﷺ لنا قرأۃ وسکوتہ لنا سکوت (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ظہر اور عصر میں قرأت نہیں رسول اللہ ﷺ کی قرأت ہمارے لئے قرأت ہے اور آپ کی خاموشی ہمارے لئے خاموشی ہے۔☆ من گھڑت ہے۔

(٦٦٥) لیس فی الظھر قرأۃ لو کان فیھا لاسمعنا النبی ﷺ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ظہر میں قرأت نہیں اگر اس میں قرأت ہوتی تو ہم کو رسول اللہ ﷺ ضرور سناتے۔☆

من گھڑت ہے، ان دونوں روایتوں کا راوی محمد بن مہاجر ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں گھڑتا اور ثقہ راویوں کے نام پر سندیں الٹ پلٹ کرتا اور صحیح احادیث میں اپنی طرف سے الفاظ داخل کرتا جو اصل حدیث میں نہیں ہوتے تھے اور پھر انہیں اپنے مذہب کے مطابق بناتا کوفی المذہب تھا اس نے الجامع علی المسند کے نام پر ایک کتاب نکالی جس میں اس نے ثقہ راویوں کے الفاظ میں کوفی مذہب کے موافق الفاظ زائد کیے ہیں (کتاب المجروحین ص ٣١١ ج ٢)۔

(٦٦٦) صلاۃ النھار عجماء۔☆

دن کی نماز خاموش قرأت والی ہے۔☆

اس کو حدیث کہنا صاحب ھدایہ کی جرأت ہے۔

باب آمین

(٦٦٧) آمین خاتم رب العالمین (ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ)۔

آمین اللہ کی مہر ہے۔☆

٦٦٤۔ العلل المتناھیۃ ص ٤٣٣ ج ١۔

٦٦٥۔ العلل المتنھیۃ ص ٤٣٣ ج ١۔

٦٦٦۔ ھدایۃ ص ١١٦ ج ١، نصب الرایۃ ص ١ ج ٢، درایۃ ص ١٦٠ ج ١۔

٦٦٧۔ الکامل ص ٢٤٣٢ ج ٦، ابن کثیر ص ٤٩ ج ١، در منثور ص ١٧ ج ١، کنز العمال ص ٥٥٩ ج ١، کشف الخفا ص ١٩ ج ١۔

ضعیف ہے، راوی مؤمل ثقفی ضعیف ہے (تقریب ص۳۵۳)۔

(٦٦٨) كان عمرو علي لا يجهر أن بالتأمين (أبو وائل رضی اللہ عنہ)۔

عمر اور علی رضی اللہ عنہما آمین بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔☆ بے اصل ہے، راوی ابوسعید بقال، منکر الحدیث ہے (احمد و بخاری)، ضعیف ہے (نسائی)۔

اس کی حدیث قابل حجت نہیں (ابوحاتم)، ضعیف ہے، کوئی شئی نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن معین)، متروک الحدیث ہے (فلاس و دارقطنی ☆ میزان ص۱۵۸ ج۲ و خیر البراہین فی الجہر ص۱۳۹)۔

(٦٦٩) يخفي الإمام أربعا التعوذ وبسم الله وآمين وربنا لك الحمد (عمر رضی اللہ عنہ)۔

امام چار چیزوں تعوذ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لک الحمد کو پوشیدہ کرے۔☆

بے بنیاد ہے، اس کی کوئی سند معلوم نہیں حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے اسے بغیر سند کے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے واسطہ سے ذکر کیا ہے اور عبدالرحمٰن کا عمر رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے (تہذیب ص۲۳۵ ج۶)، نیز یہ روایت عمر رضی اللہ عنہ سے نخعی کے طریق سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کی ابتداء سے سند نامعلوم ہے اور ابراہیم نخعی کا عمر رضی اللہ عنہ سے انقطاع ہے اس لئے کہ ابراہیم نخعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تقریباً اٹھائیس (۲۸) سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ مکمل تحقیق خیر البراہین ص۱۳۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٦٧٠) يخفي الإمام ثلاث الاستعاذة وبسم الله وآمين (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

امام تین چیزوں تعوذ، بسم اللہ اور آمین کو مخفی رکھے۔☆

بے ثبوت ہے، محلی میں بغیر سند کے مذکور ہے۔

(٦٧١) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ اکبر کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے اور جب ولا الضالین کہتے تو خاموش رہتے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

٦٦٨۔ طحاوي ص ٢٠٤ ج ١ ملخصاً، آثار السنن ص ١٢٥.

٦٦٩۔ المحلى ص ٢٠٦ ج ٢.

٦٧٠۔ المحلى ص ٢٠٦ ج ٢.

٦٧١۔ تحقيق مسئلة آمين ص ٢٩

اس روایت کا سوائے حنفیوں کی کتابوں کے کہیں ثبوت نہیں ہے معلوم ہوتا ہے جس صاحب نے اولاً اپنی کتاب میں یہ روایت لکھی ہے یہ اسی کی وضع کی ہوئی ہے۔ تفصیل خیر البراہین فی الجہر بالتامین میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٦٧٢) آمین بالجہر تعلیم کیلئے تھی۔☆ (ابو وائل رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف بلکہ منکر ہے، راوی یحییٰ بن سلمہ منکر الحدیث ہے (ابوحاتم)، متروک ہے (نسائی)، کوئی شئ نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (میزان ص ٣٨٢ ج ٣ و خیر البراہین ص ١١٦)۔

(٦٧٣) ترك الناس التأمين و كان رسول الله ﷺ إذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين حتي يسمعها أهل الصف الأول فيرتج بها المسجد (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

لوگوں نے آمین کہنی چھوڑی اور رسول اللہ ﷺ جب ولا الضالین کہتے تو آمین کہتے حتیٰ کہ پہلی صف والے سن لیتے تو پھر مسجد گونج اٹھتی۔☆

ضعیف ہے، راوی بشر بن رافع ضعیف ہے (میزان ص ٣١٧ ج ١)۔

(٦٧٤) قد أجيبت دعوتكما أنه كان موسي يدعو وهارون يؤمن (أبو هريرة وابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آیت قد أجيبت دعوتكما میں حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔☆

بے اصل ہے، کسی مجہول کا قول ہے پتہ نہیں کون ہے (المحلی ص ٢٠٨ ج ٢)۔

قرأت، سکتہ اور جوابات

(٦٧٥) يقرأ في صلوة المغرب ليلة الجمعة ﴿قل يا أيها الكافرون﴾ و ﴿قل هو الله أحد﴾ (جابر بن سمرة رضی اللہ عنہ)۔

٦٧٢۔ خير البراهين ص ١١٦ بحواله كتاب الكني للدولابي

٦٧٣۔ ابن ماجة ح ٨٥٣۔

٦٧٤۔ المحلي ص ٢٠٧ ج ٢، قرطبي ص ٢٨٣ ج ٨، طبري ص ١١٠ ج ٧، يونس ٨٩، ابن كثير ٦٦٣ ج ٢، الدر منثور ص ٣١٥ ج ٣.

٦٧٥۔ بيهقي ص ٢٠١ ج ٣، شرح السنة ص ٨١ ج ٣، ابن حبان ص ١٥٨ ج ٤ ح ١٨٣٨، كتاب الثقات ص ٣٦٧ ج ٦.

آپ جمعرات کو نمازِ مغرب میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی سعید بن سماک بن حرب متروک ہے (میزان ص۱۴۳ ج۲)۔

(٦٧٦) أنه حفظ سكتتين سكتة إذا كبر وسكتة إذا فرغ من قرأة غير المغضوب عليهم ولا الضالين (سمرۃ رضی اللہ عنہ)۔

اس نے دو سکتے یاد کیے جب آپ اللہ اکبر کہتے اور دوسرا سکتہ جب ولا الضالین کہتے۔☆

ضعیف مضطرب ہے، راوی حسن بصری کا حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے سوائے عقیقہ کی روایت کے سماع نہیں ہے، پھر حسن کثیر التدلیس ہیں جب عن سے روایت کریں تو قابل احتجاج نہیں ہیں (تعلیق علی خلاصۃ التذہیب ص۲۱۱ ج۱ و خیر البراہین ص۱۶۸) اور یہ روایت تمام طرق سے معنعن ہے۔

(٦٧٧) جب تم میں سے کوئی سورۃ التین کو ختم کرے تو بلی وانا علی ذلک من الشاھدین اور جب سورۃ القیامۃ ختم کرے تو بلی اور سورۃ المرسلات ختم کرے تو آمنا باللہ کہے (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، سند میں ایک اعرابی راوی مجہول ہے (ترمذی مع تحفہ ص۲۱۵ ج۴)۔

(٦٧٨) كان إذا قرأ باسم ربك الأعلى قال سبحان ربي الأعلى (ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جب سورۃ الاعلیٰ میں سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھتے تو سبحان ربی الاعلیٰ کہتے۔☆

ضعیف ہے، راوی ابواسحاق مختلط اور مدلس ہے (نہایۃ الاغتباط ص۲۷۳ وطبقات المدلسین ص۱۰۱)، ہاں موقوفاً صحیح ہے۔

نوٹ: راقم کی نظر سے کوئی ایسی صحیح مرفوع حدیث نہیں گزری جس میں ہو کہ حالت نماز میں مقتدی مذکورہ سورتوں کے جواب میں مذکورہ الفاظ کہے۔

٦٧٦۔ أبو داؤد ح٧٧٩ باب السكتة عند الافتتاح۔

٦٧٧۔ ابو داؤد ح٨٨٧، ترمذي ح٣٣٤٧، مسند حميدي ص٢٨٦ ج٢ ح٩٩٥، بيهقي ص٣١٠ ج٢، الاسماء والصفات ص٢٠٩ ج١، شرح السنة ص١٠٤ ج٣۔

٦٧٨۔ ابو داؤد ح٨٨٣ باب الدعاء في الصلاة، مشكاة ص٢٧٢ ج١، مسند أحمد ص٢٣٢ ج١، بيهقي ص٣١٠ ج٢، تفسير قرطبي ص١٤ ج٢٠، در المنثور ص٣٣٨ ج٦، مستدرك حاكم ص٢٤٤ ج١، بيهقي ص٣١٠ ج٢، شرح ص١٠٤ ج٣۔

باب الرکوع

رفع الیدین

(٦٧٩) من صلى ولم يرفع يديه إذا كبر وإذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع لعنته أعضائه (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو نماز شروع کرتے وقت اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتا اس پر اس کے اعضاء لعنت بھیجتے ہیں۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔ جس کا کوئی اصل معلوم نہیں۔

(٦٨٠) يرفع يديه في كل خفض ورفع (عمیر رضی اللہ عنہ)۔

ہر دفعہ جھکتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کرتے۔☆

مقلوب منکر ہے، راوی رفدہ بن قضاعہ غسانی مشہور راویوں سے منکر روایات کرنے میں منفرد ہے ثقہ راویوں کی موافقت بھی کرے تب بھی قابل حجت نہیں جب یہ مقلوب روایات کرنے میں منفرد ہے تو پھر قابل حجت کیسے ہو سکتا ہے؟ (کتاب المجروحین ص۳۰۴ ج۱)۔

(٦٨١) يرفع يديه مع كل تكبيرة في الصلوة المكتوبة (عمیر رضی اللہ عنہ)۔

ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے۔☆

مقلوب منکر ہے، اس کا راوی بھی رفدہ بن قضاعہ قوی نہیں (نسائی)، کوئی شئی نہیں (ابو مسہر ☆ میزان ص۵۳ ج۲)، دیکھئے اوپر والی روایت۔

(٦٨٢) رأيتكم ورفعكم أيديكم في الصلوة حاذى بهما أذنيه والله أنها لبدعة

٦٧٩۔ دیلمی ص٤٧ ج٤ ح٥٦٣٦۔

٦٨٠۔ كتاب المجروحين ص٣٠١ ج١، العلل المتناهية ص٤٢٩ ج١۔

٦٨١۔ ابن ماجة ح٨٦١، تهذيب للمزی ص٢١٣ ج٩۔

٦٨٢۔ كتاب المجروحين ص١٨٦ ج١، ميزان ص٣١٥ ج١۔

(ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نماز میں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھاتے ہو واللہ یہ بدعت ہے۔☆

منکر ہے، راوی بشر بن حرب ضعیف ہے (ابن معین وابن مدینی)، قوی نہیں (احمد)، متروک ہے (ابن خراش ☆ میزان ص۳۱۵ج۱)۔

چند ایسے لوگ جن کا حدیث فن نہیں ہے انہوں نے اس روایت سے گمان کیا ہے کہ رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین بدعت ہے حالانکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا ہے کہ دعا کرتے وقت ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا بدعت ہے (کتاب المجروحین ص۱۸۶ج۱)۔

(٦٨٣) صليت مع النبي صلی اللہ علیہ وسلم وأبي بكر وعمر فلم يكونوا يرفعون أيديهم إلا عند افتتاح الصلوة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی وہ صرف نماز کے شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن جابر یمامی دجالوں میں سے ایک دجال ہے (احمد ☆ کتاب الموضوعات ص۲۲ج۲)، شوکانی فرماتے ہیں یہ روایت من گھڑت ہے اس میں محمد بن جابر متہم ہے (الفوائد المجموعہ ص۳۹)۔

(٦٨٤) من رفع يديه في الصلوة فلا صلوة له (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز میں رفع یدین کی اس کی نماز نہیں۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن عکاشہ کرمانی حدیثیں وضع کرتا تھا (دارقطنی)، اور وضع بھی ثواب کی غرض سے کرتا تھا اس نے دس ہزار حدیثیں گھڑی ہیں جن میں یہ مذکورہ روایت بھی ہے یہ معمولی جھوٹ نہیں

٦٨٣۔ كتاب المجروحين ص٢٧٠ ج٢، دار قطني ص٢٩٥ ج١، عقيلي ص٤٢ ج٤، كتب الموضوعات ص٢٢ ج٢، اللالي ص١٨ ج٢، تنزيه ص١٠٠ ج٢، نصب الراية ص٣٩٦ ج١، أحاديث ضعاف ص١٢٤، الفوائد المجموعة ص٢٩، ميزان ص٤٩٦ ج٣۔

٦٨٤۔ نصب الراية ص٤٠٥ ج١، تذكرة الموضوعات ص٣٩، اللالي ص١٨ ج٢، كتاب الموضوعات ص٢٢ ج٢، موضوعات كبير ص١١٩، ضعيفة ص٤٦ ج٢۔

بلکہ غلیظ ترین جھوٹ ہے۔ امام زہری سے قطعی ثبوت (متواتر) سند کے ساتھ جو روایت ہے وہ تو رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کی ہے جو موطا اور تمام محدثین کی کتابوں میں موجود ہے (حاکم ☆ لسان ص ۲۸۹ ج ۵)۔

(۶۸۵) مذکورہ روایت کو اسی محمد بن عکاشہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے جس میں من رفع یدیه في التكبير کے الفاظ ہیں۔

(۶۸۶) نیز یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی منسوب کی جاتی ہے جس کا راوی مامون بن احمد سلمی بھی دجالوں میں سے ایک دجال ہے اس نے ثقہ راویوں کے نام پر یہ روایت گھڑی ہے (کتاب المجروحین ص ۴۵ ج ۳)۔

(۶۸۷) جب سورۃ الکوثر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے جبریل سے پوچھا کیا خبر ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے جبریل نے فرمایا جب آپ نماز کیلئے تکبیر تحریمہ کہیں تو رفع یدین کریں اور جب آپ رکوع سے سر اٹھائیں تو رفع یدین کریں یہ ہماری اور ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی نماز ہے ہر چیز کی کوئی زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رفع یدین نماز کا خشوع ہے (علی رضی اللہ عنہ)۔
من گھڑت ہے، راوی اسرائیل بن حاتم مروزی من گھڑت روایات کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۱۷۷ ج ۱)۔ اس سند کا دوسرا راوی عمر بن صبح بھی حدیثیں گھڑتا تھا (کتاب المجروحین ص ۱۷۸ ج ۱)۔
ہاں البتہ اس روایت کے علاوہ جناب علی رضی اللہ عنہ سے نماز میں رفع یدین کی حدیث صحیح ہے (ترمذی)۔

(۶۸۸) الذين هم في صلوتهم خاشعون کی تفسیر یہ ہے جو لوگ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۶۸۵۔ كتاب الموضوعات ص ٩٦ ج ٢، كتاب الموضوعات ص ٢٢ ج ٢، اللآلي ص ١٨ ج ٢، الفوائد المجموعة ص ٢٩، تنزيه ص ٧٩ ج ٢۔

۶۸۷۔ بيهقي ص ٧٥ ج ٢، كتاب الموضوعات ص ٢٣ ج ٢، اللآلي ص ١٨ ج ٢، كتاب المجروحين ص ١٧٧ ج ١، المستدرك ص ٥٣٨ ج ٢، ابن كثير ص ٥٩٠ ج ٤، ميزان ص ٢٠٨ ج ١، لسان ص ٢٢٥ ج ١۔

۶۸۸۔ تنوير المقباس من تفسير ابن عباس ص ٢١٢۔

متن گھڑت ہے، راوی محمد بن مروان سدی اور کلبی دونوں کذاب ہیں ملاحظہ ہو (میزان ص ۳۲ ج ۴ وص ۵۵۷ ج ۳)۔

اس تفسیر کا وجود صرف تنویر المقیاس میں پایا جاتا ہے اور تنویر سدی اور کلبی کی سند سے ہے جو مکذوب ہے ابن عباس کی تفسیر نہیں۔

(۶۸۹) لا ترفع الأيدي إلا في سبع مواطن حين يفتتح الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ہاتھ صرف سات جگہوں میں اٹھائے جائیں ان میں ایک جگہ ہے جب نماز شروع کی جائے۔☆

سخت ضعیف ہے، اولاً محمد بن عثمان بن ابی شیبہ بعض ائمہ کے نزدیک کذاب ہے جن میں عبد اللہ بن احمد بن حنبل ابن خراش عبد اللہ بن اسامہ کلبی، ابراہیم بن اسحاق صواف، داؤد بن یحیٰ اور حمزہ دقاق ہیں اور بعض نے اس پر حدیث وضع کرنے کا بھی حکم لگایا ہے (میزان ص ۶۴۳ ج ۳)، تیسرے راوی حکم نے اس روایت کو اپنے استاذ مقسم سے سنا نہیں ہے یہ روایت مرسل (منقطع) ہونے کے باوجود غیر محفوظ ہے (نصب الرایہ ص ۳۹۰ ج ۱)۔

(۶۹۰) مذکورہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کی جاتی ہے اس کی سند میں بھی ابن ابی لیلیٰ نہ قوی ہے، نا قابل احتجاج اور دوسرے راوی مقسم کا اپنے استاذ حکم سے سوائے چار روایتوں کے باقی میں سماع نہیں ہے اور یہ روایت ان چاروں روایتوں میں سے نہیں ہے (نصب الرایہ ص ۳۹۱ ج ۱)، گویا کہ ضعف کی دوسری علت انقطاع ہے۔

(۶۹۱) أنه رأى رجلاً يرفع يديه الركوع فقال مه فإن هذا شيء فعله رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ثم تركه (ابن زبیر رضی اللہ عنہ)۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو رفع یدین کرتے دیکھا تو فرمایا اس کو چھوڑ دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۸۹۔ طبراني كبير ص ٣٠٤ ج ١١، مجمع الزوائد ص ١٠٢ ج ٢، ابن أبي شيبة ص ٢١٤ ج ١ م ٢٤٥٠، نصب الراية ص ٣٩٠ ج ١، دراية ص ١٤٨ ج ١۔

۶۹۰۔ نصب الراية ص ٣٩١ ج ١، دراية ص ١٤٨، مجمع ص ١٠٣ ج ٢۔

۶۹۱۔ نصب الراية ص ٣٩٢، دراية ص ١٤٩ ج ١۔

پہلے رفع یدین کرتے تھے پھر اسکو چھوڑ دیا تھا اصلاً نامعلوم ہے (نصب الرایہ ص۳۹۲ ج۱)، اس کے برعکس صحیح سند سے مروی ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ رفع یدین کرتے تھے۔ (بیہقی ص۷۳ ج۲ و مصنف عبدالرزاق)۔

(٦٩٢) كان رسول الله ﷺ يرفع يديه كلما ركع و كلما رفع ثم صار إلى افتتاح الصلوة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ جب رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے پھر صرف نماز شروع کرتے وقت کرنے لگے۔☆

اصلاً نامعلوم ہے (نصب الرایہ ص۳۹۲ ج۱)۔

جن لوگوں کا علم حدیث مذاق نہیں وہ اس طرح کی بے بنیاد روایات کو متواتر اور متفق علیہ احادیث کی ناسخ قرار دیتے ہیں، ان دونوں روایات سے نسخ کی دلیل پکڑنا روشنی چھوڑ کر اندھیرے میں چلنے کے مترادف ہے۔

(٦٩٣) صلى بهم (ابن الزبیر رضی اللہ عنہ) يشير بكفيه حين يقوم و حين يركع و حين يسجد (ابن الزبیر)۔

ابن زبیر نے نماز پڑھائی تو ہتھیلیوں کے ساتھ اشارہ کرتے جب کھڑے ہوتے اور جب رکوع کو جاتے اور جب سجدہ کرتے۔☆

ضعیف ہے، ایک راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی میمون کی مجہول ہے (تقریب ص۵۴ ج۳)۔

(٦٩٤) صليت خلف النبي ﷺ و خلف أبي بكر و عمر ثنتي عشرة سنة و خمسة شهر و خلف عثمان ثنتي عشرة سنة و خلف علي بالكوفة خمس سنين فلم يرفع أحد منهم يديه إلا في تكبيرة الافتتاح وحدها (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے بارہ سال اور پانچ ماہ نماز پڑھی اور

٦٩٢۔ نصب الراية ص٣٩٢ ج١، التلخيص ص٢٢٢ ج١۔

٦٩٣۔ أبو داؤد باب افتتاح الصلوة ح٧٣٩، مسند أحمد ص٥٥ ج١

٦٩٤۔ ميزان ص٢٦٩ ج١، لسان ص٤٥٨ ج١۔

عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے بارہ سال اور علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے کوفہ میں پانچ سال نماز پڑھی ان میں کوئی ایک بھی نماز شروع کرتے وقت کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

من گھڑت ہے، راوی اصبغ بن خلیل قرطبی متہم بالکذب ہے، قاضی عیاض فرماتے ہیں یہ بڑی خطا میں جا گرا ہے اس لیے کہ اس سند کے راوی سلمہ بن وردان نے اپنے استاذ امام زہری سے اور اسی طرح زہری نے اپنے استاذ ربیع بن خیثم سے نہ روایت کی ہے اور نہ ان کو دیکھا ہے (اس سے بھی بڑھ کر) کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بالاتفاق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے تھے انہوں نے پانچ سال کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے کیسے نماز پڑھی ذہبی فرماتے ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھی بہت کم نمازیں پڑھی ہیں اس لئے کہ ان دونوں کے دور خلافت میں وہ زیادہ تر کوفہ میں رہے ہیں درحقیقت اس روایت کو اصبغ نے خود گھڑا ہے (میزان ص۲۷۰ ج۱)، اصبغ کو علم حدیث کی معرفت نہ تھی بلکہ یہ حدیث اور محدثین سے دشمنی رکھتا تھا اس کے تعصب کی انتہاء نہ تھی کہ اس نے رفع یدین کے ترک میں (مذکورہ) حدیث گھڑ دی لوگ اس کی کذب بیانی سے بخوبی واقف تھے (لسان ص۴۵۹ ج۱)۔

(۶۹۵) رفع رسول اللہ ﷺ فرفعنا و ترك فتركنا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے رفع یدین کی تو ہم نے بھی کی جب انہوں نے چھوڑ دی تو ہم نے بھی چھوڑ دی۔☆

من گھڑت ہے، کاسانی فقیہ کی کتاب بدائع الصنائع کے علاوہ اس کا کہیں وجود نہیں اور بدائع کے حوالے سے ہی ایضاح الادلہ ص۱۸ میں بلا تحقیق نقل ہوئی ہے یہ اظہر من الشمس ہے کہ اپنے مذہب کی تائید میں اوپر والی روایت کی طرح یہ بھی گھڑی گئی ہے اس کے من گھڑت ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ اس حدیث کا وجود حدیث کی کسی مستند کتاب میں نہیں ہے۔

(۶۹۶) عشرہ مبشرہ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے تھے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

یہ روایت بھی کسی حنفی فقیہ کے قلم کا نتیجہ ہے جس کا حدیث کی کسی کتاب میں وجود نہیں۔

(۶۹۷) یرفع یدیه إذا افتتح الصلوة ثم لا یعود (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

۶۹۵۔ ایضاح الدولة ص۱۸ بحوالة بدائع الصنائع.

۶۹۶۔ بداع الصنائع ص ۵٤۸ ج ۱

۶۹۷۔ نصب الرایة ص٤١٤ ج۱، التلخیص ص۲۲۲ ج۱۔

آپ صرف نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے اور پھر نہ کرتے۔☆

حاکم فرماتے ہیں یہ من گھڑت ہے (نصب الرایہ ص۴۱۴ ج۱)، ابن حجر فرماتے ہیں مقلوب من گھڑت ہے (تلخیص ص۲۲۲ ج۱)، اس کی آج تک کوئی متصل سند نہیں مل سکی، ابن القیم فرماتے ہیں جس کو علم حدیث سے تھوڑی سی بھی مس ہے وہ اس کے جھوٹ ہونے کی گواہی دے گا (المنار المنیف ص۱۳۸)۔

(۶۹۸) ان رسول الله ﷺ كان اذا افتتح الصلوة رفع يديه الى قريب من أذنيه ثم لا يعود (براء رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے وقت رفع یدین کرتے اور پھر نہ کرتے۔☆

ضعیف ہے، راوی یزید بن ابی زیاد روایات میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتا تھا (حمیدی)، یہ روایت واہ ہے بہت عرصہ تک تو یزید اس روایت کو ثم لا یعود کے الفاظ کے بغیر روایت کرتا رہا اسے جب ثم لا یعود کے الفاظ کی تلقین (لقمہ) دیا گیا تو اس نے ان الفاظ کے لقمہ کو قبول کر لیا (احمد)، ثم لا یعود کے الفاظ صحیح حدیث کے نہیں ہیں اس لیے کہ علی بن عاصم کہتے ہیں یزید نے مجھ کو کوفہ میں یہ حدیث ثم لا یعود کے بغیر روایت کی تو میں نے کہا عبد الرحمن بن ابی لیلی نے مجھے آپ کے واسطے سے روایت کی ہے اور اس میں لا یعود کا لفظ بھی ہے تو یزید کہنے لگے مجھے یاد نہیں (بزار)، یہ حدیث صحیح نہیں (احمد)، ضعیف ہے (بخاری، ابن معین، دارمی وحمیدی وغیرھم ☆ التلخیص ص۲۲۱ ج۱)، یزید نہ قوی ہے اور نہ قابل حجت (ابن معین)، اس کی حدیث قابل لائق نہیں (احمد)، اس کی حدیث کو پھینک دو (ابن مبارک ☆ میزان ص۴۲۳ ج۴)، جمہور محدثین نے اس کو ضعیف اور غیر صحیح قرار دیا ہے (المنار المنیف ص۱۳۸)۔

(۶۹۹) ألا أصلي بكم صلوة رسول الله ﷺ فصلى فلم يرفع يديه إلا مرة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

۶۹۸۔ عبد الرزاق ص۷۰ ج۲، ابن أبي شيبة ص۲۱۳ ج۱ ح۲۴۴۰، جامع المسانيد ص۴۰۷ ج۱، أبو داؤد باب من لم يذكر الرفع عند الركوع ح۷۵۰، بيهقي ص۷۶ ج۲، طحاوي ص۲۲۴ ج۱، نصب الراية ص۴۰۲ ج۱، دراية ص۱۵۱ ج۱، دارقطني ص۲۹۳ ج۱۔

۶۹۹۔ ابو داؤد ح۷۴۸، ترمذي ح۲۵۷، بيهقي ص۷۸ ج۲، التلخيص ص۲۲۲ ج۱، دارقطني ص۲۹۳ ج۱، طحاوي ص۲۲۴ ج۱، جامع المسانيد ص۳۵۲ ج۱، المحلى ص۲۹۲ ج۲۔

کیا میں تم کو رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھاؤں آپ نے نماز پڑھی تو صرف ایک مرتبہ ہاتھوں کو اٹھایا۔☆ ضعیف ہے، راوی عاصم بن کلیب جب روایت کرنے میں منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن المدینی میزان ص۳۵٦ ج۲)، اور یہ اس حدیث کو روایت کرنے میں منفرد ہے، ابن مبارک فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ روایت ثابت نہیں ہے، ابو حاتم فرماتے ہیں یہ روایت غلط ہے، امام احمد یحییٰ بن آدم اور بخاری فرماتے ہیں ضعیف ہے، ابوداؤد فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے، دارقطنی فرماتے ہیں ثابت نہیں ہے، ابن حبان کہتے ہیں رفع یدین کی نفی میں اہل کوفہ کے پاس سب سے بہتر یہی روایت ہے جو درحقیقت سخت ضعیف ہے جس پر ان کا اعتماد ہے اس لئے کہ اس روایت میں بہت سی علتیں موجود ہیں جن سے یہ روایت باطل ہو جاتی ہے، ابن حجر فرماتے ہیں ان تمام ائمہ نے عاصم بن کلیب کی سند میں طعن کیا ہے (تلخیص ص۲۲۲ ج۱)، ابن القیم فرماتے ہیں باطل ہے صحیح نہیں (المنار المنیف ص۱۳۷)۔ اس کے ضعف کی دوسری علت سفیان کی تدلیس ہے یہ روایت معنعن ہے سماع کی تصریح میرے علم میں نہیں۔(☆)

(۷۰۰) كان إذا افتتح الصلوة يرفع يديه أول الصلوة ثم لم يرفعهما في شيء حتي يفرغ (عباد بن زبير)۔

جب آپ نماز شروع کرتے تو رفع یدین کرتے اور اس کے بعد کسی موقع پر رفع یدین نہ کرتے۔☆ مرسل ہے، عباد تابعی ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند کے بعض راوی قابل غور ہیں (درایہ ص۱۵۲ ج۱)، ابن القیم فرماتے ہیں من گھڑت ہے (المنار المنیف ص۱۳۹)۔

(۷۰۱) صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه إلا في التكبيرة الأولى من الصلوة (مجاهد)۔

میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ صرف تکبیر اولیٰ کے وقت رفع یدین کرتے تھے۔☆ بے اصل ہے، راوی ابوبکر بن عیاش اور ان کا استاذ حصین بن عبدالرحمن مختلط ہو گئے تھے (نهاية الاغتباط

۷۰۰۔ نصب الراية ص٤٠٤ ج١، المنار المنيف ص١٣٩، دراية ص١٥٢ ج١۔

۷۰۱۔ جزء رفع اليدين ص٥٦۔

(☆) راقم نے خیر البراہین میں لکھا تھا کہ سفیان کی تدلیس مضر نہیں مگر بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ مضر ہے۔

ص ۳۸۲ و ص ۸۸)، امام بخاری نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ یہ روایت محض وہم ہے جس کا کوئی اصل نہیں (جزء رفع یدین ص ۵۶)۔

(۷۰۲) رأيت ابن عمر يرفع يديه حذاء أذنيه في أول تكبيرة افتتاح الصلوة ولم يرفعهما فيما سواء ذلك (عبد العزيز بن حكيم)۔

میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے نماز شروع کرتے وقت ہاتھوں کو تکبیر اولیٰ میں کانوں کے برابر اٹھایا اور اس کے علاوہ ہاتھ نہیں اٹھائے۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن ابان بن صالح کوفی ضعیف ہے (ابن معین وابوداؤد) قوی نہیں (بخاری ☆ میزان ص ۱۵۴ ج ۳)۔

(۷۰۳) امام ابوحنیفہ کی طرف ایک مناظرہ منسوب کیا جاتا ہے جو من گھڑت ہے اس کا راوی سلیمان شاذ کوئی کذاب ہے (میزان ص ۳۵ ج ۲)، اس سے نقل کرنے والا عبد اللہ حارثی وضع حدیث میں متہم ہے (رواس)، یہ کسی سند پر متن گھڑ لیتا اور کسی متن پر سند گھڑ دیتا اور یہ بھی وضع کی ایک قسم ہے (احمد سلیمانی ☆ میزان ص ۴۹۶ ج ۲)۔

(۷۰٤) إذا ركع أحدكم فقال في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلاث مرات فقد تم ركوعه و ذلك أدناه (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جب تم رکوع کرو تو اس میں سبحان ربي العظيم تین مرتبہ کہا کرو اس سے رکوع پورا ہو جاتا ہے مگر یہ ادنیٰ درجہ ہے۔☆

منقطع ضعیف ہے، راوی عون بن عبد اللہ بن عتبہ کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں (ترمذی مع تحفہ ص ۲۲۵ ج ۱)، اور عون کا شاگرد اسحق بن یزید معزلی مجہول ہے (تقریب ص ۳۰)، ذلك ادناه کے الفاظ کے علاوہ صحیح ہے۔

(۷۰۵) إذا ركع قال سبحان ربي العظيم وبحمده ثلاث مرات (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

۷۰۲۔ موطا محمد ص ۹۰۔

۷۰۳۔ جامع المسانيد ص ۳۵۲ ج ۱۔

۷۰٤۔ ترمذی ح ۲٦١ باب ما جاء في التسبيح في الركوع والسجود، شرح السنة ص ۱۰۲ ج ۳، نصب الراية ص ۳۷٦ ج ۱۔

۷۰۵۔ دار قطني ص ۳٤۳ ج ۱، التلخيص ص ۲٤۳ ج ۱۔

رکوع میں سبحان ربي العظيم وبحمدہ تین مرتبہ فرماتے۔☆

ضعیف ہے، راوی سری بن اسمعیل ضعیف ہے (التلخیص ص ۲۴۳ ج۱)، متروک ہے (نسائی)، لوگوں نے اس کی روایت کو چھوڑ دیا ہے (احمد)، کوئی شئی نہیں (ابن معین)، ایک مجلس میں مجھ پر اس کا جھوٹ ظاہر ہوا تھا (ابن القطان ☆ میزان ص ۱۱۷ ج ۲)۔

(۷۰۶) كان يقول في ركوعه سبحان ربي العظيم وبحمده ثلاثا (حذيفة رضی اللہ عنہ)۔

رکوع میں تین مرتبہ سبحان ربي العظيم وبحمدہ کہتے۔☆

ضعیف ہے، راوی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی ضعیف ہے (التلخیص ص ۲۴۳)۔

(۷۰۷) إذا ركع قال سبحان العظيم وبحمده ثلاثا (عقبة رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، سند میں رجل من قومہ مجہول ہے، اور ابوداؤد فرماتے ہیں خدشہ ہے کہ وبحمدہ کی زیادتی محفوظ نہیں ہے (ابوداؤد مع عون المعبود ص ۳۲۴ ج ۱)۔

(۷۰۸) إذا قال العبد في ركوعه سبحان ربي العظيم عتق ثلث جسده من النار وإذا قال ثلث مرات عتق جسده كله من النار (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

نمازی جب رکوع میں ایک بار سبحان ربي العظيم کہتا ہے تو اس کا ثلث (۱/۳)، جسم آگ سے آزاد ہو جاتا ہے اور جب تین بار کہتا تو سارا جسم آگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۷۰۹) نهى أن يذبح رجل في الركوع كما يذبح الحمار (علي رضی اللہ عنہ)۔

منع فرمایا کہ آدمی رکوع میں اپنے سر کو ایسے جھکائے جیسا کہ گدھا اپنے سر کو جھکاتا ہے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی حارث الاعور متہم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۷۱۰) لا تذبح تذبيح الحمار (أبو موسى رضی اللہ عنہ)۔

۷۰۶۔ دارقطني ص ۳٤۱ ج ۱، التلخيص ص ۲٤۳ ج ۱۔

۷۰۷۔ أبوداود ح ۸۷۰ باب مايقول الرجل في ركوعه وسجوده۔

۷۰۸۔ ديلمي ص ۲٥۲ ج ۱ ح ۱۱۲۷۔

۷۰۹۔ التلخيص ص ۲٤۱ ج ۱۔

۷۱۰۔ دارقطني ص ۱۱۹ ج ۱، التلخيص ص ۲٤۱۔

گدھے کی طرح سر نہ جھکاؤ۔) من گھڑت ہے، راوی ابونعیم نخعی کذاب ہے (تلخیص ۲۴۱)۔

(۷۱۱) إذا رکع أحدکم فلا یذبح کما یذبح الحمار (أبو سعیدؓ)۔

جب تمہارا ایک رکوع کرے تو اپنا سر گدھے کی طرح نہ جھکائے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی طریف بن شہاب ضعیف ہے (التلخیص ص۲۴۱ ج۱)، قوی نہیں (بخاری)، متروک ہے (نسائی)، کوئی شئی نہیں (احمد ☆ میزان ص۲۳۶ ج۲)۔

(۷۱۲) مثال الذی یصلی لا یتم رکوعه ولا سجوده مثل الجائع لا یأکل إلا تمرة والتمرتان لاتغنیان عنه شیئاً (أبو عبد الله أشعری)۔

اس کی مثال جو نماز میں رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا اس بھوکے کی طرح ہے جو صرف ایک یا دو کھجوریں کھاتا ہے اور وہ اس کے لئے کافی نہیں ہوتیں۔☆

ضعیف ہے، راوی ولید بن مسلم مدلس ہے جو تدلیس تسویہ کا فاعل تھا (تقریب ص۳۷۱)، اور اس کا استاذ شیبہ بن احنف مجہول ہے (تقریب ص۱۴۸)۔ یہ روایت صحیح احادیث کے خلاف ہے جن میں ہے کہ جو رکوع اور سجدہ درست نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہے۔

(۷۱۳) مثال الذی لا یقیم صلبه فی الصلوة کمثل الحبلی حملت فلما دنا نفاسها استقطت فلا هی ذات حمل ولا ذات ولد (علیؓ)۔

اسکی مثال جو نماز میں پشت سیدھی نہیں کرتا اس حاملہ عورت کی طرح ہے جس کا حمل وضع کے قریب پہنچتا ہے تو گر جاتا ہے پس وہ نہ تو حمل گرانے والی ہوتی ہے اور نہ وہ جننے والی ہوتی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی موسیٰ بن عبیدہ ربذی ضعیف ہے (میزان ج۴)۔

۷۱۱۔ جامع المسانید ص۴۰۱، بیهقی ص۸۵ ج۲، الکامل ص۱۴۳۷ ج۴، التلخیص ص۲۴۱۔

۷۱۲۔ ابن خزیمة ص۳۳۲ ج۱، بیهقی ص۸۹ ج۲، ابو یعلی ص۳۶۰ ج۶، طبرانی ص۱۱۵ ج۴ ح۳۸۴۰، مجمع ص۱۲۰ ج۲۔

۷۱۳۔ أبو یعلی ص۱۸۹ ج۱ ح۳۱۰، مجمع ص۱۲۲ ج۲۔

مدرک رکوع

(٧١٤) إذا جئتم إلى الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوا شيئاً ومن أدرك ركعة فقد أدرك الصلوة (أبوهريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب تم نماز کی طرف آؤ تو ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اس کو شمار نہ کرو اور جس نے رکعت پالی اس نے نماز پالی۔☆

ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن سلیمان منکر الحدیث ہے (بخاری)، قوی نہیں (ابوحاتم ☆ میزان ۳۸۳ ج ۴ اور یہ اس روایت میں منفرد ہے قوی نہیں (بیہقی ☆ عون المعبود ص ۳۳۲ ج ۱)۔

(٧١٥) من أدرك ركعة من الصلوة فقد أدرك قبل أن يقيم الإمام صلبه (أبوهريرة رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز میں امام کی پیٹھ سیدھی کرنے سے پہلے رکوع پالیا اس نے نماز کو پالیا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی یحییٰ بن حمید مجہول ہے اس کی روایت اعتماد کے لائق نہیں اور مرفوع نا قابل اعتماد ہے اس کی صحت غیر معروف ہے اہل علم کے نزدیک یہ روایت قابل حجت نہیں (بخاری)، ضعیف ہے (دارقطنی ☆ التعلیق المغنی ص ۳۴۷ ج ۱)، یحییٰ کا استاذ قرہ بن عبدالرحمٰن سخت منکر الحدیث (احمد)، ضعیف الحدیث (ابن معین) قوی نہیں ہے (ابوحاتم ☆ التعلیق المغنی ص ۳۴۷ ج ۱)۔

(٧١٦) من أدرك الإمام وهو راكع فليركع معه وليعتد بها من الصلوة (أبوهريرة رضی اللہ عنہ)۔

جس نے امام کو رکوع کی حالت میں پایا وہ اس کے ساتھ رکوع کرے اور اس کو نماز میں سے شمار کرے۔☆

باطل ہے، راوی محمد بن ہارون بن شعیب متہم ہے (ارواء الغلیل ص ۲۶۲ ج ۲)۔

(٧١٧) من أدرك الركوع من الركعة الأخيرة يوم الجمعة فليضف إليها أخرى ومن

٧١٤۔ أبوداؤد ح ٨٣٢، باب الرجل يدرك الامام ساجدا كيف يصنع۔

٧١٥۔ دارقطني ص ٣٤٧ ج ١، بيهقي ص ٨٩ ج ١، فيض القدير ص ٤٤ ج ٦۔

٧١٦۔ أرواء الغليل ص ٢٦٢ ج ٢۔

٧١٧۔ دارقطني ص ١٢ ج ٢، علل الحديث ص ٢٠٣ ج ١، ميزان ص ٣٥٩ ج ٤، التلخيص ص ٤٠ ج ٢۔

لم يدرك الركوع من الركعة الأخيرة فليصل الظهر أربعاً (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جس نے جمعہ کے دن آخری رکعت کا رکوع پا لیا وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے اور جس نے آخری رکعت کا رکوع نہیں پایا وہ ظہر کی چار رکعت پڑھ لے۔☆

منکر ہے، راوی سلیمان بن ابی داؤد حرانی نا قابل حجت ہے (ابن حبان)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص۲۰۶ ج۲)۔

(۷۱۸) انه ركع دون الصف فقال له النبي صلی اللہ علیہ وسلم زادك الله حرصا ولا تعد صل ما أدركت واقض ما سبقك (أبو بكرة رضی اللہ عنہ)۔

ابوبکرہ نے صف کے پیچھے سے ہی رکوع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تیری حرص بڑھائے ایسا نہ کر، جو نماز پائی ہے اس کو پڑھ لے اور جو تجھ سے نماز سبقت لے چکی ہے اس کو پورا کر لے۔☆

روایت ولا تعد تک صحیح ہے اور صل ما ادرکت سے لیکر آخر تک اس روایت میں الفاظ غیر ثابت ہیں۔ راوی عبداللہ بن عیسیٰ الخزاز ضعیف ہے (مجمع ص۷۶ ج۲)۔

باب السجود

(۷۱۹) كان يصلي في الموضع الذي يبول فيه الحسن والحسين وقال إن العبد إذا سجد لله طهر الله موضع سجوده إلى سبع أرضين (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جہاں پیشاب کرتے رسول اللہ وہاں نماز پڑھتے اور فرمایا بندہ جب اللہ کے لیے سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس جگہ کو ساتوں زمینوں تک پاک کر دیتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ابو الخلیل بزیع متہم بالوضع ہے (دیکھئے نمبر ۲۱۱)۔

۷۱۸۔ جزء القرأة ص۹۲ ح۱٤۱، مجمع الزوائد ص۷٦ ج۲ بحوالة طبراني كبير.

۷۱۹۔ كتاب المجروحين ص۱۹۹ ج۱، الكامل ص۴۹۲ ج۲، عقيلي ص۱۵٦ ج۲، كتاب الموضوعات ص۱۹ ج۲، اللالي ص۵ ج۲، تنزيه ص۱۰۰ ج۲، الفوائد المجموعة ص۲۲، ميزان ص۳۷۷ ج۱، طبراني أوسط ص۵۰۰ ج۵ ح٤۹٤۸، لسان ص۱۲ ج۲.

(۷۲۰) اذا اشتد الزحام فلیسجد احد کم علی ظهر اخیه (عمر رضی اللہ عنہ)۔

جب بھیڑ زیادہ ہو تو پھر تمہارا ایک اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کرلے۔☆

ضعیف ہے، راوی سیاد بن معرور مجہول ہے (مجمع ص ۱۰ ج ۲ و میزان ص ۲۵۴ ج ۲)۔

(۷۲۱) انا اسجد علی سبعة أعظم و لا أكف شعراً و لا ثوباً (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

میں سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہوں بالوں اور کپڑے کو نہیں چھوتا۔☆

اس متن سے باطل ہے، راوی نوح بن ابی مریم متروک ہے (مجمع ص ۱۲۴ ج ۲)، کذاب ہے (دیکھئے نمبر ا مزید تفصیل داستان حنفیہ ترجمہ نوح بن ابی مریم میں ملاحظہ فرمائیں)۔

(۷۲۲) أمرنا أن نسجد علی سبعة أعظم و لا نكف شعراً و لا ثوباً (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

ہم کو حکم دیا کہ ہم بال اور کپڑا نہ چھوئیں۔☆ ضعیف ہے، راوی اسماعیل بن عمرو بجلی ضعیف ہے (مجمع ص ۱۲۴ ج ۲)۔

(۷۲۳) أمرنا العبد أن یسجد علی سبعة آراب منه وجهه و كفیه و قدمیه أیها لم یضع فقد انتقص (سعد بن أبي وقاص رضی اللہ عنہ)۔

نمازی کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سات اعضاء پر سجدہ کرے جن میں چہرہ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم ہیں ان میں سے جو بھی زمین پر نہ رکھے تو اس نے کمی کی ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی موسیٰ بن محمد بن حیان ضعیف ہے، ذہبی نے حیان کو جیم کے ساتھ لکھا ہے (مجمع ص ۱۲۴ ج ۲)۔

(۷۲۴) كان یسجد علی جبهته و علی قصاص الشعر (جابر رضی اللہ عنہ)۔

آپ پیشانی اور بالوں کی جڑوں پر سجدہ کرتے۔☆

ضعیف ہے، ابو بکر بن عبداللہ بن ابی مریم اختلاط کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۱۲۵ ج ۲)۔

۷۲۰۔ مسند أحمد ص ۳۲ ج ۱۔ مجمع الزوائد ص ۹ ج ۲۔

۷۲۱۔ طبرانی کبیر ص ۱۲۵ ج ۱۰ ح ۱۰۲۴۲، مجمع ص ۱۲۴ ج ۲۔

۷۲۲۔ طبرانی کبیر ص ۲۰۰ ج ۱۰ ح ۱۰۴۵۶، مجمع ص ۱۲۴ ج ۲۔

۷۲۳۔ أبو یعلی ص ۳۳۶ ج ۱ ح ۶۹۸، مجمع ص ۱۲۴ ج ۲۔

۷۲۴۔ طبرانی أوسط ص ۲۷۱ ج ۱، أبو یعلی ص ۴۳۹ ج ۲، مجمع ص ۱۲۵ ج ۲۔

(۷۲۵) رأیت رسول الله ﷺ سجد عبی کور العمامة (عبد الله بن أبی أوفی رضی اللہ عنہ)۔
آپ نے پگڑی کے بل پر سجدہ کیا۔☆
ضعیف ہے، راوی سعید بن ابی عتبہ اگر رازی ہے تو ضعیف ہے، ورنہ مجہول ہے (مجمع ص ۱۲۵ ج ۲)، اس کا استاذ ابو ورقاء فائد منکر الحدیث (بخاری)، ضعیف ہے (ابن معین)، احمد اور دیگر لوگوں نے اسے چھوڑ دیا تھا (میزان ص ۳۴۰ ج ۳)۔

(۷۲۶) رأیت انسا یسجد علی عمامته (کثیر بن سلیم)۔
میں نے انس کو دیکھا کہ وہ پگڑی پر سجدہ کرتے تھے۔☆ ضعیف ہے، راوی کثیر بن سلیم ضعیف ہے (مجمع ص ۱۲۶ ج ۲)۔

(۷۲۷) کان یسجد علی کور عمامته (أبو هریرة رضی اللہ عنہ)۔
پگڑی کے بل پر سجدہ کرتے تھے۔☆
باطل ہے، راوی عبد اللہ بن محرر سخت کمزور ہے (درایہ ص ۱۴۵ ج ۱)، اور حدیث باطل ہے (علل الحدیث لابن ابی حاتم ص ۱۷۵ ج ۱)، واہ ہے (ابو زرعہ)، متروک الحدیث (نسائی)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص ۵۰۴ ج ۳)۔

(۷۲۸) یہی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں دیگر راویوں کے علاوہ بقیہ بن ولید ضعیف ہے ابن حجر کہتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے (درایہ ص ۱۴۵ ج ۱)۔

(۷۲۹) اور یہ روایت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو سخت ضعیف ہے اس کا راوی عمرو بن شمر ثقہ راویوں کے نام پر فضائل اہل بیت میں من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا جو ثقہ نہیں ہے (کتاب المجروحین ص ۷۵ ج ۲)،

۷۲۵۔ طبرانی أوسط ص ۹۰ ج ۱۰ ح ۷۱۸۰، مجمع ص ۱۲۵ ج ۲۔
۷۲۶۔ طبرانی کبیر ص ۲۴۴ ج ۱ ح ۶۸۸، مجمع ص ۱۲۶ ج ۲۔
۷۲۷۔ علل الحدیث ص ۱۷۵ ج ۱ ح ۵۰۰، مصنف عبد الرزاق ص ۴۰۰ ج ۱۔
۷۲۸۔ درایة ص ۱۴۵ ج ۱ بحوالة حلیة الأولیاء۔
۷۲۹۔ الکامل ص ۱۷۸۱ ج ۵۔

اس کا استاذ جابر جعفی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۶۵)۔

(۷۳۰) اور جناب انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی حسان بن سیاہ سخت منکر الحدیث ہے جو ثقہ راویوں کے نام پر ایسی حدیثیں روایت کرتا جو ان کی احادیث کے مشابہ نہیں ہیں جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں ہے (کتاب المجروحین ص ۲۶۸ ج ۱)۔

یہ روایت منکر ہے اور حسان ضعیف ہے (علل الحدیث ص ۱۸۷ ج ۱)۔

(۷۳۱) اور ابن عمر سے بھی منقول ہے راوی سوید بن عبد العزیز واہ ہے (درایہ ص ۱۴۵)، کوئی شئی نہیں (ابن معین)، ضعیف ہے متروک الحدیث ہے (احمد)، ثقہ نہیں (نسائی)، سخت کمزور ہے (میزان ص ۲۵۲ ج ۲)۔

(۷۳۲) كان القوم يسجدون على العمامة والقلنسوة ويداه في كمه (حسن بصری رحمہ اللہ)۔

قوم پگڑی کے بل اور ٹوپی پر سجدہ کرتی اور ہاتھ آستین میں ہوتے۔☆

حسن کی مرسل ہے۔

(۷۳۳) رأى رجلا يسجد وقداعتم على جبهته فحسر عن جبهته (صالح بن حیوان)۔

انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے پگڑی پیشانی پر باندھی ہوئی تھی انہوں نے پیشانی سے پگڑی کو دور کر دیا۔ صالح کی مرسل ہے۔

(۷۳٤) كان أصحاب رسول الله ﷺ يسجدون وأيديهم في ثيابهم ويسجد الرجل منهم على عمامته (حسن)۔

صحابہ سجدہ کرتے اور ان کے ہاتھ کپڑوں میں ہوتے اور وہ پگڑی پر سجدہ کرتے۔☆

۷۳۰۔ علل الحديث ص۱۸۷ج۱ ح۵۳۰، نصب الراية ص۳۸۵ج۱۔

۷۳۱۔ دراية ص۱٤٥ج۱، نصب الراية ص۳۸۵ج۱۔

۷۳۲۔ بخاري معلقا كتاب الصلوة باب السجود على الثوب مصنف عبد الرزاق ص٤۰۰ج۱۔

۷۳۳۔ أبو داؤد في المراسيل ص۸۔

۷۳٤۔ ابن أبي شيبة ص۲۳۸ج۱ ح۲۷۳۹، بيهقي ص۱۰٦ج۲۔

حسن کی معنعن ہے جو قابل حجت نہیں، بیہقی فرماتے ہیں پگڑی پر سجدہ کرنے کی کوئی روایت ثابت نہیں (نصب الرایہ ص ۳۸۵ ج ۱)۔

(۷۳۵) لا يمسح الرجل جبهته حتى يفرغ من صلوته ولا بأس أن يمسح العرق عن صدغيه فإن الملائكة تصلي عليه ما دام أثر السجود بين عينيه (واثلة رضی اللہ عنہ)۔

نمازی پیشانی کو نہ چھوئے حتی کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے اور اس میں حرج نہیں کہ وہ کنپٹیوں سے پسینہ صاف کرے فرشتے اس وقت تک اس کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان موجود رہتا ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی ایوب بن مدرک کذاب ہے (مجمع ص ۱۲۶ ج ۲)۔

(۷۳۶) السجود على الجبهة فريضة وعلى الأنف تطوع (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

پیشانی پر سجدہ کرنا فرض ہے اور ناک پر نفل ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن فضل بن عطیہ الخراسانی متروک کذاب ہے، امام احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث اہل کی ہے ابن معین فرماتے ہیں کذاب ہے (العلل المتناہیہ ص ۴۴۱ ج ۱)۔

(۷۳۷) إن الله لا يقبل صلوة من لا يصيب أنفه الأرض (أم عطية رضی اللہ عنہا)۔

اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں کرتا جو زمین پر اپنی ناک نہیں لگاتا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی سلیمان بن محمد باقلانی متروک ہے (مجمع ص ۱۲۶ ج ۲)۔

(۷۳۸) إذا سجد أحدكم فليباشر بكفيه إلى الأرض عسى الله أن يفك عنه يوم القيامة (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

۷۳۵۔ طبراني كبير ص۵۷ ج ۲۲ ح ۱۳۴، تاريخ بغداد ص۶ ج ۷، مجمع ص ۱۲۶ ج ۱۔

۷۳۶۔ الكامل ص ۲۱۷۴ ج ۶، العلل المتناهية ص ۴۴۱ ج ۱۔

۷۳۷۔ طبراني أوسط ص ۲۸۰ ج ۵ ح ۴۷۵۵، طبراني كبير ص ۵۵ ج ۲۵ ح ۱۲۰، تاريخ اصفهان ص ۳۶۳ ج ۲، مجمع ص ۱۲۶ ج ۲۔

۷۳۸۔ طبراني أوسط ص ۳۶۷ ج ۶، مجمع ص ۱۲۶ ج ۲، كنز ص ۷۵۷ ج ۷۔

جب تم سجدہ کرو تو ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن آزاد کردے۔☆

منکر ضعیف ہے، راوی عبید بن محمد المحاربی ابن ابی ذئب سے منکر روایات کرتا تھا اور یہ روایت بھی محاربی سے ہے (مجمع ص ۱۲۶ ج ۲)۔

(۷۳۹) ما من عبد يسجد فيقول رب اغفرلي ثلاث مرات الا غفر له قبل أن يرفع رأسه (أبو مالك)۔

جو آدمی سجدہ میں تین مرتبہ رب اغفرلی کہتا ہے تو اس کو سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔☆

ضعیف ہے، اس کے دو راوی ہیں محمد بن جابر اور ابو مالک مجہول ہیں (مجمع ص ۱۲۹ ج ۲)۔

(۷٤۰) كان يختم بالوتر يعني في تسبيحات الركوع والسجود۔

آپ رکوع اور سجدہ کی تسبیحات طاق عدد پر ختم کرتے۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۷٤۱) مر على امرأتين تصليان فقال إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست في ذلك كالرجل (يزيد بن أبي حبيب)۔

آپ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں فرمایا جب تم سجدہ کرو تو جسم کے بعض حصے کو زمین پر لگایا کرو کیونکہ اس معاملہ میں عورت مرد کی طرح نہیں ہے۔☆

مرسل ہے۔

(۷٤۲) كان يأمر النساء ينخفضن في سجودهن (أبو سعيد رضی اللہ عنہ)۔

عورتوں کو حکم کرتے کہ وہ سجدہ میں زمین کی طرف جھک جائیں۔☆

لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو باطل ہے، راوی عطاء بن عجلان کذاب ہے (ابن معین وفلاس ☆

۷۳۹۔ طبرانی کبیر ص ۳۱۹ ج ۸، مجمع ص ۱۲۹ ج ۲، كنز العمال ص ۷٦۷ ج ۷۔

۷٤۰۔ هداية ص ۱۱۰ ج ۱، نصب الراية ص ۳۸۸ ج ۱۔

۷٤۱۔ بيهقي ص ۲۲۳ ج ۲، كنز العمال ص ٤٦۲ ج ۷ مختصراً۔

۷٤۲۔ بيهقي ص ۲۲۲ ج ۲۔

میزان ص ۵۷۵ ج ۳)۔

(۷۴۳) إذا جلست المرأة في الصلوة وضعت فخذها على فخذها الآخر وإذا سجدت الصقت بطنها في فخذيها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

عورت جب نماز میں بیٹھے تو ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو پیٹ کو رانوں سے چمٹا لے۔☆ من گھڑت ہے، دیگر راویوں کے علاوہ ابو مطیع حکم بن عبد اللہ بلخی کذاب ہے (ابوحاتم)، حدیثیں وضع کرتا تھا (جوزجانی)، اس نے حدیث وضع کی ہے (ذہبی ☆ لسان المیزان ص ۳۳۵ ج ۲ تفصیل داستان حنفیہ ص ۱۰۳ میں ملاحظہ ہو)، یہ دونوں روایتیں ضعیف ہے ان جیسی روایتوں سے حجت نہیں پکڑی جاتی (بیہقی ص ۲۲۲ ج ۲)، عورت اور مرد کے سجدہ کی کیفیت کے اختلاف میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں ہے۔

☆☆ عن الحارث عن علي قال اذا سجدت المرأة فلتحتفر وتضم فخذيها ((ابن ابي شيبه ص ۲۴۱ ج ۱)۔

سخت ضعیف ہے، حارث الاعور متہم بالکذب ہے۔

☆☆ عن بكير بن عبد الله بن الاشبح عن ابن عباس أنه سئل عن صلواة المرأة فقال تجتمع وتحتفر (ابن أبي شيبة ص)۔

منقطع ہے، بکیر کی روایت تابعین سے ہے (التہذیب ص ۴۹۳ ج ۱)۔

(۷۴۴) إذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه (وائل رضی اللہ عنہ)۔

جب سجدہ کرتے تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب سر اٹھاتے تو ہاتھوں سے پہلے اٹھاتے۔☆ ضعیف ہے۔

(۷۴۵) إذا يسجد تقع ركبتاه قبل يديه وإذا رفع رفع يديه قبل ركبتيه (وائل رضی اللہ عنہ)۔

جب سجدہ کرتے تو گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھتے اور جب اٹھاتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔☆

۷۴۳۔ بيهقي ص ۲۲۳ ج ۲، الكامل ص ۶۳۱ ج ۲۔

۷۴۴۔ أبو داؤد ح ۸۳۸ باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه، دار قطني ص ۳۴۵ ج ۱۔

۷۴۵۔ دار قطني ص ۳۴۵ ج ۱۔

ضعیف ہے دونوں روایتیں دراصل ایک ہیں راوی شریک بن عبد اللہ مدلس اور ضعیف ہے۔ دار قطنی فرماتے ہیں شریک اس روایت میں منفرد ہے جب یہ منفرد ہو تو قوی نہیں (دار قطنی ص ۳۴۵ ج ۱)۔

(۷٤٦) فلما سجد وقعتا ركبتاه إلى الأرض قبل يقع كفاه (كليب)۔

جب سجدہ کرتے تو گھٹنے ہتھیلیوں سے پہلے زمین پر رکھتے۔☆

مرسل کے باوجود ضعیف ہے، راوی شقیق مجہول ہے (مرعاۃ ص ٦٥٥ ج ۱)۔

(۷٤۷) یہی روایت عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ کے طریق سے بھی مروی ہے جو منقطع ہے عبد الجبار کا اپنے باپ سے سماع نہیں (عون المعبود ص ۳۱۱ ج ۱)۔

(۷٤۸) كنا نضع اليدين قبل الركبتين فأمرنا بالركبتين قبل اليدين (سعد رضی اللہ عنہ)۔

ہم ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے پھر ہم کو حکم دیا گیا کہ ہم ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھیں۔☆

ضعیف ہے، راوی ابراہیم بن اسماعیل بن یحییٰ بن سلمہ نے اپنے باپ اسماعیل سے روایت کی ہے اور یہ دونوں ضعیف ہیں (عون المعبود ص ۳۱۲ ج ۱)۔

(۷٤۹) إذا سجد أحدكم فليبدأ بركبتيه قبل يديه ولا يبرك كبروك الجمل (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی سجدہ کرے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھے اور اونٹ کی طرح نہ بیٹھے۔☆

ضعیف ہے، راوی عبد اللہ بن سعید المقبری متروک ہے (احمد)، متروک منکر الحدیث ہے (فلاس)، متروک ذاہب الحدیث ہے (دار قطنی) ترک کر دیا گیا ہے (بخاری)، اس کا ایک مجلس میں مجھ پر جھوٹ ظاہر ہوا ہے (یحییٰ بن سعید مرعاۃ ص ٦٥٦ ج ۱)۔

(۷٥۰) انحط بالتكبير فسبقت ركبتاه يديه (أنس رضی اللہ عنہ)۔

تکبیر کہتے ہوئے جھکے تو آپ کے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر جا لگے۔☆

۷٤٦۔ مرعاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ص٦٥٥ ج١۔

۷٤۷۔ أبو داؤد ح٨٣٩ باب كيف يضع ركبتيه قبل يديه ح ٧٣٦ باب افتتاح الصلاة۔

۷٤۸۔ بيهقي ص ١٠٠ ج٢، ابن خزيمة ص٣١٩ ج١ ح٦٢٨۔

۷٤۹۔ بيهقي ص ١٠٠ ج٢۔

۷٥۰۔ بيهقي ص٩٩ ج٢۔

ضعیف ہے، راوی علاء بن اسماعیل منفرد ہے، بیہقی کہتے ہیں مجہول ہے، حاکم نے اس کی تصحیح میں خطا کی ہے اور ابو حاتم نے اس حدیث کا انکار کیا ہے، دار قطنی کہتے ہیں مجہول ہے (مرعاۃ المفاتیح ص ۶۵۲ ج ۱)۔
ابو ہریرہ سے مروی روایت زمین پر ہاتھ رکھنے والی صحیح یا حسن ہے۔

(۷۵۱) إذا نام العبد في سجوده باهى الله به ملائكته يقول أنظروا إلى عبدي روحه عندي وجسده في طاعتي (أنس رضی اللہ عنہ)۔
بندہ جب سجدہ میں سو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں میں فخر کرتا ہے کہ تم میرے بندوں کی طرف لباس کا روح میرے پاس ہے اور اس کا جسم میری طاعت میں ہے۔☆ سخت ضعیف ہے، راوی داؤد بن زبرقان متروک ہے، ازدی نے اس کی تکذیب کی ہے (تقریب ص ۹۶)، اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی ابان متروک ہے۔

(۷۵۲) اور یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے جو سخت ضعیف ہے اس کے ضعف کی کئی وجہیں ہیں اولا راوی حجاج بن نصیر ضعیف ہے جس کی حدیث ترک کی گئی ہے (ابو حاتم) ضعیف ہے ثقہ نہیں (میزان ص ۴۶۵ ج ۱) اور اسکے استاذ حسن بصری کا حضرت ابو ہریرہ سے سماع نہیں ہے البتہ حسن بصری سے مرسلاً صحیح ہے

باب التشهد

تشہد اول

(۷۵۳) يشير بأصبعه إذا دعا ولا يحركها (عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہما)۔
انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے جب دعا کرتے تو اسکو حرکت نہ دیتے۔☆☆
ولا يحركها کے الفاظ غیر محفوظ منکر اور شاذ ہیں، راوی محمد بن عجلان سیء الحفظ اور مدلس ہے (الکاشف ص ۶۹ ج ۳ طبقات المدلسین ص ۱۰۷)۔

۷۵۱۔ ضعيفة ص ۳٦۹ ج ۲ بحوالة فوائد لتمام وابن عساكر.

۷۵۲۔ ضعيفة ص ۳٦۹ ج ۲ بحوالة الامالي لابن سمعون.

۷۵۳۔ أبو داؤد ج ۔ ۹۹ باب الاشارة في التشهد، بيهقي ص ۱۳۲ ج ۲۔

(٧٥٤) ولا يجاوز بصره اشارته (عبد الله بن زبير رضی اللہ عنہ)۔
نظر کو اشارہ کے آگے نہ لے جاتے۔☆
اوپر والی روایت کا ٹکڑا ہے۔

(٧٥٥) كان في الركعتين أوليين كأنه على رضفه حتى يقوم (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔
پہلی دو رکعتوں کے تشہد میں ایسے بیٹھتے گویا کہ گرم پتھر پر بیٹھے ہیں حتی کہ کھڑے ہو جاتے۔☆
منقطع ہے، راوی ابوعبیدہ کا اپنے باپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے (کتاب المراسیل ص ٢٥٧)۔

(٧٥٦) نهى أن يعتمد الرجل على يديه إذا نهض في الصلوة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔
منع فرمایا کہ آدمی نماز میں اٹھتے وقت اپنے ہاتھوں کا سہارا لے۔☆
شاذ ہے، راوی ابن عبد الملک نے اپنے سے ثقہ راوی امام احمد کی مخالفت کی ہے، اصل روایت ان يجلس الرجل في الصلوة وهو معتمد على يده ہے کہ آدمی نماز میں اپنے ہاتھ کا سہارا لے کر بیٹھے جس کو ابن عبدالملک نے اذا نهض في الصلوة کے الفاظ سے روایت کیا ہے ابن عبدالملک ثقہ اور قوی ہیں مگر امام مسلم فرماتے ہیں کثیر الخطاء ہیں (مرعاۃ ص ٦٧٠ ج ١)۔

(٧٥٧) كان ينهض في الصلوة على صدور قدميه (أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔
آپ نماز میں قدموں کی تلیوں کے بل کھڑے ہوتے۔☆
ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس متروک الحدیث ہے (احمد)، کوئی شیء نہیں اس کی حدیث نہ لکھی جائے (نصب الرایہ ص ٣٨٩ ج ١)، اس روایت کی سند ضعیف ہے (درایہ ص ٧٦ ج ١) اور اس کا استاذ ابو صالح مختلط ہو گیا تھا معلوم نہیں کہ خالد نے اس سے روایت اختلاط سے پہلے لی ہے یا بعد میں (نصب الرایہ ص ٣٨٩)۔

(٧٥٨) إذا نهض من الركعتين وضع يديه على فخذيه أبو هريرة رضی اللہ عنہ)۔
جب آپ دو رکعتوں سے کھڑے ہوتے تو ہاتھوں کو رانوں پر رکھتے۔☆

٧٥٤۔ أبو داؤد ح ٩٩٠ باب الاشارة في التشهد، بيهقي ص ١٣٢ ج ٢۔

٧٥٥۔ أبو داؤد ح ٩٩٥ باب في تخفيف القعود، شرح السنة ص ١٦٨ ج ٢، حلية الأولياء ص ٢٠٧ ج ٤۔

٧٥٦۔ أبو داؤد ح ٩٩٢، مصنف عبد الرزاق ص ١٩٧ ج ٢ ح ٣٠٥٤، بيهقي ص ١٣٥ ج ٢۔

٧٥٧۔ ترمذي ح ٢٨٨ باب منه أيضاً، شرح السنة ص ١٦٦ ج ٢، بيهقي ص ١٢٤ ج ٢۔

٧٥٨۔ اس کی تخریج حدیث نمبر ٧٥٧ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ضعیف ہے، راوی خالد بن ایاس متروک الحدیث ہے (دیکھئے اوپر والی حدیث)۔

(۷۵۹) رأيت ابن عمر وابن عباس وابن الزبير وأبا سعيد الخدري يقومون على صدور أقدامهم في الصلوة (عطيه عوفي)۔

میں نے ابن عمر، ابن عباس، عبد اللہ بن زبیر اور ابو سعید رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ نماز میں اپنے پاؤں کی تلیوں کے بل اٹھتے تھے۔☆

ضعیف ہے، راوی عطیہ عوفی ضعیف ہے (میزان ص ۸۰ ج ۳)، صدوق کثیر الخطاء اور مدلس تھا (تقریب ص ۲۴۰)۔

آخری تشہد

(۷٦۰) إذا دخل أحدكم المسجد والإمام في التشهد فليكبر وليجلس معه فإذا سلم فليقم إلى الصلاة فإنه أدرك فضل الجماعة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم میں جب کوئی مسجد میں آئے اور امام تشہد میں ہو وہ اللہ اکبر کہہ کر امام کے ساتھ تشہد میں بیٹھ جائے اور جب امام سلام پھیرے تو وہ نماز کے لئے کھڑا ہو جائے اس نے جماعت کی فضیلت پالی ہے۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن حسن نقاش مفسر حدیث میں جھوٹ بولتا تھا (میزان ص ۵۲۰ ج ۳)۔

(۷٦۱) لا يقبل الله صلوة إلا بطهارة والصلوة علي (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

اللہ تعالیٰ طہارت اور مجھ پر درود کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا۔☆

والصلوة علي کے الفاظ ثابت نہیں ہیں، راوی عمرو بن شمر متروک ہے (تلخیص ص ۲۶۲ ج ۱)، کوئی شی نہیں (ابن معین) زائغ کذاب ہے (جوزجانی ☆ میزان ص ۲۶۸ ج ۳)، اور اس کا استاذ جابر جعفی بھی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)۔

(۷٦۲) لا صلوة لمن لم يصل على النبي صلی اللہ علیہ وسلم (سهل بن سعد رضی اللہ عنہ)۔

جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں بھیجتا اس کی نماز نہیں ہے۔☆

۷۵۹۔ بيهقي ص ۱۲۵ ج ۲، نصب الراية ص ۳۸۹ ج ۱، دراية ص ۱٤۷ ج ۱۔
۷٦۰۔ ديلمي ص ۳۷۰ ج ۱ ح ۱۱۹۵، كنز العمال ص ٦٤٤ ج ۷۔
۷٦۱۔ دار قطني ص ۳۵۵ ج ۱، التلخيص ص ۲٦۲ ج ۱۔
۷٦۲۔ بيهقي ص ۳۷۹ ج ۲، دار قطني ص ۳۵۵ ج ۱۔

سخت ضعیف ہے، راوی عبدالمھین قوی نہیں (دارقطنی ص۳۵۵ج۱)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص۱۷۱ج۲)۔

(۷۶۳) من صلى صلوة لم يصل فيها علي ولا على أهل البيت لم تقبل منه
أبومسعود أنصاری رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور اہل بیت پر درود نہ بھیجا اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔☆
جھوٹ ہے، راوی جابر جعفی رافضی کذاب ہے (دیکھئے نمبر۱۸۵)۔

(۷۶٤) لو صليت صلوة لا أصلي فيها على آل محمد ما رأيت أن صلوتي تتم
(أبو مسعود أنصاری رضی اللہ عنہ موقوفاً)۔

میں اگر ایسی نماز پڑھوں جس میں آل محمد پر درود نہ پڑھوں تو میرے خیال میں وہ نماز پوری نہیں ہوتی۔☆ جھوٹ ہے، اس لئے کہ یہ بھی جابر جعفی کی روایت ہے (دیکھئے نمبر۱۸۵)۔

(۷٦٥) إذا تشهد أحدكم في الصلوة فليقل اللهم صلى على محمد وعلى آل محمد كما صليت وباركت وترحمت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تم میں جب کوئی تشہد بیٹھے تو مذکورہ درود اللھم صل علی محمد سے لیکر آخر تک پڑھے۔☆
ضعیف ہے، راوی رجل من آل حارث مجہول ہے (تلخیص ص۲٦۳ج۱)۔

(۷٦٦) إذا قضى الإمام الصلوة وقعد فاحدث قبل أن يتكلم فقد تمت صلوته ومن خلفه ممن أتم الصلوة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

۷٦۳۔ دار قطني ص۳۵۵ج۱.

۷٦٤۔ دار قطني ص۳۵٦ج۱، بيهقي ص۳۷۹ج۲.

۷٦٥۔ بيهقي ص۳۷۹ج۲، المستدرك ص۲٦۹ج۱، نصب الراية ص٤۲۷ج۱، التلخيص ص۲٦۳ج۱.

۷٦٦۔ أبوداود ح٦۱۷ باب الامام يحدث بعد ما يرفع رأسه من آخر ركعة، نصب الراية ص٦۳ج۲، علل المتناهية ص٤٤۲ج۱، بيهقي ص۱٦۷ج۲، دارقطني ص۳۷۹ج۱، شرح السنة ص۲۷٦ج۳، طحاوي ص۲۷٤ج۱، ترمذي باب في الرجل يحدث بعد التشهد ح٤۰۸.

امام جب نماز پوری کرے اور تشہد میں بیٹھ جائے تو کلام کرنے سے پہلے بے وضوء ہو جائے تو اس کی اور پیچھے مقتدی کی نماز بھی پوری ہوگی۔☆

ضعیف مضطرب ہے، راوی عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی ضعیف ہے (ترمذی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے اور اس کی سند میں اضطراب ہے (ترمذی مع تحفہ ص۳۱۴ج۱)، اضطراب کی وجہ یہ ہے کبھی تو اس نے یہ روایت:۔

(۷۶۷) إذا رفع رأسه من آخر السجود فقد مضت صلوته إذا هو أحدث۔

جب وہ آخری سجدہ سے سر اٹھائے تو اس کی نماز پوری ہوگی جب وہ اس حالت میں بے وضو ہو جائے۔ ان الفاظ سے اور کبھی:۔

(۷۶۸) إذا قضى الإمام الصلوة فقعد فأحدث هو أو أحد ممن اتم الصلوة معه قبل أن يسلم الإمام فقد تمت صلوته فلا يعود فيها۔☆

کہ جب امام نماز پوری کرلے اور تشہد میں بیٹھا ہو تو بے وضوء ہو جائے یا وہ مقتدی جس نے امام کے ساتھ نماز پوری کر لی ہے تو وہ تشہد میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہے وہ دوبارہ نہ پڑھے۔ کے الفاظ سے اور کبھی:۔

(۷۶۹) إذا رفع المصلي رأسه من آخر صلوته وقضى تشهده ثم أحدث فقد تمت صلوته فلا يعود لها۔☆

جب نمازی آخر نماز (سجدہ) میں سے سر اٹھائے اور وہ اپنا تشہد پورا کر لے پھر بے وضوء ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہے وہ اسے نہ لوٹائے، کے الفاظ سے روایت کی ہے۔

نوٹ: احناف کا مذہب اس کے برعکس ہے وہ یہ ہے کہ اگر نمازی اپنا وضو عمداً توڑ دے تو نماز درست اور اگر

۷۶۷۔ بیهقی ص۱۳۹ ج۲، دار قطني ص۳۷۹ ج۱.

۷۶۸۔ اس کی تخریج حدیث نمبر ۷۶۶ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۷۶۹۔ بیهقی ص۱۳۹ ج۲ بمعناه.

وضوء خود بخود ٹوٹ جائے تو نماز فاسد ہے۔

(۷۷۰) إذا جلس الإمام فی الرابعة ثم أحدث فقد تمت صلوته فلیقم حیث شاء (علی رضی اللہ عنہ)۔

امام جب چوتھی رکعت میں بیٹھا ہو تو بے وضو ہو جائے اس کی نماز پوری ہوگی وہ جب چاہے کھڑا ہو جائے۔☆

سخت ضعیف ہے، اولاً راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف اور مدلس ہے اور دوسرا راوی حارث الاعور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)۔

(۷۷۱) إذا جلس مقدار التشهد ثم أحدث فقد تمت صلوته (علی رضی اللہ عنہ)۔

جب نمازی تشہد کی مقدار بیٹھ جائے اور پھر بے وضو ہو جائے تو اس کی نماز پوری ہوگی۔☆

ضعیف ہے، راوی عاصم بن حمزہ قوی نہیں (تعلیق ص ۱۷۳ ج ۲)، یہ حدیث صحیح نہیں (احمد ☆ نصب الرایہ ص ۶۲ ج ۱)۔

(۷۷۲) من أحدث حدثا بعد ما یفرغ من التشهد فقد تمت صلوته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو تشہد سے فارغ ہونے کے بعد بے وضو ہو جائے اس کی نماز پوری ہوگی۔☆

ضعیف ہے، راوی عبدالرحمٰن بن حسن ابو مسعود زجاج اس روایت میں منفرد ہے اس کے علاوہ دوسرے راویوں نے اس روایت کو عطاء سے مرسل روایت کیا ہے ابو نعیم کہتے ہیں یہ غریب ہے (نصب الرایہ ص ۶۳ ج ۱)، عبدالرحمٰن بن حسن عام محدثین کے نزدیک صالح الحدیث ہے مگر ابو حاتم کہتے ہیں قابل حجت نہیں (میزان ص ۵۵۶ ج ۲)۔

(۷۷۳) کان یسلم تسلیمة واحدة (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

آپ صرف ایک سلام پھیرتے۔☆

۷۷۰۔ نصب الرایة ص ۶۳ ج ۲، درایة ص ۱۷۵ ج ۱۔

۷۷۱۔ بیهقی ص ۱۷۳ ج ۲، نصب الرایة ص ٦٤ ج ۲، درایة ص ۱۷۵ ج ۱۔

۷۷۲۔ حلیة الأولیاء ص ۱۷ ج ٥، نصب الرایة ص ٦٣ ج ۲۔

۷۷۳۔ ابن ماجة ح ۹۱۹، ابن حبان ص ۲۲٤ ج ٤، ترمذی ح ۲۹٦، المستدرك ص ۲۳۰ ج ۲، التلخیص ص ۲۷۰ ج ۱۔

اس روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں سخت اختلاف ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں مرفوعاً وہم ہے، ابو حاتم کہتے ہیں منکر ہے، ابن عبدالبر فرماتے ہیں مرفوعاً صحیح نہیں، عاصم نے ہشام سے اس کو مرفوع روایت کیا ہے اور عاصم ضعیف ہے اس کو وہم ہو گیا ہے اس عاصم سے مراد میرے نزدیک عاصم بن عمر ہے اور جس نے اس کو عاصم الاحول گمان کیا ہے اسے بھی وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم (التلخیص ص ۲۷۰ ج ۱)۔

(٧٧٤) ثم سلموا على اليمين ثم سلموا على قارئكم وعلى أنفسكم (سمرة رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تم دائیں طرف سلام کہو پھر اپنے امام اور اپنے نفسوں پر سلام کہو۔☆

ضعیف ہے، سند میں مجہول راوی ہیں (تلخیص ص ۲۷۱ ج ۱)۔

(٧٧٥) أمرنا رسول الله ﷺ أن نرد على الإمام وتحاب وأن يسلم بعضنا على بعض (سمرة)۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم امام پر سلام لوٹائیں اور باہم محبت کریں اور بعض ہمارا بعض پر سلام کہے۔☆

ضعیف ہے، راوی سعید بن بشیر ضعیف ہے (تقریب ص ۱۲۰) ثانیاً حسن بصری مدلس ہیں۔

(٧٧٦) ينصرف عن شماله إلى منزله (أسماء بن حارثه)۔

اپنے گھر کی طرف بائیں جانب سے جاتے۔☆

باطل ہے، راوی ہیثم بن عدی ضعیف ہے جس کی کذب کی طرف نسبت کی گئی ہے (مجمع ص ۱۴۶ ج ۱)، متروک ہے (نسائی)، ثقہ نہیں جھوٹ بولتا تھا (بخاری وابن معین)، کذاب تھا (ابو داؤد ☆ میزان ص ۳۲۴ ج ۴)۔

۷۷۴۔ ابو داؤد ح ۹۷۵، التلخیص ص ۲۷۱ ج ۱۔

۷۷۵۔ ابو داؤد ح ۱۰۰۱، المستدرک ص ۲۷۰ ج ۱، بیہقی ص ۱۸۱ ج ۲۔

۷۷۶۔ طبرانی کبیر ص ۲۹۶ ج ۱ ح ۸۷۱، مجمع ص ۱۴۶ ج ۲۔

سلام کے بعد ذکر

(۷۷۷) إذا انصرف المنصرف من الصلوة ولم يقل اللهم أجرني من النار وادخلني الجنة وزوجني من الحور العين قالت الملائكة يا ويح هذا أعجز أن يستجير بالله من جهنم وقالت الجنة يا ويح هذا أعجز أن يسأل الله الجنة وقالت الحور العين أعجز أن يسأل الله أن يزوجه من الحور العين (أبو أمامة رضي الله عنه)۔

آدمی جب نماز سے سلام پھیر کر یہ کلمے نہ کہے کہ ''اے اللہ مجھے جہنم سے پناہ دے اور جنت میں داخل کر اور میری شادی حورعین سے کر تو فرشتے کہتے ہیں اس پر افسوس ہے یہ تو اس سے بھی عاجز ہے کہ اللہ کے نام سے جہنم سے پناہ مانگے اور جنت کہتی ہے افسوس ہے یہ تو اللہ تعالیٰ سے جنت مانگنے سے بھی عاجز ہے اور حوریں کہتی ہیں اس پر افسوس یہ تو اللہ تعالیٰ سے حوروں کے ساتھ شادی کا سوال کرنے سے بھی عاجز ہے''۔☆

من گھڑت ہے، راوی محمد بن محصن عکاشی متروک ہے (مجمع ص ۱۴۸ ج ۲)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، کذاب ہے (ابن معین)، روایتیں وضع کرتا تھا (دارقطنی ☆ میزان ص ۷۷ ج ۳، ص ۲۵ ج ۴)۔

(۷۷۸) جو نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو ساتوں آسمانوں میں سوراخ ہو جاتا ہے وہ سوراخ اس وقت تک نہیں بھرتا جب تک اللہ تعالیٰ آیۃ الکرسی پڑھنے والے کو دیکھ نہیں لیتا پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس کی نیکیوں کو لکھتا ہے اور برائیوں کو مٹا دیتا ہے (ابوالزبیر)۔

من گھڑت ہے، راوی اسماعیل بن یحییٰ تیمی جھوٹ کا ایک رکن ہے (ازدی)، حدیثیں وضع کرتا تھا (صالح ☆ میزان ص ۲۵۳ ج ۱)۔

۷۷۷۔ طبرانی کبیر ص ۱۰۲ ج ۸ ح ۷۴۹۶، مجمع ص ۱۴۸ ج ۲، مسند الشامیین ح ۱۶۰۱۔

۷۷۸۔ کتاب الموضوعات ص ۱۷۶ ج ۱، اللآلی ص ۲۳۲ ج ۱، تنزیہ ص ۲۸۶ ج ۱، الفوائد المجموعۃ ص ۲۹۹۔

(۷۷۹) ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے سے انبیاء علیہم السلام کا ثواب اور صادقین کے اعمال دیے جاتے ہیں۔ اللہ اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیلاتا ہے اور اس پر رحمت کرتا ہے اور اس کو جنت میں داخل ہونے سے سوائے موت کے اور کوئی نہیں روکتا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، ابن جوزی فرماتے ہیں اس سند میں کئی مجہول راوی ہیں ان میں سے کسی ایک نے پہلی من گھڑت روایت سے اس کو چرا لیا ہے (کتاب الموضوعات ص ۱۷۷ ج ۱)۔

(۷۸۰) سورۃ الفاتحہ، آیۃ الکرسی اور آل عمران کی دو آیتیں شہد اللہ سے لیکر آخر تک اور قل اللّٰھم مالک الملک سے لیکر آخر آیت تک یہ عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ تو ہمیں زمین میں ان کی طرف اتار دے جو بڑی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے تم کو جو بھی فرض نماز کے بعد پڑھے گا میں اس کو ضرور جنت دوں گا اور حظیرہ القدس میں ٹھہراؤں گا اور ہر روز میں اس کی طرف ستر دفعہ دیکھوں گا اور روزانہ اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا جن میں سب سے کم درجہ کی حاجت بخشش ہے اور میں اس کی ضرور اس کے دشمن پر مدد کروں گا اور اس سے اپنی پناہ میں رکھوں گا (علی رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی حارث بن عمیر ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت روایتیں کرتا تھا یہ روایت بھی ایسی ہے جس کا کچھ اصل نہیں (کتاب المجروحین ص ۲۲۳ ج ۱)، حارث کذاب ہے اور اس حدیث کا کچھ اصل نہیں (ابن خزیمہ ☆ کتاب الموضوعات ص ۱۷۸ ج ۱)۔

(۷۸۱) قوم شهدوا صلوة الصبح ثم جلسوا يذكرون الله حتى طلعت الشمس فأولئك أسرع رجعة وأفضل غنيمة (عمر رضی اللہ عنہ)۔

جو لوگ فجر کی نماز میں شریک ہوتے ہیں اور پھر سورج کے طلوع ہونے تک بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہتے

۷۷۹۔ كتاب الموضوعات ص۱۷۷ ج۱، اللآلي ص۲۳۲ ج۱، تنزيه ص۲۸۹ ج۱، الفوائد المجموعة ص۳۰۰۔

۷۸۰۔ كتاب الموضوعات ص۱۷۷ ج۱، اللآلي ص۲۲۸ ج۱، الفوائد المجموعة ص۲۹۷، المغني عن حمل الاسفار ص۳۱۶ ج۱، ضعيفة ص۱۳۸ ج۲، كتاب المجروحين ص۲۱۸ ج۱، عمل اليوم والليلة ص۱۱۱ ج۱۲۵۔

۷۸۱۔ ترمذي ح۳۵۶۱۔

ہیں یہی لوگ ہیں جلدی لوٹ آنے والے اور بہتر غنیمت پانے والے۔☆

ضعیف غریب ہے، راوی حماد بن ابی حمید ضعیف منکر الحدیث ہے (ترمذی مع تحفہ ص۳۵۴ ج۱) منکر الحدیث ہے (بخاری)، اس کی حدیث کوئی شی نہیں (ابن معین) وثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص۵ ج۱)۔

(۷۸۲) ألا أدلك على ما هو أسرع أيابا و أفضل مغنماً من صلى الغداة في جماعة ثم ذكر الله حتى تطلع الشمس (أبو هريرة رضي الله عنه)۔

میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں جو جلدی لوٹنے والا اور بہتر غنیمت پانے والا ہے وہ آدمی جو فجر کی باجماعت نماز پڑھتا ہے پھر سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتا ہے۔☆

ضعیف ہے، راوی حمید بن مولی علقمہ ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۷ ج۱۰)۔

(۷۸۳) يا أم سليم إذا صليت المكتوبة فقولي سبحان الله عشراً والله أكبر عشراً ثم سلي ما شئت فإنه يقول لك نعم نعم نعم (أنس رضي الله عنه)۔

اے ام سلیم جب تو فرضی نماز پڑھے تو دس مرتبہ سبحان اللہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہہ پھر تو جو چاہے طلب کر اللہ اس کے جواب میں تین بار کہتا ہے ہاں میں نے قبول کیا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی کوئی شی نہیں منکر الحدیث ہے (احمد)، ضعیف متروک ہے (ابن معین)، ضعیف (نسائی)، قابل نظر ہے (بخاری ☆ میزان ص۵۴۸ ج۲)۔

(۷۸٤) علم في دبر كل صلوة سبحان الله عشراً والحمد لله عشراً والله أكبر عشراً (أم مالك الأنصارية رضي الله عنها)۔

آپ نے سکھایا کہ ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہا کریں۔☆

ضعیف ہے ایک راوی عطاء بن سائب مختلط ہے اور دوسرا راوی مجہول ہے (مجمع ص۱۰۲ ج۱۰)۔

۷۸۲۔ مجمع الزوائد ص۱۰۷ ج۱۰ بحواله البزار۔

۷۸۳۔ كنز العمال ص۱۳٤ ج۲ ح۳٤۷۰۔

۷۸٤۔ طبراني كبير ص١٤٥ ج۲٥ ح۳٥١۔

(۷۸۴ب) تین امور ایسے ہیں جو ایمان کے ساتھ ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی جو کرتا ہے وہ جنت کے جس دروازہ سے بھی داخل ہونا چاہے ہوسکتا ہے ان میں ایک تو وہ ہے جس نے قاتل کو معاف کیا دوسرا وہ جس نے ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ سورت پڑھی اور تیسرا خفیہ طریقہ سے قرض ادا کیا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے، راوی عمر بن نبہان متروک ہے (مجمع ص۱۰۲ ج۱۰)۔

(۷۸۵) من قال دبر كل صلوة سبحان رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين فقد أكتال بالجريب الأوفى من الأجر (عبد الله بن أرقم رضی اللہ عنہ)۔

جس نے نماز کے بعد آیت سبحان ربک رب العزۃ ۔رب العالمین تک پڑھی تو اس نے اجر کا پورا ٹوکرا ماپ لیا۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی عبد المنعم بن بشیر سخت ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۵ ج۱۰)، شدید منکر الحدیث ہے جو ثقہ راویوں سے ایسی روایات لاتا ہے جو ان کی روایات میں سے نہیں ہوتیں۔ کسی بھی حال میں قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۱۳۸ ج۲)۔

(۷۸۶) ہم آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کو سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون سے پہچانتے تھے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمر متروک (مجمع ص۱۰۳ ج۱۰)، منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص۵۹۱ ج۳)۔

(۷۸۷) من قال دبر كل صلوة استغفر الله وأتوب إليه غفر له وإن كان فر من الزحف (براء رضی اللہ عنہ)۔

جو ہر نماز کے بعد استغفر اللہ واتوب الیہ کہے تو اسے بخش دیا جائے گا خواہ وہ لڑائی سے بھاگا ہو۔☆

۷۸٤ب۔ أبو يعلى ص۳۲۳ ج۲ ح۱۷۸۸۔

۷۸۵۔ مجمع الزوائد ص۱۰۳، الترغيب والترهيب ص٤٥٤ ج۲، كنز العمال ص۱۳۵ ج۲۔

۷۸٦۔ طبراني كبير ص۹۵ ج۱۱ ح۱۱۲۲۱۔

۷۸۷۔ طبراني أوسط ص۳٦۰ ج۸ ح۷۷۳٤۔

ضعیف ہے، راوی عمر بن فرقد ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۴ ج۱۰)، منکر الحدیث قابل نظر ہے (بخاری ☆ میزان ص۲۱۷ ج۳)۔

(۷۸۸) اللهم أنت السلام ومنك السلام کے آگے وإليك يرجع السلام حينا ربنا بالسلام وأدخلنا دار السلام کے الفاظ اکثر حنفی نمازوں کی کتابوں میں لکھے جاتے ہیں مگر یہ من گھڑت ہیں جن کا کسی ضعیف روایت سے بھی ثبوت نہیں ملتا۔

اسی طرح ومنك السلام کے بعد واليك السلام کا لفظ شاذ ہے جو صحیح احادیث میں نہیں پایا جاتا۔

(۷۸۹) سنت فجر کے بعد آپ یہ دعا "اللهم رب جبريل وميكائيل ورب اسرافيل ورب محمد أعوذ بك من النار" پڑھتے اور پھر نماز فجر کی طرف نکلتے (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے، راوی سفیان بن وکیع ضعیف ہے (مجمع ص۱۰۴ ج۱۰)۔

(۷۹۰) جو شخص فجر کے وقت أعوذ بالله السميع العليم تین مرتبہ کہے اور سورت حشر کی آخری تین آیات پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کرتا ہے کہ جو اس کے لئے شام تک دعا کرتے ہیں اگر وہ اس دن مر جائے تو وہ شہید ہوگا اسی طرح جو شام کے وقت پڑھے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں (معقل بن یسار رضی اللہ عنہ)۔

سخت ضعیف ہے، راوی خالد بن طھمان وفات سے دس سال پہلے مختلط ہو گیا تھا جو روایت اس کے لئے پیش کی جاتی وہ اس کا اقرار کر لیتا تھا ذہبی فرماتے ہیں یہ روایت سخت غریب ہے (میزان ص۶۳۲ ج۱)۔

(۷۹۱) جو صبح کی نماز کے بعد اپنے پاؤں موڑنے اور کلام کرنے سے پہلے دس مرتبہ "لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد ويحيي ويميت بيده الخير وهو على كل

۷۸۸۔ مرقاة شرح مشكوة ص۳۵۸ ج۲۔

۷۸۹۔ أبو يعلى ص۲۹٤ ج٤ ح۴۷٦٠، مجمع الزوائد ص۱۰٤ ج۱۰۔

۷۹۰۔ مسند أحمد ص۲٦ ج٥، كنز ص۱٦٧ وص۱۳۸ ج۲۔

۷۹۱۔ مجمع البحرين ص۲۹ ج۸، طبراني أوسط ص۲۲۰ ج٥، مجمع الزوائد ص۱۰۸ ج۱، ترغيب ص۲۰٦ ج۱۔

شیء قدیر" کہے تو اس کے لئے ایک بار کہنے کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں اور اس دن وہ ہر ناپسندیدہ کام اور شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور ہر مرتبہ اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور ایک غلام بارہ ہزار کے بدلے ہے اس دن اسے سوائے شرک کے کوئی اور گناہ نہیں پہنچتا اور جو نماز مغرب کے بعد اس کلمے کو پڑھے اسے بھی صبح کی طرح اجر ملے گا (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے، راوی موسیٰ بن محمد بلقاوی متروک ہے (مجمع ص۱۰۸ ج۱۰)، ثقہ نہیں (نسائی)، جھوٹ بولتا تھا (ابو زرعہ وابو حاتم)، حدیث چور تھا (ابن عدی)، اس سے روایت لینی حلال نہیں کیونکہ حدیث گھڑ لیتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص۲۱۹ ج۴)۔

(۷۹۲) من صلی الصبح ثم قرأ قل هو الله أحد مائة مرة قبل أن يتكلم فكلما قرء قل هو الله أحد غفر له ذنب منه (واثلہ رضی اللہ عنہ)۔

جو صبح کی نماز کے بعد کلام کرنے سے پہلے سو دفعہ سورت قل ھو اللہ پڑھے تو جب بھی قل ھو اللہ پڑھے گا تو اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی محمد بن عبد الرحمٰن قشیری ضعیف ہے (مجمع ص۱۱۹ ج۱۰)، منکر الحدیث ہے (ابن عدی)، متروک الحدیث ہے (دارقطنی)، منکر روایتیں لاتا ہے (خلیلی)، اس کی روایت عن المسعر المطیری منکر ہے اس کا نہ کوئی اصل ہے اور نہ متابعت اور وہ مجہول ہے (عقیلی ☆ لسان ص۲۵۱ ج۵)۔

☆☆☆☆☆

۷۹۲۔ طبرانی کبیر ص۹۶ ج۲۲ ح۲۳۲، ضعیفة ص۳۹۹ ج۱۔

۱۱۔ کتاب النوافل

(۷۹۳) من صلى ركعتي الفجر كتب الله له الف الف حسنة (ابو هريره)

جو فجر کی دو رکعت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۷۹۴) لا تدعوا ركعتي الفجر وان طرتكم الخيل (أبو هريره)

تم فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑو خواہ تمہیں دشمن کے گھوڑے روند ڈالیں۔☆

ضعیف ہے، اولاً راوی عبد الرحمٰن بن اسحاق مدنی مختلف فیہ ہے ابن معین کے نزدیک ثقہ ہے دارقطنی فرماتے ہیں ضعیف ہے ابو حاتم اور عبد الحق فرماتے ہیں قابل حجت نہیں۔ احمد فرماتے ہیں صالح الحدیث ہے بخاری فرماتے ہیں مقارب الحدیث ہے۔

دوسرا راوی ابن سیلان نا معلوم ہے ابو حاتم اور عجلی فرماتے ہیں اس کی حدیث لکھ لی جائے قوی نہیں بخاری فرماتے ہیں اس کے حافظہ پر اعتماد نہیں نسائی اور ابن خزیمہ کہتے ہیں کوئی حرج نہیں (اعلام اہل العصر ص ۸)

(۷۹۵) كان لا يدع ركعتي الفجر في السفر ولا في الحضر ولا في الصحة ولا في السقم۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

آپ فجر کی دو رکعتیں سفر، حضر، صحت اور بیماری میں بھی نہ چھوڑتے۔☆

ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن رجاء صدوق کثیر الغلط والتصحیف ہے اور دوسرا راوی عمران القطان ضعیف ہے (احمد و نسائی ☆ اعلام اہل العصر ص ۱۰)

(۷۹۶) لا تتركوا ركعتي الفجر فان فيهما الرغائب (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تم فجر کی دو رکعتیں نہ چھوڑو کیونکہ ان میں رغبتیں ہیں۔☆

۷۹۳۔ دیلمی ص ۴۷ ج ۴ ح ۵۶۳۹۔

۷۹۴۔ مسند أحمد ص ۴۰۵ ج ۲، أبو داؤد ح ۱۲۵۸ باب في تخفيفهما، طحاوی ص ۲۹۹ ج ۱۔

۷۹۵۔ طبرانی أوسط ص ۲۲۱ ج ۸ ح ۷۴۵۳ ملخصاً، أعلام أهل العصر ص ۱۰۔

۷۹۶۔ طبرانی کبیر ص ۲۱۱ ج ۱۲، نصب الراية ص ۱۶۲ ج ۲، اعلام اهل العصر ص ۱۰۔

ضعیف ہے ایک راوی سوید بن عبد العزیز لین الحدیث ہے (تقریب ص ۱۴۱) دوسرا راوی لیث بن ابی سلیم مختلط ہے (تقریب ص ۲۸۷)

(۷۹۷) علیك بر کعتی الفجر فان فیھما فضیلة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تجھ پر فجر کی دو رکعتیں لازم ہیں کیونکہ ان میں فضیلت ہے۔ ☆

ضعیف ہے، محمد بیلمانی ضعیف ہے (مجمع الزوائد ص ۲۱۱ ج ۲ - دیکھئے نمبر ۵۴ پر)۔

(۷۹۸) رکعتی الفجر حافظوا علیھما فانھما من الفضائل۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

فجر کی دو رکعتوں پر حفاظت کرو ان میں بڑی فضیلتیں ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی ایوب رضی اللہ عنہ بن سلیمان مجہول ہے (لسان ص ۴۸۱ ج ۱)

(۷۹۹) اذا اقیمت الصلوة فلا صلوة الا المکتوبة الا رکعتی الفجر۔ (ابو ھریرہ)

جب نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر صرف فرض نماز ہے مگر فجر کی دو رکعتیں۔ ☆

الا رکعتی الفجر کے الفاظ باطل اور بے اصل ہیں اولاً راوی حجاج بن نصیر ضعیف تلقین قبول کرتا تھا (تقریب ص ۶۵) ثانیاً راوی عباد بن کثیر بصری متروک ہے احمد فرماتے ہیں اس نے جھوٹی روایات روایت کی ہیں (تقریب ص ۱۶۳) بیہقی فرماتے ہیں اس روایت کا کچھ اصل نہیں۔ (منتقی ص ۲۸۳ ج ۲)

(۸۰۰) لم یضطجع سنة ولکنه کان یدأب لیله فیستریح (عائشہ رضی اللہ عنہا)

رسول اللہ فجر کی دو رکعت کے بعد سنت کی بنا پر نہیں لیٹتے تھے لیکن رات کے قیام کی وجہ سے تھک جاتے تو اس وجہ سے آرام فرماتے۔ ☆

ضعیف ہے اس میں ایک راوی نا معلوم ہے (مصنف عبد الرزاق ص ۴۳ ج ۳)

(۸۰۰ ب) ابن عمر نے چند لوگوں کو فجر کی دو رکعتوں کے بعد لیٹے دیکھا تو ان کو منع فرمایا لوگ کہنے لگے ہم تو سنت

۷۹۷۔ مجمع ص ۲۱۷ ج ۲، کنز العمال ص ۳۷۰ وص ۳۷۴ ج ۷۔

۷۹۸۔ مسند احمد ص ۸۲ ج ۲

۷۹۹۔ بیہقی ص ۴۸۳ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۳۳، تنزیه ص ۱۲۳ ج ۲۔

۸۰۰۔ مصنف عبد الرزاق ص ۴۴ ج ۳۔

۸۰۰ب۔ بیہقی ص ۴۶ ج ۱

پر عمل کا ارادہ رکھتے ہیں فرمایا یہ بدعت ہے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)
ضعیف ہے راوی زید العمی ضعیف ہے (تقریب ص ۱۱۲)۔

(۸۰۱) والاربع قبل الظھر بتسلیمة واحدة۔☆
ظہر سے پہلے ایک سلام کے ساتھ چار رکعتیں۔ ☆حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۰۲) اربع قبل الظھر لا یفصل بینھن بتسلیم (ابو ایوب رضی اللہ عنہ)
ظہر سے پہلے چار رکعتیں جن میں سلام کے ساتھ فصل نہ ہو۔ ☆
لا یفصل سے لیکر آخر تک کے الفاظ ضعیف ہیں راوی عبیدہ بن معتب ضعیف اور مختلط ہے (تقریب ص ۲۳۱)

(۸۰۳) قلت الفصل بینھن بسلام قال لا (ابو ایوب رضی اللہ عنہ)
میں نے کہا کیا ان چاروں میں سلام کے ساتھ فصل کروں فرمایا نہیں۔ ☆
منقطع ضعیف ہے۔ اس کی سند میں دو راوی محمد بن حسن اور اس کا استاذ بکیر بن عامر بجلی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۹۴ وص ۴۷) پھر نخعی اور شعبی نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ان دونوں کا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے انقطاع ہے۔

(۸۰۴) رسول اللہ ﷺ نصف النہار کے وقت نماز پسند کرتے اور فرماتے اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے یہ ایسی نماز ہے جس کی حفاظت آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ (ثوبان رضی اللہ عنہ)
باطل ہے راوی عتبہ بن سکن متروک ہے (مجمع ص ۲۱۹ ج ۲) واہ ہے جو وضع کی طرف منسوب ہے (بیہقی لسان ص ۱۲۸ ج ۴)

(۸۰۵) من صلی ھن من امتی فقد احیاء لیلة ساعة تفتح فیھا ابواب السماء و

۸۰۱۔ ھدایة ص۱٤۷ ج۱، نصب الرایة ص۱٤۲ ج۲، درایة ص۱۹۹ ج۱۔
۸۰۲۔ الکلمل ص ۱۹۹۱ ج ۵، میزان الاعتدال ص ۲۵ ج ۳، ابن خزیمه ص ۲۲۱ ج ۲
۸۰۳۔ تقریب ص ۲۹٤ ص و ص ٤۷
۸۰٤۔ کشف الاستر ج ۷۰۰، مجمع ص ۲۱۹ ج ۲۔
۸۰۵۔ طبرانی کبیر ص ۱۲۹ ج ۱۱ ح ۱۱۳٦٤۔

يستجاب فيها الدعاء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جس نے میری امت میں سے ان چار رکعتوں کو پڑھا اس نے گویا رات کو زندہ کیا یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دعاء قبول کی جاتی ہے۔☆

تحت ضعیف ہے راوی ابو ہرمز نافع متروک ہے (مجمع ص۲۲۰ ج۲) ثقہ نہیں (نسائی) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) جھوٹا ہے (ابن معین) اس کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں ضعف واضح ہے (ابن معین ☆لسان ص۱۴۷ ج۶)

(۸۰۶) اى ساعة كان اكثر يصلى فيها رسول الله ﷺ قالت دلوك الشمس حتى تميل (عائشہ رضی اللہ عنہا)

کونسی گھڑی میں رسول اللہ ﷺ زیادہ نماز پڑھتے فرمایا سورج ڈھلنے کے وقت نماز پڑھتے یہاں تک کہ وہ ڈھل جاتا۔☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن مسلم بن ہرمز ضعیف ہے (مجمع ص۲۲۰ ج۲) صالح الحدیث ہے (احمد) قوی نہیں (ابن المدینی و ابن معین) ضعیف ہے نسائی ☆میزان ص۵۰۳ ج۲)

(۸۰۷)من صلى قبل الظهر اربع ركعات كمن تهجد بهن من ليلة (براء رضی اللہ عنہ)

جس نے ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں وہ اس طرح ہے جو ان کو تہجد میں پڑھتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی حفص بن سالم الباہلی کا ترجمہ نامعلوم ہے (مجمع ص۲۱ ج۲)

(۸۰۸) من صلى قبل الظهر اربعا كن له كعتق رقبة من بنى اسمعيل (عمرو الانصارى رضی اللہ عنہ)

جو ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھے وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل کی اولاد سے غلام آزاد کیا ہو۔☆

ضعیف ہے راوی عمرو الانصاری کا ترجمہ نامعلوم ہے (مجمع ص۲۲۱ ج۲)

---

۸۰۶ طبراني أوسط ص ۱۱ ج۹ ح ۸۰۱۰۔

۸۰۷ طبراني أوسط ص ؟؟ ج؟؟ ح ۶۳۳۲۔

۸۰۸ مجمع ص ۲۲۱ ج۲ والترغيب والترهيب ص ۴۰۱ ج۱ بحوالة طبراني كبير۔

(۸۰۹) من صلی اربعا قبل الظهر کن له کاجر عشر رقبات او قال اربع رقاب من ولد اسماعیل (صفوان)

جو ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھے وہ اس کے لئے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے دس یا چار غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہوں گے۔☆

سخت ضعیف ہے اس کی سند میں نا معلوم راویوں کی ایک جماعت ہے (مجمع ص ۲۲۵ ج ۲)

(۸۱۰) کان اذا فاتته الاربع قبل الظهر صلاها بعد رکعتین بعد الظهر (عائشہ رضی اللہ عنہا)

جب آپ ﷺ سے ظہر سے پہلے والی چار رکعتیں رہ جاتیں تو انہیں ظہر کی دو رکعتوں کے بعد پڑھ لیتے۔☆

اس متن سے ضعیف ہے راوی قیس بن ربیع صدوق تھا مگر جب بوڑھا ہوگیا تو مختلط ہوگیا تھا اس کے بیٹے نے اس کے نام پر ایسی روایتیں کیں جو اس کی حدیث سے نہ تھیں (تقریب ص ۲۸۳)

(۸۱۱) من صلی اربع رکعات قبل العصر حرم الله بدنه علی النار (ام سلمہ رضی اللہ عنہا)

جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی نافع بن مہران اور دیگر راوی نا معلوم ہیں (مجمع ص ۲۲۲ ج ۲)

(۸۱۲) من صلی اربع رکعات قبل العصر لم تمسه النار (عبدالله بن عمرو رضی اللہ عنہ)

جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں اسے آگ نہیں چھوئے گی۔☆

ضعیف ہے راوی عبد الکریم بن ابی المخارق ابو امیہ ضعیف ہے (مجمع ص ۲۲ ج ۲) اس سے حدیث نہ لی جائے وہ کچھ نہیں (ایوب رحمہ اللہ) کوئی شی نہیں (یحییٰ) میں نے اس کی روایات کو پھینک دیا ہے وہ متروک کے مشابہ ہے (احمد) متروک ہے (نسائی و دارقطنی) اس کے ضعیف میں اختلاف نہیں بعض نے اس کی روایات کو غیر احکام میں قبول کیا ہے مگر قابل حجت نہیں مانا (ابن عبد البر ☆ میزان ص ۶۴۲ ج ۲)

اس میں دوسرا راوی حجاج بن نصیر بھی ضعیف اور متروک ہے (میزان ص ۴۶۵ ج ۱)

۸۰۹۔ طبرانی أوسط ص۲۲ ج۷ ح۶۰۴۹۔

۸۱۰۔ ابن ماجة ح۱۱۵۸ باب من فاتته الأربع قبل الظهر۔

۸۱۱۔ مجمع ص۲۲۲ ج۲ بحوالة طبرانی کبیر۔

۸۱۲۔ طبرانی أوسط ص۲۵۷ ج۲ ح۲۶۰۱۔

(۸۱۳) لا تزال امتی یصلون هذه الاربع رکعات قبل العصر حتی تمشی علی الارض مغفوراً لها حتما (علی رضی اللہ عنہ)

میری امت ہمیشہ رہے گی عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتی حتی کہ وہ زمین پر چلے گی تو وہ بلاشبہ بخشی ہوئی ہوگی۔ ☆

باطل ہے راوی عبدالملک بن ہارون بن عنترہ متروک ہے (مجمع ص۲۲۴ ج۲) ضعیف ہے (احمد و دارقطنی) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) کذاب ہے (ابن معین) دجال ہے (سعدی) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان) اس کی عام روایات جھوٹ ہیں (صالح بن محمد) اس نے اپنے باپ سے منکر روایتیں کی ہیں (حاکم ☆ نسائی ص۲۱۷ ج۴)

مغرب سے پہلے و بعد نوافل

(۸۱٤) ان عند کل اذانین رکعتین ما خلا صلوة المغرب (بریدہ رضی اللہ عنہ)

اذان اور اقامت کے درمیان دو رکعتیں ہیں سوائے نماز مغرب کے۔ ☆

منکر ہے راوی حیان بن عبیداللہ مختلط ہوگیا تھا (مجمع ص۲۳۱ ج۲) قوی نہیں (دارقطنی ص۲۶۵ ج۱)

(۸۱۵) سألنا نساء رسول الله ﷺ هل رأيتن رسول الله ﷺ يصلي ركعتين قبل المغرب فقلن لا۔ (جابر رضی اللہ عنہ)

ہم نے ازواج النبی ﷺ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی یحیی بن ابی حجاج لین الحدیث ہے (تقریب ص۳۷۴) اس کا استاد عیسیٰ بن سنان بھی لین الحدیث ہے (تقریب ص۲۷۰)

۸۱۳۔ طبرانی أوسط ص٦١ ج٦ ح٥١٢٧، مجمع ص٢٢٢ ج٢۔

۸۱٤۔ دارقطنی ص٢٦٤ ج١، کشف الأستار ح٦٩٣، مجمع ص٢٣١ ج٢، نصب الراية ص١٤٠ ج٢، دراية ص١٩٨ ج١۔

۸۱۵۔ نصب الراية ص١٤١ ج٢، دراية ص١٩٩ ج١ بحوالة مسند الشاميين۔

(۸۱۶) ان رسول اللہ ﷺ و ابا بکر و عمر لم یکن یصلونھا (نخعی)

رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ مغرب سے پہلے دو رکعت نہیں پڑھتے تھے۔ ☆

معضل ہے امام ابراہیم نخعی کی روایت رسول اللہ ﷺ اور شیخین سے معضل ہے پھر سوائے نخعی کے باقی تمام سند ضعیف ہے جس میں محمد بن حسن اور ان کے استاذ ابو حنیفہ دونوں ضعیف ہیں اور حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے۔ کما مر۔

(۸۱۷) عجلوا بر کعتین بعد المغرب لیرفعا مع الصلوۃ (حذیفہ)

تم مغرب کے بعد دو رکعت پڑھنے میں جلدی کرو تاکہ وہ بھی فرضی نماز کے ساتھ اللہ کے حضور پیش کی جائیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحیم بن زید عمی متروک بلکہ کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۵۱)

(۸۱۸) من صلی بعد المغرب رکعتین قبل ان یتکلم کتبتا فی علیین (مکحول)

جو مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے وہ رکعتیں علیین میں لکھی جاتی ہیں۔ ☆

مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

(۸۱۹) من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینھن بسوء عدلن له بعبادة ثنتی عشرۃ سنة (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جس نے مغرب کے چھ رکعتیں پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی غلط کلام نہ کیا تو وہ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عمر بن ابی خثعم کسی چیز کے برابر نہیں (احمد) سخت ضعیف ہے منکر الحدیث ہے (بخاری) ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۵۶ ج ۱) یہ روایت منکر ہے (میزان ص ۲۱۱ ج ۳)

۸۱۶۔ نصب الرایة ص ۱۴۱ ج ۲، درایة ص ۱۴۹ ج ۱ بحواله کتاب الآثار لمحمد۔

۸۱۷۔ قیام اللیل مروزی ص ۵۴، فیض القدیر ص ۳۰۷ ج ۴، ضعیف الجامع ص ۵۴۰، ضعیفة ج ۳۸۵۶۔

۸۱۸۔ قیام اللیل ص ۵۴، کنز العمال ص ۳۸۶ ج ۷ ح ۱۹۴۲۱۔

۸۱۹۔ ابن ماجة ح ۱۳۷۴، باب ما جاء فی الصلاوۃ بین المغرب والعشاء، علل المتناهیة ص ۴۵۶ ج ۱، قیام اللیل ص ۵۷۔

(۸۲۰) من صلی ست رکعات بعد المغرب قبل ان یتکلم غفرله ذنوبه خمسین سنة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے مغرب کے بعد کلام کرنے سے پہلے چھ رکعتیں پڑھیں اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ ☆

شبہ موضوع ہے راوی محمد بن غزوان منکر الحدیث ہے (ابو زرعہ) خبروں کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا اور موقوف روایات کو مرفوع روایت کر دیتا تھا کسی حال میں بھی قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان ☆ میزان ص ۶۷۱ ج ۳)

(۸۲۱) من صلی ست رکعات بعد المغرب غفرله ذنوبه وان کان مثل زبد البحر (عمار رضی اللہ عنہ)

جس نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھیں اس کے گناہ خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں بخش دیے جاتے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی صالح اور اس کا باپ معلی دونوں مجہول ہیں (لسان ص ۱۷۵ ج ۳) اس سند میں بہت سے مجہول راوی ہیں (العلل المتناہیہ ص ۴۵۶ ج ۱)

(۸۲۲) ما من صلوة احب الی الله تعالی من صلوة المغرب من صلها وصلی بعدها اربعا من غیر ان یتکلم جلیساً بنی الله له قصرین مطلئین بالدرر والیا قوت بینهما من الجنان ما لا یعلم علمه الا هو۔ وان صلها وصلی بعدها ستا من غیر ان یتکلم جلیساً غفر الله له ذنوب اربعین عاماً (عائشه رضی اللہ عنہا)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک مغرب کی نماز بہت محبوب ہے جو نماز مغرب پڑھ کر پھر اپنے ساتھی سے کلام کیلئے بغیر چار رکعتیں پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں دو محل بناتا ہے جو موتیوں اور یاقوت سے مرصع ہوتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان اتنی جنتیں ہیں جن کو صرف اللہ ہی جانتا ہے اور اگر مغرب پڑھ کر

۸۲۰۔ العلل المتناهية ص ۴۵۶ ج ۱۔

۸۲۱۔ طبرانی صغیر ص ؟؟ ج ؟، طبرانی أوسط ص ؟؟ ج ۷۲۴۵، تاریخ اصفهان ص ۲۲۳ ج ۲، العلل المتناهية ص ۴۵۷ ج ۱، لسان ص ۱۷۵ ج ۳۔

۸۲۲۔ العلل المتناهية ص ۴۵۸ ج ۱۔

بغیر کلام کیے چھ رکعتیں پڑھتا ہے تو اس کے چالیس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ ☆
سخت ضعیف ہے راوی حفص بن جمیع منکر الحدیث ہے جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۲۵۶) اس کا شاگرد محمد بن عون خراسانی بھی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) کوئی شئی نہیں (ابن معین ☆ میزان ص۶۷۴ ج۳)

(۸۲۳) من صلی المغرب وصلی بعدها اربعا کان کمن حجة بعد حجة و ان صلی یغفر له ذنوب خمسین عاماً (ابو بکر)
جس نے نماز مغرب پڑھ کر اس کے بعد چار رکعتیں پڑھیں وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے ایک حج کے بعد دوسرا حج کیا ہو اور اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ ☆
باطل ہے راوی حفص بن عمر علی سخت ضعیف منکر الحدیث ہے ابن حبان کہتے ہیں من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں۔ (کتاب المجروحین ص۲۵۹ ج۱)، اس کا شاگرد محمد بن عبدالرحمٰن بن طلحہ حدیث چور ضعیف تھا (الکامل ص۲۲۰۰ ج۶)۔

(۸۲۴) من صلی المغرب و العشاء عشرین رکعة بنی الله له بیتا فی الجنة۔ (عائشه رضی اللہ عنہا)
جو مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کا جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ ☆
من گھڑت ہے راوی یعقوب بن ولید مشہور کذاب ہے جو حدیثیں وضع کرتا تھا (احمد) جھوٹا ہے (ابن معین و ابو حاتم ☆ میزان ص۳۵۵ ج۴)

(۸۲۵) کان یصلی بعد المغرب رکعتین یطیل فیهما لا قراة حتی تتصدع اهل المسجد (ابن عباس رضی اللہ عنہ)
مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھتے جن میں قرأت بہت لمبی کرتے حتی کہ مسجد والے مسجد سے چلے جاتے۔ ☆
ضعیف ہے راوی یحیٰ بن عبدالحمید حمانی ضعیف ہے (مجمع ص۲۳۰ ج۲) حدیث کی چوری میں متہم ہے (تقریب ص۳۷۷)

۸۲۳۔ العلل المتناهية ص۴۵۸ ج۱۔
۸۲۴۔ ابن ماجة فی الصلوة بین المغرب والعشاء ح۱۳۷۳، شرح السنة ص۴۷۴ ج۲، کنز ص۳۸۷ ج۷۔
۸۲۵۔ طبرانی کبیر ص۱۰ ج۱۲، تاریخ بغداد ص۱۰۲ ج۸۔

(۸۲۶) المصلی بین المغرب والعشاء كالمتشحد بدمه في سبيل الله (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھنے والا اس مجاہد کی طرح ہے جو اللہ کے رستہ میں خون سے لت پت ہو۔ ☆

سخت منکر ہے راوی احمد بن محمد بن عمر یمامی ثقہ نہیں (خطیب) متروک الحدیث ہے (دارقطنی) ابن صاعد نے اس پر کذب کا الزام لگایا ہے (تعلیق بر مسند فردوس ص ۴۷۹ ج ۴)

(۸۲۷) اربع قبل الظهر كعدلهن بعد العشاء و اربع بعد العشاء كعدلهن ليلة القدر۔ (انس رضی اللہ عنہ)

ظہر سے پہلے چار رکعتیں، عشاء کے بعد چار رکعتوں کی طرح ہیں اور عشاء کے بعد چار رکعتیں لیلۃ القدر کے برابر ہیں۔ ☆

باطل ہے راوی یحیی بن عقبہ بن ابی العزار سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۰ ج ۲) منکر الحدیث ہے (بخاری) ثقہ نہیں (نسائی) حدیث گھڑتا تھا (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں کذاب ہے خبیث اللہ کا دشمن مذاق کرتا تھا (ابن معین ☆ میزان ص ۳۹۷ ج ۴)

۸۲۶۔ دیلمی ص ۴۷۹ ج ٤ ح ٦٨٨٥۔

۸۲۷۔ طبرانی أوسط ص ۷۵۵ ج ۴ ح ۲۷۴۳، مجمع ص ۲۳۰ ج ۲۔

۱۲- کتاب الامامۃ والجماعۃ

(۸۲۸) الجماعة من سنن الهدى لا يتخلف عنها الا منافق۔ ☆

جماعت ہدایت کی سنتوں میں سے ہے اس سے صرف منافق پیچھے رہتا ہے ☆

حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۲۹) الصلوة في الجماعة و في العمامة تعدل بعشرة الاف حسنة، (انس رضی اللہ عنہ)

جماعت اور پگڑی کے سمیت نماز دس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔ ☆

باطل ہے راوی ابان متہم ہے (تعلیق بر فردوس الاخبار ص ۵۶۶ ج ۲)۔

(۸۳۰) من سمع النداء فلم يمنعه من اتباعه عذر قالوا ما العذر قال خوف او مرض لم يقبل منه الصلوة التي صلى (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے اذان سنی تو اس کو کسی عذر نے نماز با جماعت پڑھنے سے نہیں روکا صحابہ نے عرض کیا عذر کیا ہے فرمایا خوف یا مرض تو جو اس نے (گھر یا بلا جماعت) نماز پڑھی ہے وہ قبول نہ ہوگی ☆

اصل روایت صحیح ہے مگر قالوا ما العذر قال خوف اور مرض کے الفاظ غیر ثابت ہیں راوی ابو جناف کلبی ضعیف ہے (نسائی و دارقطنی) متروک ہے (فلاس) میں اس سے روایت لینی حلال نہیں سمجھتا (یحیٰ قطان ☆ میزان ص ۳۷۱ ج ۴)۔

(۸۳۱) ادركت القواعد وهن يصلين مع رسول الله ﷺ الفرائض (سلمة بنت حكيم رضی اللہ عنہا)

۸۲۸۔ هداية ص ۱۲۱ ج ۱، نصب الراية ص ۲۱ ج ۲، دراية ص ۱۶۶ ج ۱۔

۸۲۹۔ ديلمی ص ۵۶۶ ج ۲ ح ۳۶۲۱۔

۸۳۰۔ أبو داؤد ح ۵۵۱، اللالی ص ۱۹ ج ۲، المستدرك ص ۲۴۶ ج ۱، نصب الراية ص ۲۲ ج ۲، دراية ص ۱۶۷ ج ۱۔

۸۳۱۔ طبرانی أوسط ص ۴۷۱ ج ۸ ح ۷۹۷۳۔

میں نے بوڑھی عورتوں کو پایا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرض نمازیں پڑھتی تھیں ☆۔

ضعیف ہے راوی عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے (دیکھئے نمبر ۸۱۲)

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے ورنہ عورتوں کا با جماعت نماز ادا کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

اوصاف امام

(۸۳۲) ان کانوا فی الھجرۃ سواء أ فافقھھم فقھا (ابی مسعود رضی اللہ عنہ)

اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو جو ان میں سے زیادہ فقیہ ہو وہ حقدار ہے ☆

حدیث صحیح مسلم میں بغیر فافقھہم فقہا کے موجود ہے حاکم فرماتے ہیں یہ لفظ اس صحیح سند کے ساتھ غریب اور نادر ہے (مستدرک ص۲۴۳) ذہبی مستدرک کی تلخیص ص۲۴۳ میں فرماتے ہیں مسلم میں فقہ کا ذکر نہیں (ایضا)۔

(۸۳۳) اور یہی حدیث افقھھم فی الدین فان کانوا فی الفقہ سواء فاقراھم للقرآن اگر وہ دینی فقہ میں برابر ہوں پھر جو ان میں قرآن کا زیادہ قاری ہو کے لفظ مروی ہے کہ یہ بھی منکر اور ضعیف ہے راوی حجاج بن ارطاۃ صدوق کثیر الخطاء اور صاحب تدلیس ہے (تقریب ص۶۳) نے اس کی روایت کو ترک کرنے کا حکم دیا تھا امام نسائی کے نزدیک قوی نہیں اور دار قطنی کے نزدیک قابل حجت نہیں (میزان ص ۴۵۸ ج۱) یہ روایت حجاج کی وجہ سے معلول ہے (نصب الرایہ ص ۲۵ ج ۲) اور صحیح حدیث کے مخالف ہے (درایہ ص ۱۶۸ ج ۱)۔

(۸۳٤) اذاسرکم ان تقبل صلوتکم فلیؤمکم خیارکم فانھم وفد کم فیما بینك و بین ربکم (مرثد غنوی رضی اللہ عنہ)

جب تمہیں یہ بات خوش کرے کہ تمہاری نماز قبول ہو تو تمہاری امامت تم میں بہتر شخص کرائے کیونکہ امام تمہارے اور رب کے درمیان تمہارے وفد ہیں ☆

اس کی سند غیر ثابت ہے راوی عبداللہ بن موسیٰ ضعیف ہے (دار قطنی ص ۸۸ ج ۲)۔

۸۳۲ـ المستدرك ص۲٤۳ ج۱، نصب الراية ص۲٥ ج۱، دراية ص۱٦۸ ج۱.

۸۳۳ـ المستدرك ص۲٤۳ ج۱، نصب الراية ص۲٥ ج۱، دراية ص۱٦۸ ج۱.

۸۳٤ـ دارقطني ص۸۸ ج۲، المستدرك ص۲۲۲ ج۳، طبراني كبير ص۳۲۸ ج۲۰ ح۷۷۷.

اس کی روایت میں کوئی حرج نہیں مگر حجت کے لائق نہیں (ابو حاتم) صدوق کثیر الخطاء ہے (ابن معین) قابل حجت نہیں (میزان ص ۵۰۸ ج ۲)

(۸۳۵) اجعلوا ائمتکم خیار کم فانھم وفد کم فیما بینکم و بین اللہ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تم اپنے امام پسندیدہ لوگوں کو بناؤ کیونکہ یہ تمہارے اور اللہ کے درمیان وفد ہیں۔☆

ضعیف ہے اولا عمر بن یزید المدائنی منکر الحدیث ہے (ابن عدی) ثانیا حسین بن نصر المؤدب نامعلوم ہے (التعلیق المغنی ص ۸۸ ج ۲)

(۸۳۶) من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی ☆

جس نے پرہیز گار عالم کے پیچھے نماز پڑھی اس نے گویا نبی کے پیچھے نماز پڑھی ☆

صریحا جھوٹ ہے اور صاحب ھدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۳۷) الصلوٰۃ خلف رجل ورع مقبولۃ (براء رضی اللہ عنہ)

پرہیز گار کے پیچھے نماز قابل قبول ہوتی ہے ☆

ضعیف ہے راوی عبدالصمد بن حسان کو امام احمد نے چھوڑ دیا تھا (فیض القدیر ص ۲۴۸ ج ۴) البانی نے موضوع کہا ہے (ضعیف جامع الصغیر ص ۵۲۰)

(۸۳۸) الصلوۃ خلف العالم باربعۃالاف واربعمائۃ واربعین صلوۃ ☆

عالم کے پیچھے نماز چار ہزار چار سو چالیس نماز کے برابر ہے ☆

باطل ہے (المقاصد الحسنۃ ص ۲۶۶)

۸۳۵۔ دارقطنی ص۸۸ ج۲، بیہقی ص۹۰ ج۳، نصب الرایۃ ص۲٦ ج۲، درایۃ ص۱۶۸ ج۱۔

۸۳۶۔ ھدایۃ ص۱۲۲ ج۱، نصب الرایۃ ص۲٦ ج۱، درایۃ ص۱٦۰ ج۱۔

۸۳۷۔ دیلمی ص۵٦۵ ج۲، ح ۳٦۱۸ تذکرۃ الموضوعات ص۲۰، فیض القدیر ص۲٤۸ ج٤ ضعیف الجامع ص۵۲۰۔

۸۳۸۔ تذکرۃ الموضوعات ص۲۰، المقاصد الحسنۃ ص۲۲٦، کشف الخفاء ص۲۹ ج۲، موضوعات کبیر ص۷۸۔

(۸۳۹) ان سرکم ان تزکو اصلو تکم فقدمو اخیار کم (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

اگر تم کو یہ بات پسند ہے کہ تم اپنی نمازوں کا تزکیہ کرو تو اپنے امام پسندیدہ لوگوں کو بناؤ ☆

خطیب فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں اس میں الزام ابو الحسن محمد بن اسمٰعیل رازی پر ہے اور یہ غیر ثقہ ہے (تاریخ بغداد ص ۵۱ ج ۲)

(۸۴۰) یومکم اقرأکم وان کان ولدا لزنا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تمہاری امامت وہ کرائے جو تم میں بڑا قاری ہو خواہ ولد الزنا (حرامی) ہو ☆

من گھڑت ہے راوی صالح بن حسان کوئی شئی نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی) من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن حبان ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۲۰ ج ۱)

(۸۴۱) یئوم القوم احسنھم وجھا (عائشہ رضی اللہ عنہا)

قوم کو ان میں خوبصورت چہرے والا جماعت کرائے۔☆

موضوع ہے راوی محمد بن مروان سدی موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص ۲۸۶ ج ۲)

(۸۴۲) لاتومن امراۃ رجلاولا اعرابی مھاجرا ولافاجرمومنا الاان یقھرہ بسلطان یخاف سوطہ وسیفہ (جابر رضی اللہ عنہ)

عورت مرد کی بدوی مہاجر کی فاجر ایماندار کی امامت نہ کرائے مگر یہ کہ وہ سلطان کے ذریعے غالب آ جائے جس کے وہ کوڑے اور تلوار سے ڈرتا ہو۔☆

ضعیف ہے راوی علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور اس کا شاگرد عبداللہ بن محمد عدوی متروک ہے امام

۸۳۹۔ تاریخ بغداد ص ۵۱ ج ۲، دارقطنی ص ۳۴۶ ج ۱، الکامل ص ۲۱۲ ج ۳، لسان ص ۸۱ ج ۵، کنز العمال ص ۵۸۸ ج ۷۔

۸۴۰۔ الکامل ص ۲۱۷۲ ج ۶، کتاب المجروحین ص ۳۶۸ ج ۱، العلل المتناھیۃ ص ۴۲۰ ج ۱، میزان ص ۷ ج ۴۔

۸۴۱۔ الکامل ص ۷۷۴ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۲۴ ج ۲، تنزیہ ص ۱۰۳ ج ۲، اللآلی ص ۲۱۔

۸۴۲۔ بیہقی ص ۹۰ ص ۱۷۱ ج ۳، أرواء الغلیل ص ۳۰۳ ج ۲، ابن ماجۃ ح ۱۰۸۱۔

وکیع نے اس پر وضع کا الزام لگایا ہے (تقریب ص ۱۸۸) منکر الحدیث ہے اس کی حدیث پر متابعت نہیں (بخاری ☆ بیہقی ص ۱۷۱ ج ۳) بزار نے اس حدیث کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے مگر اس کا دارومدار بھی علی بن زید پر ہے دار قطنی فرماتے ہیں دونوں سندیں ثابت نہیں ہیں ابن عبدالبر فرماتے ہیں یہ حدیث واہی الاسناد ہے (تلخیص ص ۵۳ ج ۲)

(۸٤۳) صلوا مع کل امام (واثلہ رضی اللہ عنہ)

ہر امام کے ساتھ نماز پڑھو ☆

ضعیف منقطع ہے راوی ابو سعید مجہول ہے (دار قطنی ص ۵۷ ج ۲) دوسرا راوی حارث بن نبہان منکر الحدیث (بخاری) متروک غیر ثقہ ہے (نسائی ☆ التعلیق المغنی ص ۵۷ ج ۲) نیز واثلہ کے شاگرد مکحول نے ان سے سنا نہیں (کتاب المراسیل ص ۲۱۳)

(۸٤٤) من اصل الدین الصلوۃ خلف کل بر و فاجر (علی رضی اللہ عنہ)

دین کا اصل یہ کہ ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھی جائے ☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم بالکذب ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹) دوسرا راوی ابو اسحاق قصری مجہول ہے اور اس بارے میں کوئی چیز ثابت نہیں (دار قطنی تعلیق المغنی ص ۵۷ ج ۲)

(۸٤۵) صلوا خلف کل امام وقاتلوا مع کل امیر (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

ہر امام کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر امیر کی معیت میں جہاد کرو ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبدالجبار بن حجاج متروک الحدیث ہے (میزان ص ۵۳۱ ج ۲) اس کی سند مجہول غیر محفوظ ہے اور اس متن سے کوئی سند ثابت نہیں (عقیلی ص ۹۰ ج ۳)۔

(۸٤٦) لا تکفروا احدا من اهل قبلتي بذنب وان عملوا الكبائر و صلوا خلف كل امام مختصراً (ابو درداء)

۸٤۳۔ دارقطنی ص۵۷ج۲، العلل المتناهية ص٤٢٥ج۱۔

۸٤٤۔ دارقطنی ص۵۷ج۲، العلل المتناهية ص٤٢١ج۱۔

۸٤۵۔ دارقطنی ص۵۵ج۲، عقیلی ص۹۰ج۳، العلل المتناهية ص٤٢٦ج۱۔

۸٤٦۔ دارقطنی ص۵۵ج۲، العلل المتناهية ص٤٢٦ج۱، میزان ص٣٤٣ج٤، لسان ص٢٢٦ج٦۔

اہل قبلہ میں کسی کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ قرار دو خواہ وہ کبیرہ گناہ کریں اور ہر امام کے پیچھے نماز پڑھو☆
باطل ہے ہے اس کی سند میں چار راوی ایسے ہیں جنکو امام دارقطنی نے ضعیف کہا ہے (دارقطنی ص ۵۶ ج ۲) ان چاروں میں ایک ولید بن فضل عنزی مجہول ہے (ابو حاتم) جو موضوع روایات کرتا ہے اور کسی بھی صورت میں قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان) دوسرا راوی عبدالجبار بن حجاج متروک الحدیث ہے تیسرا راوی مکرم بن حکیم جس کی حدیث کوئی شئی نہیں اور چوتھا راوی سیف بن منیر جس کی حدیث نہیں لکھی جاتی (التعلیق المغنی ص ۵۶ ج ۲)۔

(۸۴۷) صلوا خلف کل برو فاجر و صلوا علی کل برو فاجر (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

تم ہر نیک اور بد کے پیچھے نماز پڑھو اور ہر نیک و بد کی نماز جنازہ پڑھو☆
منقطع ہے راوی مکحول نے حضرت ابو ہریرہ سے نہیں سنا اور نہ ہی ان سے ملے ہیں (کتاب المراسیل ص ۳۱۲ و دارقطنی ص ۵۷ ج ۲)۔

(۸۴۸) الصلوۃ واجبۃ علیکم مع کل امیر برا کان او فاجراً و ان عمل الکبائر (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

نماز تم پر ہر ایک امیر کے پیچھے واجب ہے وہ نیک ہو یا بد خواہ وہ کبیرہ گناہ کرے☆
منقطع اور ضعیف ہے اولاً مکحول کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقطع ہے ثانیاً بقیہ راوی بھی ضعیف ہے۔

(۸۴۹) ہر امام کے پیچھے نماز پڑھ تیرے لئے تیری نماز ہے اور اس کا گناہ اس پر ہے۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)
من گھڑت ہے راوی عمر بن صبح متروک ہے (دارقطنی ص ۵۷ ج ۲)، کذاب ہے (ازدی)، حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان – میزان ص ۲۰۷ ج ۳)۔

(۸۵۰) صلوا علی من قال لا الہ الا اللہ وصلوا وراء من قال لا الا اللہ

۸۴۷۔ بیہقی ص ۱۹ ج ٤، دارقطنی ص ۵۷ ج ۲، کشف الخفاء ص ۲۹ ج ۲، العلل المتناھیۃ ص ٤۲۵ ج ۱۔
۸٤۸۔ أبو داؤد ح ۲۵۳۳، العلل المتناھیۃ ص ٤۲۵ ج ۱، بیہقی ص ۱۲۱ ج ۲۔
۸٤۹۔ دار قطنی ص ۵۷ ج ۲، العلل المتناھیۃ ص ٤۲۲ ج ۱، حلیۃ الأولیاء ص ۲۳٦ ج ٤، نصب الرایۃ ص ۲۸ ج ۱۔
۸۵۰۔ طبرانی کبیر ص ۳٤۲ ج ۱۲ ح ۱۳٦۲۲، دارقطنی ص ۵٦ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۲۹۳ ج ۱۱، العلل المتناھیۃ ص ٤۲۳ ج ۱۔

(ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تم ہر کلمہ گو کی نماز جنازہ پڑھو اور ہر کلمہ گو کے پیچھے نماز پڑھو☆

من گھڑت ہے اس کی پانچ سندیں ہیں ایک سند میں ابو الولید خالد بن اسماعیل مخزومی متہم بالکذب ہے (التعلیق المغنی ص ۵۶ ج ۲☆ دوسری سند میں محمد بن فضل متروک (نسائی) کذاب ہے (ابن معین☆ التعلیق (المغنی ص ۵۶ ج ۲)۔

تیسری سند میں عثمان بن عبد الرحمن کوئی شئی نہیں (بخاری ونسائی)۔ و ابو داؤد) متروک ہے (دار قطنی) جھوٹ بولتا تھا (ابن معین☆ العلل المتناہیہ ص ۴۲۷ ج ۱)، چوتھی سند میں وھب بن وھب حدیثیں وضع کرتا تھا اس کی حدیث من گھڑت ہے (العلل المتناھیۃ ص ۴۲۷ ج ۱)۔

پانچویں سند میں عثمان بن عبد اللہ ابو عمرو حدیثیں وضع کرتا تھا (کتاب المجروحین ص ۱۰۲ ج ۲) امام احمد سے حدیث ہر نیک وبد کے پیچھے نماز پڑھو کے بارہ میں پوچھا گیا انہوں نے فرمایا ہم نے یہ روایت نہیں سنی۔

(۸۵۱) ایما امام سہا فصلی بالقوم وھو جنب فقد مضت صلوتھم فلیغتسل ھو ثم لیعد صلوتہ (براء رضی اللہ عنہ)

جنبی امام بھول کر نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز درست ہے امام غسل کر کے اپنی نماز لوٹائے ضعیف اور منقطع ہے (درایہ ص ۱۷۴ ج ۱) راوی جویبر متروک ہے اور ضحاک کی حضرت براء سے ملاقات نہیں (دار قطنی ص ۳۶۴ ج ۱)

(۸۵۲) من ام قوما ثم ظھر انہ کان محدثا او جنبا اعاد صلوتہ و اعادوا۔☆

جو لوگوں کو نماز پڑھائے پھر اسے معلوم ہو کہ وہ بے وضو تھا یا جنبی، تو امام اور مقتدی سبھی نماز لوٹائیں۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۸۵۳) ان رسول اللہ ﷺ صلی بالناس وھو جنب فاعاد و اعادوا۔ (سعید بن المسیب رحمہ اللہ)

۸۵۱۔ دارقطنی ص ۳٦٤ ج ۱، درایة ص ۱۷٤ ج ۱۔

۸۵۲۔ هدایة ص ۱۲۷ ج ۱، نصب الرایة ص ۵۷ ج ۲، درایة ص ۱۷۳ ج ۱۔

۸۵۳۔ دارقطنی ص ۳٦٤ ج ۱، نصب الرایة ص ۵۸ ج ۲، درایة ص ۱۷٤ ج ۱۔

رسول اللہ ﷺ نے حالت جنابت میں نماز پڑھائی تو آپ بھی اور صحابہ نے نماز لوٹائی۔ ☆

سخت ضعیف ہے۔ اولاً مرسل ہے۔ ثانیاً راوی ابو جابر بیاضی متروک الحدیث ہے۔ (دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱)

(۸۵۴) انه صلی بالقوم وهو جنب فاعاد ثم امرهم فاعادوا (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)

حضرت علی نے جنابت کی حالت میں نماز پڑھائی اور نماز کو لوٹایا اور لوگوں کو بھی لوٹانے کا حکم دیا۔ ☆

سخت ضعیف ہے، راوی عمرو بن خالد متروک ہے امام احمد نے کذب کا الزام لگایا ہے (دارقطنی ص ۳۶۴ ج ۱) اس کی سند واہ ہے (درایہ ص ۱۷۳ ج ۱)

(۸۵۵) ان علياً صلى بالناس وهو جنب او على غير وضوء فاعاد و امرهم ان يعيدوا۔ (أبو جعفر باقر رحمہ اللہ)

حضرت علی نے جنابت کی حالت میں یا بغیر وضوء کے نماز پڑھائی تو نماز لوٹائی اور لوگوں کو بھی نماز لوٹانے کا حکم فرمایا۔ ☆

منقطع ہے امام باقر حضرت علی کی شہادت کے تقریباً اکیس سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ (تہذیب ص ۳۵۱ ج ۹)

(۸۵۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنابت کی حالت میں جماعت کرائی اور نماز لوٹائی مگر لوگوں نے نہ لوٹائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جن لوگوں نے حضرت عمر کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ اسے لوٹائیں لوگوں نے حضرت علی کی بات کو قبول کیا۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے راوی عبید اللہ بن زحر عن علی بن یزید عن القاسم ہے۔ جب یہ تینوں ایک سند میں جمع ہوں تو وہ ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۰ و ۸۶۰)

(۸۵۷) اخروهن من حيث اخرهن الله (ابن مسعود مرفوعاً)

۸۵۴۔ دارقطنی ص ۳٦٤ ج ۱، نصب الراية ص ۵۸ ج ۲، دراية ص ۱۷۳ ج ۱، بيهقي ص ٤٠١ ج ۲۔

۸۵۵۔ دراية ص ۱۷۳ ج ۱۔

۸۵٦۔ مصنف عبد الرزاق ص ۳۵۱ ج ۲، دراية ص ۱۷۳ ج ۱۔

۸۵۷۔ هداية ص ۱۲۳ ج ۱، نصب الراية ص ۳٦ ج ۲، دراية ص ۱۷۱ ج ۱۔

تم عورتوں کو پیچھے رکھو جس جگہ اللہ نے ان کو پیچھے رکھا ہے ☆

مرفوعاً ثابت نہیں صاحب ھدایہ کا وہم ہے۔

(۸۵۸) الاثنان فما فوقهما جماعة (ابو موسى)

دو اور اس سے زیادہ افراد جماعت ہے ☆

سخت ضعیف ہے راوی ربیع بن بدر متروک ہے (تقریب ص۱۰۰) جس کو ربیع نے اپنے دادا عمرو بن جرار سے روایت کیا ہے اور وہ مجہول ہے (تقریب ۲۵۸)

(۸۵۹) یہی روایت عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے بھی مروی ہے اس کا راوی عثمان بن عبد الرحمان متروک ہے ابن معین فرماتے ہیں کذاب ہے (تقریب ص۲۳۵)

(۸۶۰) اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی جاتی ہے اس کا راوی عبید اللہ بن زحر کوئی شئی نہیں اور اس کی حدیث ضعیف ہے (ابن معین) منکر الحدیث ہے (ابن مدینی) قوی نہیں (دارقطنی) ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت روایات کرتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص۷ ج۳)

(۸۶۱) اور حضرت حکم ثمالی سے بھی روایت کی جاتی ہے راوی عیسی بن ابراہیم بن طہمان متروک ہے (لسان ص۳۹۱ ج۴ الکامل ص۱۸۹۰ ج۵) اس کا شاگرد بقیہ ضعیف ہے۔

(۸۶۲) اور حضرت انس سے بھی مروی ہے جس میں والثلاثۃ جماعۃ کے الفاظ بھی ہیں راوی سعید بن زربی کوئی شئی نہیں (ابن معین) ثقہ نہیں (نسائی) ضعیف ہے (دارقطنی) ☆ میزان ص۱۳۶ ج۲) قلت روایات کے باوجود ثقہ راویوں کے نام سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (کتاب المجروحین ص۳۱۸ ج۱)۔

ابن حجر فرماتے ہیں مذکورہ حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں اور اس کی تضعیف پر تمام کا اتفاق ہے قسطلانی

۸۵۸۔ ابن ماجة ح۹۷۲، الكامل ص۲۳۱٦ ج٦، تاريخ بغداد ص٤١٥ ج٨، بيهقي ص٦٩ ج٣، دارقطني ص۲۸۰ ج۱.

۸۵۹۔ دارقطني ص۲۸۱، فيض القدير ص١٤٩ ج١، ضعيف الجامع ص٢٢۔

۸٦٠۔ الكامل ص۹۸۹ ج۳.

۸٦١۔ الكامل ص۱۸۹۰ ج٥، لسان ص٣٩١ ج٤، ميزان ص٣٠٨ ج٣۔

۸٦٢۔ الكامل ص١٢٠٣ ج٣۔

فرماتے ہیں اس کے تمام طرق ضعیف ہیں (فیض القدیر ص ۱۴۹ ج ۱)۔

(۸۶۳) لا یؤمن احد بعدی جالساً (شعبی مرفوعاً)

میرے بعد کوئی بیٹھ کر امامت نہ کرائے۔ ☆

مرسل ہونے کے باوجود سند سخت ضعیف ہے جابر جعفی سخت مجروح اور متروک ہے۔ (نصب الرایہ ص ۵۰ ج ۲)

(۸۶۴) کتب عمر لا یؤمن احد جالساً بعد النبی ﷺ (حکم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم نامہ جاری فرمایا کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی امام بیٹھ کر نماز نہ پڑھائے۔ ☆

مرسل موقوف ہے۔ (نصب الرایہ ص ۵۰ ج ۲) اس لئے کہ حکم کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انقطاع ہے۔

صف بندی

(۸۶۵) لتسون الصفوف لتطمسن الوجوہ و لتغمضن ابصارکم او لتخطفن ابصارکم (ابو امامہ)

تم صفوں کو درست کرو یا تمہارے چہرے مسخ کر دیے جائیں گے اور نظروں کو پست کرو یا تمہاری نظریں اچک لی جائیں گی ☆

سخت ضعیف ہے اس کے دو راوی عبید اللہ بن زحر اور علی بن یزید ضعیف ہیں (دیکھئے نمبر ۱۳۰ و ۸۶۰)

(۸۶۶) استووا تستوی قلوبکم و تماسوا تراحموا (علی رضی اللہ عنہ)

تم درست کھڑے ہو تمہارے دل بھی درست رہیں گے اور آپس میں مل کر کھڑے ہو تم ایک دوسرے پر رحم کھاؤ گے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۸۶۷) من سد فرجۃ فی الصف رفعہ اللہ بہا درجۃ و بنی لہ بیتا فی الجنۃ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۶۳۔ بیہقی ص ۸۰ ج ۳، دار قطنی ص ۳۶۹ تج ۱، نصب الرایۃ ص ۴۹ ج ۲، کنز ص ۶۱۳ ج ۷، درایۃ ص ۱۷۲ ج ۱۔

۸۶۴۔ نصب الرایۃ ص ۵۰ ج ۲۔

۸۶۵۔ مسند أحمد ص ۲۵۸ ج ۵، طبرانی کبیر ص ۲۱۲ ج ۸، فتح الباری ص ۲۰۷ ج ۲۔

۸۶۶۔ طبرانی أوسط ص ۵۶ ج ۶ ج ۵۱۱۷۔

۸۶۷۔ طبرانی أوسط ص ۳۷۲ ج ۶ ج ۵۷۹۳۔

جو صف میں خلاء کو پورا کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلہ میں درجہ بلند کرے گا اور جنت میں اس کا گھر بنائے گا☆

ضعیف ہے مسلم بن خالد زنجی صدوق کثیر الاوہام ہے (تقریب ص ۳۳۴)۔

(۸۶۸) ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی الذین یصلون الصفوف و لا یصل عبد صفا الا رفعہ اللہ بہ درجۃ (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ مختصراً)

اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو صفوں کو ملاتے ہیں کوئی بندہ صف کو نہیں ملاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کا درجہ بلند کرتا ہے☆

ضعیف ہے راوی غانم بن احوص قوی نہیں (مجمع ص ۹۱ ج ۲)۔

(۸۶۹) اور یہ روایت قدرے اختصار سے عبد اللہ بن زید سے بھی مروی ہے اس کا راوی موسیٰ بن عبید ضعیف ہے (مجمع ص ۹۱ ج ۲)۔

(۸۷۰) استغفر لنصف الاول ثلاثا و للثانی مرتین و للثالث مرۃ (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

آپ نے پہلی صف کے لئے تین مرتبہ استغفار کیا اور دوسری کے لئے دو مرتبہ اور تیسری مرتبہ کے لئے ایک مرتبہ☆

ضعیف ہے راوی ایوب بن تمیمہ حافظہ کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۹۲ ج ۲)۔

(۸۷۱) علیکم بالصف الاول و علیکم بالمیمنۃ منہ و ایاکم والصف بین السواری (ابن عباس)۔

تم پر پہلی صف اور دائیں طرف لازم ہے اور تم سطونوں کے درمیان صف بنانے سے بچو☆

راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (مجمع ص ۹۲ ج ۲)۔

(۸۷۲) ان استطعت ان تکون خلف الامام والا فعن یمینہ (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

۸۶۸۔ طبراني أوسط ص ٤٦٣ ج ٤ ح ٣٧٨٣۔

۸۶۹۔ مجمع الزوائد ص ٩١ ج ٢ بحوالة طبراني كبير۔

۸۷۰۔ عقيلي ص ١٠٩ ج ١، كشف الاستار ح ٥٠٩، مجمع ص ٩٢ ج ٢۔

۸۷۱۔ طبراني أوسط ص ٢٠٦ ج ٤ ح ٣٦٦٢، طبراني كبير ص ٢٨٢ ج ١١ ح ١٢٠٠٤، كنز ص ٦٢٢ ج ٧۔

۸۷۲۔ بيهقي ص ١٠٤ ج ٣، طبراني أوسط ص ٤٥ ج ٧ ح ٦٠٧٥۔

اگر تو طاقت رکھے کہ امام کے پیچھے کھڑا ہو ورنہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو☆

سند میں مجہول راوی ہے جس کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۹۴ ج ۲)۔

(۸۷۳) ان اللہ و ملائکۃ یصلون علی میا من الصفوف (عائشہ رضی اللہ عنہا)

بیشک اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کرتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں ان کے لئے جو صفوں کی دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں☆

ضعیف ہے راوی اسامہ بن زید لیثی ضعیف ہے (تہذیب ص ۲۰۹ ج ۱)۔

(۸۷٤) من عمر جانب المسجد الایسر لقلۃ اھلہ فلہ اجران (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو مسجد کی بائیں طرف کو نمازیوں کی کمی کی وجہ سے آباد کرتا ہے تو اس کے لئے دو اجر ہیں☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۸۷۵) من ترك الصف الاول مخافۃ أن یوذی احدا اضعف اللہ لہ اجر الصف الاول (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جو پہلی صف کو اس نے چھوڑ دیا ہے کہ کسی ایک کو تکلیف نہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اجر کو پہلی صف والوں کے اجر سے بڑھا دیتا ہے☆

من گھڑت ہے راوی نوح بن ابی مریم حدیثیں وضع کرتا تھا (تقریب ص ۳۴۰) تفصیل ملاحظہ ہو داستان حنفیہ ص ۱۸۷ میں)

(۸۷٦) وسطوا الامام (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

امام کو درمیان میں رکھو☆

۸۷۳۔ ابن ماجۃ ح ۱۰۰۵ باب فضل میمنۃ الصف، بیھقی ص ۱۰۳ ج ۳، شرح السنۃ ص ۳۷٤ ج ۳، کامل ابن عدی ص ۲۰۱۰ ج ۵۔

۸۷٤۔ طبرانی کبیر ص ۱۵۲ ج ۱۱، مجمع ص ۹٤ ج ۱، الترغیب والترھیب ص ۳۲٤ ج ۱، کنز ص ٦۲٦ ج ۷۔

۸۷۵۔ طبرانی أوسط ص ۳۲٦ ج ۱ ح ۵٤۱، الترغیب ص ۳۲۱ ج ۱، کنز ص ٦۳۵ ج ۷۔

۸۷٦۔ أبوداود ح ٦۸۱ باب مقام الامام من الصف۔

ضعیف ہے۔ راوی یحیٰ بن بشیر بن خلاد اور اس کی والدہ دونوں مجہول ہیں (فیض القدیر ص ۳۶۲ ج ٦)

(۸۷۷) لیقم الاعراب خلف المهاجرین والانصار لیقتدوا بهم فی الصلوة (سمرہ رضی اللہ عنہ)

بدوی مہاجرین اور انصار کے پیچھے کھڑے ہوں تاکہ وہ نماز میں ان کی اقتدا کریں ☆

ضعیف ہے اولاً حسن بصری مدلس ہیں۔ (طبقات المدلسین ص ۵٦)

ثانیاً دوسرا راوی سعید بن بشیر صاحب قتادہ ضعیف اور اداثی ہے (ابن معین) ضعیف ہے (نسائی) محدثین اس کے بارہ میں اس کے حافظے کی وجہ سے کلام کرتے ہیں (بخاری) قتادہ سے منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن نمیر) قابل حجت نہیں (ابوزرعہ ☆ میزان ص ۱۲۹ ج ۲)

(۸۷۸) لا احب ان یکون الاعراب امامهم ولا یدرون کیف (الصلوة (سمرہ رضی اللہ عنہ)

میں پسند نہیں کرتا کہ بدوی امام بنیں درانحالیکہ وہ جانتے نہ ہوں کہ نماز کیسے ہے ☆

ضعیف ہے (مجمع ص ۹۴ ج ۲)

(۸۷۹) اذا انتهی احدکم الی الصف وقدتم فلیجذب الیه رجلا، یقیمه الی جنبه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جب کوئی صف تک پہنچے اور صف پوری ہو چکی ہو تو صف سے وہ اپنی طرف ایک آدمی کو کھینچ کر اپنے پہلو میں کھڑا کرے جس کو وہ اپنے پہلو میں کھڑا کر لے ☆

سخت ضعیف ہے راوی بشر بن ابراہیم سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۹٦ ج ۲) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن عدی) ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں گھڑتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۳۱۱ ج ۱)۔

(۸۸۰) انصرف رسول الله ﷺ و رجل یصلی خلف القوم فقال ایها المصلی

۸۷۷۔ طبرانی کبیر ص ۲۱۳ ج ۷ ج ٦۸۸۷، مسند الشامیین ج ۲٦۵٦۔

۸۷۸۔ کشف الاستار ج ٦۰٦، مجمع ص ۹٤ ج ۲۔

۸۷۹۔ طبرانی أوسط ص ۳۷۵ ج ۸ ج ۷۷٦۹، مجمع ص ۹٦ ج ۲۔

۸۸۰۔ بیہقی ص ۱۰۵ ج ۳، کنز ص ٦۲۱ وص ٦۳٦ ج ۷، ارواء ص ۳۵۵ ج ۲۔

وحدہ الا تکون وصلت صفاً فدخلت معھم او اجتررت الیك رجلاً ان ضاق بکم المکان اعد صلاتك فانه لا صلاۃ لك۔ (و ابصه بن معبد رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو دیکھا کہ قوم کے پیچھے ایک آدمی تنہا ہی نماز پڑھ رہا ہے تو آپ نے فرمایا تو صف میں کیوں نہیں ملا اگر جگہ تنگ تھی تو اپنی طرف تو نے کوئی آدمی کیوں نہ کھینچ لیا۔ تو دوبارہ نماز پڑھ تیری نماز نہیں ہوئی ☆

سخت ضعیف ہے راوی سری بن اسماعیل صاحب الشعبی متروک ہے (نسائی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) لوگوں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا تھا (احمد) اس کا جھوٹ مجھ پر ایک مجلس میں ظاہر ہوا تھا (یحی القطان ☆ میزان ص ۱۱۷ ج ۲)۔

تکبیر اولی

(۸۸۱) من صلی اربعین یوماً فی جماعة یدرك التکبیرۃ الاولی کتبت له براٗۃ من النفاق (انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

جس نے چالیس دن با جماعت تکبیر اولی پانے سے نماز پڑھی اس کے لئے دو براتیں لکھی جاتی ہیں ایک آگ سے اور دوسری نفاق سے ☆

غیر محفوظ ہے راوی اسماعیل بن عیاش جب غیر شامیوں سے روایت کرے تو قابل حجت نہیں یہ حدیث غیر محفوظ اور مرسل ہے راوی عمارہ بن غزیہ حضرت انس کو نہیں ملا (ابن جوزی) ترمذی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے اور بزار نے مستغرب فرمایا ہے کیونکہ اس کا دار مدار اسماعیل عیاش پر ہے وہ شامیوں سے روایت کرنے میں ضعیف ہے اس روایت میں راوی مدنی ہے دارقطنی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے (التلخیص ۲۷ ج ۲)۔

(۸۸۲) لکل شئی صفوۃ وصفوۃ الصلوۃ التکبیرۃ الاولی (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

ہر چیز کا صفوہ ہے اور نماز کا صفوہ تکبیر اولی ہے ☆

۸۸۱۔ ترمذی ج ۱ ص ۲٤ باب فی فضل تکبیرۃ الأولی، العلل المتناھیة ص ٤۳٥ ج ۱۔

۸۸۲۔ الکامل ص ۷٤۰ ج ۲، کشف الاستار ج ۱ ص ۲۱ ه، مجمع ص ۱۰۳ ج ۲، کنز العمال ص ۲۹۲ ج ۷۔

ضعیف ہے راوی حسن بن سکن ضعیف ہے (میزان ص ۴۹۳ ج ۱)۔

(۸۸۳) یہ روایت حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس میں حسن بن عمارہ ضعیف ہے (التلخیص ص ۲۸، دیکھیے نمبر ۳۶۹)

(۸۸٤) لکل شئی انف و ان انف الصلوۃ التکبیرۃ الاولی فحافظوا علیھا (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

ہر چیز کی ناک ہے اور نماز کی ناک تکبیر اولی ہے تم اس کی حفاظت کرو ☆

اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے (التلخیص ص ۲۸ ج ۲)۔

(۸۸۵) ان ابن مسعود خرج الی المسجد فجعل یھرول فقیل له اتفعل ھذا وانت تنھی عنه قال اردت حد الصلواۃ التکبیرۃ الاولی (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود مسجد کی طرف نکلے تو دوڑنا شروع کر دیا ان سے کہا گیا کیا آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ آپ ایسا کرنے سے منع کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میرا ارادہ تھا کہ میں نماز کی حد یعنی تکبیر اولی کو پالوں ☆

ضعیف ہے طبرانی نے اس کو عن رجل من طی عن ابیہ کے طریق سے روایت کیا ہے (التلخیص ص ۲۸ ج ۲) رجل اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں۔

(۸۸٦) ان ابن مسعود سعی الی الصلوۃ فقیل له فقال اولیس احق ما سعیتم الیه الصلوۃ (سلمة بن کھیل)

ابن مسعود نے نماز کی طرف دوڑ لگائی ان سے کہا گیا یہ کیا ہے؟ فرمایا تم جس کی طرف دوڑ لگاتے ہو کیا نماز سے زیادہ حقدار نہیں کہ اس کی طرف دوڑ لگائی جائے؟ منقطع ہے سلمہ نے ابن مسعود سے نہیں سنا۔

۸۸۳۔ حلیة الأولیاء ص۶۷ ج۵، تلخیص ص۲۸ ج۲۔

۸۸٤۔ ابن أبي شیبة ص۲۷۱ ج۱ ح ۳۱۲۰، کشف الاستار ح ۵۲۱، مجمع ص۱۰۳ ج۲۔

۸۸۵۔ طبرانی کبیر ص ۲۵٤ ج ۹ ح ۹۲۵۹۔

۸۸٦۔ طبرانی کبیر ص ۲۷۲ ج ۹ ص ۹۳٦۰

متابعت امام

(۸۸۷) ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ آپ کے رکوع میں جانے سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور آپ کے رکوع سے سر اٹھانے سے پہلے سر اٹھا لیا جب نماز پوری ہوئی تو آپ نے پوچھا ایسے کون کرتا تھا وہ کہنے لگا میں نے کیا ہے تاکہ میں جان لوں آپ کو علم ہوتا ہے یا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا نماز کے خداج (نقصان) سے ڈرو۔

جب امام رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب سر اٹھائے تو تم سر اٹھاؤ (ابوسعید)۔

اس متن سے ضعیف ہے راوی ایوب بن جابر امام احمد۔ ابن عدی اور فلاس کے نزدیک صدوق اور صالح ہے ابن معین کہتے ہیں کوئی شئی نہیں ابو زرعہ کہتے ہیں واہ ہے نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے ابن المدینی فرماتے ہیں حدیثیں وضع کرتا تھا (میزان ص ۲۸۵ ج ۱)۔

(۸۸۸) انا بدنت فمن فاته ركوعي ادركه في بطء قيامي (ابن مسعده)

میں بوڑھا اور موٹا ہو گیا ہوں جس سے میرا رکوع فوت ہو گیا وہ اس کو میرے قیام کی سستی میں پالے گا ☆

منقطع ہے ابن مسعدہ سے راوی عثمان بن ابی سلیمان کی اکثر روایتیں تابعین سے ہیں (ذہبی ☆ مجمع ص ۷۷ ج ۲)۔

(۸۸۹) ان كان احدنا ليقيم صلبه في الصلوة خلف النبي ﷺ حتى يتمكن النبي ﷺ من السجود (انس رضی اللہ عنہ)۔

بلاشبہ ہمارا ایک نماز میں اپنی پشت کو نبی ﷺ کے پیچھے سیدھی کرتا جب نبی ﷺ سجدہ میں جگہ پکڑ لیتے ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے (مجمع ص ۷۷ ج ۲)

۸۸۷۔ مسند أحمد ص ۴۳ ج ۳، طبراني أوسط ص ۲۶۲ ج ۵ ح ۵۰۱۳۔

۸۸۸۔ مسند أحمد ص ۱۷۶ ج ۴۔

۸۸۹۔ أبو يعلى ص ۱۳۹ ج ۴ ح ۴۰۶۸، مجمع ص ۷۷ ج ۲۔

(۸۹۰) لا تسبقوا امامکم بالرکوع فانکم تدرکونه بما سبقکم (سمرۃ رضی اللہ عنہ)

تم رکوع میں اپنے امام سے سبقت نہ کرو کیونکہ جو تم سے سبقت لے چکے ہے تم اسے پالو گے ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (مجمع ص ۷۸ ج ۲)

نماز کی قضا

(۸۹۱) من نسی صلوۃ فلیصلها حین یذکرها و من الغد للوقت (سمرۃ)۔

جو نماز پڑھنی بھول جائے اسے جب یاد آئے اس وقت پڑھ لے یا اگلے دن اسی نماز کے وقت پڑھ لے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بشر بن حرب ضعیف ہے (ابن مدینی وابن معین) قوی نہیں (احمد) متروک ہے (ابن خراش) ابن مدینی سے ایک روایت اس کے ثقہ کی ہے ابن عدی فرماتے ہیں میرے نزدیک کوئی حرج نہیں میں اس کی کسی روایت کو منکر نہیں پہچانتا (میزان ص ۳۱۴ ج ۱) صدوق ہے اس میں نرمی ہے (تقریب ۴۴)

(۸۹۲) کان یامرنا اذا نام احدنا عن الصلوۃ او نیسها حتی یذهب حینها الذی نصلی فیه ان یصلها مع النبی تلیها من الصلوۃ المکتوبۃ (سمرہ رضی اللہ عنہ)

آپ ہم کو حکم دیتے کہ جب ہم میں سے کوئی ایک نماز سے سو جائے یا بھول جائے حتی کہ اس نماز کا وقت گزر جائے تو اس کو ساتھ والی فرضی نماز کے ساتھ پڑھ لے۔ ☆

باطل ہے راوی یوسف بن خالد سمتی کذاب ہے۔ (داستان حنفیہ ص ۲۲۳)

(۸۹۳) من نسی صلوۃ فوقتها اذا ذکرها (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

جو نماز پڑھنی بھول جائے اس نماز کا وہی وقت ہے جب یاد آئے ☆

ضعیف ہے راوی حفص بن عمر بن ابی العطاف سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲۲ ج ۱) منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ میزان ص ۵۶۰ ج ۱)

۸۹۰۔ کشف الاستار ح ۴۷۴، مجمع ص ۷۸ ج ۲۔

۸۹۱۔ مسند أحمد ص ۲۲ ج ۵، طبرانی کبیر ص ۲۳۵ ج ۷ ح ۶۹۷۸۔

۸۹۲۔ کشف الاستار ح ۳۹۷، طبرانی کبیر ص ۲۵۴ ج ۷ ح ۷۰۲۴۔

۸۹۳۔ دارقطنی ص ۴۲۳ ج ۱، طبرانی أوسط ص ۳۸۸ ج ۹ ح ۸۸۳۵، الکامل ص ۷۹۲ ج ۲۔

(۸۹۴) عن رجل نسی الصلوۃ حتی طلعت الشمس او غربت قال اذا ذکرھا فلیصلھا و لیحسن صلوتہ ولیتوضأ فلیحسن وضوء ہ فذلك کفارتھا (میمونہ بنت سعد)۔

اس آدمی کے بارہ میں فرمایا جو نماز سے غافل ہو جاتا ہے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے یا غروب فرمایا جب اسے یاد آئے وہ پڑھ لے اور نماز کو اچھے طریقے سے پڑھے اور وضوء بھی اچھے طریقے سے کرے پس یہی اس کے گناہ کا کفارہ ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی سند میں چند مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۳۲۳ ج ۱)۔

(۸۹۵) انہ عام الاحزاب صلی المغرب فلما فرغ قال ھل علم احد منکم انی صلیت العصر قالوا یا رسول اللہ ما صلیتھا فامر المؤذن فاقام الصلوۃ فصلی العصر ثم اعاد المغرب (ابی جمعہ حبیب بن سباع)۔

آپ نے خندق کے موقعہ پر مغرب کی نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو پوچھا تم میں سے کسی کو علم ہے کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی ہے؟ صحابہ نے فرمایا آپ نے عصر کی نماز نہیں پڑھی آپ نے موذن کو حکم دیا اس نے اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی نماز کو دوبارہ لوٹایا۔☆

ضعیف ہے ایک تو ابن لہیعہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمد بن یزید مجہول ہے (ارواء الغلیل ص ۲۹۱ ج ۱)۔

نماز میں لباس

(۸۹۶) رایت ابی یصلی فی ثوب واحد فقلت یا ابۃ تصلی فی ثوب واحد و ثیابك موضوعۃ فقال یا بنیۃ ان آخر صلوۃ صلاھا رسول اللہ ﷺ خلفی فی ثوب واحد (اسماء رضی اللہ عنہا)

میں نے اپنے باپ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے عرض کیا ابا جان

۸۹۴۔ طبرانی کبیر ص ۳۵ ج ۲۵ ح ۹۰۔

۸۹۵۔ مسند أحمد ص ۱۰۶ ج ٤، طبرانی کبیر ص ۲٤ ج ٤ ح ۳۵٤۲۔

۸۹٦۔ أبو یعلی ص ۵۵ ج ۱ ح ٤۷۔

آپ ﷺ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہیں درانحالیکہ آپ کے کپڑے پاس پڑے ہیں فرمایا اے بیٹی رسول اللہ ﷺ نے جو آخری نماز میرے پیچھے پڑھی تھی وہ ایک کپڑے میں تھی۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص ۲۶۳ ج ۳)

ایک کپڑے میں نماز پڑھنا متواتر احادیث سے ثابت ہے مگر مذکورہ واقعہ درست نہیں ہے۔

(۸۹۷) رایت النبی ﷺ و عائشة یصلیان فی ثوب واحد نصفه علی النبی ﷺ و نصفه علی عائشة (ابو عبد الرحمن رضی اللہ عنہ)

میں نے نبی ﷺ اور عائشہ کو دیکھا کہ دونوں ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں آدھا کپڑا رسول اللہ پر ہے اور آدھا عائشہ پر۔ ☆

باطل ہے راوی ضرار بن صرد کذاب ہے (میزان ص ۳۲۷ ج ۲)

(۸۹۸) سئل عن الصلوة فی الثوب الواحد فقال ان کان واسعا فلیضمه و ان کان عاجزا فلیتزر به (عبادہ)

آپ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارہ میں پوچھا گیا تو فرمایا اگر کپڑا بڑا ہو تو اس کو ملا لیا جائے اور اگر تنگ ہو تو اس پر تہبند لگا لیا جائے۔ ☆

منقطع ہے راوی اسحاق بن یحیٰ نے حضرت عبادہ کو نہیں پایا (مجمع ص ۵۰ ج ۲)۔

(۸۹۹) الصلوة فی الثوب الواحد سنة کنا نفعله مع رسول الله ﷺ ولا یعاب علینا و قال ابن مسعود انما کان ذلك اذ کان فی الثیاب قلة فاما اذا وسع الله فالصلوة فی الثوبین ازکی (ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ)

ایک کپڑے میں نماز سنت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھتے تھے اور ہم پر کوئی عیب نہیں لگایا جاتا تھا ابن مسعود فرماتے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب کپڑوں کی کمی تھی اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے وسعت پیدا (کمی دور) کر دی ہے تو دو کپڑوں میں نماز زیادہ درست ہے۔ ☆

۸۹۷ـ طبرانی أوسط ص۳۲۵ ج۹ ح ۵۶۹۱۔

۸۹۸ـ مجمع ص۵۰ ج۲ بحوالة طبرانی کبیر۔

۸۹۹ـ مجمع ص۴۹ ج۱۔

منقطع ہے راوی ابونضرہ نے حضرت ابی بن کعب اور ابن مسعود کو نہیں پایا (مجمع ص ۳۹ ج ۲)۔

(۹۰۰) نهى عن الصلوة في السراويل (جابر رضی اللہ عنہ)

شلوار میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔☆

منکر ہے راوی حسین بن وردان قوی نہیں (ابو حاتم) نا معلوم ہے اور مذکورہ روایت منکر ہے (میزان ص ۵۵۰ ج۱)

(۹۰۱) لا يقبل الله من امراة صموة حتى توارى زينتها (ابو قتادہ رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ کسی عورت کی نماز قبول نہیں کرتا حتی کہ وہ اپنی زینت چھپا لے۔ (ضعیف ہے راوی اسحاق بن اسماعیل بن عبدالاعلیٰ کا ترجمہ نہیں ملا۔ (مجمع ص ۵۲ ج ۲)۔

(۹۰۲) اذا صليتم فارفعوا سبلكم فكل شئى اصاب الارض من سبلكم فهو في النار (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جب تم نماز پڑھو تو اپنی چادروں کو ٹخنوں سے اوپر اٹھا لو تمہاری چادروں سے جو بھی زمین کو چھوئے وہ آگ میں ہے۔☆

سخت ضعیف ہے۔ راوی عیسیٰ بن قرساس سخت ضعیف ہے (مجمع ص ۵۰ ج ۲) قوی نہیں (یحییٰ) متروک الحدیث (نسائی) غالی رافضی تھا (عقیلی ☆ میزان ص ۳۲۲ ج ۳)۔

ٹخنوں کے نیچے چادر اور شلوار لٹکانے کی ممانعت صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر مذکورہ روایت درست نہیں۔

(۹۰۳) صلوا في نعالكم فانها من جمالكم (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

۹۰۰۔ تاريخ بغداد ص۱۲۸ ج۵، العلل المتناهية ص۱۹۲ ج۲، طبراني أوسط ص۴۰۸ ج۸ ح۷۸۳۳، ميزان ص۵۵۰ ج۱۔

۹۰۱۔ طبراني صغير مع الروض الداني ص۱۳۸ ج۲ ح۹۲۰، طبراني أوسط ص۲۹۴ ج۸ ح۷۶۰۲، نصب الراية ص۲۹۶ ج۱، دراية ص۱۲۲ ج۱، تلخيص ص۲۷۹ ج۱۔

۹۰۲۔ عقيلي ص۳۹۶ ج۳، الكامل ص۱۸۹۱ ج۵، كتاب المجروحين ص۱۱۸ ج۲، طبراني كبير ص۲۰۸ ج۱۱ ح۱۱۶۷۷۔

۹۰۳۔ ديلمي ص۵۳۶ ج۲ ح۳۵۱۵۔

تم جوتوں میں نماز پڑھو اس میں تمہاری خوبصورتی ہے۔ ☆
ان الفاظ سے دیلمی نے ذکر کی ہے جس کی سند نا معلوم ہے۔

(۹۰۴) اذا قمتم الی الصلوۃ فانتعلوا (معاذ رضی اللہ عنہ)۔

جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو جوتے پہنا کرو۔ ☆ من گھڑت ہے دونوں روایتوں کا راوی محمد بن حجاج لخمی کذاب ہے (مجمع ص ۵۳ ج ۲) کذاب خبیث ہے ثقہ نہیں (ابن معین) کذاب ہے (دارقطنی) اس نے ھدیہ والی روایت گھڑی ہے (ابن عدی ☆ میزان ص ۵۰۹ ج ۲)۔

(۹۰۵) زین الصلوۃ الحذاء (علی رضی اللہ عنہ)

جوتے نماز کی زینت ہیں۔ ☆
من گھڑت ہے۔

(۹۰۶) خذوا زینتکم عن کل مسجد صلوا فی نعالکم (انس رضی اللہ عنہ)

آیت خذوا زینتکم کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے جوتوں سمیت نماز پڑھو۔ ☆ من گھڑت ہے راوی عباد بن جویریہ کذاب ہے (بخاری و احمد ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۱ ج ۲)۔

(۹۰۷) من تمام الصلوۃ الصلوۃ فی النعلین (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

کامل نماز یہ ہے کہ وہ جوتوں سمیت پڑھی جائے۔ ☆
ضعیف ہے راوی علی بن عاصم غلطیوں اور خطاؤں کی کثرت کے باوجود ان پر ڈٹ جاتا تھا (میزان ص ۱۳۵ ج ۳)۔

(۹۰۸) رایت النبی ﷺ وھو یصلی و علیہ نعلان من بقر قال فتفل عن یسارہ ثم

۹۰۴۔ الكامل ص۲۱۵٦ج٦، ميزان ص۵۰۹ج۳، لسان ص۱۰٦ج۵، اللالي ص۱٦ج۲، تذكرة الموضوعات ص۳۸، كتاب الموضوعات ص۲۰ج۲۔

۹۰۵۔ الكامل ص۲۱۵٦ج٦، أبو يعلى ص۲۷۲ج۱ ح۵۲۸، در منثور ص۷۸ج۳، مجمع ص۵٤ج۲۔

۹۰٦۔ كتاب الموضوعات ص۲۰ج۲، اللالي ص۱۷ج۲، تاريخ بغداد ص۲۸۷ج۱٤۔

۹۰۷۔ طبراني أوسط ص۱۳۲ج۱ ح۱۵۰۔

۹۰۸۔ مسند أحمد ص٦ج۵۔

حك حيث تفل بنعله (اعرابی رضی اللہ عنہ)۔

میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا آپ نے گائے کے چمڑے کے جوتے پہنے ہوئے تھے آپ نے بائیں طرف تھوکا اور پھر اس جگہ کو جوتے کے ساتھ کھرچ دیا۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے (مجمع ص ۵۴ ج ۲)۔

(۹۰۹) خذوا زينة الصلوة قالوا يا رسول الله ﷺ وما زينة الصلوة قال البسوا نعالكم وصلوا فيها (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

تم نماز کی زینت کو لازم پکڑو صحابہ نے پوچھا نماز کی زینت کیا ہے؟ فرمایا جوتوں سمیت نماز پڑھا کرو۔ ☆

من گھڑت ہے راوی محمد بن فضل کوئی شئی نہیں اس کی حدیث اہل کذب کی حدیث ہے (احمد ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۱ ج ۲)۔

(۹۱۰) رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے کہ انہوں نے اپنے جوتے اتار دیے ہم نے بھی اپنے اپنے جوتے اتار دیے جب نماز ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا میں تو ان سے اکتا گیا تھا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

منکر ہے راوی محمد بن عبید اللہ عزرمی متروک ہے (مجمع ص ۵۵ ج ۲) اس کے ضعف پر اجماع ہے (میزان ص ۶۳۵ ج ۳)۔

(۹۱۱) صلى وفى نعليه اثر طين (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے جوتوں میں نماز پڑھی جن میں کیچڑ کے نشان تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن عثمان ضعیف ہے۔ (میزان ص ۵۷۸ ج ۲)

۹۰۹۔ الكامل ص۲۱۷۱ ج۶، علل الحديث ص۱۴۹ ج۱، كتاب الموضوعات ص۲۱ ج۲، حلية الأولياء ص۸۳ ج۵، الفوائد المجموعة ص۲۳، اللآلي ص۱۶ ج۲، در منثور ص۷۸ ج۳، قرطبي ص۱۹۰ ج۷، تاريخ اصفهان ص۳۳۹ ج۱ وص۲۶۵ ج۲۔

۹۱۰۔ طبراني كبير ص۱۱/۳۱۰ ح۱۲۰۹۷۔

۹۱۱۔ طبراني أوسط ص۲۳ ج۵ ح۴۰۳۴۔

باب السترة

(۹۱۲) اذا صلی احد کم فی الصحراء فلیجعل بین یدیه سترة۔☆
تم میں سے کوئی جنگل میں نماز پڑھے تو اپنے آگے سترہ رکھے۔

(۹۱۳) أیعجز احد کم اذ صلی فی الصحراء ان یکون امامه مثل مؤخرة الرحل☆
کیا تمہارا ایک اس سے عاجز ہے کہ وہ جنگل میں نماز پڑھے تو اس کے سامنے کجاوے کی پچھلی جانب کی مثل کوئی چیز ہو ان الفاظ کے ساتھ یہ دونوں حدیث رسول نہیں بلکہ صاحب ہدایہ کا استدراج ہیں۔

(۹۱٤) ما رایت رسول الله یصلی الی عود ولا عمود ولا شجرة الا جعله حاجبه الایمن او الا یسرو لا یصمد له صمداً (مقداد رضی اللہ عنہ)۔
میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی لکڑی یا ستون کی طرف نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر اس کو اپنی آنکھوں کے دائیں طرف یا بائیں طرف کرتے اور بالکل سیدھا اس کے سامنے کھڑے نہ ہوتے۔☆
سخت ضعیف ہے اس کی سند میں تین مجہول راوی ہیں اولاً ضباع ثانیاً مہلب بن حجر دونوں مجہول الحال ہیں ثالثاً ولید بن کامل ان تینوں کی عدالت ثابت نہیں اور نہ ہی ان کی روایات باکثرت ہیں کہ جس پر کوئی استدلال کیا جائے (ابن قطان ☆ نصب الرایہ ص ۸۴ ج ۲) اضطراب یہ ہے کہ ولید کبھی تو مہلب سے اور کبھی ضبیعہ بنت مقدام عن ابیہا سے روایت کرتا ہے ابن حجر کہتے ہیں یہ کہتے ہیں یہ اضطراب ولید کی طرف سے ہے اور وہ مجہول ہے (درایہ ص ۱۸۱ ج ۱)۔

(۹۱۵) صلی ببطحاء مکة الی عنزة ولم یکن للقوم سترة (ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ)
آپ نے بطحاء مکہ میں نیزے کی طرف نماز پڑھی اور قوم کے لئے سترہ نہیں تھا۔☆
الی عنزۃ تک مفہوماً روایت صحیح ہے۔ ولم یکن سے لیکر آخر تک صاحب ہدایہ کا استدارج ہے۔

۹۱۲۔ ھدایة ص۱۳۸ ج۱، نصب الرایة ص۸۰ ج۲، درایة ص ۱۷۹ ج۱۔
۹۱۳۔ ھدایة ص۱۳۸ ج۱، نصب الرایة ص۸۱ ج۲، درایة ص ۱۸۰ ج۱۔
۹۱٤۔ أبوداود ح٦٩٣ باب الخط أو لم یجد عصاً، درایة ص ۱۸۱ ج۱۔
۹۱۵۔ ھدایة ص۱۳۹ ج۱، نصب الرایة ص۸٤ ج۱، نصب الرایة ص ۱۸۱ ج۱۔

(۹۱۶) بینا رسول اللہ ﷺ یصلی اذ جاءت شاۃ تسعی بین یدیہ فساعاھا حتی الزق بدنہ بالحائط (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بکری دوڑتی ہوئی آئی آپ نے اس کی طرف جلدی کی حتی کہ اپنا بدن دیوار کے ساتھ چپکا دیا۔ ☆ضعیف ہے راوی عمرو بن حکام ضعیف ہے ہے (مجمع ص ۶۰ ج ۲) محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بخاری) ☆میزان ص ۲۵۴ ج ۳)۔

(۹۱۷) بادر رسول اللہ الی ھرۃ ان تمرہ بین یدیہ فی الصلوۃ (انس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے بلی کی طرف جلدی کی کہ جب حالت نماز میں وہ آپ کے آگے سے نہ گزر جائے۔ ☆ ضعیف ہے راوی مندل بن علی ضعیف ہے۔ (مجمع ص ۶۱ ج ۲ وتقریب ص ۳۴۷)

(۹۱۸) رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے ایک اعرابی دودھ کا برتن لیکر گزرا رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا مگر وہ سمجھ نہ سکا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی اے اعرابی پیچھے ہو جا رسول اللہ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو پوچھا کس نے کلام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ نے فرمایا اسے سمجھ نہیں ہے (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔ ضعیف ہے راوی عیسیٰ بن میسب بجلی کو ابن حبان اور حاکم نے ثقہ کہا ہے اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے (مجمع ص ۶۱ ج ۱) ابو داؤد ابن معین نسائی اور دارقطنی نے ضعیف کہا ہے اور ابو حاتم اور ابو زرعہ کہتے ہیں قوی نہیں اور ابن حبان نے اس میں کلام کیا ہے (میزان ص ۳۲۳ ج ۳)

(۹۱۹) ان الشیطان اراد ان یمربین یدی فخنقتہ حتی وجدت برد لسانہ علی یدی الحدیث (جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

ایک شیطان نے میرے آگے سے گزرنے کا ارادہ کیا تو میں نے اس کو گلے سے پکڑ لیا حتی کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ میں محسوس کی۔ ☆

۹۱۶۔ طبرانی کبیر ص۲۶۸ ج۱۱ ح۱۱۹۳۷۔

۹۱۷۔ طبرانی أوسط ص۵۰۸ ج۵ ح۴۹۶۵۔

۹۱۸۔ طبرانی أوسط ص۳۲۶ ج۲ ح۱۵۸۴۔

۹۱۹۔ بیھقی ص۴۵۰ ج۲، الدر منثور ص۳۱۳ ج۵، کنز العمال ص۲۵۵ ج۱، دارقطنی ص۳۶۵ ج۱، مجمع ص۶۱ ج۲۔

منکر ہے راوی مفضل بن صالح ضعیف ہے (بخاری وابو حاتم ☆ مجمع ص ۶۱ ج ۲) اہل حدیث کے نزدیک حافظ نہیں (ترمذی مع تحفہ ص ۳۴۶ ج ۳)

(۹۲۰) جب کوئی تیرے آگے سے گزرنا چاہے کہ تو نماز پڑھ رہا ہو تو اس کو نہ چھوڑ کیونکہ وہ تیری نصف نماز بیکار کر دیتا ہے۔ ضعیف ہے، سند میں مجہول راوی ہے (مجمع ص ۶۱ ج ۲)۔

(۹۲۱) الذی یمر بین یدی الرجل وھو یصلی عمدا یتمنی یوم القیامۃ انہ شجرۃ یابسۃ (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

وہ شخص جو کسی نمازی کے آگے سے عمداً گزرتا ہے قیامت کے دن آرزو کرے گا کاش کہ وہ خشک درخت ہوتا۔ ☆ ایک مجہول راوی کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع (ص ۶۱ ج ۲)

(۹۲۲) لو یعلم احدکم ما لہ فی ان یمشی بین یدی اخیہ معترضا وھو یناجی ربہ لکان ان یقف فی ذلک المقام مائۃ عام احب الیہ من الخطوۃ التی خطا (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

اگر تمہارا ایک جان لے کہ کتنا گناہ ہے اپنے اس بھائی کے آگے سے گزرنے کا جو اپنے رب سے گفتگو کر رہا ہے تو وہ یہ پسند کرے گا کہ وہ چند قدم جو چلا ہے اس کے لئے بہتر رب سے گفتگو کر رہا ہے تو وہ یہ پسند کرے گا کہ وہ چند قدم چلا ہے اس کے لئے بہتر تھا کہ وہ سو سال تک اسی جگہ ٹھہرا رہتا۔ ☆ ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن عبد الرحمٰن بن موہب التیمی المدنی قوی نہیں (تقریب ص ۲۲۶)۔

(۹۲۳) رای رجلا یصلی الی رجل فامرہ ان یعید الصلوۃ (علی رضی اللہ عنہ)

آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کسی آدمی کو سترہ بنا کر نماز پڑھ رہا ہے آپ نے حکم دیا کہ وہ نماز

۹۲۰۔ طبرانی کبیر ص ۲۶۰ ج ۹ ح ۹۲۹۰، مجمع ص ۶۱ ج ۲۔

۹۲۱۔ طبرانی أوسط ص ۵۵۳ ج ۲ ح ۱۹۴۹، مجمع ص ۶۱ ج ۲۔

۹۲۲۔ ابن ماجۃ ح ۹۴۶ باب المرور بین یدی المصلی، ابن حبان ص ۴۶ ج ۵، مسند أحمد ص ۳۷۱ ج ۲، الترغیب والترھیب ص ۳۷۷ ج ۱۔

۹۲۳۔ کشف الأستار ح ۵۸۳، مجمع ص ۶۲ ج ۲۔

لوٹائے۔ضعیف ہے راوی عبد الاعلیٰ ثعلبی ضعیف ہے ص ۲۱ ج ۱)۔

(۹۲۴) نهى ان يصلي الانسان الى نائم او متحدث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص سوئے ہوئے یا بے وضوء کی طرف (سترہ بنا کر) نماز پڑھے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابان بن سفیان مقدسی کذاب ہے (کتاب المجروحین ص ۹۹ ج ۱)

(۹۲۵) الا لا يصلين احد كم الى احد ولا الى قبر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

کوئی ایک کسی ایک کی طرف اور قبر کی طرف نماز نہ پڑھے۔ ☆

من گھڑت ہے دیگر دو ضعیف راویوں رشدین بن کریب اور مندل بن علی کے علاوہ جبارہ بن مغلس کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں اس کی روایات من گھڑت ہیں (العلل المتناھیہ ص ۴۳۴ ج ۱)۔

نماز میں ممنوع افعال

(۹۲۶) كنا نصلي مع النبي ﷺ و نحن ننظر الى السدف (جابر رضی اللہ عنہ)۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور روشنی کی طرف دیکھتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابوبکر مدنی مجہول ہے (مجمع ص ۸۲ ج ۲)۔

(۹۲۷) لا صلوة لملتفت۔ (عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ)

ادھر ادھر دیکھنے والے کی نماز نہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی صلت بن مہران مجہول الحال ہے اور یہ روایت ثابت نہیں۔ (میزان ص ۳۲۰ ج ۲)۔

۹۲۴۔ كتاب المجروحين ص ۹۹ ج ۱، العلل المتناهية ص ۴۳۴ ج ۱، ميزان ص ۷ ج ۱۔

۹۲۵۔ كتاب المجروحين ص ۲۰۲ ج ۱، العلل المتناهية ص ۴۳۴ ج ۱، ميزان ص ۵۰۱ ج ۲۔

۹۲۶۔ كشف الاستار ح ۵۷۲، مجمع ص ۸۲ ج ۲۔

۹۲۷۔ ميزان ص ۳۲۰ ج ۲، لسان ص ۱۹۸ ج ۳، كنز ص ۵۰۰ ج ۷۔

(۹۲۸) لا تلتفتوا فی صلوتکم فانه لا صلوۃ لملتفت (عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ)

نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھا کرو جو ادھر ادھر دیکھتا ہے اس کی نماز نہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی صلت بن طریف معولی کا حال معلوم نہیں (ابن القطان) اس کی حدیث مضطرب ہے (دار قطنی ☆ میزان ص ۳۱۹ ج ۲) طبرانی کبیر میں راوی کا نام صلت بن یحیٰ ہے اور معجم اوسط اور صغیر میں صلت بن ثابت ہے یہ دونوں وہم ہیں اصل نام صلت بن طریف ہے (مجمع ص ۸۰ ج ۲)۔

(۹۲۹) ایاکم والالتفات فی الصلوۃ فانه لا صلوۃ لملتفت فان غلبتم فی التطوع فلاتغلبوا فی الفریضۃ (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

تم نماز میں ادھر ادھر نہ جھانکا کرو جھانکنے والے کی نماز نہیں اگر تم نفلی نماز میں جھانکنے پر مجبور ہو جاؤ تو فرضی نماز میں مجبور نہ ہو۔ ☆

باطل ہے راوی عطاء بن عجلان متروک کذاب ہے (ابن معین وفلاس ☆ میزان ص ۷۴ ج ۳)۔

(۹۳۰) من قام فی الصلوۃ فالتفت رد اللہ علیه صلوته (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

جو نماز میں کھڑا ادھر ادھر جھانکے اللہ تعالیٰ اس کی نماز رد کر دیتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یوسف بن عطیہ ضعیف ہے (مجمع ص ۸۱ ج ۲) متروک ہے۔ (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) کوئی شئی نہیں (ابن معین) اس کے ضعف پر اجماع ہے (میزان ص ۴۶۸ ج ۴)۔

(۹۳۱) ایاکم والالتفات فی الصلوۃ فان احدکم یناجی ربه ما دام فی الصلوۃ (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

تم نماز میں ادھر ادھر جھانکنے سے بچو کیونکہ تمہارا ایک جب تک نماز میں ہوتا ہے وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ ☆

۹۲۸۔ تاریخ اصبھان ص۱۲۷ج۱، طبرانی صغیر مع الروض الدانی ص۱۱۸ج۱ ح۱۷۳، طبرانی أوسط ص۲۷ج۳ ح۲۰۴۲۔

۹۲۹۔ مجمع الزوائد ص۸۰ج۲ بحوالة طبرانی کبیر۔

۹۳۰۔ مجمع ص۸۱ج۱ بحوالة طبرانی کبیر۔

۹۳۱۔ طبرانی أوسط ص۵۰۶ج۴ ح۳۹۴۷۔

مذکورہ متن کے ساتھ باطل ہے راوی وقدی کذاب ہے۔ (میزان ص ۶۶۳ ج ۳)

(۹۳۲) لو علم المصلی من یناجی ما التفت۔☆

اگر نمازی کو علم ہو وہ کس سے ہمکلام ہے تو ادھر ادھر نہ جھانکے۔☆

اس متن کے ساتھ کوئی حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۹۳۳) نماز میں رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں طرف جھانکتے تو آیت قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون نازل ہوئیں اس کے بعد آپ ایسا نہ کرتے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی حمرہ بن نجم اسکندرانی نا معلوم ہے (مجمع ص ۸۰ ج ۲)۔

ثقہ نہیں (ابن معین) متروک ہے (احمد ونسائی ☆ میزان ص ۷۵ ج ۱)

(۹۳۴) نمازی کے سر پر آسمان کے بادلوں سے خیر بکھرتی ہے اور فرشتہ آواز دیتا ہے اگر اس بندے کو علم ہو جائے کہ وہ کس سے کلام کر رہا ہے تو ادھر ادھر نہ جھانکے (انس)۔

سخت ضعیف ہے راوی عباد بن کثیر رملی حدیث میں کوئی شئی نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۶۹ ج ۲)۔

نماز میں ہنسنا اور قہقہہ لگانا

(۹۳۵) الضاحك فی الصلوة والملتفت والمفقع اصابعه بمنزلة واحدة (معاذ بن انس رضی اللہ عنہ)۔

نماز میں ہنسنے والا اور جھانکنے والا اور انگلیوں کے کڑاکے نکالنے والا سب ایک درجہ میں ہیں ☆

ضعیف ہے اس روایت کے تین راوی ابن لھیعہ وزبان بن فائد (مجمع ص ۷۹ ج ۲) اور سہل بن معاذ

۹۳۲۔ هداية ص۱٤۰ ج۱، نصب الراية ص۸۸ ج۲، دراية ص ؟؟۔

۹۳۳۔ طبراني أوسط ص؟؟ ج٥ ح ٤٠٨٢۔

۹۳٤۔ كتاب المجروحين ص۱۷۰ ج۲، دراية ص۱۸۳ ج۱، نصب الراية ص۸۸ ج۲۔

۹۳٥۔ مسند أحمد ص٤۳۸ ج۳، بيهقي ص۲۸۹ ج۲، دارقطني ص۱۷٥ ج۱، نصب الراية ص۸۷ ج۲، دراية ص۱۸۲ ج۱، كنز العمال ص٤۹۳ ج۷، مجمع ص۷۹ ج۲، طبراني كبير ص۱۹۰ ج۲٥ وص٤۱۹ وص٤۲۰۔

تینوں ضعیف ہیں (تعلیق بر درایہ ص ۱۸۲ ج ۱)۔

(۹۳۶) آپ ﷺ غزوہ بدر میں نماز پڑھاتے ہوئے مسکرائے جب فارغ ہوئے تو پوچھا گیا آپ نماز میں مسکرا رہے تھے فرمایا میرے پاس میکائیل گزرے ان کے پروں پر غبار تھا وہ میری طرف دیکھ کر ہنس پڑے اور میں ان کی طرف دیکھ کر ہنس پڑا (جابر رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے راوی وازع بن نافع متروک اور منکر الحدیث ہے (دیکھئے نمبر ۴۲)

(۹۳۷) يقطع الصلوة الكشر و تقطع القرقرة (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

دانت نکال کر ہنسنے اور زور دار قہقہہ لگانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔☆

ضعیف ہے راوی ثابت بن محمد کوفی عابد صدوق ہے (ابو حاتم) ضابط نہیں (حاکم) بخاری نے صحیح میں روایت لی ہے مگر اس کو ضعفاء میں داخل کیا ہے (میزان ص ۳۶۶ ج ۱) ضعف کی دوسری علت ابو الزبیر کی تدلیس ہے۔ طبرانی فرماتے ہیں اس کو صرف ثابت نے مرفوع روایت کیا ہے محمد بن جعفر بن اعین نے اس کو موقوف روایت کیا ہے اور محمد بن جعفر ثقہ ہے (الروض الدانی ص ۱۸۶ ج ۲)

(۹۳۸) رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک نابینا آدمی آیا اور مسجد کے گڑھے میں گر گیا جس سے بہت سے لوگ نماز میں ہی ہنس پڑے آپ نے حکم فرمایا جو ہنسا ہے وہ وضوء اور نماز لوٹائے۔ (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ)

باطل ہے راوی ابو نعیم محمد بن موسیٰ واسطی کوئی شئی نہیں کذاب خبیث ہے (ابن معین) عام روایات میں منفرد ہے (ابن عدی) دوسرا راوی ہشام بن حسان مدلس ہے (طبقات المدلسین ص ۱۱۴ ج ۱) یہ روایت معنعن ہے ہشام نے اس کو حفصہ بنت سیرین عن ابی العالیہ عن ابی موسیٰ کے طریق سے روایت کیا ہے دارقطنی فرماتے ہیں ایوب، خالد الحذاء اور مطر الوراق نے اس کو عن ابی العالیہ کے طریق سے مرسل روایت کیا ہے۔

۹۳۶۔ طبراني أوسط ص۹۹ ج۸ ح۷۱۹۹۔

۹۳۷۔ طبراني صغير مع الروض الداني ص۱۸۳ ج۲ ح۹۹۵، ميزان ص۳٦٦ ج۱۔

۹۳۸۔ دارقطني ص۱۷٤ ج۱، دراية ص۳۵ ج۱، نصب الراية ص٤۷ ج۲۔

(۹۳۹) اس روایت کو عبد الرحمٰن بن محمد بن جبلہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے متصل روایت کیا ہے عبد الرحمٰن متروک حدیثیں وضع کرتا تھا (دارقطنی ص ۱۲۳ ج ۱) حضرت انس کی روایت کی ایک اور سند بھی ہے اس کا راوی داؤد بن محبر بھی متروک حدیث وضع کرتا تھا (دیکھئے نمبر ۴۲۷)

اور اس کا استاذ ایوب بن خوط ضعیف ہے (دارقطنی ص ۱۶۳ ج ۱)

(۹۴۰) اسی طرح کی ایک روایت ابو الملیح بن اسامہ عن ابیہ کے طریق سے مروی ہے جو سخت ضعیف ہے اس کے دو راوی حسن بن دینار اور حسن بن عمارہ متروک ہیں اور دونوں نے اس سند میں خطاء کی ہے اس روایت کو حسن بصری نے حفص بن سلیمان منقری عن ابی العالیہ سے مرسل روایت کیا ہے حسن بصری رسول اللہ ﷺ سے بہت سی مرسل حدیثیں روایت کرتے تھے حسن بن عمارہ کا عن خالد الحذاء عن ابی الملیح سے روایت کرنا بہت غلط وہم ہے کیونکہ اس کو خالد الحذاء نے حفصہ بنت سرین عن ابی العالیہ سے مرسل روایت کیا ہے اس طرح یہ روایت سفیان ثوری، وہیم وہیب اور حماد بن سلمہ وغیرہم نے بھی ابو العالیہ سے مرسل روایت کی ہے پھر اس روایت میں ابن اسحاق حسن بن دینار سے روایت کرنے میں مضطرب ہے کبھی تو حسن بصری سے اور کبھی عن قتادۃ عن ابی الملیح عن ابیہ روایت کرتا ہے قتادہ نے یہی روایت ابو العالیہ سے مرسل روایت کی ہے اسی طرح سعید بن ابی عروبہ، معمر، ابو عوانہ اور سعید بن بشیر وغیرھم نے بھی مرسل روایت کی ہے (دارقطنی ص ۱۶۲ ج ۱)

خلاصہ یہ ہے کہ ابو الملیح کی اس روایت کو ثقہ ائمہ کرام نے ابو العالیہ سے مرسل روایت کیا ہے ان کے بر عکس حسن بن دینار اور حسن بن عمارہ نے متصل روایت کیا ہے حسن بن دینار متروک بلکہ امام احمد اور یحیی کے نزدیک کذاب ہے اور حسن بن عمارہ بھی متروک نا قابل حجت ہے۔ (میزان ص ۴۸۱ ج ۱)

(۹۴۱) ایک آدمی نماز کے لئے آیا اور گڑھے میں جا گرا جس پر قوم نے قہقہہ لگایا جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا جن حضرات نے قہقہہ لگایا ہے وہ وضوء اور نماز لوٹائیں (سعید الجھنی رضی اللہ عنہ)

۹۳۹۔ دارقطنی ص۱۷۴ ج۱، العلل المتناهية ص۳۷۱ ج۱، نصب الراية ص۴۹ ج۱۔

۹۴۰۔ دارقطنی ص۱۶۲ ج۱، العلل المتناهية ص۳۷۰ ج۱، نصب الراية ص۴۹ ج۱، دراية ص۳۶ ج۱۔

۹۴۱۔ دارقطنی ص۱۶۷ ج۱، نصب الراية ص۵۱ ج۱، دراية ص۳۷ ج۱۔

سخت ضعیف ہے امام دارقطنی فرماتے ہیں اس روایت میں ابوحنیفہ کو منصور سے روایت کرتے وقت وہم ہو گیا ہے اس کو منصور نے محمد بن سیرین عن معبد روایت کیا ہے اور معبد صحابی نہیں بلکہ یہ پہلا شخص ہے جس نے تابعین میں سے تقدیر کے بارہ میں کلام کیا ہے اس روایت کو منصور عن ابن سیرین کے طریق سے غیلان بن جامع اور ھشیم بن بشیر نے روایت کیا ہے اور یہ دونوں ابوحنیفہ سے احفظ ہیں ابن عدی کہتے ہیں اس اسناد میں عن معبد صرف ابوحنیفہ نے کہا ہے اور اس میں انہوں نے خطاء کی ہے (نصب الرایہ ص ۵۱ ج۱) واضح رہے کہ کنویں میں گرنے کا واقعہ اسناداً بے بنیاد ہے مرسل ہونے کے باوجود حسن بن عمارہ، داؤد بن محبر، ایوب بن خوط، عبدالرحمٰن بن جبلہ اور حسن بن دینار راویوں کا روایت کردہ ہے یہ تمام متروک ہیں ان میں کوئی ایک بھی قابل حجت نہیں ہے (نصب الرایہ ص ۵۰ ج۱)

پہلو پر ہاتھ رکھنا

(۹٤۲) الاختصار فی الصلوۃ استراحۃ اھل النار (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنا جہنم والوں کی راحت ہے۔☆

منکر ہے راوی عبداللہ بن ازور سخت ضعیف ہے (ازدی) اس نے ہشام بن حسان سے مذکورہ حدیث منکر روایت کی ہے (میزان ص ۳۹۲ ج ۲)

پسینہ

(۹٤۳) یمسح العرق عن وجھہ فی الصلوۃ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نماز میں اپنے چہرے سے پسینہ صاف کرتے تھے۔☆ سخت ضعیف ہے راوی خارجہ بن مصعب متروک ہے (وکیع و ابن مبارک) ثقہ نہیں کذاب ہے ابن معین) میزان ص ۶۲۵ ج۱)

۹٤۲۔ بیهقی ص۲۸۷ج۲، ابن خزیمة ص۵۷ج۲ ح۹۰۹، ابن حبان ص۲٤ج٥ ح۲۲۸۳، طبرانی أوسط ص٤٦٩ج۷ ح۱۹۲۱، لسان ص۳۹۲ج۲، لسان ص۱۱۰ج۳ وص۱۸۸ج٤۔

۹٤۳۔ طبرانی کبیر ص۳۱٥ج۱۱ ح۱۲۱۲۲۔

چھینک جمائی اور اونگھ وغیرہ

(٩٤٤) العطاس والنعاس والتثاؤب في الصلوة والحيض والقي والرعاف من الشيطان۔ (عدی بن ثابت عن ابیه عن جده)

نماز میں چھینک، اونگھ، جمائی، حیض، قی اور نکسیر کا آنا شیطان کی طرف سے ہے۔☆

ضعیف ہے اولاً قاضی شریک ضعیف اور مدلس ہیں ثانیاً دوسرا راوی ثابت بن عدی مجہول الحال ہے ترمذی فرماتے ہیں غریب ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے (تحفۃ الاحوذی ص ۵ ج ۴)

(٩٤٥) كان يكره التثاؤب في الصلوة (ابو امامه رضی اللہ عنہ)

نماز میں جمائی کو نا پسند کرتے۔☆

ضعیف ہے راوی عبدالکریم بن ابی المخارق ضعیف ہے (مجمع ص ۸۲ ج ۲)

(٩٤٦) التثاؤب والنعاس في الصلوة من الشيطان (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً)

جمائی اور اونگھ نماز میں شیطان کے عمل سے ہے۔☆

ضعیف ہے راوی یزید بن ابی زیاد نہ قوی ہے اور نہ قابل حجت (ابن معین) کوئی شئی نہیں (وکیع) اس کی حدیث کسی لائق نہیں (احمد) اس کو پھینک دو (ابن مبارک☆ میزان ص ۴۲۳ ج ۴) اس روایت کی سند ضعیف ہے (تحفۃ الاحوذی ص ۶ ج ۴)۔

داڑھی چھونا

(٩٤٧) كان يمس لحيته في الصلوة من غير عبث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نماز میں داڑھی کو بغیر عبث (کھیل) کے چھوتے تھے۔☆

٩٤٤۔ ترمذی ح ٣٧٤٨ باب ما جاء ان العطاس فی الصلاۃ من الشیطان، الحاوی للفتاوی للسیوطی ص ٥٣٥ ج ١۔

٩٤٥۔ طبرانی کبیر ص ٨٣ ج ٨، کنز العمال ص ٩٥ ج ٧۔

٩٤٦۔ طبرانی کبیر ص ٢٨٨ ج ٩ ح ٩٤٥٢۔

٩٤٧۔ کشف الاستار ح ٥٧١، مجمع ص ٨٥ ج ٢۔

ضعیف ہے راوی عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد انصاری جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (میزان ص ۳۱۶ ج ۳)

(۹٤۸) یمس لحیته فی الصلوة (ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ) نماز میں داڑھی کو چھوتے۔☆

سخت ضعیف ہے، راوی منذر بن زیاد لمائی متروک ہے فلاس کہتے ہیں کذب ہے (میزان ص ۱۸۱ ج ۴)۔

(۹٤۸) یمس لحیته فی الصلوة (حسن بصری) نماز میں داڑھی کو چھوتے۔☆

مرسل ہے

(۹٥۰) ربما مس لحیته فی الصلوة (عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ)

بسا اوقات نماز میں داڑھی کو چھوتے۔☆

ضعیف ہے راوی محمد بن خطاب نامعلوم ہے ازدی کہتے ہیں منکر الحدیث ہے (میزان ص ۵۳۷ ج ۳)

کڑاکے نکالنا اور پھونک مارنا

(۹٥۱) لا تفقع اصابعك وانت فی الصلوة (علی رضی اللہ عنہ)

نماز میں انگلیوں کے کڑاکے نہ نکالا کرو۔☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔ (دیکھیے نمبر ۱۳۹)

(۹٥۲) نھی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن النفخ فی السجود (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ میں پھونکنے سے منع فرمایا☆

ضعیف ہے راوی خالد بن الیاس متروک ہے (مجمع ص ۸۳ ج ۲)

(۹٥۳) من نفخ فی صلوته فقد تکلم (ابن عباس و ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

۹٤۸۔ طبرانی أوسط ص ۱٦۰ ج ٦ ح ٥۳۲۸۔

۹٤۹۔ أبو یعلی ص ۱٥۳ ج ۳ ح ۲٦۹۸۔

۹٥۰۔ أبو یعلی ص ۱٦۷ ج ۲ ح ۱٤٥۸۔

۹٥۱۔ ابن ماجة ح ۹٦٥، مسند أحمد ص ۱٤٦ ج ۱، کنز ص ٥۱٥ ج ۷۔

۹٥۲۔ طبرانی کبیر ص ۱۳۷ ج ٥ ح ٤۸۷۰۔

۹٥۳۔ ارواء الغلیل ص ۱۲۳ ج ۲۔

جس نے نماز میں پھونکا اس نے کلام کیا۔☆

اس کی سند معلوم نہیں اور غیر ثابت ہے (ارواء الغلیل ص ۱۲۳ ج ۲)

(۹۵۴) ثلاثة من الجفاء ان ینفخ الرجل في سجوده او یمسح جبهته قبل ان یفرغ من صلوته (انس رضی اللہ عنہ)

تین چیزیں ظلم سے ہیں یہ کہ آدمی سجدہ میں پھونک مارے یا اپنی پیشانی کو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے صاف کرے۔☆

ضعیف ہے راوی جلد بن ایوب متروک ہے (دارقطنی) اس کی روایت کا کوئی وزن نہیں (احمد) ضعیف ہے (ابن مبارک و ابن راہویہ☆ میزان ص ۴۲۱ ج ۱)

(۹۵۵) جب کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو سجدہ کی جگہ تیار کر لے اور اس وقت کے لئے نہ چھوڑے کہ جب وہ سجدہ میں جائے تو پھونک مار کر جگہ بنائے آگ کے انگارے پر سجدہ کر لینا بہتر ہے کہ وہ اپنی پھونکی ہوئی جگہ پر سجدہ کرے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

سخت ضعیف ہے راوی عبدالمنعم بن بشیر سخت منکر الحدیث نا قابل حجت ہے (کتاب المجروحین ص ۱۵۸ ج ۲)

کنکریاں چھونا

(۹۵٦) سالت النبي ﷺ عن مسح الحصى فقال واحدة ولان تمسك عنها خير لك من مائة ناقة (جابر رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے کنکریوں کے چھونے کے بارہ میں پوچھا تو فرمایا صرف ایک مرتبہ اور اگر ایک مرتبہ کے چھونے سے بھی رک جائے تو تیرے لئے سو اونٹوں سے بہتر ہے۔☆

ضعیف ہے راوی ابو سعد شرحبیل بن سعد ضعیف ہے (تعلیق بر دار یہ ص ۱۸۲ ج ۱) آخری عمر میں مختلط ہو گیا تھا (تقریب ص ۱۴۴)

۹۵٤۔ کشف الاستار ج ۵٤۸ مجمع ص ۸۳ ج ۲۔

۹۵۵۔ طبراني أوسط ص ۱۸۳ ج ۱ ج ۲٤۲۔

۹۵٦۔ مسند أحمد ص ۳۲۸ ج ۳، ج ۳ دراية ص ۱۸۲، نصب الراية ص ۸۷ ج ۲۔

(۹۵۷) آپ نے ایک آدمی کو نماز میں کنکریوں کو حرکت دیتے ہوئے دیکھا اس نے جب سلام پھیرا تو فرمایا نماز سے تیرا یہی حصہ ہے (انس رضی اللہ عنہ)

باطل ہے یوسف بن خالد سمتی کذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۰۲)

(۹۵۸) ہم ایک نماز میں رسول ﷺ کے ساتھ تھے ایک آدمی نے اپنے ہاتھ سے کنکریاں الٹ پلٹ کی جب آپ نے سلام پھیرا تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کس نے کنکریاں الٹ پلٹ کی ہیں تو اس آدمی نے کہا میں نے آپ ﷺ نے فرمایا نماز سے تیرا یہی حصہ ہے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

باطل ہے راوی وازع بن نافع متروک ہے (دیکھئے نمبر ۴۲)

(۹۵۹) اسی کے قریب قریب ایک روایت سائب بن یزید سے بھی مروی ہے جو ضعیف ہے اس کا راوی یزید بن عبدالملک نوفلی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۳)

باب السھو

(۹۶۰) ایک آدمی کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز میں وسوسہ پاتا ہوں جب نماز میں داخل ہوتا ہوں مجھے پتہ نہیں رہتا کہ شفع پر سلام پھیر رہا ہوں یا طارق پر آپ نے فرمایا تو جب ایسی حالت محسوس کرے تو اپنے دائیں ہاتھ کی سبابہ (شہادت والی انگلی) کو آسمان کی طرف اٹھا اور پھر اپنے بائیں ران پر مار اور بسم اللہ کہہ تو یہ شیطان کے لئے چھری ہے (اسامہ رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی مہاجر بن میتب مجہول ہے (مجمع ص ۱۵۱ ج ۲) میزان میں میتب کے بجائے غیب ہے اور یہ بھی مجہول ہے نیز عقیلی اور میزان میں فانہا تسک الشیطان ہے اور ایک نسخہ میں مسکن الشیطان ہے واللہ اعلم۔

۹۵۷۔ أبو يعلى ص ۱۱۸ ج ٤ ح ٤٠٠٠، كشف الاستار ح ٥٦٩، مجمع ص ٨٦ ج ٢۔

۹۵۸۔ طبرانی كبير ص ٢٢٤ ج ١٢ ح ١٣٢٢٧۔

۹۵۹۔ طبرانی كبير ص ١٥٩ ج ٧ ح ٦٦٩١۔

۹۶۰۔ طبرانی كبير ص ١٩٢ ج ١ ح ٥١٢، كشف الاستار ح ٥٨٠، عقيلی ص ٢٠٩ ج ٤، ميزان ص ١٩٤ ج ٤، لسان ص ١٠٤ ج ٦۔

(۹٦۱) یا رسول اللہ افتنا فی رجل سہا فی صلوته فلا یدری کم صلی قال لا ینصرف ثم یقوم فی صلوته حتی یعلم کم صلی فانما ذاك الوسواس یعرض فیسهیه عن صلوته (میمونه بنت سعد رضی اللہ عنہا)

اللہ کے رسول ہمیں اس آدمی کے بارہ میں فتویٰ دیجئے جو نماز میں بھول جاتا ہے اور اسے علم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے فرمایا وہ سلام نہ پھیرے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے حتی کہ اسے علم ہو جائے کہ اس نے کتنی نماز پڑھ لی ہے یہ وسوسہ ہے جو آدمی کو پیش آتا ہے اور اسے نماز میں بھلاتا ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۱۵۱ ج ۲)

(۹٦۲) سئل عن رجل سہا فی صلوته فلم یدر کم صلی قال لیعد صلوته و لیسجد سجدتین قاعداً (عبادہ رضی اللہ عنہ)

اس آدمی کے بارہ میں پوچھا گیا جو نماز میں بھول جاتا ہے اور اسے علم نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نماز پڑھی ہے فرمایا نماز کو لوٹائے اور بیٹھے ہوئے دو سجدے کرے۔☆

ضعیف منقطع ہے راوی اسحاق بن یحییٰ کا حضرت عبادہ سے سماع نہیں ہے ابن حجر کہتے ہیں اس نے عبادہ سے مرسل روایت کی ہے اور یہ مجہول الحال ہے (تقریب ص ۳۰)

(۹٦۳) میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں بھول جانے کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا تو جب نماز پڑھ لے اور تیرے خیال میں تو نے پوری نماز پڑھی ہے درانحالیکہ تو شک میں ہو تو تشہد بیٹھ اور سلام پھیر دے اور بیٹھے ہوئے دو سجدے کر پھر تشہد بیٹھ اور سلام پھیر دے (عائشہ رضی اللہ عنہا)

من گھڑت ہے راوی موسیٰ بن مطیر متروک الحدیث منسوب الی الوضع ہے (مجمع ص ۱۵۲ ج ۲) متروک ہے (ابو حاتم و نسائی) جھوٹا ہے (ابن معین) صاحب عجائب اور مناکیر ہے سننے والے کو اس کی روایت کے من گھڑت ہونے میں شک نہیں ہوتا (ابن حبان ☆ لسان ص ۱۳۰ ج ٦)

(۹٦۴) آپ نے عصر کی نماز تین رکعتیں پڑھائیں اور بعض بیویوں کے پاس تشریف لے گئے ایک صحابی

۹٦۱۔ طبرانی کبیر ص ۳۷ ج ۲۴ ح ٦۷، مجمع ص ۱۵۱ ج ۲۔

۹٦۲۔ مجمع ص ۱۵۳ ج ۲ بحوالة طبرانی کبیر۔

۹٦۳۔ طبرانی أوسط ص ۱۹۹ ج ۵ ح ۴۳۸۹۔

ذوالشمالین داخل ہوا اور کہا نماز میں کیا کمی ہوگئی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کیسے وہ کہنے لگا آپ نے تین رکعتیں پڑھائیں ہیں آپ ﷺ صحابہ کے پاس آئے اور فرمایا کیا اس نے سچ کہا ہے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں؟ صحابہ نے کہا جی ہاں، پھر آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور تشہد کے بعد دو سجدے کئے (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے راوی اسماعیل بن ابان غنوی متروک ہے (مجمع ص ۱۵۲ ج ۲) کذاب ہے (ابن معین) اس نے فطر سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (احمد) ثقہ راویوں کے نام پر روایتیں گھڑتا تھا (میزان ص ۲۱۲ ج ۱)

(۹۶۵) آپ نماز میں کھڑے ہوئے جبکہ بیٹھنا ضروری تھا لوگوں نے سبحان اللہ کہا آپ کو معلوم ہوگیا جو لوگ چاہتے تھے جب نماز پوری کر لی تو دو سجدے کیئے اور فرمایا میں نے تمہاری سبحان اللہ سن لی تھی کہ میں بیٹھ جاؤں مگر ایسے بیٹھنا سنت نہیں ہے اور جو میں نے کیا ہے وہی سنت ہے (عقبہ رضی اللہ عنہ)

ضعیف منقطع ہے اولاً راوی زہری نے عقبہ سے نہیں سنا۔ دوسرا راوی عبد اللہ بن صالح صدوق کثیر الغلط تھا کتاب میں ثبت تھا اور اس میں غفلت تھی (تقریب ص ۱۷۷)

(۹۶۶) آپ نماز مکمل کرنے سے پہلے بھول گئے سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا اور فرمایا جو نماز کے کامل ہونے سے پہلے بھول جائے وہ سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے اور جب نماز کے کامل ہونے کے بعد بھولے تو سجدہ سہو سلام پھیرنے کے بعد کرے (عائشہ رضی اللہ عنہا)

ضعیف ہے راوی عیسیٰ بن میمون احتجاج میں مختلف فیہ ہے اکثر نے اس کو ضعیف کہا ہے (مجمع ص ۱۵۴ ج ۲)

(۹۶۷) میں نے انس رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی وہ اس میں بھول گئے تو سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کیا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے اسی طرح کیا ہے جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا (انس رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۱۵۴ ج ۲)

۹٦٤۔ طبراني كبير ص۲۰۷ ج۱۰ ح۱۱٦۷۳، كشف الاستار ح۵۷۸، مجمع ص۱۵۲ ج۲۔

۹٦۵۔ طبراني كبير ص۳۱۳ وص۳۱٤ ج۱۷ ح۸٦۷۔۸٦۸۔

۹٦٦۔ طبراني أوسط ص۲۸۹ ج۸ ح۷۵۸۹۔

۹٦۷۔ طبراني صغير مع الروض الداني ص۲٦٦ ج۱ ح٤۳۷۔

(۹۶۸) اذا شك احد كم فى النقصان فليصل حتى يكون الشك فى الزيادہ (عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ)

جب نماز کی کمی میں شک ہو جائے تو نماز پڑھی جانی چاہئے حتی کہ شک زیادہ میں بدل جائے۔☆ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵)

(۹۶۹) جب کسی کو نماز میں شک ہو کہ اس نے زیادہ پڑھی ہے یا کم، اگر شک ایک یا دو رکعت میں ہو تو ان کو ایک بنالے، اور اگر شک دو یا تین میں ہو تو دو بنا لے اور اگر تین یا چار میں شک ہو تو ان کو تین بنالے حتی کہ شک اور وہم زیادہ میں ہو (مکحول)۔

مکحول کی مرسل ہے حسین بن عبد اللہ نے مکحول سے مسند روایت ہے مگر حسین ضعیف ہے (تقریب ص ۷۴)

(۹۷۰) یہی روایت حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس کے آخر میں ہے کہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے محمد بن اسحاق کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے ابن حجر فرماتے ہیں یہ روایت معلول ہے کیونکہ یہ محمد بن اسحاق عن مکحول کریب کے طریق سے ہے امام احمد نے محمد بن اسحاق عن مکحول مرسل روایت کی ہے ابن اسحاق خود فرماتے ہیں میں حسین بن عبد اللہ کو ملا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا مکحول نے یہ روایت مسند روایت کی ہے میں نے کہا نہیں حسین نے کہا مجھ سے مکحول نے کریب عن ابن عباس عن عبد الرحمن مسند روایت کی ہے اور حسین سخت ضعیف ہے التلخیص ص ۵ ج ۲) راقم کہتا ہے محمد بن اسحاق نے اس روایت کے مسند ہونے کی نفی کی ہے (دیکھئے دارقطنی ص ۳۶۹ ج ۱) ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے جو زبردست سہو ہے۔

(۹۷۱) یہی روایت مکحول سے ایک اور طریق سے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مسند آئی ہے جس میں ان الفاظ کا

۹۶۸۔ دارقطنی ص ۳۷۷ ج ۱۔

۹۶۹۔ دارقطنی ص ۳۶۸ ج ۱۔

۹۷۰۔ دارقطنی ص ۳۷۰ ج ۱۔

۹۷۱۔ دارقطنی ص ۳۶۹ ج ۱، المستدرک ص ۳۲۴ ج ۱۔

اضافہ ہے وہ اپنی باقی نماز کو پورا کرے حتی کہ وہم کی کے بجائے زیادہ میں ہو۔ پھر وہ سجدہ سہو کرے امام حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے مگر ذہبی نے تعاقب کرتے ہوئے فرمایا ہے راوی عمر بن مطر راوی کو محدثین نے ترک کر دیا تھا (مستدرک مع التلخیص ص ۳۲۳ ج ۱)

بعض محدثین نے عمار کی توثیق کی ہے مگر اکثر نے تضعیف کی ہے کہ حدیث چور تھا (ابن حبان) ثقہ راویوں سے منکر روایتیں کرتا تھا (عقیلی) ضعیف ہے (دارقطنی) کذاب ہے (ابو حاتم) اس کی حدیثیں باطل ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۷۰ ج ۳ ولسان ص ۲۷۶ ج ۴)

(۹۷۲) لا سهو الا في قيام عن جلوس او جلوس عن قيام (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

سہو نہیں مگر بیٹھنے کی جگہ قیام ہو جائے یا قیام کی جگہ بیٹھا جائے۔ ضعیف ہے راوی ابو بکر عنسی ضعیف ہے بیہقی فرماتے ہیں مجہول ہے (التلخیص ص ۳ ج ۲)

(۹۷۳) سجدتا السهو تجزيان من كل زيادة و نقصان (عائشه)

سہو کے دو سجدے ہر زیادتی اور کمی سے کفایت کر جاتے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی حکیم بن کو ابن معین ثقہ اور ابو زرعہ نے ضعیف کہا ہے

(۹۷۴) صلى بنا رسول الله ﷺ ثلاثا ثم سلم فقال له ذو الشمالين انقصت الصلوة يا رسول الله ﷺ قال كذاك يا ذا اليدين قال نعم فركع ركعة و سجدتين (ابن عباس)۔

رسول اللہ نے ہمیں رکعتیں پڑھائیں پھر آپ نے سلام پھیر دیا تو ذوالشمالین نے کہا اللہ کے رسول ﷺ کیا نماز کم ہوگئی ہے آپ نے ذوالیدین سے فرمایا کیا بات اسی طرح ہے تو اس نے کہا جی ہاں تو آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے کیے۔ ☆

سخت ضعیف منکر ہے جارجعفی متہم ہے۔

(۹۷۵) صلى بهم احدى صلوتي العشيء وهي العصر ركعتين وفيه فرجع رسول

۹۷۲۔ دارقطنی ص ۲۷۷ ج ۱، المستدرك ص ۳۲٤ ج ۱، بيهقي ص ۳٤٥ ج ۲ واللفظ له.

۹۷۳۔ ابو يعلى ص ۳۲٥ ج ٤ ح ٤٥٧۲۔ كشف الاستار ح ٥٧٤

۹۷٤۔ كشف الاستار ص ٥٧٩۔ مجمع ص ١٥٢

۹۷٥۔ مسند احمد ص ۷۷ ج ٤

اللہ و ثاب الناس (مطیر)

واقعہ ذوالیدین میں ہے رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز کی دو رکعتیں پڑھائیں اور اس روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ اور لوگ مسجد کیطرف لوٹ کر آئے تو آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں اور دو سجدے کئے۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ہدی بن سلیمان ضعیف ہے

(۹۷۶) صلی بنا رسول اللہ ﷺ ثم دخل فقال بعض القوم الرید فی الصلوۃ قال وما ذاك قال صلیت خمسا (ابن مسعود)

رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو پھر گھر داخل ہو گئے بعض لوگوں نے کہا کیا نماز زیادہ ہوئی ہے آپ نے فرمایا وہ کیسے؟ دونوں نے کہا آپ نے پانچ رکعت پڑھائی ہے آپ نے میرا ہاتھ پکڑا پھر آپ مسجد کیطرف نکلے تو وہ ایک حلقہ بنا ہوا تھا جس میں ابو بکر اور عمر تھے آپ نے فرمایا ذوالیدین جو کہتا ہے وہ حق ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں آپ قبلہ رخ متوجہ ہوئے پھر دو سجدے کئے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی محمد بن ابان جعفی ضعیف ہے۔

(۹۷۷) انہ لم یسجد یوم ذی الیدین (ابن عمر)

آپ نے ذوالیدین کے یوم سجدہ سہو نہیں کیا۔☆

ضعیف منکر ہے راوی عبداللہ بن عمر العمری ضعیف ہے۔

(۹۷۸) لیس فی صلوۃ الخوف سہو (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

نماز خوف میں سہو نہیں ہے۔☆

ضعیف باطل ہے راوی شریک بن عبداللہ ضعیف اور مدلس ہیں ان کا شاگرد ولید بن فضل موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا کسی صورت میں قابل حجت نہیں (ابن حبان) کوفیوں سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (لسان ص۲۲۶ ج۶)

(۹۷۹) لیس علی من خلف الامام سہو فان سہا الامام فعلیہ و علی من خلفہ السہو والامام کافیہ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۹۷۶۔ طبرانی کبیر ص ۳۲ ج ۱۰ ح ۹۸۵٤

۹۷۷۔ طبرانی کبیر ص ۲۷۹ ج ۱۲ ح ۱۳۳۵٦

۹۷۸۔ طبرانی کبیر ص۷۲ ج۱۰ ح ۹۹۸٦۔ ۹۷۸/ب دارقطنی ص۵۸ ج ۲، الکامل ص ۱۹٦۰ ج ۵۔

۹۷۹۔ دارقطنی ص۳۷۷ ج ۱، بیہقی ص ۳۵۲ ج ۲۔

مقتدی پر سہو نہیں اگر امام بھول جائے تو امام اور مقتدی دونوں پر سہو ہے اور امام مقتدی کو کافی ہے۔ باطل ہے اولاً راوی خارجہ بن مصعب کذاب ہے (دیکھئے نمبر ٦٢٩) ثانیاً ابو الحسن مجہول ہے۔

(٩٨٠) یا رسول الله علی الرجل سہو خلف الامام قال لا انما السہو علی الامام (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

کیا مقتدی پر سہو ہے فرمایا نہیں سہو صرف امام پر ہے۔ من گھڑت ہے راوی عمر بن عمرو طحان عسقلانی ثقہ راویوں کے نام سے باطل روایتیں کرتا تھا اور اس کا شمار حدیث وضع کرنے والوں میں سے ہے (الکامل ص ١٧٢٢ ج ٥)

نماز قصر

(٩٨١) خیر امتی الذین اذا اساء وا استغفروا و اذا احسنوا استبشروا و اذا سافروا قصروا و افطروا (جابر رضی اللہ عنہ)

میری امت کے بہتر لوگ وہ ہیں جب وہ گناہ کر لیتے ہیں تو بخشش مانگتے ہیں اور جب نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب سفر کرتے ہیں تو نماز قصر کرتے ہیں اور روزے افطار کرتے ہیں۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ابن الهیعہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(٩٨٢) خیار امتی من قصر الصلوۃ فی السفر و افطر (سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ)

میری امت کے پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو سفر میں نماز قصر اور روزہ افطار کرتے ہیں۔☆

مرسل ہے۔

(٩٨٣) اور یہی روایت عروہ بن رویم سے بھی مروی ہے جو مرسل ہے۔

(٩٨٤) یا اهل مکۃ لا تقصروا فی اقل من اربع برد من مکۃ الی عسفان

٩٨٠۔ الکامل ص ١٧٢٢ ج ٥۔

٩٨١۔ طبرانی أوسط ص ٢٨٦ ج ٧ ح ٦٥٥٤، علل الحدیث ص ٢٥٥ ج ١۔

٩٨٢۔ تلخیص ص ٥١ ج ٢۔

٩٨٣۔ تلخیص ص ٥١ ج ٢۔

٩٨٤۔ دارقطنی ص ٣٨٧ ج ١، بیهقی ص ١٣٧ ج ٣۔

(ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعا)

اے مکہ والو! تم چار برد سے کم مسافت پر قصر نہ کرو جیسا کہ مکہ سے عسفان کا فاصلہ ہے۔ ☆ سخت ضعیف ہے راوی عبدالوہاب بن مجاہد متروک ہے (تلخیص الحبیر ص ۳۶ ج ۲) کوئی شئی نہیں۔ اس کی حدیث نہ لکھی جائے (ابن معین) کوئی شئی نہیں ضعیف ہے (احمد) اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۶۸۲ ج ۲)۔ بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے اسماعیل بن عیاش قابل حجت نہیں اور عبدالوھاب سخت ضعیف ہے صحیح ابن عباس کا قول ہے (بیہقی ص ۱۳۸ ج ۳)۔

(۹۸۵) المتم للصلوة في السفر كالمقصر في الحضر (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

سفر میں نماز پوری پڑھنے والا وہ ایسے ہے جیسا کہ حضر میں نماز قصر کرنے والا ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے ایک تو بقیہ راوی مدلس ہے دوسرا راوی احمد بن محمد بن المغلس ہے ابن جوزی کہتے ہیں کذاب ہے تنقیح میں ہے ابن جوزی پر اشتباہ ہو گیا ہے یہ اور راوی ہے اور جو کذاب اور وضاع ہے وہ احمد بن محمد بن صلت بن مغلس حمانی ہے۔ اور یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس کا راوی مجہول ہے (نصب الرایہ ص ۱۹۰ ج ۲) اس کی سند سخت ضعیف ہے (درایہ ص ۲۱۳ ج ۲)

(۹۸۶) ان الله فرض الصلوة على لسان نبيكم في الحضر اربعا و في السفر ركعتين (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے نماز کو تمہارے نبی کی زبان سے حضر میں چار رکعتیں اور سفر میں دو رکعتیں فرض کی ہے۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن زحر صدوق ہے لیکن اس کی ابو ہریرہ سے ملاقات نہیں بلکہ کسی تابعی سے بھی ملاقات نہیں (شرح مسند احمد ص ۱۸ ج ۱۷)

(۹۸۷) صلوة السفر ركعتان (عمر رضی اللہ عنہ)

۹۸۵۔ عقيلي ص ۱۶۲ ج ۳، العلل المتناهية ص ٤٤٦ ج ۱، ميزان ص ۱۹۹ ج ۳، لسان ص ۳۰۸ ج ٤، نصب الراية ص ۱۹۰ ج ۲، دراية ص ۲۱۳ ج ۱، تاريخ اصفهان ص ۳۵۳ ج ۱۔

۹۸۶۔ مجمع الزوائد ص ۱۵٤ ج ۲، مسند أحمد ص ٤٠٠ ج ۲۔

۹۸۷۔ ابن ماجة ح ۱۰٦۳ باب تقصير الصلاة في السفر، مسند أحمد ص ۲۷ ج ۱، تاريخ بغداد ص ۱۹۳ ج ۵، علل الحديث ۱۳۸ ج ۱۔

سفر کی نماز دو رکعتیں ہے۔☆

منقطع ہے راوی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا حضرت عمر سے سماع نہیں (تہذیب ص۲۶۱ ج۶)

(۹۸۸) یہی روایت خطیب نے تاریخ بغداد میں ص۳۱۴ ج۱۲ میں ان الفاظ سے ذکر کی ہے: "صلوۃ المسافر رکعتان حتی یؤوب الی اهله اویموت" "مسافر کی نماز دو رکعت ہے حتی کہ وہ لوٹ آئے یا مر جائے ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی خالد بن عثمان سے احتجاج باطل ہے (کتاب المجروحین ص۲۸۳ ج۱)

(۹۸۹) یا اهل مكة لا تقصر الصلوة في ادنى من اربعة برد من مكة الى عسفان (ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً)

اے اہل مکہ! تم چالیس برد (اڑتالیس میل) مکہ سے عسفان تک سے کم سفر میں قصر نہ کرو۔☆

سخت ضعیف ہے عبدالوہاب بن مجاہد بالاتفاق متروک ہے حاکم نے اس کی نسبت وضع کی طرف کی ہے۔

(۹۹۰) سن الصلوة في السفر ركعتين وهي تمام والوتر في السفر سنة (علي)

رسول اللہ ﷺ نے سفر میں دو رکعتوں کو مکمل مسنون نماز قرار دیا اور وتر سفر میں سنت ہیں سخت ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

(۹۹۱) صليت مع رسول الله ﷺ صلوة الخوف ركعتين الا المغرب ثلاثا صليت معه في السفر ركعتين الا المغرب ثلاثا (علي رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف دو رکعتیں پڑھیں سوائے نماز مغرب کے اور وہ تین رکعتیں پڑھیں اور سفر میں بھی دو رکعتیں پڑھیں مگر مغرب تین رکعتیں پڑھیں۔☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۹۹۲) فرضت الصلوة ركعتين ركعتين فصلاها رسول الله ﷺ بمكة حتى

۹۸۸۔ تاریخ بغداد ص۳۱۴ ج۱۲۔

۹۸۹۔ دار قطنی ص ۳۸۷ ج ۱

۹۹۰۔ مجمع الزوائد ص۱۵۵ ج۲، کشف الاستار ح ۶۸۰۔

۹۹۱۔ مجمع الزوائد ص۱۵۵ ج۲، کشف الاستار ح ۶۸۱۔

۹۹۲۔ مجمع الزوائد ص۱۵۶ ج۲، طبراني أوسط ص۱۹۵ ج۶ ح ۵۴۰۵۔

قدم المدینة وصلاها بالمدینة ما شاء الله و زید في صلوة الحضر رکعتین وترکت الصلوة في السفر علی حالها (سلمان رضی اللہ عنہ)

نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی آپ نے مکہ میں ایسے ہی پڑھی پھر مدینہ تشریف لے گئے تو جتنی دیر اللہ نے چاہا دو دو رکعت ہی پڑھتے رہے بعد ازاں حضر کی نماز میں دو رکعت بڑھا دی گئیں اور سفر کی نماز اپنی حالت پر ہی رہی۔ ☆

اس متن کے ساتھ منکر ہے راوی عمر بن عبدالغفار متروک ہے (مجمع ص ۱۵۶ ج ۲) منکر الحدیث ہے (عقیلی) وضع حدیث کے ساتھ متہم ہے (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۱۷ ج ۳)

(۹۹۳) من صلی في السفر اربعا اعاد الصلوة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا)

جو سفر میں چار رکعت نماز پڑھے وہ نماز دوبارہ لوٹائے۔ ☆

منقطع ہے راوی ابراہیم نخعی نے ابن مسعود سے نہیں سنا (مجمع ص ۱۵۵ ج ۲)

(۹۹۴) انها اعتمرت مع رسول الله ﷺ من المدینة الی مکة حتی اذا قدمت مکة قالت یا رسول الله ﷺ قصرتَ واتممتُ وافطرتَ وصمتُ قال احسنتِ یا عائشة وما عاب عليّ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف عمرہ کے لئے سفر کیا حتی کہ جب میں مکہ میں آ گئی تو میں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ آپ نے نماز قصر کی ہے اور میں نے پوری پڑھی ہے آپ نے روزہ افطار کیا ہے اور میں نے روزہ رکھا ہے فرمایا عائشہ تو نے اچھا کیا ہے اور مجھ پر کوئی عیب نہ لگایا۔☆

منکر ہے راوی علاء بن زہیر کے بارہ میں ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو ان کی احادیث کے مشابہ نہیں ہیں جس سے احتجاج باطل ہے پھر انہوں نے اس کو کتاب الثقات میں بھی ذکر کیا ہے بیہقی فرماتے ہیں اس کی سند صحیح ہے صاحب تنقیح فرماتے ہیں اس کا متن منکر ہے رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں کوئی عمرہ نہیں کیا (نصب الرایہ ص ۱۹۱ ج ۲) امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ

۹۹۳۔ طبرانی کبیر ص ۲۸۹ ج ۹ ح ۹۴۵۹۔

۹۹۴۔ نصب الرایة ص ۱۹۱ ج ۲، زاد المعاد ص ۱۶۱ ج ۱، درایة ۲۱۴ ج ۱، نسائي ح ۱۴۵۷ باب المقام الذي يقصر بمثله۔

حدیث عائشہ پر جھوٹ ہے ابن القیم فرماتے ہیں یہ حدیث غلط ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں کوئی عمرہ نہیں کیا (زاد المعاد ص ۱۶۱ ج ۱)

(۹۹۵) ان النبی ﷺ و اصحابہ کانوا یسافرون و یعودون الی اوطانھم مقیمین من غیر عزم جدید۔☆

نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ ﷺ سفر کرتے اور اپنے وطنوں کی طرف واپس لوٹتے اور بغیر نئے ارادہ کے قیام کرتے۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۹۹۶) من تأھل ببلد فلیصل صلوۃ المقیم (عثمان رضی اللہ عنہ)

جو کوئی کسی شہر میں اہل بنائے وہاں مقیم کی نماز پڑھے۔

(۹۹۷) اذا تأھل المسافر فی بلد فھو من اھلھا یصلی صلوۃ المقیم (عثمان رضی اللہ عنہ)

جب کوئی مسافر کسی شہر میں اہل بنالے تو وہاں کے رہنے والوں میں سے ہو جاتا ہے وہ مقیم کی نماز پڑھے۔☆

دونوں ضعیف ہیں دونوں میں راوی عکرمہ بن ابراہیم ضعیف ہے (مجمع ص ۱۵٦ ج ۲) کوئی شئی نہیں (ابن معین وابو داؤد) اس کے حافظہ میں اضطراب ہے (عقیلی میزان ص ۸۹ ج ۳)

(۹۹۸) لا تقصر الصلاۃ الا فی حج او جھاد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

نماز قصر صرف حج اور جہاد میں کی جائے۔☆ منقطع ہے راوی قاسم بن عبدالرحمٰن نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ (مجمع ص ۱۵۷ ج ۲)

(۹۹۹) شھدت معہ الفتح فاقام بمکۃ ثمان عشرۃ لیلۃ لا یصلی الا رکعتین یقول

۹۹۵۔ ھدایۃ ص ۱٦۷ ج ۱، درایۃ ص ۲۱۳ ج ۱۔

۹۹٦۔ مسند أحمد ص ٦۲ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۲۷۱ ج ۳۔

۹۹۷۔ أبو یعلی ص ۱۷۵ ج ۱ ح ۱۸، نصب الرایۃ ص ۲۷۱ ج ۳، مجمع ص ۱۵٦ ج ۲۔

۹۹۸۔ طبرانی کبیر ص ۲۸۸ ج ۹ ح ۹٤٥٤۔

۹۹۹۔ أبو داود ح ۱۲۲۹، ترمذی، نصب الرایۃ ص ۱۸۷ ج ۲۔

یا اھل مکۃ صلوا اربعا فانا قوم سفر و فی روایۃ اتموا صلوتکم فانا قوم سفر (عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

میں فتح مکہ کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے اٹھارہ راتیں مکہ میں قیام فرمایا اس دوران صرف دو دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور فرماتے تھے مکہ والو! تم اپنی نماز پوری (چار رکعت) پڑھو ہم تو مسافر لوگ ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے اور یہ روایت ضعیف ہے (نصب الرایہ ص ۱۵۸ ج ۲)

(۱۰۰۰) اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتبوك عشرين ليلة يقصر الصلوة (انس رضی اللہ عنہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں بیس راتیں قیام کیا اور نماز قصر کرتے رہے۔☆

ضعیف ہے راوی عمرو بن عثمان کلابی متروک ہے (مجمع ص ۱۵۸ ج ۲)

(۱۰۰۱) اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخیبر اربعین لیلۃ یقصر الصلوۃ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں چالیس راتیں قیام کیا نماز قصر کرتے تھے۔☆

ضعیف ہے راوی حسن بن عمارہ متروک ہے (نصب الرایہ ص ۱۸۶ ج ۲ ☆ دیکھئے نمبر ۵۶۱)

(۱۰۰۲) ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الھجرۃ عد نفسہ بمکۃ من المسافرین۔☆

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مکہ میں خود کو مسافروں میں شمار کیا۔☆

ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

نمازوں کا جمع کرنا

(۱۰۰۳) من جمع بین صلوتین من غیر عذر فقد آتی بابا من ابواب

۱۰۰۰۔ طبرانی أوسط ص۵۵۲ ج۴ ح۳۹۳۹۔

۱۰۰۱۔ بیهقی ص۱۵۲ ج۳۔

۱۰۰۲۔ هدایة ص۱۶۷ ج۱، نصب الرایة ص۱۸۸ ج۲، درایة ص۲۱۳ ج۱۔

۱۰۰۳۔ ترمذی ح۱۸۸ باب ما جاء فیمن أدرك ركعة من العصر قبل أن تغرب الشمس، مستدرك حاكم ص۲۷۵ ج۱، بیهقی ۱۶۹ ج۳، در المنثور ۱٤۷ ج۲، ابن كثیر ص۲٤۲ ج۲، ترغیب الترهیب ص۲۸۷ ج۱، نصب الرایة ص۱۹۳ ج۲۔

الکبائر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے نماز بغیر عذر کے جمع کی وہ کبیرہ گناہوں کے ایک دروازہ پر آیا۔☆

ضعیف ہے راوی حنش بن قیس ضعیف ہے نا قابل حجت متروک ہے امام احمد نے اس کی تکذیب کی ہے (نصب الرایہ ص ۱۹۳ ج ۲) سخت ضعیف ہے (درایہ ص ۲۱۴ ج ۱)

(١٠٠٤) اقام بخيبر ستة اشهر يصلي الظهر والعصر جمعا و المغرب والعشاء جمعا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے خیبر میں چھ ماہ قیام فرمایا ظہر اور عصر جمع کرتے اسی طرح مغرب اور عشاء جمع کرتے۔☆

منکر ہے راوی حفص بن عمر الجدی منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۱۶۱ ج ۲)

(١٠٠٥) جمع رسول الله ﷺ بين الاولى والعصر و بين المغرب والعشاء فقيل له في ذلك فقال صنعت هذا لكي لا تحرج امتي (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو جمع کیا مغرب اور عشاء کو جمع کیا اس کے بارہ میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا میں نے اس لئے جمع کی ہیں تاکہ میری امت حرج میں مبتلا نہ ہو۔☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عبداللہ بن عبدالقدوس کو ابن معین اور نسائی نے ضعیف کہا ہے اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے (مجمع ص ۱۶۱ ج ۲) اصل حدیث ابن عباس سے اس سے قدرے مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

(١٠٠٦) جمع بين الصلوتين بالمدينة من غير خوف (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)

آپ نے مدینہ میں دو نمازیں بغیر کسی خوف کے جمع کیں۔☆ اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عثمان بن خالد اموی ضعیف ہے (مجمع ص ۱۶۱ ج ۲)

(١٠٠٧) جمع بين الظهر والعصر للمطر (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

آپ نے ظہر اور عصر کو بارش کی وجہ سے جمع کیا۔☆

١٠٠٤۔ طبراني أوسط ص ١٨٠ ج ٧ ح ٦٣٣٣۔

١٠٠٥۔ طبراني أوسط ص ٧٢ ج ٥ ح ٤١٣٠۔

١٠٠٦۔ كشف الأستار ح ٦٨٩، مجمع ص ١٦١ ج ٢۔

١٠٠٧۔ تلخيص ص ٥٠ ج ٢۔

بے اصل ہے ابن حجر فرماتے ہیں اس کا کچھ اصل نہیں بیہقی نے ابن عمر سے موقوف روایت کی ہے بعض فقہاء نے یحیی بن واضح عن موسی بن علقمہ عن نافع عن ابن عمر مرفوع روایت کی ہے (تلخیص ص۵۰ ج۲) بعض فقہاء کا علم نہیں لہذا! ان پر اعتماد نہیں۔

سواری پر نماز و امامت

(۱۰۰۸) رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے کہ بارش ہوئی جس سے زمین میں کیچڑ ہو گیا آپ تنگ جگہ میں تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا آپ نے بلال کو اذان کہنے کا حکم دیا انہوں نے پہلے اذان اور پھر اقامت کہی رسول اللہ ﷺ نے سواری پر امامت کروائی ہم بھی اپنی اپنی سواریوں پر تھے آپ اشارہ سے نماز پڑھتے سجدہ رکوع سے ہلکا کرتے (یعلی رضی اللہ عنہ)

غریب ہے اس میں عمر بن رباح متفرد ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۳۱۷ ج۱) راقم کہتا ہے عمر بن رماح دراصل عمر بن میمون بن بحر بن سعد الرماح بلخی ہے جو ثقہ ہے اس روایت کے ضعف کی علت راوی عثمان بن یعلی ہے جو مجہول ہے (تقریب ص۲۳۶) اس کی سند میں ضعف ہے بعض راویوں کی عدالت ثابت نہیں جو خبر کے قبول کرنے کو واجب کرے (بیہقی ص ۷ ج۲)

(۱۰۰۹) حضرت الصلوۃ المکتوبۃ و نحن مع رسول اللہ ﷺ علی رکابنا فامّنا رسول اللہ ﷺ فتقدمنا ثم امّنا فصلینا علی رکابنا (عمرو بن یعلی)

نماز کا وقت ہو گیا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواریوں پر تھے آپ ہم سے آگے بڑھے اور ہماری امامت کرائی ہم نے نماز اپنی سواریوں پر پڑھی۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبد الاعلی بن عامر ضعیف ہے (مجمع ص۱۶۱ ج۲) قوی نہیں (یحیی) ضعیف ہے (سفیان ثوری۔ احمد و ابو زرعہ ☆ میزان ص۵۳۰ ج۲)

راقم کے خیال میں فرض نماز سواری پر پڑھنے کی کوئی صحیح حدیث نہیں ہاں البتہ نفلی نماز سواری پر پڑھنے کی بہت سے صحیح احادیث ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۰۰۸۔ طبرانی کبیر ص۲۵۶ ج۲۲ ح۶۶۳، بیهقی ص۷ ج۲.

۱۰۰۹۔ کشف الاستار ح۶۸٤، مجمع ص۱٦۱ ج۲.

کشتی میں نماز

(۱۰۱۰) امرہ ان یصلی من السفینة قائماً الا ان یخشی الغرق (جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

آپ نے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے مگر یہ کہ غرق ہونے کا ڈر ہو۔☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی کا نام نا معلوم ہے (مجمع ص ۱۶۳ ج ۲)

قیدی کی نماز

(۱۰۱۱) صلوۃ الاسیر رکعتان حتی یموت او یفك الله اسرہ (عمر رضی اللہ عنہ)

قیدی کی نماز دو رکعت ہے حتی کہ وہ مر جائے یا قید سے آزاد ہو جائے۔ ☆

باطل ہے راوی ابان بن محبر ثقہ راویوں کے نام سے حدیثیں گھڑتا تھا قابل احتجاج نہیں اور یہ روایت باطل ہے (کتاب المجروحین ص ۹۹ ج ۱)

مریض کی نماز

(۱۰۱۲) یصلی المریض قائماً فان نالته مشقة صلی جالسا فان نالته مشقة صلی نائماً یؤمی برأسه فان نالته مشقة یسبح (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھے اگر مشقت ہو تو بیٹھ کر پھر بھی مشقت ہو تو لیٹ کر نماز پڑھے کہ سر کے ساتھ اشارہ کرے اگر پھر بھی مشقت ہے تو سبحان اللہ کا ورد کرے۔ ☆

ضعیف ہے راوی قلس بن محمد ضبعی کا ترجمہ نا معلوم ہے (مجمع ص ۱۴۹ ج ۲)

(۱۰۱۳) یصلی المریض قائماً فان لم یستطع فقاعدا فان لم یستطع فعلی قفاہ

۱۰۱۰۔ کشف الاستار ح ۶۸۲، مجمع ص ۱۶۳ ج ۲۔

۱۰۱۱۔ کتاب المجروحین ص ۹۹ ج ۱۔

۱۰۱۲۔ طبرانی ص ۱۱ ج ۵ ح ۴۰۰۹۔

۱۰۱۳۔ هدایة ص ۱۶۱ ج ۱، نصب الرایة ص ۱۷۶ ج ۲، درایة ص ۲۰۹ ج ۱۔

یؤمی ایماء فان لم یستطع فاللہ احق بقبول العذور۔☆
مریض کھڑے ہوکر نماز پڑھے اگر طاقت نہ رکھے تو بیٹھ کر اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو گدی کے بل اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ لے اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ عذر قبول کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۰۱۴) یصلی المریض قائماً فان لم یستطع صلی قاعداً فان لم یستطع ان سیجد اوما وجعل سجودہ اخفض من رکوعہ فان لم یستطع ان یصلی قاعدا صلی علی جنبہ الایمن مستقبل القبلۃ فان لم یستطع صلی مستلقیا رجلاہ ممایلی القبلۃ (علی رضی اللہ عنہ)

مریض کھڑا ہوکر نماز پڑھے اگر وہ طاقت نہیں رکھتا تو بیٹھ کر، اگر وہ سجدہ کی طاقت نہیں رکھتا تو اشارہ کرے اور سجدہ رکوع سے ہلکا کرے، اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنے داہنے پہلو پر قبلہ کی جانب منہ کرکے نماز پڑھے لے اگر پھر بھی طاقت نہیں تو گدی کے بل لیٹ کر پڑھ لے کہ اس کے پاؤں قبلہ کی جانب ہوں۔ ☆ سخت کمزور ہے (درایہ ص ۲۰۹ ج ۱) حسن عرنی شیعوں کا سرغنہ تھا جو صدوق نہیں ہے۔ دوسرا راوی حسین بن زید کا حال معلوم نہیں ابن عدی کہتے ہیں اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں جو ثقہ راویوں کی حدیث کے مشابہ نہیں ابن حبان فرماتے ہیں مقلوب روایتیں کرتا تھا (نصب الرایہ ص ۱۷۶ ج ۲)

(۱۰۱۵) سالت رسول اللہ ﷺ عن الرجل یغمی علیہ فیترك الصلوۃ فقال لیس لشئی من ذلك قضاء الا ان یغمی علیہ فی وقت صلوۃ فیفیق علیہ فانہ یصلیہ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا جس آدمی پر بیہوشی طاری ہو جائے اور اس حالت میں وہ نماز چھوڑ دیتا ہے فرمایا اس پر قضاء نہیں ہے مگر یہ کہ نماز کے وقت بیہوشی طاری ہوئی ہو اور نماز کے وقت میں ہی

۱۰۱۴۔ دار قطنی ص ۴۲ ج ۲، نصب الرایۃ ص ۱۷۶ ج ۲، درایۃ ص ۲۰۹ ج ۱۔
۱۰۱۵۔ دارقطنی ص ۸۲ ج ۲، بیہقی ص ۳۸۸ ج ۱، نصب الرایۃ ص ۱۷۷ ج ۲، درایۃ ص ۲۰۹ ج ۱۔

افاقہ ہو جائے تو وہ اس نماز کو پڑھے گا۔☆

باطل ہے راوی حکم بن سعید ایلی ثقہ اور مامون نہیں (ابن معین) اس کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ (بخاری) ثقہ راویوں کے نام پر من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن حبان) اس کی حدیثیں من گھڑت ہیں (احمد) حکم تک باقی سند بھی مظلم ہے (نصب الرایہ ص ۱۷۷ ج ۲)

(۱۰۱۶) فی الذی یغمی علیه یوما ولیلة قال یقضی (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

اس آدمی کے بارہ میں جو پورا دن بیہوش رہتا ہے فرمایا وہ نماز کی قضاء دے۔☆

ضعیف ہے ابراہیم نخعی کا ابن عمر سے سماع نہیں نیز سند کے باقی راوی محمد بن حسن ان کے استاذ ابو حنیفہ حدیث میں ضعیف ہیں اور حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے۔ کمامر۔

(۱۰۱۷) اغمی علیه فی الظهر والعصر والمغرب والعشاء و افاق نصف اللیل فقضاهن (عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمار پر نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء میں بے ہوشی طاری ہوئی اور نصف رات کو ہوش میں آئے تو انہوں نے نمازیں ادا کیں۔☆

ضعیف ہے راوی یزید مولی عمار مجہول ہے (نصب الرایہ ص ۱۷۷ ج ۲) اس کی سند میں ضعف ہے (درایہ ص ۲۱۰ ج ۱)

(۱۰۱۸) ان ابن عمر اغمی علیه شهراً فلم یقض ما فاته (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ابن عمر ایک مہینہ بھر بے ہوش رہے آپ نے نمازوں کی قضاء نہ دی۔☆

ضعیف ہے راوی ابن ابی لیلی صدوق تخت سئی الحفظ ہے (تقریب ص ۳۰۸) ردی الحفظ کثیر الوہم اور فحش

۱۰۱۶۔ بیهقی ص۳۸۸ج۱، کتاب الآثار محمد ص۶۶، درایة ص۲۰۹ج۱، عبد الرزاق ص۴۷۹ج۲، ابن أبی شیبة ص۷۲ج۲، دارقطنی ص۸۲ج۲۔

۱۰۱۷۔ مصنف عبد الرزاق ص۴۷۹ج۲، ابن أبی شیبة ص۷۰ج۲ ح ۶۵۸۴، بیهقی ص۳۸۸ج۱، دارقطنی ص۸۱ج۲۔

۱۰۱۸۔ مصنف عبد الرزاق ص۴۷۹ج۲ ح ۴۱۵۳۔

غلطیاں کرتا تھا ترک کا مستحق ہے۔ (کتاب المجروحین ص ۲۴۴ ج ۲) صحیح واقعہ ایک رات اور دن کی بے ہوشی کا ہے مہینہ بھر کی بے ہوشی کا نہیں ہے (نصب الرایہ ص ۱۷۷ ج ۲)۔

سجدہ تلاوت وسجدہ شکر

(۱۰۱۹) اذا رأى الشيطان ابن آدم ساجداً صاح وقال يا ويل الشيطان أمر الله ابن آدم ان يسجد وله الجنة فاطاع و امرني ان اسجد فعصيت فلي النار (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

شیطان جب آدم زادے کو سجدہ کرتے دیکھتا ہے تو چیختا ہے اور کہتا ہے شیطان پر ویل اور ہلاکت، اللہ تعالیٰ نے آدم زادے کو سجدہ کا حکم دیا اور اس کے لئے جنت ہے کیونکہ اس نے اطاعت کی اور مجھے سجدے کا حکم دیا اور میں نے نافرمانی کی میرے لئے آگ ہے۔ ☆

منقطع ہے راوی ابو اسحاق نے ابن مسعود سے نہیں سنا۔ (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲)

(۱۰۲۰) رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ میں اسلام کا اظہار کیا تو تمام مکہ والے مسلمان ہو گئے یہ واقعہ نماز فرض ہونے سے پہلے کا ہے آپ جب سجدہ والی آیت کی تلاوت کرتے تو زیادہ بھیڑ کی وجہ سے کچھ لوگ سجدہ کی طاقت نہ رکھتے اس وقت قریش کے سرغنے ولید بن مغیرہ اور ابوجہل طائف میں اپنی زمینوں پر تھے جب مکہ واپس آئے تو کہنے لگے تم نے اپنے آباء کے دین چھوڑ دیا ہے تو لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا (مخرمہ بن نوفل رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ہے۔ (دیکھئے نمبر ۴۳)

(۱۰۲۱) ان لم يسجد في شئي من المفصل منذ تحول الى المدينة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں کیا جب سے مدینہ تشریف لے آئے تھے۔ ☆

۱۰۱۹۔ طبراني كبير ص ۲۹۰ ج ۹ ح ۹۴۶۳۔

۱۰۲۰۔ طبراني كبير ص ۵ ج ۲۰ ح ۲۔

۱۰۲۱۔ أبوداود ح ۱۴۰۳، بيهقي ص ۲۲۴ ج ۲۔

منکر ہے ایک راوی ابوقدامہ حارث بن عبید ضعیف (ابن معین) مضطرب الحدیث ہے (احمد) صدوق ہے اس کے پاس منکر روایات ہیں (نسائی) شیخ صالح تھا مگر اس کے وہم بہت زیادہ ہیں (ابن حبان) دوسرا راوی مطر الوراق سئی الحفظ ہے اور حافظ میں ابن ابی لیلی کے مشابہ ہے (نصب الرایہ ص ۱۸۲ ج ۲) یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔ (تلخیص ص ۸ ج ۲) اس کی سند قوی نہیں (عبدالحق) یہ حدیث منکر ہے (ابن عبداللہ ہٰذا نصب الرایہ ص ۱۸۲ ج ۲)

(۱۰۲۲) ایک آدمی نے آیت سجدہ تلاوت کی اور سجدہ کیا رسول اللہ نے بھی سجدہ کیا پھر کسی دوسرے آدمی نے تلاوت کی تو اس نے سجدہ نہ کیا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا وہ کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے فلاں کی قرأت پر سجدہ کیا ہے اور میری قرأت پر سجدہ نہیں کیا آپ نے فرمایا تو امام تھا اگر تو سجدہ کرتا تو ہم بھی سجدہ کرتے (زید بن اسلم رضی اللہ عنہ)

مرسل ہے۔ اس روایت کو قرہ بن معاویہ نے ابو ہریرہ سے متصل روایت کیا ہے مگر قرہ ضعیف ہے تلخیص ص ۱۰ ج ۲)

(۱۰۲۳) سجد فی الظهر فرای اصحابه انه قرأ أية سجدة فسجدوا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

آپ نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا تو صحابہ نے گمان کیا کہ آپ نے آیت سجدہ تلاوت کی ہے اس لئے صحابہ نے بھی سجدہ کیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابومجلز نامعلوم ہے (تلخیص ص ۱۰ ج ۲)

(۱۰۲٤) انه سجد مع رسول الله ﷺ احدى عشره سجدة ليس فيها شئى من المفصل (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیئے ان میں مفصل (اعراف، الرعد، نحل، بنی اسرائیل، مریم، حج، فرقان، نمل، السجدہ، ص، حم، السجدہ) میں سے کوئی نہیں تھا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عثمان بن فاید قابل حجت نہیں (ابن حبان) سخت کمزور ہے (ابن عدی) اس کی سند

۱۰۲۲۔ أبوداود کتاب المراسیل فی السجود ص۸، بیهقی ص ۳۲٤ ج ۲ متصلاً۔

۱۰۲۳۔ تلخیص ص ۱۰ ج ۲۔

۱۰۲٤۔ ابن ماجة ح ۱۰۵۵، أبو داود ح ۱۴۰۱ ضمناً۔

سخت کمزور ہے (ابو داود☆نصب الرایہ ص۱۸۲ ج ۲☆درایہ ص۲۱۱ ج۱)

(۱۰۲۴ب) پختہ سجدے چار ہیں سورۃ سجدہ کا، سورۃ حم کا، نجم کا اور اقراء کا (علی رضی اللہ عنہ)

، ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۱۰۲۵) انه كان اذا اقرء والنجم على الناس سجدها واذا قرأها في الصلوة ركع بها و سجد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفا)

ابن مسعود نے سورت والنجم لوگوں پر پڑھی اور سجدہ کیا اور جب نماز میں پڑھتے تو رکوع کرتے اور سجدہ کرتے۔☆

منقطع ہے راوی ابن سیرین نے ابن مسعود سے نہیں سنا (مجمع ص۲۸۶ ج۲)

(۱۰۲٦) انما السجدة على من سمعها و على من تلاها (ابن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعا)

سجدہ اس پر ہے جو آیت تلاوت کو سنے یا پڑھے۔☆مرفوعا ثابت نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۰۲۷) من اراد السجود كبر ولم يرفع يديه و سجد ثم كبر و رفع رأسه ولا تشهد عليه ولا سلام (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جو سجدہ کا ارادہ کرے اللہ اکبر کہے اور رفع یدین نہ کرے اور سجدہ کرے پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے اس پر تشہد اور سلام نہیں۔ ابن مسعود سے معلوم نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۲۸) ہم ابو عبد الرحمٰن سلمی پر قرآن پڑھ رہے تھے اور وہ چلتے جا رہے تھے تو سجدہ کی آیت آئی انہوں نے اللہ اکبر کہا اور ہم نے بھی اللہ اکبر کہا انہوں نے بھی سجدہ کیا اور ہم نے بھی پھر سر اٹھایا اور اللہ اکبر کہا اور کہا السلام وعلیکم تو ہم نے بھی کہا السلام علیکم ابو عبد الرحمٰن کا خیال ہے کہ حضرت عبد اللہ

۱۰۲۴ب۔ طبرانی اوسط ص۲۸۸ ج۸ ح ۷۵۸٤، مجمع ص۲۸۵ ج۲۔

۱۰۲۵۔ مجمع ص۲۸٦ ج۲ بحوالة طبراني كبير۔

۱۰۲٦۔ هداية ص۱٦۳ ج۱، نصب الراية ص۱۷۸ ج۲، دراية ص۲۱۰ ج۱۔

۱۰۲۷۔ هداية ص۱٦۵ ج۱، نصب الراية ص۱۷۹ ج۲، دراية ص۲۱۰ ج۱۔

۱۰۲۸۔ طبراني كبير ص۱٤۸ ج۹ ح۸۷٤۲۔

بھی اسی طرح کرتے تھے۔ (عطاء بن سائب رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے عطاء بن سائب مختلط ہو گئے تھے۔ (تقریب ص۲۳۹)

(۱۰۲۹) ان النبی مربہ رجلٍ بہ زمانۃ فنزل و سجد و مربہ ابو بکر فنزل و سجد و مربہ عمر فنزل و سجد (ابن عمر)

نبی اکرم ﷺ ایک اپاہج شخص کے پاس سے گزرے تو آپ نے سواری سے اتر کر سجدہ کیا اسی طرح ابو بکر رضی اللہ عنہ گزرے تو انہوں نے بھی سواری سے اتر کر سجدہ کیا اور عمر رضی اللہ عنہ گزرے تو وہ بھی سواری سے اترے تو سجدہ کیا۔☆

ضعیف ہے راوی عبدالعزیز بن عبیداللہ سخت ضعیف ہے (الکاشف ص ۱۷۷ ج ۲)

☆☆☆☆☆☆

۱۰۲۹۔ مجمع الزوائد ج ۲
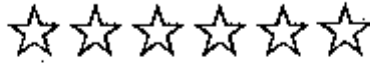
۱۳- کتاب قیام اللیل

(۱۰۳۰) علیکم بقیام اللیل ولو رکعة واحدة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تم پر رات کا قیام لازم ہے خواہ ایک رکعت ہو۔ ☆

ضعیف ہے راوی حسین بن عبد اللہ ضعیف ہے (مجمع ص ۲۵۲ ج ۲)

(۱۰۳۱) رکعتان فی جوف اللیل یکفران الخطایا (جابر رضی اللہ عنہ)

رات کے درمیان میں دو رکعتیں گناہوں کا کفارہ ہیں۔ ☆

منکر ہے ایک راوی احمد بن محمد الازہری منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی) اس پر جھوٹ کا تجربہ کیا گیا ہے (ابن حبان) دوسرا راوی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن فلیح نیشاپوری کی روایت پر منکر روایات غالب ہیں (حاکم ☆ فیض القدیر ص ۵۷ ج ۴)

(۱۰۳۲) رکعتان یرکعهما ابن آدم فی جوف اللیل الآخر خیر له من الدنیا وما فیها ولو لا ان اشق علی امتی لفرضتهما علیهم (حسان بن عطیه رضی اللہ عنہ)

رات کے درمیان میں ابن آدم جو دو رکعتیں پڑھتا ہے وہ اس کے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس بہتر ہے اگر میں اپنی امت پر گراں اور مشکل نہ سمجھتا تو ان پر یہ نماز فرض کر دیتا۔ ☆

مرسل ہے۔

(۱۰۳۳) حافظ عراقی فرماتے ہیں دیلمی نے اس روایت کو ابن عمر سے موصول روایت کیا ہے مگر وہ صحیح نہیں ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص ۳۲۷ ج ۱ ☆ فیض القدیر ص ۴۷ ج ۴)

(۱۰۳٤) رکعتان بعد العشاء بالاخلاص عشرین مرة۔ ☆

۱۰۳۰۔ طبرانی أوسط ص ٤٢٠ ج ٧، ح ٦٨١٧، قیام اللیل مروزی ص ٣٢۔

۱۰۳۱۔ کنز العمال ص ٧٩٠ ج ٧ ح ٢١٤٢٦، ضعیفة ح ٣٦٤٥۔

۱۰۳۲۔ احیاء العلوم ص ٣٥ ج ٢، قیام اللیل ص ٦٣، کنز العمال ص ٧٨٥ ج ٧۔

۱۰۳۳۔ المغنی عن حمل الاسفار ص ٣٢٧ ج ١ ح ١٢٧٤۔

۱۰۳٤۔ تذکرة الموضوعات ص ٤٧، الفوائد المجموعة ص ٥٨۔

عشاء کے بعد اخلاص کے ساتھ دو رکعتیں۔ ☆

لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو من گھڑت ہے راوی ابوسلیمان جھوٹ بولتا تھا (تذکرۃ الموضوعات ص ۴۷)

(۱۰۳۵) کان یامرنا ان یصلی احدنا کل لیلة بعد الصلوة المکتوبة ما قل او کثر ویجعلها وترا (سمرة رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ ہم کو حکم کرتے کہ ہم ہر رات فرض نماز کے بعد تھوڑی یا بہتی نماز ضرور پڑھیں اور اس کو وتر بنالیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے ایک راوی جعفر بن سعد بن سمرہ قوی نہیں (تقریب ص ۵۵) اور اس کا استاذ خبیب بن سلیمان بن سمرہ مجہول ہے (تقریب ص ۹۲)

(۱۰۳۶) لا تدعن صلوة اللیل ولو حلب شاة (جابر رضی اللہ عنہ)

رات کی نماز ترک نہ کرو خواہ بکری کے دودھ دوہنے کے وقت کے برابر (مختصر پڑھو)۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔ (تقریب ص ۴۶ ج ۱)

(۱۰۳۷) امرنا لصلوة اللیل ورغب فیها حتی قال علیکم بصلوة اللیل ولو رکعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

ہم کو رات کی نماز پڑھنے کا حکم دیا اور اس بارہ میں ترغیب دی اور فرمایا تم پر رات کی نماز لازم ہے خواہ ایک رکعت ہی ہو۔ ☆

ضعیف ہے راوی حسین بن عبداللہ ضعیف ہے (مجمع ص ۲۵۲ و تقریب ص ۷۴)

(۱۰۳۸) یا اهل القرآن لا توسدوا القرآن واتلوه حق تلاوته فی اناء اللیل والنهار (عبیدة الملیکی رضی اللہ عنہ)

اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور اس کی تلاوت کرو جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے رات اور دن

۱۰۳۵۔ طبرانی کبیر ص ۲٤٦ ج ۷ ح ۷۰۰۲۔

۱۰۳۶۔ طبرانی أوسط ص ۷۱ ج ۵ ح ٤۱۳۷، کنز العمال ص ۷۸٤ ج ۷۔

۱۰۳۷۔ قیام اللیل ص ۳۲، مجمع ص ۲۵۲ ج ۲۔

۱۰۳۸۔ شعب الایمان ص ۳۵۰ ج ۲، مجمع ص ۲۵۲ ج ۲، کنز العمال ص ٦۱۱ ج ۱، تاریخ اصفهان ص ۲٦۰ ج ۱، تهذیب تاریخ دمشق ص ۲۵۱ ج ٤۔

کی گھڑیوں میں۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی مریم ضعیف مختلط ہے (تقریب ص ۳۹۶) ردی الحفظ ہے جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۴۶ ج ۳)

(۱۰۳۹) من صلی منکم باللیل فیجہر لقرأته فان الملائکة تصلی لصلوته و تسمع لقرأته الحدیث (معاذ رضی اللہ عنہ)

تم میں سے جو رات کو نماز پڑھے وہ قرات کو جہر کرے کیونکہ فرشتے اس کی نماز پر نماز پڑھتے ہیں اور اس کی قرأت کو سنتے ہیں۔ ☆

منقطع ہے راوی ابن معدان کا حضرت معاذ سے سماع نہیں ہے (مجمع ص ۲۵۶ ج ۲)

(۱۰۴۰) ما خیب اللہ لمرأقام فی جوف اللیل فیستفتح سورة البقرة و آل عمران (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالی اس بندے کو ناکام نہیں لوٹاتا جو رات کے قیام میں سورۃ البقرہ اور آل عمران کی قرات سے نماز شروع کرتا ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی لیث بن ابی سلیم مختلط ہے اس کی روایت میں تمیز نہیں ہو سکی کہ وہ اختلاط سے پہلے کی ہیں یا بعد کی جس کی وجہ سے ترک کر دی گئی ہیں۔ (تقریب ص ۴۸۷)

(۱۰۴۱) من بات لیلة فی خفة من الطعام والشراب یصلی حوله الحور العین حتی یصبح (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس شخص نے ہلکے پھلکے کھانے اور پینے کے ساتھ رات گذاری حوریں اس کے گرد دعا کرتی رہتی ہیں حتی کہ صبح ہو جاتی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی اصرم بن حوشب کذاب تھا جو حدیثیں وضع کرتا تھا (لسان ص ۴۶۲ ج ۱)

(۱۰۴۲) اللہ تعالی تین آدمیوں سے ہنستا ہے ایک آدمی سے جو رات کو اچھے وضوء کے ساتھ نماز پڑھتا ہے دوسرے

۱۰۳۹۔ کشف الأستار ج ۱ ۷۱۲، مجمع ص ۲۵۲ ج ۲، الترغیب والترهیب ص ۴۳۱ ج ۱۔

۱۰۴۰۔ حلیة الأولیاء ص ۱۲۹ ج ۸، طبرانی أوسط ص ۴۵۹ ج ۲ ح ۱۷۹۳۔

۱۰۴۱۔ طبرانی کبیر ص ۲۵۸ ج ۱۱ ح ۱۱۸۹۱۔

۱۰۴۲۔ کشف الاستار ج ۷۱۵، مجمع ص ۲۵۶ ج ۲۔

اس آدمی سے جو سجدہ میں سو جاتا ہے تیسرے اس سے جو شکست کھا جاتا ہے حالانکہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے اگر وہ چاہے تو میدان سے بھاگ جائے (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک سند میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی صدوق سیئی الحفظ ہے (تقریب ص ۳۰۸) دوسری سند میں مجالد بن سعید غیر قوی مختلط ہے (تقریب ص ۳۲۸)

(۱۰۴۳) من كثرت صلوته بالليل حسن و جهه بالنهار (جابر رضی اللہ عنہ)

جس کی رات کی نماز کثرت سے ہو دن کے وقت اس کا چہرہ خوبصورت ہوگا۔

بے اصل ہے ابن جوزی فرماتے ہیں حضرت جابر سے اس کے مختلف طرق ہیں راوی عبد الحمید بن بحر کوفی ہے جو حدیث چور اور ثقہ راویوں سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی روایات میں سے نہیں ہوتی تھیں کسی بھی صورت میں قابل حجت نہیں ہے (ابن حبان رحمہ اللہ)

باقی طرق میں ضعیف مجہول اور کذاب راوی ہیں ضعیف راویوں میں سے محمد بن ایوب ہے اور مجہول راویوں میں سے محمد اور اس کا باپ ضرار ہے اور کذاب راویوں میں سے ابو سعید عدوی ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۶ ج ۲)

ائمہ جرح و تعدیل ابن عدی، دارقطنی، عقیلی، ابن حبان، اور حاکم کا اتفاق ہے کہ یہ قاضی شریک کا قول ہے ابن حجر مکی فرماتے ہیں تمام کا اتفاق ہے کہ یہ روایت ابن ماجہ میں ہونے کے باوجود من گھڑت ہے (کشف الخفاء ص ۲۷۴ ج ۲)

(۱۰۴۴) حضرت انس سے بھی یہ روایت کی جاتی ہے جو باطل اور بے اصل ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۶ ج ۲)

اسے حکامہ راوی نے اپنے باپ عثمان بن دینار سے روایت کیا ہے یہ اپنے باپ سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جن کا کوئی اصل نہیں ہوتا تھا اس کی روایت قصہ گو حضرات کی روایات کے مشابہ ہے جس کا کوئی اصل نہیں (عقیلی ص ۴۰۰ ج ۳)

۱۰۴۳۔ تاریخ اصفهان ص۲۵۸ ج۱، ابن ماجة ح۱۳۳۳ باب ما جاء في قيام الليل، ابن كثير ۲۴۲ ج۷، قرطبي ص۲۹۳ ج۱۶، ص۲۲۶ ج۱۹، تاریخ بغداد ص۳۴۱ ج۱، ص۳۸ ج۱۳، عقيلي ص۱۷۶ ج۱، تذكرة الموضوعات ص۴۸، فوائد المجموعة ص۳۵، موضوعات كبير ص۱۲۷، تنزيه الشريعة ص۱۰۶ ج۲، كشف الخفاء ص۲۷۴ ج۲۔

۱۰۴۴۔ كتاب الموضوعات ص۳۶ ج۲، اللآلي ص۳۲ ج۲۔

حکامہ کا والد عثمان کوئی شئی نہیں اور حدیث واضح جھوٹ ہے (میزان ص ۳۳ ج ۳)

(۱۰۴۵) شرف المومن صلوته باللیل (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

مومن کا شرف رات کی نماز میں ہے۔☆

باطل ہے راوی داؤد بن عثمان ثغری اس روایت میں متہم ہے عقیلی فرماتے ہیں اس روایت کا سنداً کوئی اصل نہیں داؤد اوزاعی وغیرہ سے باطل روایتیں روایت کرتا تھا۔ (کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۹۲)

مذکورہ روایت بھی داؤد نے اوزاعی سے روایت کی ہے۔

(۱۰۴۶) یہی روایت قدرے طوالت سے حضرت سہل بن سعد سے بھی مروی ہے جو باطل ہے اس کا ایک راوی محمد بن حمید متہم بالکذب ہے (میزان ص ۵۳۹ ج ۳) اور اس کے استاذ زافر بن سلیمان کی عام روایات پر متابعت نہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۲)

(۱۰۴۷) اذا نام احدکم وفی نفسه ان یصلی من اللیل فلیضع قبضة من تراب الحدیث (نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

جب کوئی رات کو سوئے اور اس کے دل میں رات کو نماز پڑھنے کا ارادہ ہو تو وہ ایک مٹھی مٹی کو اپنے پاس رکھ لے۔☆

باطل ہے راوی ایوب بن عتبہ کوئی شئی نہیں نسائی فرماتے ہیں مضطرب الحدیث ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۴ ج ۲)

باب الوتر

(۱۰۴۸) الوتر واجب علیٰ کل مسلم۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۰۴۵۔ عقیلی ص ۳۸ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۳۲ ج ۲، اللالی ص ۲۷ ج ۲، تذکرة الموضوعات ص ۴۹۔

۱۰۴۶۔ کتاب الموضوعات ص ۳۳ ج ۲، المستدرک ص ۳۲۵ ج ۴، وقال صحیح الاسناد، اللالی ص ۲۸ ج ۲۔

۱۰۴۷۔ کتاب المجروحین ص ۱۷۰ ج ۱، تاریخ بغداد ص ۳۷۸ ج ۲، کتاب الموضعات ص ۳۴ ج ۲، اللالی ص ۲۹ ج ۲، تنزیه ص ۸۲ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۳۵۔

۱۰۴۸۔ کشف الاستار ج ۳۲ ۷۳۲، مجمع ص ۲۴۰ ج ۲، درایة ص ۱۸۹ ج ۱۔

وتر ہر مسلمان پر واجب ہے ☆ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم بالکذاب ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

(۱۰۴۹) الوتر واجب فمن لم یوتر فلیس منا (بریدہ رضی اللہ عنہ)

وتر واجب ہے جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے ☆

ضعیف ہے راوی عبید اللہ عتکی امام ابن معین ابو حاتم اور ابن عدی کے نزدیک ضعیف ہے بخاری فرماتے ہیں اس کے پاس منکر روایات ہیں۔ نسائی کہتے ہیں ضعیف ہے ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں سے مقلوب حدیثیں روایت کرتا تھا (میزان ص ۱۱ ج ۳) ابن جوزی فرماتے ہیں یہ روایت صحیح نہیں (العلل المتناہیہ ص ۴۵۱ ج ۱)۔

(۱۰۵۰) ان اللہ زادکم صلوۃ الی صلوتکم وھی الوتر۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری نمازوں کے ساتھ نماز وتر کو زائد کیا ہے۔☆

ان الفاظ سے من گھڑت ہے راوی احمد بن عبد الرحمٰن اپنے چچا سے ایسی روایات لاتا تھا جس کا کوئی اصل نہیں ہوتا (کتاب المجروحین ص ۱۴۹ ج ۱) مذکورہ حدیث بھی اس نے اپنے چچا ابن وہب سے روایت کی ہے۔ امام دارقطنی نے اس حدیث کو حمید بن ابی الجون اسکندرانی کے طریق سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے ضعیف ہے (نصب الرایہ ص ۱۱۰ ج ۲) ابن حجر فرماتے ہیں اس سے علی بن سعید رازی نے روایت کی ہے اور یہ اس سند کے ساتھ من گھڑت ہے ابن یونس کہتے ہیں اس نے ابن وہب سے منکر حدیث روایت کی ہے جس کی کسی ایک نے متابعت نہیں کی (لسان ص ۲۶۴ ج ۲ و تعلیق بر نصب الرایہ ص ۱۱۰ ج ۲)۔

(۱۰۵۱) ان اللہ حرم علی امتی الخمرو المیسروز ادنی صلوۃ الوتر (عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر شراب اور جوا حرام کیا ہے اور مجھ پر نماز وتر زیادہ کی ہے ☆

۱۰۴۹۔ أبو داود ص۱٤۱۹، باب فیمن لم یوتر بلفظ الوتر حق، تاریخ بغداد ص۱۷٥ج٥، المستدرك ص۳۰٥ج۱، بیهقی ص۲۷۰ج۲، درایة ص۱۸۹ج۱، نصب الرایة ص۱۱۲ج۲۔

۱۰۵۰۔ کتاب المجروحین ص۱٤۹ج۱، العلل المتناهیة ص٤٥۱ج۱، میزان ص۱۱٤ج۱، لسان ص۲٦۲ج۲، نصب الرایة ص۱۱۰ج۲۔

۱۰۵۱۔ ترمذی ح٤٥۲ باب ما جاء فی فضل الوتر، ترغیب الترهیب ص٤۰۷ج۱، علل المتناهیة ص٤٥۲ج۱، أبوداود ح۱٤۱۸ باب استحباب الوتر، أرواء الغلیل ص۱٥٦ج۲۔

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے فرج بن فضالہ ضعیف ہے ابراہیم بن عبدالرحمان بن رافع مجہول ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۲۴۰ ج ۲)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری نماز کے ساتھ مدد کی ہے جو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اور وہ وتر ہے۔☆ غریب ہے (ترمذی) بعض راویوں کا سماع بعض سے معلوم نہیں (بخاری) اس کی سند منقطع ہے (ابن حبان ☆التعلیق المغنی ص ۳۰ ج ۲) ایک راوی عبد اللہ بن زحرفی مجہول ہے (میزان ص ۴۲۰ ج ۳) مستور ہے (تقریب ص) اس کا اپنے استاذ عبد اللہ بن مرہ سے سماع نہیں (بخاری ☆العلل المتناہیہ ص ۴۵۳ ج ۱)۔

(۱۰۵۲) مکثنا زمانا لا نزید علی الصلوۃ الخمس فامرنا بالوتر۔ (عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

ہم ایک مدت تک پانچ نمازوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے پھر ہم کو وتر کا حکم ہوا۔☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبد اللہ عرزمی ضعیف ہے متروک الحدیث ہے اس کی متابعت حجاج بن ارطاۃ نے کی ہے جو ضعیف ہے (التعلیق المغنی ص ۳۱ ج ۲)، عرزمی متروک الحدیث ہے (نسائی و فلاس)، لوگوں نے اس کی حدیث چھوڑ دی تھی۔ (احمد ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۵۲ ج ۱)۔

(۱۰۵۳) ان اللہ زادکم صلوۃ فحافظوا علیھا وھی الوتر (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے تم کو نماز کے لحاظ سے زیادہ کیا ہے تم اس کی حفاظت کرو وہ وتر ہے☆

ضعیف ہے راوی مثنی بن صباح ضعیف اور مختلط ہے احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث کسی چیز کے برابر نہیں (کوئی وزن نہیں) نسائی فرماتے ہیں متروک ہے ابن عدی کہتے ہیں اس کی حدیث میں ضعیف واضح ہے یحیٰ قطان فرماتے ہیں اختلاط کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہے (میزان ص ۴۳۵ ج ۳)۔

(۱۰۵۴) الوتر علی اھل القرآن (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

وتر اہل قرآن (حفاظ حضرات) پر ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عمران خیاط غیر معروف ہے ذہبی فرماتے ہیں قریب نہیں کہ پہچانا جاتے (مجمع الزوائد ص ۲۴۰ ج ۲)

(۱۰۵۴ ب) اور یہ روایت مختصراً ابن عباس سے بھی مروی ہے جس میں راوی ابو عمر نضر الخزاز ضعیف ہے (دارقطنی

۱۰۵۲۔ مسند أحمد ص۲۰۸ ج۲، دارقطنی ص۳۱ ج۲، العلل المتناھیة ص۴۵۲ ج۱۔

۱۰۵۳۔ مجمع ص۲۴۱ ج۲ بحوالة مسند أحمد.

۱۰۵٤۔

۱۰۵٤ب دارقطنی ص۳۰ ج۲.

ص۳۰ ج۲)۔ متروک الحدیث ہے (ابن نمیر) ثقہ راویوں سے یہ ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو ان کی روایات کے مشابہ نہیں ہوتیں جب ایسی صورت اس کی روایات میں زیادہ ہوگئی تو اس سے دلیل پکڑنا باطل ہوگیا (کتاب المجروحین ص۴۹ ج۳) ضعیف ہے (احمد) ذاہب الحدیث ہے (بخاری) اس کی حدیث باطل ہے (ابوداؤد ☆ میزان ص ۲۶۰ ج۴) اس نے عکرمہ سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جن کی متابعت نہیں اہل علم احکام میں اس کی روایت سے احتجاج پکڑنے سے رک گئے ہیں (بزار ☆ نصب الرایہ ج۲ یہ روایت بھی عکرمہ کے طریق سے ہے۔

(۱۰۵۵) زادنی ربی عزوجل صلوۃ وھی الوتر۔ (معاذ رضی اللہ عنہ)

میرے رب نے نماز زائد کی ہے اور وہ وتر ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی عبید اللہ بن زحر ضعیف ہے اس کی روایات منکر ہیں (نصب الرایہ ص۱۱۳ ج۲) اور اس کے استاذ عبد الرحمٰن بن رافع تنوخی نے حضرت معاذ کو نہیں پایا (نصب الرایہ ص۱۱۳ ج۲) درایہ ص۱۸۹ ج۱)

(۱۰۵۶) من لم یوتر فلیس منا۔ (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

جو وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔ ☆

منقطع ضعیف ہے راوی معاویہ بن قرہ کی ابو ہریرہ سے نہ ملاقات ہے اور نہ سماع اور معاویہ کا شاگرد خلیل بن مرہ کو یحییٰ اور نسائی نے ضعیف کہا ہے بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (نصب الرایہ ص۱۱۳ ج۲) اس حدیث کی سند ضعیف ہے (درایہ ص۱۸۹ ج۱)۔

(۱۰۵۷) من لم یوتر فلا صلوۃ لہ۔ (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

جو وتر نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔ ☆☆

من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص۸۴۳) راوی علی بن سعید علیک ضعیف ہے (سیر اعلام النبلاء ص۱۴۲

۱۰۵۵۔ مسند أحمد ص۲۴۲ ج۵، کنز العمال ص۴۰۵ ج۷، فتح الباری ص۴۸۷ ج۲.

۱۰۵۶۔ ابن أبی شیبة ص۹۲ ج۲ ح۶۸۶۱، مسند أحمد ص۴۴۳ ج۲، حلیة الأولیاء ص۲۶ ج۱۰، کنز العمال ص۴۰۹ ج۷.

۱۰۵۷۔ طبرانی أوسط ص۱۹ ج۵ ح۴۰۲۴، کنز العمال ص۴۰۶ ج۷.

ج ۱۴) دوسرے راوی عبد اللہ بن ابی رومان کو بہت سے ائمہ نے ضعیف کہا ہے جس نے جھوٹی حدیث روایت کی ہے دارقطنی نے کمزور کہا ہے اور یہ ضعیف الحدیث ہے جس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں (لسان ص ۲۸۶ ج ۳) تیسرے راوی عیسیٰ بن واقد کا ترجمہ نہیں ملا۔

(۱۰۵۸) الوتر فی اول اللیل مسخط للشیطان واکل السحور مرضاۃ للرحمن۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

رات کے پہلے حصے میں وتر شیطان کے لئے ناراضگی ہے اور سحری کھانا رحمٰن کے لئے رضا مندی ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی آباء بن جعفر کذاب ہے ابن حبان فرماتے ہیں اس نے ابوحنیفہ پر تین سو سے زائد حدیثیں گھڑی ہیں حسن القطان کہتے ہیں رسول اللہ پر جھوٹ بولتا تھا (میزان ص ۱۷ ج ۱)۔

(۱۰۵۹) الوتر ثلاث رکعات کصلوۃ المغرب۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

وتر مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم مکی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵ و میزان ص ۲۵ ج ۱)۔

(۱۰۶۰) وتر اللیل ثلاث کوتر النھار صلوۃ المغرب۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

رات کے وتر تین ہیں جیسا کہ دن کے وتر مغرب کی نماز ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی یحییٰ بن زکریا بن الحاجب ضعیف ہے (دارقطنی ص ۲۸ ج ۲)۔

(۱۰۶۱) ثلاث ھن علی فرائض وھن لکم تطوع۔ النحر والوتر و رکعتا الفجر۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

تین چیزیں قربانی، وتر اور فجر کی دو رکعتیں مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لئے نفل ہیں۔ ☆

۱۰۵۸۔ تذکرۃ الموضوعات ص ۴۸، میزان ص ۱۷ ج ۱، لسان ص ۲۷ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۱۸۵ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۲۶ ج ۲، اللآلی ص ۲۶ ج ۲، تنزیہ ص ۸۰ ج ۲، الفوائد ص ۵۸۔

۱۰۵۹۔ علل المتناھیۃ ص ۴۴۵ ج ۱، کتاب المجروحین ص ۱۰۸ ج ۲، میزان ص ۲۵۰ ج ۲، نصب الرایۃ ص ۱۲۰ ج ۲، درایۃ ص ۱۹۰ ج ۱۔

۱۰۶۰۔ دارقطنی ص ۲۸ ج ۲، نصب الرایۃ ص ۱۱۹ ج ۲۔

۱۰۶۱۔ مسند أحمد ص ۲۳۱ ج ۱، بیھقی ص ۴۶۸ ج ۲، ص ۲۶۴ ج ۹، نصب الرایۃ ص ۲۰۶ ج ۴، تلخیص ص ۱۸ ج ۲ ص ۱۱۸ ج ۳، کنز العمال ص ۴۰۷ ج ۷، دارقطنی ص ۲۱ ج ۲، المستدرک ص ۳۰۰ ج ۱۔

غریب منکر ہے ☆ راوی ابو جناب یحیٰ بن ابی حیہ کلبی ضعیف ہے (نسائی و دارقطنی) صدوق مدلس ہے (ابو زرعہ) متروک ہے (فلاس) میں اس سے روایت لینی حلال نہیں جانتا (یحیٰ قطان ☆ میزان ص ۳۷۱ ج ۴) اس روایت کا دارو مدار یحیٰ پر ہے جو جوزی اور نووی ☆ تلخیص ص ۱۸ ج ۲) منکر غریب ہے (ذہبی ☆ تلخیص مستدرک ص ۳۰۰ ج ۱) اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی وضاح بن یحیٰ منکر الحدیث ہے جو ثقہ راویوں سے مقلوب حدیثیں روایت کرتا تھا جب منفرد ہو تو سوء حفظ کی وجہ سے قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص ۸۵ ج ۳) اور دوسرا راوی مندل بن علی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۴۷)

(۱۰۶۲) امرت بالوتر و الاضحی ولم یعزم علی۔ (انس رضی اللہ عنہ)

مجھے وتر اور چاشت کی نماز کا حکم دیا گیا ہے لیکن مجھ پر فرض نہیں کی گئیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبد اللہ بن محرر متروک ہے دارقطنی لوگوں نے اس کی حدیث چھوڑ دی تھی (احمد) ہالک ہے (جوزجانی ☆ التعلیق المغنی ص ۲۱ ج ۲) جھوٹ بولتا تھا مگر جانتا نہیں تھا خبروں کو الٹ پلٹ کر دیتا اور سمجھتا نہیں تھا۔ (کتاب المجروحین ص ۲۲ ج ۲)۔

(۱۰۶۳) آپ وتر کی پہلی رکعت میں سورت اعلیٰ دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون پڑھتے اور پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جاتے اور سلام پھیرنے سے فصل نہ کرتے (سلام نہ پھیرتے) تیسری رکعت میں ﴿قل ھو اللہ احد﴾ پڑھتے اور پھر تکبیر کہہ کر قنوت کرتے پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کو جاتے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے راوی ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث ہے (احمد) ضعیف متروک ہے (ابن معین) ساقط ہے (جوزجانی) اس سے روایت لینے سے تو زنا کر لینا بہتر ہے نیز میرا گھر اور گدھا مسکینوں میں صدقہ ہے اگر ابان حدیث میں جھوٹ نہ بولتا ہو (شعبہ ☆ میزان ص ۱۱ ج ۱) علامہ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں مجھے ملا علی قاری پر تعجب آتا ہے کہ انہوں نے اس من گھڑت روایت کو اپنے مذہب کی حمایت میں خاموشی سے درج کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ روایت بلاشبہ من گھڑت ہے کیا انہیں معلوم نہیں تھا کہ ابان متروک اور کذاب ہے (التعلیق المغنی ص ۲۹ ج ۲)۔

۱۰۶۲۔ مصنف عبد الرزاق ص ۵ ج ۳، دارقطنی ص ۲۱ ج ۲، کنز العمال ص ۴۰۶ ج ۷، تلخیص ص ۱۸ ج ۲۔

۱۰۶۳۔ الاصابة ص ۴۷۵ ج ۴، الاستیعاب بر حاشیة الاصابة ص ۴۷۱ ج ۴۔

(۱۰۶۴) اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی اخرھن۔ (حسن بصری)

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں سلام صرف ان کے آخر میں پھیرا جائے۔☆

باطل ہے راوی عمرو بن عبید متروک ہے (درایہ ص ۱۹۳)۔

(۱۰۶۵) نھی عن البتیرأ ان یصلی الرجل واحدۃ یوتربھا۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

بتیراء سے منع کیا کہ آدمی صرف ایک رکعت پڑھے اور اسے وتر بنا لے۔☆

سخت کمزور ہے راوی عثمان بن محمد بن ربیعہ پر وہم غالب ہے (عبدالحق اور یہ روایت شاذ ہے (ابن القطان ☆میزان ص ۵۳ ج ۳)۔

(۱۰۶۶) یوتر بثلاث لا یفصل فیھن۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

تین وتر پڑھتے اور سلام کے ساتھ فصل نہ کرتے۔☆

ضعیف ہے راوی یزید بن خطر قابل حجت نہیں ہے (ارواء الغلیل ص ۱۵۰ ج ۲)۔

(۱۰۶۷) القنوت واجب فی الوتر۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

وتر میں قنوت واجب ہے۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۰۶۸) کان یوتر بثلاث رکعات ویجعل القنوت قبل الرکوع۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

تین وتر پڑھتے اور قنوت رکوع سے پہلے کرتے۔☆

ضعیف ہے راوی سعید بن سالم صدوق وہم زدہ ہے (تقریب ص ۱۲۲) ضعیف ہے۔

۱۰۶۴۔ درایۃ ص ۱۹۳، نصب الرایۃ ص ۱۲۲ ج ۲، ابن أبی شیبۃ ص ۹۰ ج ۲ ح ۶۸۳٤۔

۱۰۶۵۔ میزان الاعتدال ص ۵۳ ج ۳ قابل غور ھے۔

۱۰۶۶۔ ارواء الغلیل ص ۱۵۰ ج ۲، بیہقی ص ۳۱ ج ۳، مسند أحمد ص ۱۵۵ ج ٦۔

۱۰۶۷۔ دیلمی ص ۲۸۷ ج ۳ ح ٤۷۳۱۔

۱۰۶۸۔ درایۃ ص ۱۹٤ ج ۱، طبرانی أوسط ص ٤۳۰ ج ۸ ح ۷۸۸۱، مجمع الزوائد ص ۱۳۸ ج ۲۔

(۱۰۶۹) أوتر بثلاث رکعات فقنت فیها قبل الرکوع۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)
تین وتر پڑھتے اور قنوت رکوع سے پہلے کرتے۔ ☆
غریب ہے راوی عطاء بن مسلم کی کتب دفن ہو گئیں تھیں اس کی حدیث ثابت نہیں (ابو حاتم) کمزور ہے (ابو زرعہ) ضعیف ہے (ابو داؤد میزان ص ۷۶ ج ۳)۔

(۱۰۷۰) ان النبی ﷺ قنت قبل الرکوع۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)
نبی ﷺ نے رکوع سے پہلے قنوت کی۔ ☆
ضعیف ہے راوی شریک بن عبداللہ ضعیف اور مدلس ہے (طبقات المدلسین)

(۱۰۷۱) قنت قبل الرکوع وقال اخبرتنی امی انه قنت قبل الرکوع۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)
ابن مسعود نے رکوع سے پہلے قنوت کی اور فرمایا میری والدہ نے مجھے خبر دی کہ آپ ﷺ نے بھی رکوع سے پہلے قنوت کی۔ ☆
من گھڑت ہے راوی ابان بن ابی عیاش متہم بالکذب ہے۔ (میزان ص ۱۱ ج ۱ ☆ دیکھئے نمبر ۱۰۶۳)

(۱۰۷۲) قنت رسول اللہ ﷺ فی آخر الوتر و کانو یفعلون ذلك۔ (خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم)
رسول اللہ ﷺ نے وتر کے آخر میں قنوت کی خلفاء راشدین بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ☆
من گھڑت ہے راوی عمرو بن شمر کذاب ہے صحابہ کو گالیاں دیتا تھا۔ (میزان ص ۲۶۸ ج ۳)

(۱۰۷۳) من فاته الوتر من اللیل فلیقضه من الغد۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)
جس سے رات کو وتر فوت ہو جائے وہ صبح کو اس کی قضا دے۔ ☆
من گھڑت ہے راوی رواد حافظہ متغیر ہونے کی وجہ سے مختلط ہو گیا تھا۔ (بخاری ونسائی ☆ الاغتباط تعلیق

۱۰۶۹۔ درایة ص ۱۹٤ ج ۱، نصب الرایة ص ۱۲٤ ج ۲۔
۱۰۷۰۔ دارقطنی ص ۳۲ ج ۲، حلیة الأولیاء ص ۳۰ ج ۱۰، نصب الرایة ص ۱۲٤ ج ۲، درایة ص ۱۹۳ ج ۱، ابن أبی شیبة ص ۹۲ ج ۲ ح ۶۹۱۲۔
۱۰۷۱۔ ابن أبی شیبة ص ۹۷ ج ۲ ح ۶۹۱۲، دارقطنی ص ۳۲ ج ۲۔
۱۰۷۲۔ دارقطنی ص ۳۲ ج ۲۔
۱۰۷۳۔ الکامل ص ۱۰۳۹ ج ۳۔

نہایۃ الاغتباط ص ۱۲۳) دوسرا راوی نہشل کذاب ہے (میزان ص ۲۷۵ ج ۴)۔

(١٠٧٤) الوتر يقضي ولو الى سنة۔ (علی رضی اللہ عنہ)

وتر کی قضاء دی جائے خواہ سال گزرنے کے بعد ہو۔ ☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(١٠٧٥) الوتر في السفر سنة۔ (علی رضی اللہ عنہ)

سفر میں وتر سنت ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

صلوۃ التراویح

(۱۰۷۶) خلفاء نے تراویح پر ہمیشگی کی۔ ☆

حدیث نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(١٠٧٧) كان يصلي في شهر رمضان عشرين ركعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

رمضان میں بیس رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ☆

منکر باطل ہے (راوی ابراہیم بن عثمان ثقہ نہیں (ابن معین) ضعیف ہے (احمد) اس سے سکوت ہے (سخت مجروح ہے (بخاری) متروک الحدیث ہے (نسائی) شعبہ نے اس کی تکذیب کی ہے۔ ذہبی فرماتے ہیں اس کی یہ روایت منکر ہے (میزان ص ۴۰ ج ۱) من گھڑت ہے (سلسلہ ضعیفہ ص ۲۳۶ ج ۱) بخاری اور مسلم کی متفق گیارہ رکعت والی حدیث کے خلاف ہے (نصب الرایہ ص ۱۵۳ ج ۲ ودرایہ ص ۲۰۳ ج ۱)

(١٠٧٨) فصلى اربع و عشرين ركعة و اوتر بثلاث (جابر رضی اللہ عنہ)

١٠٧٤۔ كنز العمال ص٤٠٨ ج٧، ديلمي ص١٤٣ ج٥ ح٧٤٣٨۔

١٠٧٥۔ تاريخ بغداد ص٣٧ ج١٠۔

١٠٧٦۔ هداية ص١٥١ ج١۔

١٠٧٧۔ بيهقي ص٤٩٦ ج٢، أرواء الغليل ص١٩٠ ج٢، تاريخ بغداد ص١١٣ ج٦، ص٤٥ ج١٢، ضعيفة ص٣٥ ج٢، نصب الراية ص١٥٣ ج٢، دراية ص٢٠٣ ج١، طبراني أوسط ص٤٤٤ ج١ ح٨٠٢۔

١٠٧٨۔ ضعيفة ص٣٦ ج٢۔

چوبیس رکعت اور تین وتر پڑھے۔ ☆

من گھڑت ہے اس روایت کی سند کے دو راوی مجہول ہیں اور دو متہم بالکذب ہیں جن میں ایک راوی محمد بن حمید رازی ہے (میزان ص۵۳۰ ج ۳) اور دوسرا راوی محمد کا استاذ عمر بن ہارون کذاب خبیث ہے (میزان ص۲۲۸ ج ۳)

(۱۰۷۹) كان الناس في زمن عمر يقومون في رمضان بثلاث و عشرين ركعة (يزيد بن رومان رضی اللہ عنہ)

لوگ حضرت عمر کے زمانہ میں تیئیس (۲۳) رکعتوں کا قیام کرتے تھے۔ ☆

منقطع ہے یزید نے حضرت عمر کا زمانہ نہیں پایا (نصب الرایہ ص۱۵۴ ج ۲)

(۱۰۸۰) امر رجلا ان يصلي بالناس خمس ترويحات عشرين ركعة (علی رضی اللہ عنہ موقوفا)

حضرت علی نے حکم دیا کہ امام لوگوں کو پانچ ترویحے بیس (۲۰) رکعت پڑھائیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو الحسناء مجہول ہے (تحفۃ الاحوذی ص۷۴ ج ۲) اور اس کا شاگرد ابو سعد بقال متروک اور مدلس ہے (داستان حنفیہ ص۱۳۹) اس کی سند میں ضعف ہے (بیہقی ص۴۹۷ ج ۲)

(۱۰۸۱) دعا القراء في رمضان فامرهم رجلا يصلي بالناس عشرين ركعة رضی اللہ عنہ (علی رضی اللہ عنہ مرقوفاً)

حضرت علی نے قاریوں کو بلایا اور ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے۔ ☆ ضعیف ہے ایک راوی حماد بن شعیب ضعیف ہے (ابن معین و نسائی) اس میں نظر ہے قابل حجت نہیں (بخاری) اس کی اکثر روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی ☆ تحفۃ الاحوذی ص۷۵ ج ۲) اس کا استاذ عطاء بن سائب مختلط ہے (تقریب ص۲۳۹)

(۱۰۸۲) ان عمر امر رجلا يصلي بهم عشرين ركعة (يحي بن سعيد انصاری رضی اللہ عنہ)

۱۰۷۹۔ نصب الراية ص۱۵٤ ج۲، بيهقي ص٤٩٦ ج۲، دراية ص۲۰۳ ج۱، مؤطا امام مالك ص۹۱.

۱۰۸۰۔ بيهقي ص٤٩٧ ج۲.

۱۰۸۱۔ موطا ص۷۱، بيهقي ص٤٩٦ ج۲.

۱۰۸۲۔ ابن أبي شيبة ص۱٦۳ ج۲ ح۷٦۸۲.

حضرت عمر نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ بیس رکعت پڑھائے۔☆
منقطع ہے یحیٰ نے حضرت عمر کو نہیں پایا (تحفۃ الاحوذی ص ۷۵ ج ۲)

(۱۰۸۳) كان ابي يصلي بالناس في رمضان بالمدينة عشرين ركعة (عبد العزيز بن رفيع رضی اللہ عنہ)

حضرت ابی رضی اللہ عنہ لوگوں کو مدینہ منورہ میں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔☆
منقطع ہے راوی عبدالعزیز بن رفیع نے حضرت ابی بن کعب کو نہیں پایا (تحفۃ الاحوذی ص ۷۵ ج ۲)
حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے مروی ہے کہ وہ گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔

(۱۰۸٤) كانوا يقومون على عهد عمر في شهر رمضان بعشرين ركعة (سائب بن يزيد رضی اللہ عنہ)

لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان میں بیس رکعت قیام کرتے تھے۔☆
شاذ ہے راوی یزید بن خصیفہ ثقہ ہے مگر جب اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے تو اس کی روایت شاذ ہوتی ہے امام احمد فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے (تہذیب ص ۳٤۰ ج ۱۱) حالانکہ امام احمد نے انہیں ثقہ بھی کہا ہے تو مطلب یہ ہے کہ جب یہ متفرد ہو یا اپنے سے ثقہ کی مخالفت کرے تو اس وقت یہ منکر الحدیث ہوتا ہے اس نے محمد بن یوسف کی مخالفت کی ہے جن کی روایات میں گیارہ کا ذکر ہے جو اس سے ثقہ ثبت ہے لہٰذا اس مخالفت کی وجہ سے مذکورہ روایت شاذ ہے۔

(۱۰۸۵) كنا نقوم في زمان عمر بعشرين ركعة والوتر (سائب بن یزید رضی اللہ عنہ)

ہم حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعات اور وتر پڑھتے تھے۔☆
ضعیف ہے راوی ابوعثمان بصری نا معلوم ہے (تحفہ ص ۷۵ ج ۱)

(۱۰۸٦) انهم كانوا يقومون على عهد عمر بعشرين ركعة و على عهد عثمان

۱۰۸۳۔ابن أبي شيبة ص۱٦۳ ج۲ ح ۷٦۸٤.
۱۰۸٤۔ بيهقي ص٤۹٦ ج۲۔
۱۰۸۵۔ بيهقي ص٤۹۷ ج۲۔
۱۰۸٦۔ آثار السنن ص۲۵۲، تحفة الأحوذي ص۷۲ ج۲۔

وعلی مثله (سائب بن یزید رضی اللہ عنہ)

لوگ حضرت عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے زمانوں میں بیس رکعت قیام کرتے تھے۔ ☆

مدرج ہے بعض حضرات نے مذکورہ روایت کی نسبت بیہقی کی طرف کی ہے جو غلط ہے علامہ نیموی حنفی اور امام عبدالرحمٰن مبارکفوری فرماتے ہیں عہد عثمان اور علی کے الفاظ مدرج ہیں جو امام بیہقی کی تصانیف میں نہیں پائے جاتے (آثار السنن ص ۲۵۳ وتحفہ ص ۷۲ ج ۲)

حضرت عمر کے عہد کے الفاظ والی روایت بھی ضعیف ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

نوٹ: بیس رکعات کے متعلق ایک بھی نہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح ثابت ہے اور نہ ہی کسی ایک صحابی سے پھر بیس رکعت پر اجماع کا دعوی بھی سراسر باطل ہے کیونکہ بیس رکعت تراویح کا وجود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانہ میں قطعاً نہ تھا اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ سے قیام رمضان گیارہ رکعت ثابت ہیں (بخاری و مسلم) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی اور تمیم داری کو گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا تھا (مؤطا) ان دونوں نے گیارہ رکعت پڑھائیں اور لوگوں نے گیارہ رکعتیں پڑھیں ابن ابی شیبہ ص؟ و اثار السنن ص ۲۵۰)

(۱۰۸۷) ان عمر رضی اللہ عنہ جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی لهم عشرین رکعة (حسن بصری رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا وہ ان کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔ ☆

منقطع ہے حسن بصری کی حضرت عمر سے ملاقات نہیں حسن حضرت عمر کی خلافت کے آخری دو سالوں میں پیدا ہوئے تھے (تہذیب ص ۲۶۴ ج ۲) پھر حسن کثیر الارسال اور مدلس ہیں جب معنعن روایت کریں تو قابل حجت نہیں۔

نوٹ: ابو داؤد کے صحیح ترین نسخوں میں رکعت کے بجائے لیلة کا لفظ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ وہ ان کو بیس رات نماز پڑھاتے تھے رکعة کا لفظ پاک و ہند میں طبع ہونے والے بعض نسخوں میں پایا جاتا ہے جو تصحیف یا تحریف ہے اعاذنا اللہ من ذلک۔

☆☆☆☆☆

۱۰۸۷۔ أبو داؤد ح۱۴۲۹ باب القنوت في الوتر۔

۱۴- کتاب الجمعۃ

(۱۰۸۸) سمیت الجمعة لان آدم جمع فیها خلقه (سلمان رضی اللہ عنہ)

جمعہ کو اس لئے جمعہ کہتے ہیں کہ آدم کی اس دن پیدائش مکمل ہو گئی۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن ابی امیہ میں جہالت ہے۔

(۱۰۸۹) اے لوگو! اللہ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے جو شخص بے رغبتی کی وجہ سے جمعہ چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جماعت کو اکٹھا نہ کرے۔ اور نہ اس کے امر میں برکت کرے۔ اور جو جمعہ کو بغیر عذر کے ترک کرے نہ اس کی نماز قبول ہے اور نہ زکوۃ، نہ حج، نہ جہاد، نہ صدقہ اور نہ روزہ اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے (ابو ہریرہ) سخت ضعیف ہے راوی خالد بن عبدالدائم مصری ایسی منکر حدیثیں روایت کرتا تھا جو ثقہ راویوں کی احادیث کے مشابہ نہیں ہیں انتہائی درجہ کمزور متون کو مشہور اسناد کے ساتھ چسپاں کر دیتا تھا (بطور مثال) اسی روایت کو پیش کیا ہے۔ (کتاب المجروحین ص ۲۸۰ ج ۱) اور اس کا شاگرد زکریا بن یحیی حدیثیں وضع کرتا تھا (العلل المتناهیه ص ۴۶۰ ج ۱) ابن ماجہ نے اس روایت کو عبداللہ بن محمد العدوی عن علی بن زید کے طریق سے روایت کیا ہے علی بن زید ضعیف ہے۔ اور عدوی متروک ہے وکیع نے اس پر وضع کا الزام لگایا ہے بخاری فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے اس کی حدیث پر متابعت نہیں ابن عبدالبر اور ابن حجر فرماتے ہیں واہی الحدیث ہے (ارواء الغلیل ص ۵۲ ج ۳)

اس روایت کی تیسری سند بقیہ بن ولید عن حمزہ عن علی بن زید کے طریق سے ہے بقیہ اور علی دونوں ضعیف ہیں اور ان کے علاوہ مجہول راوی بھی ہیں (ارواء الغلیل ص ۵۲ ج ۳)

(۱۰۹۰) الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ حضرت ابو سعد سے بھی مروی ہے اس کی سند بھی سخت ضعیف ہے راوی عطیہ اور اس کا شاگرد فضیل بن مرزوق دونوں ضعیف ہیں اور فضیل کا شاگرد موسیٰ بن عطیہ باہلی نا

۱۰۸۸۔ مشكاة ص ۱۳۱ ج ۱۔

۱۰۸۹۔ كتاب المجروحين ص ۲۸۰ ج ۱، علل المتناهية ص ۴۶۰ ج ۱، ارواء الغليل ص ۵۳ ج ۳۔

۱۰۹۰۔ أرواء الغليل ص ۵۲ ج ۳، طبراني أوسط ص ۱۲۰ ج ۸، ح ۷۲۴۲

معلوم ہے ابو حاتم کہتے ہیں یہ حدیث منکر ہے (ارواء الغلیل ص۵۴ ج۳)

(۱۰۹۱) من ترك جمعة من غير عذر فليتصدق بدينار فان لم يجد فنصف دينار (سمرہ رضی اللہ عنہ)

جو بغیر عذر کے جمعہ چھوڑتا ہے وہ ایک دینار صدقہ کرے اگر وہ ایک دینار نہیں پاتا تو آدھا دینار صدقہ کرے۔☆

منقطع ہے راوی قدامہ بن وبرہ کا سماع حضرت سمرہ سے نہیں (بخاری) ابو العلاء نے یہ حدیث عن قتادہ عن قدامہ سے مرسل روایت کی ہے اور اس میں دینار کے بدلے ایک درہم یا نصف صاع صدقہ کرے کے الفاظ ہیں۔ (العلل المتناہیہ ص۴۷۱ ج۱)

(۱۰۹۲) من فاتته صلوة الجمعة فليصدق بدينار (عائشہ رضی اللہ عنہا)

جس سے جمعہ کی نماز فوت ہو جائے وہ ایک دینار صدقہ کرے۔☆

من گھڑت ہے راوی محمد بن عمر بن غالب کذاب ہے (ابن ابی الفوارس☆ العلل المتناہیہ ص۴۷۱ ج۱)

(۱۰۹۳) الجمعة حج المساكين (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جمعہ مسکینوں کا حج ہے پہلی والی حدیث ہے فرق صرف فقیر کی بجائے مسکین کے لفظ کا ہے اس کا راوی بھی مقاتل کذاب ہے۔ (میزان ص۲۹۰ ج۳)

(۱۰۹٤) الجمعة حج فقرائها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جمعہ فقیروں کا حج ہے۔☆

۱۰۹۱۔ أبو داود ح۱۰۵۳ باب كفارة من ترك، مسند أحمد ص۸ ج۵، بيهقي ص۲٤۸ ج۳، طبراني كبير ص۲۱۹ ج۷ ص۲۳۵ ح۶۹۷۹، تاريخ الكبير البخاري ص۱۷٦ ج٤، علل المتناهية ص٤۲۰ ج۱، ابن ماجة ح۱۱۲۸ باب فيمن ترك الجمعة من غير عذر، نسائي ح۱۳۷۳ باب كفارة من ترك الجمعة غير عذر.

۱۰۹۲۔ تاريخ بغداد ص۱۵ ج۷، حلية الأولياء ص۲٦۹ ج۷، العلل المتناهية ص٤۷۰ ج۱.

۱۰۹۳۔ اتحاف ص۱۹۲ ج۹، كنز العمال ص۷۰۷ ج۷، المغني عن حمل الاسفار ص۱۳۳ ج٤، تاريخ اصفهان ص۱۹۰ ج۲، تذكرة الموضوعات ص۱۱٤، كشف الخفاء ص۳۳٤ ج۱، فوائد المجموعة ص٤۳۷، ضعيفة ص۲۲٤ ج۱.

۱۰۹٤ — كتاب المجروحين ص۹۰ ج۲، كشف الخفاء ص۳٤ ج۱، الفوائد المجموعة ص٤۳۷.

من گھڑت ہے راوی ہشام بن عبید اللہ رازی قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص ۹۰ ج ۳)
اور اس کا شاگرد عبداللہ بن یزید محض واضع الحدیث ہے (دار قطنی ☆ میزان ص ۵۲۷ ج ۲) یہ حدیث
باطل ہے اس کا کچھ اصل نہیں (ابن حبان) یہ جھوٹ ہے اور اس کے وضع کا بوجھ محمش پر ہے جو حدیثیں
وضع کرتا تھا (دار قطنی ☆ اللآلی المصنوعہ ص ۲۸ ج ۲)

(۱۰۹۵) اذا سلمت الجمعة سلمت الايام فاذا سلم رمضان سلمت السنة (عائشہ رضی اللہ عنہا)
جب جمعہ کا دن محفوظ ہو تو تمام دن محفوظ ہوتے ہیں اور جب رمضان محفوظ ہو تو پورا سال محفوظ رہتا ہے☆
من گھڑت ہے راوی عبد العزیز بن ابان کذاب خبیث ہے جس نے من گھڑت روایت کی ہیں (ابن
معین ☆ میزان ص ۶۲۲ ج ۲)

(۱۰۹۶) الا اخبركم بافضل الملائكة جبريل وافضل النبيين آدم و افضل الايام
يوم الجمعة الحديث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)
کیا میں تمہیں فرشتوں میں سے بہتر فرشتہ کی خبر نہ دوں وہ جبریل ہیں اور نبیوں میں افضل آدم ہیں اور
دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے۔☆
اس متن کے ساتھ باطل ہے راوی ابو ہرمز ضعیف ہے (احمد) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) ثقہ
نہیں (نسائی) کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۲۴۳ ج ۳)

(۱۰۹۷) ليلة الجمعة ليلة غرة ويوم ازهر (انس رضی اللہ عنہ)
جمعہ کی رات اور دن روشن ہے۔☆
ضعیف ہے راوی زائدہ بن ابی الرقاد منکر الحدیث ہے (بخاری ☆ المغنی فی الضعفاء ص ۲۳۶ ج ۱ و مجمع
الزوائد ص ۱۶۵ ج ۲)

۱۰۹۵ـ تذكرة الموضوعات ص۷۰، در منثور ص۲۱۸ ج۱، حلية الأولياء ص۱٤۰ ج۷، تنزيه ص۱۰۰ ج۲، كشف الخفاء ص۹۱ ج۱، الفوائد المجموعة ص۹۳۔
۱۰۹۶ـ طبراني كبير ص۱۲۹ ج۱۱ ح ۱۱۳٦۱، در منثور ص۹۲ ج۱، كنز العمال ص۲٤٦ ج۱۲۔
۱۰۹۷ـ كشف الاستار ج۶۱۶، مجمع ص۱۶۵ ج۲۔

(۱۰۹۸) ان یوم الجمعة ولیلة الجمعة اربع و عشرون ساعة لیس فیها ساعة الا ولله فیها ستمائة عتیق من النار کلهم قد استوجب النار (انس رضی اللہ عنہ)

جمعہ کا دن اور رات چوبیس گھنٹے کا ہے اس کے ہر ایک گھنٹے میں اللہ تعالیٰ چھ سو ایسے آدمی آگ سے آزاد کرتا ہے جن تمام پر آگ واجب ہو چکی ہوتی ہے۔☆

ضعیف ہے اس کے دو راوی عبد الصمد بن ابی خداش اور اس کا استاذ عوام بصری کا ترجمہ نا معلوم ہے (مجمع ص ۱۶۵ ج ۲) اس روایت کی ایک دوسری سند بھی ہے جس کا راوی ابو میمون شیخ من اہل البصرۃ مجہول ہے ایک تیسری سند بھی ہے جس کا راوی ازور بن غالب منکر الحدیث ہے ایسی روایات لاتا ہے جو قابل تحمل نہیں ہے (المغنی فی الضعفاء ص ۶۵ ج ۱) ثقہ راویوں سے منکر روایات کرتا تھا۔ خطأ کرتا تھا مگر اسے علم نہیں ہوتا تھا جب یہ منفرد ہو تو قابل حجت نہیں اور مذکورہ روایت کا متن باطل ہے جس کا کچھ اصل نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۷۸ ج ۱)

(۱۰۹۸ب) ایک لمبی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جمعہ میں ایک لاکھ موحدین کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ (انس رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کو ابو محمد قاص نے وضع کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس سند کے دو راوی خلیل اور اس کا باپ عبید اللہ عبدی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۲ ج ۲)

(۱۰۹۹) فضل الجمعة فی شهر رمضان علی سائر الجمع کفضل رمضان علی سائر الشهور (جابر رضی اللہ عنہ)

رمضان میں جمعہ کی فضیلت باقی جمعوں پر ایسے ہے جیسا کہ رمضان کی فضیلت دوسرے مہینوں پر ہے۔☆

من گھڑت ہے ایک راوی ہارون بن زیاد کی حدیث باطل ہے (ذہبی) حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان) اور دوسرا راوی عمر بن موسیٰ رجیہی حدیث وضع کرتا تھا۔ (فیض القدیر ص ۴۳۰ ج ۴)

۱۰۹۸ (الف) — أبویعلی ص ۳۸٤ ج ۳ ح ۳٤۲۲، العلل المتناهیة ص ٤٦٦ ج ۱۔

۱۰۹۸ (ب) — کتاب الموضوعات ص ۳۱ ج ۲، کتاب المجروحین ص ۱۷۸ ج ۱، اللالی ص ۲٤ ج ۲، تنزیه ص ۱۰۸ ج ۲۔

۱۰۹۹ — دیلمی ص ۱۰۰ ج ۳ ح ٤۲۳۰۔

غسل و صفائی

(۱۱۰۰) الغسل فی ھذہ الایام واجب یوم الجمعۃ و یوم الفطر و یوم النحر و یوم عرفۃ (ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

جمع عیدین، اور یوم عرفہ میں غسل واجب ہے۔☆

ضعیف ہے راوی یحییٰ بن عبدالحمید حمانی کو امام احمد نے ثقہ کہا ہے ابن معین فرماتے ہیں علانیہ جھوٹ بولتا تھا زیادہ کہتے ہیں اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے (میزان ص ۳۹۲ ج ۴)

(۱۱۰۱) الغسل یوم الجمعۃ سنۃ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جمعہ کا غسل سنت ہے۔☆

ضعیف ہے راوی ابو بکر بکراوی ضعیف ہے (مجمع ص ۱۸۳ ج ۲)

(۱۱۰۲) الغسل یوم الجمعۃ لیسل الخطایا من اصول الشعر استلالا (ابو امامۃ رضی اللہ عنہ)

جمعہ کا غسل بالوں کی جڑوں سے گناہوں کو نکال دیتا ہے۔☆

منکر ہے راوی ابو قاطرہ مسکین بن عبداللہ ضعیف ہے۔ (لسان ص ۲۹ ج ۶) نیز حسن بصری مدلس ہیں امام ابو حاتم فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے۔ (علل الحدیث ص ۲۱۰ ج ۱)

(۱۱۰۳) الغسل یوم الجمعۃ کفارۃ و المشئی الی الجمعۃ کفارۃ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

جمعہ کا غسل (گناہوں کا) کفارہ ہے اور جمعہ کے لئے جانا بھی کفارہ ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عباد بن عبدالصمد ضعیف ہے (بخاری و ابن حبان ☆ مجمع ص ۱۷۳ ج ۲)

(۱۱۰۴) جو شخص جمعہ کے روز غسل جنابت کے علاوہ صرف نیت اور ثواب کے لئے غسل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے ہر بال کے بدلے قیامت کے دن نور لکھ دے گا۔ (یہ روایت بہت لمبی ہے جو تقریباً دو صفحات پر پھیلی

۱۱۰۰ — طبراني كبير ص ۲۱۲ ج ۱۰ ح ۱۰۵۰۱، حلية الأولياء ص ۱۷۸ ج ٤

۱۱۰۲ — علل الحديث ۲۱۰ ج ۱

۱۱۰۳ — طبراني أوسط ص ۲۳۷ ج ٤ ح ۳٤٢١، العلل المتناهية ص ٤٦٤ ج ۱

۱۱۰٤ — كتاب الموضوعات ص ۲۹ ج ۲، اللآلي ص ۲٤ ج ۲، تنزيه ص ۸۱ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۰

ہوئی ہے اس کے آخر میں ہے) اس کے لئے دار السلام میں اللہ کے پڑوس میں ہیشگی ہوگی (ابوہریرہ)
من گھڑت ہے ایک راوی بشیر بن زاذان ضعیف ہے (دارقطنی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) متہم ہے (ابن جوزی ☆ میزان ص ۳۲۸ ج۱) اس پر نور نہیں غیر ثقہ ضعیف ہے (الکامل ص ۴۵۳) اس کی روایت پر وہم غالب ہے اور اس سے احتجاج باطل ہے (کتاب المجروحین ص ۱۹۲ ج۱) تیسرا راوی عمر بن صبیح متہم بالوضع ہے (دیکھئے نمبر ۱۰۹) یہ اس لائق ہے کہ وضع کی نسبت اس کی طرف کی جائے۔ (کتاب الموضوعات ص ۴۹)

(۱۱۰۵) غسل یوم الجمعة واجب کوجوب غسل الجنابة (ابو سعید رضی اللہ عنہ)
جمعہ کا غسل جنابت کے غسل کی طرح واجب ہے۔ ☆
من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۵۷۵)

(۱۱۰۶) اغتسلوا یوم الجمعة ولو كاس بدینار (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)
تم جمعہ کے روز غسل کرو خواہ پانی کا ایک پیالہ ایک دینار کے عوض لینا پڑے۔ ☆
مرفوعاً من گھڑت ہے راوی ابراہیم بن حبان ساقط اور زائغ ہے جس کی روایت قابل حجت نہیں (کتاب الموضوعات ص ۲۵ ج ۲)

نوٹ: ابراہیم بن حبان دراصل ابراہیم بن براء بن نضر بن انس کی اولاد میں سے تھا ابن عدی کہتے ہیں سخت ضعیف ہے جو باطل حدیثیں روایت کرتا تھا عقیلی فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر باطل روایتیں کرتا تھا (میزان ص ۲۲ ج۱)

(۱۱۰۷) یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے موقوف بھی مروی ہے جو زیاد بن عبد اللہ نمیری کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (سلسلہ ضعیفہ ص ۱۸۸ ج۱)

(۱۱۰۸) من توضا یوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل (سمرة رضی اللہ عنہ)

۱۱۰۵ — دیلمی ص ۱۲۷ ج ۲ ح ۴۱۴۷۔

۱۱۰۶ — كتاب الموضوعات ص ۲۹ ج ۲، اللالي ص ۲٦ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۱۵، تنزيه ص ۱۰٤ ج ۲۔

۱۱۰۷ — ابن أبي شيبة ص ٤۳٤ ج ۱ ح ٥۰۰٤۔

۱۱۰۸ — ابن ماجة ح ۱٦۹۱ باب ما جاء في الرخصة في ذالك، نسائي ح ۱۳۸۱، باب الرخصة في ترك

جس نے جمعہ کے روز وضوء کیا اس نے بہت اچھا کیا اور جس نے غسل کیا تو غسل بہتر ہے۔☆

ضعیف ہے راوی حسن بصری مدلس ہے۔

(۱۱۰۹) یہی حدیث حسن نے ابو ہریرہ سے بھی روایت کی ہے ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کا راوی ابو بکر ہزلی ضعیف ہے اور اس کو وہم ہو گیا ہے۔

(۱۱۱۰) اور اسی طرح حسن عن جابر سے بھی مروی ہے مگر وہ بھی نام میں وہم ہے (تلخیص الحبیر ص ۶۷ ج ۲)

(۱۱۱۱) من توضأ يوم الجمعة فبها و نعمت يجزى عنه الفريضة و من اغتسل فالغسل افضل (أنس رضی اللہ عنہ)

جس نے جمعہ کے روز وضوء کیا اس نے بہت اچھا کیا اور اس سے فرض کفایت کر جائے گا اور جو غسل کرے پس غسل بہتر ہے۔☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم مکی اور اس کا استاذ یزید بن ابان رقاشی دونوں ضعیف ہیں۔ (تقریب ص ۳۸۱ و ص ۳۵)

(۱۱۱۲) من قص اظفاره واحد من شاربه كل يوم الجمعة ادخل الله فيه شفاء و اخرج منه داءاً (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

الغسل يوم الجمعة، ترمذی ح۴۹۷، باب ما جاء في الوضوء يوم الجمعة، بيهقى ص۲۹۵ ص۴۹۶ ج۱، ص۱۹۰ ج۳، أبوداود ح۳۵۴ باب الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة، مسند أحمد ص۱۵ ص۱۶ ص۲۲ ج۵، تلخيص ص۶۷ ج۲، نصب الراية ص۸۸ ج۱، شرح السنة ص۱۶۴ ج۲، مجمع الزوائد ص۱۷۵ ج۲، قرطبى ص۱۰۶ ج۱۸، معانى الآثار ص۱۱۹ ج۱، تاريخ بغداد ص۳۵۲ ج۲، حلية الأولياء ص۲۰۷ ج۶، طبرانى كبير ص۱۹۹ ج۷، عقيلى ص۱۶۷ ج۲، كشف الخفاء ص؟؟ ج؟، اتحاف ص۲۴۶ ج۳۔

۱۱۰۹ — تلخيص ص۶۷ ج۲۔

۱۱۱۰ — كشف الأستار ح۶۲۹، مجمع ص۱۷۵ ج۲، تلخيص ص۶۷ ج۲۔

۱۱۱۱ — ابن ماجة ح۱۰۹۱ باب ما جاء في الرخصة في ذلك، مجمع ص۱۷۵ ج۲، كشف الأستار ح۶۲۸۔

۱۱۱۲ — العلل المتناهية ص۴۶۴ ج۱۔

جو جمعہ کے روز اپنے ناخن اور لبیں کاٹے اللہ اس میں شفاء داخل کرے گا اور بیماری نکال دے گا۔☆

سخت ضعیف ہے راوی صالح بن بیان متروک ہے (میزان ص ۲۹۰ ج ۲)

(۱۱۱۳) مثل المومن یوم الجمعۃ کمثل المحرم لا یاخذ من شعرہ ولا من اظفارہ حتی یقضی الصلوۃ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے دن مومن کی مثال احرام باندھنے والے کی طرح ہے وہ نماز کی ادائیگی سے پہلے نہ تو بال کاٹے اور نہ ہی ناخن کاٹے۔☆

ضعیف ہے اس روایت کا ایک جعفر بن محمد جشمی کا ترجمہ نا معلوم ہے اور دوسرا راوی عبدالصمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہاشمی منکر الحدیث ناقابل حجت ہے۔ اور اس کی حدیث غیر محفوظ ہے (لسان ص ۲۲ ج ۴)

سنگی لگوانا

(۱۱۱۴) فی الجمعۃ ساعۃ لا یوافقھا رجل یحتجم فیھا الامات (حسین)

جمعہ میں ایک گھڑی ہے جو اس میں سنگی لگواتا ہے مر جاتا ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی یحییٰ بن العلاء کذاب ہے حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (میزان ص ۳۹۷ ج ۴)

حجامت بنوانا

(۱۱۱۵) کان یقلم اظفارہ یوم الجمعۃ ویقص شاربہ قبل ان یخرج الی الصلوۃ (ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

آپ جمعہ کے روز نماز کی طرف نکلنے سے پہلے ناخن اور لبیں کاٹتے تھے۔☆

منکر ہے راوی ابراہیم بن قدامہ جمحی مشہور نہیں اور نہ ہی اس کی متابعت ہے اور جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (بزار ☆ تلخیص الحبیر ص ۶۹ ج ۲)

غیر معروف ہے اور حدیث منکر ہے۔ (میزان ص ۵۳ ج ۱)

۱۱۱۳ — العلل المتناهية ص٤٦٥ ج١، تاريخ بغداد ص٤٦٣ ج١٢، كنز العمال ص٧٤١ ج٧۔

۱۱۱٤ — تذكرة الموضوعات ص٢٠٩، ميزان ص٣٩٧ ج٤۔

۱۱۱٥ — طبرانی أوسط ص٤٦٦ ج١ ح٨٤٦، كنز العمال ص١٢٧ ج٧، تلخيص ص٦٩ ج٢۔

پگڑی باندھنا

(۱۱۱۶) جمعة بعمامة افضل من سبعين بلا عمامة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جمعہ پگڑی کے ساتھ بہتر ہے ستر جمعوں سے جو بغیر پگڑیوں کے ہوں۔ ☆

دیلمی نے اسے ذکر کیا ہے راقم کو سند نہیں ملی۔ یہ روایت قدرے تفصیل سے ابن عمر سے ہی مروی ہے اس میں مجہول راوی ہے اور یہ روایت منکر موضوع ہے (ابن حجر ☆ تعلیق بر فردوس ص ۱۷۴ ج ۲)

(۱۱۱۷) ان لله ملائكة يوم الجمعة يستغفرون لا صحاب العمائم البيض (انس رضی اللہ عنہ)

کچھ ایسے فرشتے ہیں جو جمعہ کے روز سفید پگڑی باندھنے والوں کے لئے بخشش کی دعاء کرتے ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی یحیی بن شعیب قابل حجت نہیں (ابن حبان) اس نے باطل حدیثیں روایت کی ہیں (خطیب بغدادی) اور روایت من گھڑت ہے (میزان ص ۳۸۵ ج ۴)

(۱۱۱۸) ان الله و ملائكته يصلون على اصحاب العمائم يوم الجمعة (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور اس کے فرشتے دعائیں کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو جمعہ کے روز پگڑی باندھتے ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ایوب بن مدرک متروک ہے (ابو حاتم و نسائی) کذاب ہے۔ (ابن معین) اس نے مکحول سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے حالانکہ اس نے مکحول کو دیکھا تک نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص ۲۹۳ ج ۱) یہ حدیث بھی ایوب نے مکحول سے روایت کی ہے۔

۱۱۱۶ — دیلمی ص ۱۷۴ ج ۲ ح ۲۳۹۳، تذکرة الموضوعات ص ۱۲۶۔

۱۱۱۷ — تاریخ بغداد ص ۲۰۷ ج ۱۴، میزان ص ۳۸۵ ج ۴، لسان ص ۲۶۲ ج ۶۔

۱۱۱۸ — الکامل ص ۳۴۰ ج ۱، حلیة الأولیاء ص ۱۹۰ ج ۵، میزان ص ۲۹۲ ج ۱، عقیلی ص ۱۱۵ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۳۰ ج ۲، احیاء العلوم ص ۲۴۰ ج ۱، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۳۳ ج ۱۔

خوشبو کا اہتمام

(۱۱۱۹) ان عمر کان یجمر مسجد رسول ﷺ کل جمعة (ابن عمر رضی اللہ عنہ موقوفاً)

حضرت عمر ہر جمعہ کو مسجد نبوی میں خوشبو کا اہتمام کرتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن عمر العمری ضعیف ہے (تقریب ص ۱۸۲)

دیہات میں جمعہ

(۱۱۲۰) لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا في مصر جامع (علی مرفوعاً)

جمعہ، تشریق، عید الفطر اور عید الاضحیٰ صرف شہر کی جامع مسجد میں ہے۔ ☆

مرفوعاً من گھڑت ہے اور صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔ دراصل یہ حضرت علی کا قول یعنی موقوف روایت ہے نبی ﷺ سے مرفوعاً کچھ ثابت نہیں (نصب الرایہ ص ۱۹۵ ج ۲)

جمعہ کس پر؟

(۱۱۲۱) الجمعة على من اواه الليل الى أهله (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

جمعہ اس پر فرض ہے جو اپنے اہل میں رات گزارے۔ ☆

ضعیف ہے راوی حجاج بن نصیر ضعیف ہے تلقین قبول کرتا تھا (تقریب ص ۶۵) اس کا استاد معارک بن عباد بھی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۴۱) اور اس کا استاذ عبد اللہ بن سعید المقبری متروک ہے (تقریب ص ۱۷۵ ☆ دیکھئے نمبر ۱۵۲)

۱۱۱۹ — أبويعلى ص ۱۲۱ ج ۱ ح ۱۸۵۔

۱۱۲۰ — هداية ص ۱۶۸ ج ۱، نصب الراية ص ۱۹۵ ج ۲، دراية ص ۲۱٤ ج ۱۔

۱۱۲۱ — ترمذي ح ۵۰۱، ۵۰۲ باب ما جاء من كم يؤتى الى الجمعة، شرح السنة ص ۲۲۱ ج ٤، تاريخ اصفهان ص ۱٤۰، العلل المتناهية ص ٤٦۰ ج ۱۔

(۱۱۲۲) الجمعة واجبة على كل قرية وان لم يكن فيها الا اربعة (ام عبدالله دوسيؓ)

جمعہ ہر بستی پر واجب ہے خواہ اس میں چار افراد ہی ہوں۔ ☆

منکر ہے راوی معاویہ بن سعید تجیبی اور ولید بن محمد اور حکم بن عبداللہ تینوں ہی متروک ہیں اور ایک تالف ہے (ذہبی) ضعیف اور منقطع ہے اور اس کی سند سخت کمزور ہے (فیض القدیر ص ۳۵۹ ج ۳) منکر ہے (ضعیف الجامع ص ۳۹۰)

(۱۱۲۳) الجمعة واجبة الا على امرأة اوصبى او مريض او عبد او مسافر (تميم الداريؓ)

جمعہ واجب ہے سوائے عورت، بچے، بیمار، غلام اور مسافر کے۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ابو عبداللہ شامی مجہول ہے (ابن القطان) اس کی متابعت نہیں (بخاری) کذاب ساقط ہے (ازدی ☆ فیض القدیر ص ۳۵۹ ج ۳)

(۱۱۲۴) الجمعة على من سمع النداء (عبدالله بن عمروؓ)

جمعہ اس پر ہے جس نے اذان سنی۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو سلمہ بن نبیہ اور اس کا استاد عبداللہ بن ہارون دونوں مجہول ہیں (تقریب ص ۴۰۹ و ص ۱۹۴) اس کی ایک اور سند بھی ہے جس کا راوی زہیر بن محمد خراسانی کثیر الخطاء ہے (تقریب ص ۱۰۹) اس کا شاگرد ولید بن مسلم بڑی کثرت سے تدلیس کرتا اور تدلیس تسویہ کا قائل تھا (تقریب ص ۳۷۱)

(۱۱۲۵) الجمعة على من كان بمدى الصوت (عبدالله بن عمروؓ)

جمعہ اس پر ہے جس تک آواز پہنچے۔ ☆

باطل ہے راوی محمد بن فضل بن عطیہ متروک ہے احمد فرماتے ہیں اس کی حدیث اہل کذب کی ہے

۱۱۲۲ — بیہقی ص ۱۹۷ ج ۳، دارقطنی ص ۷ ص ۹ ج ۲، الكامل ص ٦٢١ ج ٢، نصب الراية ص ١٧٩ ج ٢، كنز العمال ص ٧٢٣ ج ٧.

۱۱۲۳ — طبرانی كبير ص ٥١ ج ٢ ح ١٢٥٧، عقيلي ص ٢٢٢ ج ٢، بيهقي ص ١٨٣ ج ٣.

۱۱۲٤ — حلية الأولياء ص ١٠٤ ج ٧، أبوداود ح ١٠٥٦، شرح السنة ص ٢٢٢ ج ٤، دارقطني ص ٦ ج ٢.

۱۱۲٥ — دارقطني ص ٦ ج ٢.

(التعلیق المغنی ص ۲ ج ۲)

(۱۱۲۶) امرنا النبی ﷺ ان تشهد الجمعة من قباء (عن رجل عن ابيه)۔

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ ہم جمعہ کے لئے قباء سے حاضر ہوں۔ ☆

ضعیف ہے رجل مجہول ہے ثویر بن ابی فاختہ ضعیف ہے دارقطنی فرماتے ہیں متروک ہے ثوری فرماتے ہیں کذب کا رکن تھا امام بخاری فرماتے ہیں اسکو یحییٰ اور ابن مہدی نے ترک کر دیا تھا (تحفۃ الاحوذی ص ۳۱ ج ۳)

جمعہ کے لئے جانا

(۱۱۲۷) مثل الجمعة مثل قوم غشوا ملكا فنحر لهم الجزار ثم جاء قوم فنحر لهم البقر ثم جاء القوم فذبح لهم الغنم ثم جاء قوم فذبح لهم الدجاجة ثم جاء قوم فذبح لهم العصافير (واثلہ رضی اللہ عنہ)

جمعہ کی مثال اس قوم کی ہے جو بادشاہ کے پاس گئے تو اس نے ان کے لئے اونٹ ذبح کیا، پھر ایک قوم آ گئی بادشاہ نے ان کے لئے گائے ذبح کی، پھر ایک قوم آ گئی ان کے لئے بکری ذبح کی، پھر ایک قوم آ گئی ان کے لئے مرغی ذبح کی پھر ایک قوم آ گئی تو ان کے لئے چڑیاں ذبح کیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی بشیر بن عون نے اس کو گھڑا ہے اس نے اپنی سند کے ساتھ کئی حدیثیں گھڑی ہیں ذہبی فرماتے ہیں اس نے مکحول سے سو روایات کے قریب ایک نسخہ روایت کیا ہے جو تمام کا تمام من گھڑت اور یہ روایت بھی اس نسخہ کی ہے۔ (میزان ص ۳۲۲ ج ۱)

(۱۱۲۸) الذی يتخطى رقاب الناس يوم الجمعة ويفرق بين اثنين بعد خروج الامام كالجار قصبه في النار (ارقم رضی اللہ عنہ)

وہ شخص جو جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہے اور امام کے مسجد میں آنے کے بعد دو کے درمیان

۱۱۲۶ — ترمذی کتاب الجمعة ح ۵۰۱

۱۱۲۷ — میزان ص ۳۲۲ ج ۱، لسان ص ۲۸ ج ۲، کنز العمال ص ۷۴۲ ج ۷۔

۱۱۲۸ — مسند أحمد ص ۴۱۷ ج ۳، المستدرك ص ۵۰۴ ج ۳، طبرانی کبیر ص ۳۰۸ ج ۱ ح ۹۰۸۔

تفریق ڈالتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی آنتریاں آگ میں کھینچتا ہے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی ہشام بن زیاد کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے (مجمع ص ۱۷۹ ج ۲) متروک ہے (نسائی) ثقہ نہیں (ابو داؤد) اس میں کلام ہے (بخاری) ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا۔ (ابن حبان ☆ میزان ص ۲۹۸ ج ۴)

(۱۱۲۹) رایتك تخطي رقاب الناس وتوذیهم من اذی مسلما فقد اذاني و من اذاني فقد آذی الله (انس رضی اللہ عنہ)

میں نے دیکھا ہے کہ تو لوگوں کی گردنیں پھاندتا ہے اور انہیں تکلیف پہنچاتا ہے جس نے مسلمان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔☆

ضعیف ہے راوی قاسم بن مطیب بکثرت خطاء کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کا ترک مستحق ہو گیا (کتاب المجروحین ص ۲۱۳ ج ۲)

(۱۱۳۰) امرنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لا یتحلق یوم الجمعة قبل خروج الامام و یقبلوا علی القبلة ولا یوم العید بعد الصلوة (واثلة رضی اللہ عنہ)

ہمیں رسول اللہ نے حکم فرمایا کہ جمعہ کے روز امام کے مسجد میں آنے سے پہلے حلقہ نہ بنایا جائے اور قبلہ کی طرح متوجہ ہوا جائے اور نہ ہی عید کے روز نماز پڑھنے کے بعد حلقہ بنایا جائے۔☆

من گھڑت ہے راوی بشیر بن عون نے مکحول کے نام سے ایک من گھڑت نسخہ روایت کیا ہے یہ روایت بھی اس نسخہ سے ہے (مجمع ص ۱۷۸ ج ۲ ☆ دیکھئے نمبر ۱۱۲۷)

تعداد سامعین

(۱۱۳۱) مضت السنة في كل اربعين فما فوقها جمعة (جابر رضی اللہ عنہ)

۱۱۲۹ — الاتحاف ص ۲٦۱ ج ۱ و موسوعة اطراف الحديث ص ۱۰۵ ج ٥

۱۱۳۰ — طبراني كبير ص ٦۱ ج ۲۲ ح ۱٤۸، مسند الشاميين ح ۳۳۹۲۔

۱۱۳۱ — دارقطني ص ٤ ج ۲، بيهقي ص ۱۷۷ ج ۳، تلخيص ص ٥٥ ج ۱۔

سنت گزر چکی ہے کہ ہر چالیس یا ان سے زائد پر جمعہ ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن قرشی ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (دارقطنی) قابل حجت نہیں (ابن حبان) اس کی حدیث کو پھینک دو یہ جھوٹ ہے یا من گھڑت (احمد) اس جیسی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی (بیہقی ☆ التلخیص ص ۵۵ ج ۲)

(۱۱۳۲) اذا ابلغ اربعین رجلا فعلیهم الجمعة (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

جب چالیس تک مردوں کی تعداد پہنچ جائے تو ان پر جمعہ ہے۔

(۱۱۳۳) لا جمعة الا باربعین (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

جمعہ چالیس سے کم افراد پر نہیں ہے۔☆

ان دونوں کا کچھ اصل نہیں (تلخیص ص ۵۶ ج ۲)

(۱۱۳۴) الجمعة علی خمسین رجلاً ولیس علی ما دون خمسین جمعة (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

پچاس آدمیوں پر جمعہ ہے اور ان سے کم پر نہیں۔☆

باطل ہے راوی جعفر بن زبیر نے چار سو حدیثیں وضع کی ہیں (شعبہ ☆ میزان ص ۴۰۶ ج ۱) اور دوسرا راوی حیاج بن بسطام متروک ہے بیہقی نے نقاش مفسر کے طریق سے روایت کی ہے وہ سخت کمزور ہے (تلخیص ص ۵۶ ج ۲)

(۱۱۳۵) اذا راح منا سبعون رجلا الی الجمعة كانوا كسبعین لموسی الذین وفدوا الی ربهم او افضل (انس رضی اللہ عنہ)

جب ہم میں سے ستر آدمی جمعہ کے لئے جائیں وہ ایسے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ستر آدمی تھے جو اپنے رب کی طرف وفد بن کر گئے تھے یا ان سے بھی افضل ہیں۔☆

من گھڑت ہے راوی احمد بن بکر بالسی ثقہ راویوں سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا (ابن عدی) حدیث

۱۱۳۲ — تلخیص ص ۵۶ ج ۲۔

۱۱۳۳ — تلخیص ص ۵۶ ج ۲۔

۱۱۳۴ — الکامل ص ۵۵۹ ج ۲۔

۱۱۳۵ — طبرانی أوسط ص ۲۷۴ ج ۸ ح ۵۷۹۸، درمنثور ص ۱۳۱ ج ۳، کنز العمال ص ۷۰۹ ج ۷۔

وضع کرتا تھا (ازدی) اس کی ایک روایت بسند صحیح موضوع ہے۔ (لسان ص ۱۴۱ ج ۱)

امام کا منبر پر بیٹھ کر سلام کہنا

(۱۱۳۶) اذا صعد المنبر توجه الی الناس فسلم علیهم ثم جلس (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

آپ جب منبر پر تشریف لاتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر سلام کہتے اور پھر بیٹھ جاتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عیسیٰ بن عبد اللہ ضعیف ہے ابن حبان کہتے ہیں جب متفرد ہو تو قابل حجت نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۲۱ ج ۲ و میزان ص ۳۱۶ ج ۳)

(۱۱۳۷) کان اذا صعد المنبر سلم (جابر رضی اللہ عنہ)

جب آپ منبر پر تشریف لاتے تو سلام کہتے۔ ☆

واہ ہے اس کی سند میں ابن لهیعہ ضعیف اور مدلس ہے باقی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر زیلعی کہتے ہیں یہ روایت واہ ہے ابو حاتم کہتے ہیں من گھڑت ہے (نصب الرایہ ص ۲۰۵ ج ۲)

(۱۱۳۸) اذا صعد المنبر یوم الجمعة استقبل الناس بوجهه وقال السلام علیکم (عطاء رضی اللہ عنہ)

جب جمعہ کے روز منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تو السلام علیکم کہتے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان بھی اسی طرح کرتے تھے۔ ☆

مرسل ہونے کے باوجود سند ضعیف ہے راوی مجالد بن سعید قوی نہیں اور آخری عمر میں متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب ص ۳۲۸)

(۱۱۴۰) لو لا المنابر لهلك الناس (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۱۱۳۶ — کتاب المجروحین ص ۱۲۱ ج ۲، میزان ص ۳۱۶ ج ۳۔

۱۱۳۷ — ابن ماجة ج ۹ ۱۱۰، شرح السنة ص ۲۴۲ ج ۴، بیهقی ص ۲۰۴ ج ۳، نصب الرایة ص ۲۰۵ ج ۲، کنز العمال ص ٦٤ ج ۷۔

۱۱۳۸ — مصنف عبد الرزاق ۱۹۲ ج ۳۔

۱۱۳۹ — مصنف عبد الرزاق ص ۱۹۳ ج ۳، در منثور ص ۲۲۲ ج ٦۔

۱۱٤۰ — کتاب المجروحین ص ۳۲٦ ج ۱، موضوعات کبیر ص ۹۸۔

اگر منبر نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔☆

سن گھڑت ہے ابن حبان فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ اس کو سعید بن موسیٰ نے وضع کیا ہے یا سلیمان بن سلمہ نے یہ نہ تو حدیث رسول ہے اور نہ ابن عمر کا فرمان نافع اور مالک بن انس کی روایت ہے (کتاب المجروحین ص ۳۲۶ ج ۱) سلیمان بن سلمہ خبائری ساقط ہے (میزان ص ۲۰ ج ۲) متہم بالوضع ہے (لسان ص ۹۴ ج ۳)

خطبہ کے درمیان کلام اور نماز

(۱۱۴۱) احناف کی اکثر مساجد میں جو خطبہ پڑھا جاتا ہے جس میں طویل قسم کے سلام ہیں وہ بے اصل ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔

(۱۱۴۲) من تکلم یوم الجمعة و امام یخطب فھو کالحمار یحمل اسفاراً والذي یقول له انصت لیس له جمعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے دن دوران خطبہ کلام کرے وہ اس گدھے کی طرح ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوتا ہے اور جو اس کو خاموش ہونے کو کہتا ہے اس کا جمعہ نہیں ہے۔☆

ضعیف ہے راوی مجالد بن سعید قوی نہیں متغیر ہو گیا تھا۔ (تقریب ص ۳۲۸)

(۱۱۴۳) اذا خرج الامام فلا صلوة ولا کلام۔☆

جب امام تشریف لے آئے پھر نہ کوئی نماز ہے اور نہ کلام۔☆

حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا اندراج ہے۔

(۱۱۴۴) خروج الامام یوم الجمعة للصلوة یعني یقطع الصلوة وکلامه یقطع

۱۱٤۱ — طبراني أوسط ص۳۷۲ ج٤ ح۳٦۳۲، ترغیب الترهیب ص٥٠٤ ج۱، مجمع الزوائد ص۱۷۹ ج۲۔

۱۱٤۲ — مسند أحمد ص۲۳۰ ج۱، طبراني کبیر ص۷۱ ج۱۲ ح۱۲٥٦۳، کشف الاستار ح ٦٤٤۔

۱۱٤۳ — هدایة ص۱۷۱ ج۱، نصب الرایة ص۲۰۱ ج۲۔

۱۱٤٤ — بیهقي ص۱٦۲ ج۳، ضعیفة ص۱۲۳ ج۱۔

الکلام (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ)
امام کا جمعہ کے روز تشریف لانا نماز کو قطع کر دیتا ہے اور اس کا کلام (خطبہ) کلام کو قطع کر دیتا ہے۔ (یعنی دوران خطبہ مقتدی نہ نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ کلام کر سکتا ہے)☆
مرفوعاً بے اصل محض خطا ہے دراصل سعید بن مسیب کا قول ہے جو مرفوع نہیں ہے (بیہقی ص ۱۹۳ ج ۳)

کیفیت خطبہ

پاک و ہند میں احناف میں خطبہ جمعہ کا جو طریق کار رائج ہے کہ پہلے تقریر کی جائے پھر اذان کہہ کر عربی خطبہ پڑھا جائے رسول اللہ ﷺ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ آپ ﷺ کے خطبے کا طریقہ وہی تھا جو آج اہل حدیثوں میں مروج ہے۔

(۱۱٤٥) کان اذا خطب یوم الجمعة دعا و اشار باصبعه (زهری رضی اللہ عنہ)
جب آپ خطبہ ارشاد فرماتے تو دعا کرتے اور انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے۔☆
مرسل ہے اسی روایت کو قرہ بن عبد الرحمٰن نے زہری سے عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ موصول روایت کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں (بیہقی ص ۲۱۰ ج ۳) قرہ صدوق ہے اور اس کی روایات منکر ہیں (تقریب ص ۲۸۲)

(۱۱٤٦) اذا خطب لا یلتفت۔☆
جب آپ خطبہ ارشاد فرماتے تو ادھر ادھر نہ جھانکتے تھے۔☆
بے اصل ہے ابن حجر فرماتے ہیں میں نے ایسی کوئی حدیث نہیں دیکھی (تلخیص ص ٦٤ ج ۲)

مستجاب گھڑی

(۱۱٤٧) ان فی الجمعة ساعة لا یوافقها عبد مسلم یسال الله فیها خیراً الا اعطاه

۱۱٤٥ — بیهقی ص ۲۱۰ ج ۳۔
۱۱٤٦ — تلخیص ص ٦٤ ج ۲
۱۱٤٧ — مجمع الزوائد ص ۱٦٥ ج ۲، مسند أحمد ص ۱٦٤ ج ۲، بیهقی ص ۳ ج ۹، الکامل ص ۲۰۲ ج ۷، در المنثور ص ۲۱۷ ج ٦، مسند حمیدی ج ۹۸۹۔

ایاہ وھی بعد العصر (ابو سعید و ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)
بلاشبہ جمعہ میں ایک گھڑی ہے اس گھڑی میں کوئی بھی بندہ مسلم موافقت نہیں کرتا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس میں خیر کا سوال کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ خاص اسے وہ عطاء کر دیتا ہے اور یہ گھڑی عصر کے بعد ہے۔ ☆
مرفوعاً بعد العصر کے الفاظ منکر ہیں باقی حدیث صحیح ہے راوی محمد بن ابی سلمہ انصاری مجہول ہے۔ (مجمع الزوائد ص۱۶۵ ج۲)

(۱۱۴۸) ابتغوا الساعۃ التی ترجی فی الجمعۃ ما بین العصر الی غیوبۃ الشمس وھی قدر ھذا یعنی قبضۃ (انس رضی اللہ عنہ)
تم جمعہ کے روز استجابت والی گھڑی کو عصر سے لیکر سورج کے غروب ہونے تک کے وقت میں تلاش کرو اور یہ مختصر سی گھڑی ہے مذکورہ متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے۔

(۱۱۴۹) قلت ای ساعۃ ھی قال حین یقوم الامام (میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا)
میں نے پوچھا استجابت والی کونسی گھڑی ہے فرمایا جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ ☆
ضعیف ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص۱۶۲ ج۲) ان راویوں میں ایک راوی عبدالحمید بن یزید مجہول ہے (تقریب ص۱۹۶)

نماز جمعہ

(۱۱۵۰) انما اقر الجمعۃ رکعتین من اجل الخطبۃ (عائشہ رضی اللہ عنہا مرفوعاً)
جمعہ کی دو رکعتیں خطبہ کی وجہ سے ہیں۔ ☆
اس کی سند نامعلوم ہے۔

(۱۱۵۱) انما جعل الخطبۃ مکان الرکعتین فان لم یدرک الخطبۃ فلیصل اربعا

۱۱۴۸ — طبرانی أوسط ص۱۲۴ ج۱ ح۱۳۶۔
۱۱۴۹ — طبرانی کبیر ص۳۷ ج۲۵ ح۶۶۔
۱۱۵۰ — أرواء ص۷۲ ج۳۔
۱۱۵۱ — أرواء ص۷۲ ج۳۔

(عمر رضی اللہ عنہ موقوفاً)

خطبہ دو رکعتوں کی جگہ پر ہے جس نے خطبہ کو نہیں پایا وہ چار رکعتیں پڑھے۔ منقطع ہے راوی یحییٰ بن ابی کثیر کا حضرت عمرؓ سے سماع نہیں ابو حاتم فرماتے ہیں اس نے سوائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کسی ایک صحابی کو نہیں پایا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بھی صرف دیکھا ہے اور ان سے کچھ سنا نہیں۔ (کتاب المراسیل ص ۲۴۴)

(۱۱۵۲) كانت الجمعة اربعا فجعلت ركعتين من اجل الخطبة فمن فاتته الخطبة فليصل اربعا (عمر رضی اللہ عنہ موقوفاً)

جمعہ کی چار رکعتیں تھیں پھر خطبہ کی وجہ سے دو رکعتیں ہو گئیں جس سے خطبہ رہ جائے وہ چار رکعتیں پڑھے۔ منقطع ہے راوی عمرو بن شعیب کی روایت حضرت عمر سے مرسل ہے۔ (کتاب المراسیل ص ۱۴۸)

(۱۱۵۳) من ادرك من الجمعة ركعة فليصل بها اخرى فان ادرك جلوسا صلى الظهر اربعا (ابو هريرہ رضی اللہ عنہ)

جس نے جمعہ کی ایک رکعت پائی وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملا لے پس اگر امام کو تشہد میں پائے تو ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔

ضعیف ہے راوی یسین بن معاذ منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جس میں یسین کی بجائے صالح بن ابی الاخضر ضعیف ہے (ائمہ کرام ابن معین، احمد، بخاری نسائی یحییٰ القطان، ابو زرعہ ابو حاتم ابن عدی اور عجلی نے ضعیف کہا ہے (التعلیق المغنی ص ۱۱ ج ۲)

(۱۱۵٤) من لم يدرك الركوع من الركعة الاخرى فليصل الظهر اربعا (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

۱۱۵۲ — أرواء ص ۷۳ ج ۳.

۱۱۵۳ — ابن ماجة ج ۱۱۲۱، باب ما جاء فيمن أدرك من الجمعة ركعة، أرواء الغليل ص ۸۸ ج ۳، العلل المتناهية ص ٤٦٩ ج ۱، كامل ابن عدي ص ۲٤٥ ج ۱، دارقطني ص ۱۰ ص ۱۱ ص ۲۳ ج ۲.

۱۱۵٤ — دارقطني ص ۱۲ ج ۲.

جس نے امام کے ساتھ دوسری رکعت کا رکوع نہیں پایا وہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی سلیمان بن ابی داؤد حرانی منکر الحدیث ہے (بخاری) قابل حجت نہیں (ابن حبان☆تعلیق المغنی ص۱۲ ج۲)

(۱۱۵۵) من ادرك من الجمعة ركعة فليضف اليها اخرى (ابو هريرہ رضی اللہ عنہ)

جو نماز جمعہ کی ایک رکعت پالے وہ اس کے ساتھ دوسری ملالے۔☆

ضعیف ہے اس کی مختلف اسناد ہیں ایک سند میں عبدالرزاق بن عمرو دمشقی ضعیف ہے۔ (مسلم) ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کی امام زہری سے روایات کی کتاب ضائع ہوگئی تھی اور یہ کتاب کے ضائع ہونے سے پہلے بھی ضعیف تھا۔ (دارقطنی☆التعلیق المغنی ص۱۰ ج۲) دوسری سند میں حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اس نے یہ حدیث زہری سے روایت کی ہے یحی فرماتے ہیں اس نے زہری کو نہیں دیکھا۔ تیسری سند کا راوی نوح بن ابی مریم معروف کذاب ہے (دیکھیے نمبر۱) چوتھی سند میں راوی عمر بن قیس ابن المعروف الشدل منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کو احمد، نسائی اور دارقطنی نے ترک کر دیا تھا (التعلیق المغنی ص۱۱ ج۲) پانچویں سند میں یحی بن راشد البراء ضعیف ہے اور چھٹی سند میں عبید اللہ بن تمام ضعیف ہے (التعلیق المغنی ص۱۳ ج۲)

(۱۱۵٦) من ادرك ركعة من صلوة الجمعة وغيرها فليضف اليها اخرى وقد تمت صلوته (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو نماز جمعہ یا کسی دوسری نماز کی ایک رکعت پالیتا ہے وہ اس کے ساتھ دوسری رکعت ملالے تو اس کی نماز پوری ہے۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف ہے اسے اس روایت میں وہم ہو گیا ہے اصل روایت تو حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعا ہے کہ من ادرک من الصلوۃ رکعۃ فقد ادرکھا ہے جسے اس نے ابن عمر سے روایت کر دیا ابن حجر فرماتے ہیں صلوۃ الجمعۃ کا لفظ وہم ہے (التعلیق المغنی ص۱۲ ج۲)

۱۱۵۵ — دارقطني ص۱۰ ج۲، الكامل ص۱٦۳۷ ج٤ وص۱۹٤۷ ج٥، العلل المتناهية ص٤٦۷ ج۱۔

۱۱۵٦ — دارقطني ص۱۲ ج۲۔

۱۱۵۷ — ابن ماجة ج۱۱۲۹۔

نماز جمعہ سے پہلے و بعد نوافل

(۱۱۵۷) یرکع من قبل الجمعة اربعا لا یفصل فی شئی منھن و اربعاً بعدھا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ خطبہ سے پہلے چار اور خطبہ کے بعد چار رکعت پڑھتے اور ان میں (سلام پھیر کر) فصل نہ کرتے۔ ☆

بے اصل ہے راوی حجاج بن ارطاۃ اور عطیہ عوفی دونوں ضعیف ہے اور ایک تیسرا راوی مبشر بن عبید کا شمار حدیث وضع کرنے والوں میں ہوتا ہے اور اس روایت کی سند واہ ہے۔ (نصب الرایہ ص ۲۰۶ ج ۲)

(۱۱۵۸) کان رسول اللہ ﷺ یصلی قبل الجمعة اربعاً و بعدھا اربعاً۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ جمعہ سے قبل اور جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھتے۔ ضعیف ہے راوی علی بن سعید رازی میں ضعیف ہے۔ (درایہ ص ۲۱۸ ج ۱)

(۱۱۵۹) یہی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً مروی ہے۔ جسکا ایک راوی عاصم بن ضمرہ ردی الحفظ تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے موقوف اقوال کو مرفوع روایت کر دیتا تھا، اور اس کا شاگرد حسین بن عبدالرحمٰن سلمی متغیر ہے۔ (تقریب ص ۷۹) اور تیسرا راوی سلمی کا شاگرد محمد بن عبدالرحمٰن سہمی لین الحدیث ہے۔ (تقریب ص ۳۰۷)

(۱۱۶۰) کان یصلی الجمعة اربع رکعات وبعدھا اربع رکعات۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ موقوفاً)

ابن مسعود جمعہ سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت پڑھتے تھے۔ ☆

منقطع ہے راوی قتادۃ کا ابن مسعود سے سماع نہیں ہے۔ (مجمع ص ۱۹۵ ج ۲)

(۱۱۶۱) کان یأمرنا ان نصلی قبل الجمعة اربعاً و بعدھا اربعاً۔

۱۱۵۸ – طبرانی أوسط ص ۵۶۸ ج ۴ ح ۳۹۷۱، نصب الرایة ص ۲۰۶ ج ۲، درایة ص ۲۱۸ ج ۱۔

۱۱۵۹ – طبرانی أوسط ص ۳۶۸ ج ۲ ح ۱۶۴۰۔

۱۱۶۰ – طبرانی کبیر ص ۳۱۰ ج ۹ ح ۹۵۵۵۔

۱۱۶۱ – طبرانی کبیر ص ۳۱۰ ج ۹ ح ۹۵۵۲۔

(ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ابن مسعود ہمیں جمعہ سے پہلے چار رکعت اور بعد میں بھی چار رکعت پڑھنے کا حکم فرماتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عطاء بن سائب مختلط ہے۔ (تقریب ۲۳۹)

جمعہ کے روز تلاوت و استغفار

(۱۱۶۲) من قرأ حم الدخان في ليلة الجمعة او يوم الجمعة بنى الله له بيتا في الجنة۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کی رات یا دن کو سورۃ دخان کی تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ ☆

بے اصل ہے راوی فضال بن جبیر حضرت ابو امامہ سے ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جو ان کی روایات سے نہیں ہوتیں یہ کسی صورت میں بھی قابل احتجاج نہیں ہے اور حضرت ابو امامہ سے اس کی روایت کا کچھ اصل نہیں (کتاب المجروحین ص ۲۰۴ ج ۲)

(۱۱۶۳) من قرأ سورة آل عمران صلى الله عليه وملائكته حتى تغيب الشمس (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو سورۃ آل عمران پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرتا ہے اور فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں حتیٰ کہ سورج غروب ہو جاتا ہے۔ ☆

بے اصل ہے راوی طلحہ بن زید الرقی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) سخت منکر الحدیث ہے اس کی روایت قابل حجت نہیں (ابن حبان) حدیث وضع کرتا تھا (ابن مدینی) اس نے چند من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۳۳۸ ج ۲)

١١٦٢ — طبراني كبير ص٢٦٤ ج٨ ح٨٠٢٦.

١١٦٣ — طبراني أوسط ص٢٩٢ ج٧ ح٦١٥٣.

١١٦٤ — طبراني أوسط ص٣٤٩ ج٨ ح٧٧١٣.

(۱۱۶۴) من قال قبل صلوة الغداة یوم الجمعة ثلاث مرة استغفر الله الذی لا اله الا هو واتوب الیه غفرت ذنوبه وان کانت اکثر من زید البحر (انس رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے روز فجر کی نماز سے پہلے تین مرتبہ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو واتوب الیہ کہتا ہے تو اس کے تمام گناہ خواہ وہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں معاف کر دیے جاتے ہیں۔☆

بے اصل ہے راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بالسی متہم ہے (احمد) یہ کسی بھی حالت میں قابل احتجاج نہیں ہم نے عمر بن سنان عن اسحاق بن خالد بالسی کے طریق سے سو روایات کے قریب اس سے ایک نسخہ لکھا جو مقلوب روایات پر مشتمل ہے جس کا کچھ اصل نہیں (میزان ص ۲۳۱ ج ۲)

صدقہ وکار خیر

(۱۱۶۵) یتصدق مما قل او کثر یوم الجمعة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے روز صدقہ کیا جائے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔☆

ضعیف ہے راوی ایوب بن نھیک منکر الحدیث ہے اور اس کا شاگرد ابو قتادہ حرانی کوئی شی نہیں (العلل المتناھیہ ص ۴۶۸ ج ۱)

(۱۱۶۶) من وافق صیامه یوم الجمعة وعاد مریضا وشهد جنازة و تصدق واعتق وجبت له الجنة (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے روز جس نے روزہ رکھا، بیمار کی تیمارداری کی، نماز جنازہ میں حاضر ہوا، صدقہ کیا اور غلام آزاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔☆

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے۔

۱۱۶۵ — بیهقی ص ۲۹۵ ج ٤، العلل المتناهیة ص ٤٦٨ ج ۱۔

۱۱۶۶ — اللالی ص ۲٦ ج ۲، کنز العمال ص ۸۸۹ ج ۱۵۔

(١١٦٧) من اصبح يوم الجمعة صائما وعاد مريضا واطعم مسكينا وشيع جنازة لم يصبه ذنب اربعين سنة (جابر رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے روز روزہ رکھے، بیمار کی تیمار داری کرے، مسکین کو کھانا کھلائے۔ جنازہ کے ساتھ چلے تو چالیس سال تک اسے گناہ نہیں پہنچے گا۔ ☆

ابن جوزی فرماتے ہیں من گھڑت ہے راوی عمرو بن حمزہ بصری اس کا استاذ خلیل بن مرہ اور اس کا استاذ اسماعیل بن ابراہیم کلھم ضعیف اور مجروح ہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۲ ج ۲)

(١١٦٨) تضاعف الحسنات يوم الجمعة (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)

جمعہ کے روز نیکیاں دو گناہ ہو جاتی ہیں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی خالد بن آدم کذاب ہے (مجمع ص ۱۶۴ ج ۲)
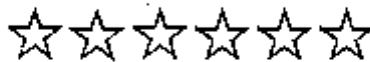
☆☆☆☆☆☆

١١٦٧ – الكامل ص ٩٣٠ ج ٣، كتاب الموضوعات ص ٣٢ ج ٢، تنزيه ص ١٠٤ ج ٢، الفوائد المجموعة ص ٤٣٧، اللآلي ص ٢٨ ج ٢، شعب الايمان ص ٣٩٤ ج ٣ ح ٣٨٦٥۔

١١٦٨ (أ) طبراني أوسط ص ٤٣٥ ج ٨ ح ٧٨٩١۔

۵۱- کتاب العیدین

عید کی رات عبادت

(۱۱۶۸ب) ایک بہت لمبی حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے اسرافیل علیہ السلام سے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے خبر دی ہے کہ جو شخص فطر کی رات سو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے اس کے آخر میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری امت کے مرد اور عورتوں کے لئے ہے جو مجھ سے پہلے کسی ایک کو نہیں دیا گیا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں راویوں کی ایک جماعت ہے جو اصلاً نامعلوم ہے (کتاب الموضوعات ص۵۳ ج۲)

(۱۱۶۹) جو فطر کے دن نماز عید کے بعد چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاعلیٰ پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۃ الشمس پڑھے اور تیسری رکعت میں سورۃ الضحیٰ پڑھے اور چوتھی رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے تو اس نے گویا کہ پورا قرآن انبیاء پر تلاوت کیا ہے اور اس نے جہاں بھر کے یتیموں کو سیر کر دیا ہے اس کے لئے ان کے اجر کے برابر اجر ہے جن پر بھی سورج طلوع ہوا ہے اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں اور ایک راوی عبد اللہ بن محمد ہے جس کا ذکر کرنا کتابوں میں حلال نہیں (کتاب الموضوعات ص۵۴ ج۲)

(۱۱۷۰) من احیاء لیلتی العید لم یمت قلبه یوم تموت القلوب (ابو امامه)

جس نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی دونوں راتوں کو بیدار رکھا اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن دل مردہ

۱۱۶۸ (ب) کتاب الموضوعات ص۵۳ ج۲، اللآلی ص۶۱ ج۲، تنزیه ص۹٤ ج۲، الفوائد المجموعة ص۵۲۔

۱۱۶۹ – کتاب الموضوعات ص٥٤ ج۲، اللآلی ص٦١ ج۲، تنزیه ص۹٥ ج۲، الفوائد ٥٢۔

۱۱۷۰ – ابن ماجة ح۱۷۸۲، تذکرة الموضوعات ص٤٧، احیاء العلوم ص٤ ج۲، المغني عن حمل الاسفار ص۳٤٢ ج۱۔

ہو جائیں گے۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۱۱۷۱) اور یہی روایت حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو سخت ضعیف ہے راوی عمر بن ہارون بلخی متروک الحدیث ہے (احمد، ابن مہدی، نسائی) ثقہ راویوں سے معضل روایتیں روایت کرتا تھا (ابن حبان) کذاب ہے (ابن معین و صالح جزرہ ☆ میزان ص ۲۲۸ ج ۳) اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا روای بشر بن رافع متہم بالوضع ہے (تلخیص ص ۸۵ ج ۲)

(۱۱۷۲) من قام ليلتي العيد لله محتسبا فلم يمت قلبه حين تموت القلوب (ابو درداء رضی اللہ عنہ)

جس نے عید کی دو راتوں کو ثواب کی خاطر قیام کیا اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جب دل مردہ ہو جائیں گے۔☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن محمد متروک ہے (تقریب ص ۲۳)

(۱۱۷۳) من احيأ الليالي الاربع وجبت له الجنة ليلة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر (معاذ رضی اللہ عنہ)

جس نے چار راتوں کو بیدار رکھا اس کے لئے جنت واجب ہے ترویہ (۸ ذوالحج) کی رات، عرفہ کی رات، قربانی کی رات اور عید الفطر کی رات۔☆

باطل ہے ایک راوی سوید بن سعید ضعیف ہے دوسرا راوی عبد الرحیم بن زید العمی متروک متہم بالکذب ہے (دیکھیے نمبر ۵۱) مسند فردوس میں یہ روایت ابراہیم بن ابی یحیٰ عن ابی معشر عن الملۃ بن سہل کے طریق سے ہے یہ ابراہیم وہی ہے جو اوپر والی حدیث میں تقریب کے حوالہ سے متروک گزر چکا ہے اس کا استاذ ابو معشر نجیح بن عبد الرحمٰن سندھی مختلط اور ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۲)

(۱۱۷۴) یہی روایت ابن اعرابی نے المعجم میں اور علی بن سعید عسکری نے کردوس صحابی سے روایت کی ہے اس کی

۱۱۷۱ — ديلمي ص ۲۷۱ ج ٤ ح ٦٣٥٠، الترغيب والترهيب ص ۱۵۳ ج ۲، مجمع ص ۱۹۸ ج ۲۔

۱۱۷۲ — تلخيص ص ۸۰ ج ۲

۱۱۷۳ — ديلمي ص ۲۷۲ ج ٤ ح ٦٣٥١، تلخيص ص ۸۰ ج ۲۔

۱۱۷٤ — تلخيص ص ۸۰ ج ۲۔

سند میں راوی مروان بن سالم تالف ہے (تلخیص ص ۸۵ ج ۲) ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (دار قطنی) منکر الحدیث (بخاری، مسلم وابو حاتم) کذاب ہے (ابو عروہ حرانی) اس کی عام روایات پر ثقہ راوی متابعت نہیں کرتے (ابن عدی ☆ میزان ص ۹۰ ج ۴)

(۱۱۷۵) من صلی لیلة الفطر مائة رکعة الحدیث (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جو عید الفطر کی رات سو رکعت پڑھے۔☆

لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے من گھڑت ہے اس کی سند کے چند راوی اصلاً نامعلوم ہیں (کتاب الموضوعات ص ۵۳ ج ۲ والفوائد المجموعہ ص ۵۲)

غسل

(۱۱۷۶) من صام رمضان وغدا بغسل الی المصلی وختمه صدقه رجع مغفورا له (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ)

جس نے رمضان کے روزے رکھے اور صبح غسل کر کے عید گاہ کی طرف گیا اور اس کا اختتام صدقے سے کیا تو گھر بخشا ہوا لوٹے گا۔☆

ضعیف ہے راوی نصر بن حماد متروک ہے (مجمع ص ۱۹۸ ج ۲) ثقہ نہیں (نسائی) ذاہب الحدیث ہے (مسلم) کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۲۵۱ ج ۴)

(۱۱۷۷) کنا ناکل ونشرب ونغسل ثم نخرج الی المصلی (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

ہم کھا، پی اور غسل کر کے عیدگاہ کی طرف نکلتے تھے۔☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن یزید کی متروک ہے (مجمع ص ۱۹۸ ج ۲) ثقہ نہیں (ابن معین) اس سے سکوت ہے (بخاری ☆ میزان ص ۷۵ ج ۱)

۱۱۷۵ – کتاب الموضوعات ص ۵۲ ج ۲، اللآلی ص ۶۱ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۵۲، تنزیه ص ۹۴ ج ۲۔

۱۱۷۶ – طبرانی أوسط ص ۷٦٦ ج ٦ ح ۵۷۸۰۔

۱۱۷۷ – طبرانی کبیر ص ۲۰۱ ج ۱۱ ح ۱۱٦٤۸۔

کھانا کھانا اور عید کے لئے جانا

(۱۱۷۸) کان یطعم یوم الفطر قبل ان یغدو و یامر الناس بذلك (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

آپ عید الفطر کے دن عید کے لئے جانے سے پہلے کھانا کھاتے اور لوگوں کو بھی اس کا حکم دیتے۔☆

اس متن کے ساتھ باطل ہے راوی واقدی کذاب ہے۔ (میزان ص ۶۶۴ ج ۳)

(۱۱۷۹) ان من السنۃ ان تاتی العید ماشیاً (علی رضی اللہ عنہ)

سنت طریقہ یہ ہے کہ عید کے لئے پیدل جایا جائے۔ سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(۱۱۸۰) لم یرکب فی جنازۃ قط ولا فی خروج الاضحی ولا الفطر (زھری)

آپ جنازہ اور عید الاضحی اور عید الفطر کو جاتے وقت سوار نہیں ہوتے تھے۔☆ مرسل ہے

(۱۱۸۱) سنۃ الفطر ثلاث المشی الی المصلی والاکل قبل الخروج والاغتسال (سعید بن المسیب رحمہ اللہ)

عید الفطر میں تین سنتیں ہیں عید گاہ کی طرف پیدل چلنا اور نماز کے لئے جانے سے پہلے کھانا کھانا اور غسل کرنا۔☆ مرسل ہے۔

تکبیرات

(۱۱۸۲) زینوا اعیادکم بالتکبیر (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۱۷۸ — طبرانی أوسط ص۲۵۳ ج۵ ح ٤٤٩٩۔

۱۱۷۹ — ترمذی ح ۵۳۰، مصنف عبد الرزاق ص۲۸۹ ج۳، بیہقی ص۲۸۱ ج۳، ابن أبی شیبۃ ص٤٨٦ ج١ ح ٥٦٠٦۔

۱۱۸۰ — فتح الباری ص٤٥١ ج٢، بحوالۃ کتاب الأم، تلخیص ص ۷۰ وص۸۲ ج۲۔

۱۱۸۱ — أرواء ۱۰٤ ج۳۔

۱۱۸۲ — طبرانی أوسط ص۱۸۹ ج۵ ح ٤٣٧٠۔

تم اپنی عیدوں کو تکبیروں کے ساتھ مزین کرو۔☆

ضعیف ہے ایک راوی عبداللہ بن وہیب غزی نامعلوم ہے (مجمع ص ۱۹۷ ج ۲) دوسرا راوی بقیہ ضعیف ہے اور تیسرا راوی عمر بن راشد یمامی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۵۳)

(۱۱۸۳) زينوا العيدين بالتهليل والتقديس والتهميد والتكبير (انس رضی اللہ عنہ)

تم عیدین کو لا الٰہ الا اللہ، سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر سے مزین کرو۔☆

من گھڑت ہے اس میں دو راوی کذاب ہیں (المقاصد الحسنہ ص ۲۳۵) من گھڑت ہے (ضعیف الجامع ص ۳۱۷)

(۱۱۸٤) كان يكبر يوم الفطر من حين يخرج من بيته حتى ياتي المصلى (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

عیدالفطر کے دن گھر سے نکلتے ہی تکبیریں شروع کر دیتے حتی کہ عیدگاہ پہنچ جاتے۔☆

ضعیف ہے راوی ولید بن محمد الموقری اور اس کا شاگرد موسیٰ بن عطاء بلقاوی متروک ہیں (تلخیص المستدرک ص ۲۹۸ ج ۱) موسیٰ منکر الحدیث ہے اور ولید ضعیف ہے محفوظ روایت ابن عمر کا موقوف قول ہے (بیہقی ص ۲۷۹ ج ۳)

(۱۱۸۵) انه يسمع تكبير عمر وهو يمر في زقاق (عبد الله بن هشام رضی اللہ عنہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تکبیر سنتے جب عمر رضی اللہ عنہ گلیوں سے گزرتے ہوئے تکبیریں کہتے۔☆

ضعیف ہے ابن الھیعہ ضعیف ہے۔

(۱۱۸٦) انه يكبر حتى يسمع اهل الطريق (علی رضی اللہ عنہ موقوفاً)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بلند آواز سے تکبیر کہتے حتی کہ راستے والے سن لیتے۔☆

سند نامعلوم ہے۔

۱۱۸۳ – حلية الأولياء ص ۲۸۸ ج ۲، كنز العمال ص ٥٤٦ ج ۸، كشف الخفاء ص ٤٤٣ ج ۱.

۱۱۸٤ – دارقطني ص ٤٤ ج ۲، كنز العمال ص ٦٤٢ ج ۸.

۱۱۸٥ – أرواء ص ۱۲۱ ج ۳.

۱۱۸٦ – أرواء ص ۱۲۱ ج ۳.

نوٹ: بہت سے صحابہ سے موقوفا مروی ہے کہ وہ راستہ میں عید کی تکبیریں بلند آواز سے کہتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۸۷) کان یکبر فی الطریق یعنی فی عید الاضحی۔☆

آپ عید الاضحیٰ کی تکبیریں راستے میں کہتے ☆ حدیث رسول نہیں صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۱۸۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ماثور تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد☆

بے اصل ہے صاحب ہدایہ کا وہم ہے۔

اسلحہ ساتھ لے جانا

(۱۱۸۹) نہی ان یلبس السلاح فی بلاد الاسلام فی العیدین الا ان یکون بحضرۃ العدو (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے منع فرمایا کہ اسلامی علاقہ میں عیدین کے موقع پر اسلحہ پہنا جائے مگر دشمن کی موجودگی میں (درست ہے۔) ☆

من گھڑت ہے راوی نائل بن نجیح ضعیف ہے (تقریب ص۳۵۲) اس کی حدیثیں تاریکی والی ہیں الکامل ۲۵۲۰ ج ۷) اس کا استاذ اسماعیل بن زیاد متروک کذاب ہے (دارقطنی) دجال ہے (ابن حبان ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۷۶ ج۱)

(۱۱۹۰) رایت رسول اللہ ﷺ یوم العیدین یدیہ بالحراب (ابن ابی اوفی)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو عید کے دنوں میں دیکھا کہ آپ کے سامنے نیزہ تھا ☆

من گھڑت ہے راوی منذر بن زیادہ متروک ہے (دارقطنی) کذاب ہے (فلاس ☆ العلل المتناہیہ ص ۴۷۶ ج۱) محدثین کو قرار ہے کہ اس روایت کو منذر نے وضع کیا ہے (لسان ص ۸۹ ج ۶)

۱۱۸۷ — ھدایۃ ص۱۷٤ ج۱، نصب الرایۃ ص۲۲٤ ج۲۔

۱۱۸۸ — ھدایۃ ص۱۷۵ ج۱، درایۃ ص۲۲۳ ج۱۔

۱۱۸۹ — ابن ماجۃ ج٤ ۱۳۱٤ باب ما جاء فی السلاح فی یوم العید، العلل المتناھیۃ ص۳۷۵ ج۱۔

۱۱۹۰ — العلل المتناھیۃ ص٤۷٦ ج۱، لسان ص۸۹ ج٦۔

نماز میں تکبیرات زوائد

(۱۱۹۱) کان یکبر فی العیدین اربعا تکبیرۃ علی الجنائز (ابو موسی و حذیفہ رضی اللہ عنہ)

آپ عیدین میں جنازہ کی طرح چار تکبیریں کہتے تھے۔☆

ضعیف ہے اولاً ابوعائشہ نا معلوم راوی ہے جسے کوئی بھی نہیں جانتا اور نہ ہی کسی ایک سے اس کی روایت درست ہے (المحلی ص ۸۹ ج ۳) غیر معروف ہے (میزان ص ۵۴۳ ج ۴) ثانیاً راوی عبدالرحمٰن بن ثوبان ضعیف ہے (محلی ص ۸۹ ج ۳) اس کی روایات منکر ہیں (احمد☆ العلل المتناہیہ ص ۴۷۵ ج ۱)

(۱۱۹۲) کبر فی العیدین فی الاولی سبعاً قبل القراۃ وفی الآخرۃ خمساً قبل القراۃ (عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ)۔

عیدین میں پہلی رکعت میں قرآت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرآت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔☆

سخت ضعیف ہے راوی کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶)

(۱۱۹۳) اور یہی روایت محمد بن عمار سے بھی مروی ہے اس کا راوی عبداللہ بن محمد بن عمار کوئی شئی نہیں (نصب الرایہ ص ۲۱۸ ج ۲)

(۱۱۹۴) اور یہی روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے اس کا راوی فرج بن فضالہ ضعیف ہے (تقریب ص ۲۷۴)

(۱۱۹۵) اور یہی روایت حضرت عائشہ سے بھی منقول ہے جس کے الفاظ ہیں پہلی رکعت میں قرآت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرآت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے۔ اس میں رکوع کی تکبیریں شامل نہ ہوتیں۔☆

۱۱۹۱ — أبو داود ح ۱۱۵۳، المحلی ص ۸۹ ج ۳، العلل المتناهية ص ۴۷۵ ج ۱، طحاوی ص ۳۴۶ ج ۴۔

۱۱۹۲ — ابن ماجة ح ۱۲۷۹ باب ما جاء فی کم یکبر الامام فی صلاۃ العیدین۔

۱۱۹۳ — دارقطنی ص ۴۷ ج ۲، دارمی ص ۳۱۵ ج ۱، نصب الرایة ص ۲۱۸ ج ۲۔

۱۱۹۴ — دارقطنی ص ۴۹ ج ۲، نصب الرایة ص ۲۱۸ ج ۲۔

۱۱۹۵ — أبوداود ح ۱۱۴۹ باب التکبیر فی العیدین، ابن ماجة ح ۱۲۸۰ باب ما جاء فی صلاۃ العیدین أرواء الغلیل ص ۱۰۸ ج ۳، دارقطنی ص ۴۷ ج ۲، بیهقی ص ۲۸۷ ج ۳، مسند أحمد ص ۷۰ ج ۶۔

اس کا راوی ابن لھیعہ ہے امام بخاری فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے دار قطنی فرماتے ہیں یہ روایت مضطرب ہے اور اس میں اضطراب ابن لھیعہ کی طرف سے ہے (نصب الرایہ ص۲۱۶ ج۲) البانی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اس لئے کہ اس روایت کو ابن لھیعہ سے ابن وہب نے روایت کیا ہے عبدالغنی بن سعید ازدی فرماتے ہیں ابن لھیعہ سے ابن مبارک اور ابن وہب کی روایت صحیح ہے محمد ذیلی فرماتے ہیں اس لئے کہ ابن وہب ابن لھیعہ سے قدیم السماع ہیں لھذا سند صحیح ہے امام دارقطنی نے اس روایت میں خالد بن یزید سے ابن لھیعہ کے سماع اور تحدیث کی وضاحت کی ہے۔ (جس سے تدلیس کا شبہ زائل ہو جاتا ہے) امام بخاری نے اس روایت کو ابن لھیعہ کے تفرد کی وجہ سے ضعیف کہا ہے حالانکہ یہ تفرد ابن وہب کی روایت میں مضر نہیں (ارواء الغلیل ص ۱۰۸ ج۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت عائشہ سے مروی مذکورہ روایت صحیح ہے واللہ اعلم۔

(۱۱۹۶) كان يكبر فى العيدين فى الاولى سبعاً قبل القرة وفي الآخرة خمسا قبل القراة (سعد بن عمار)۔

آپ نماز عیدین میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہتے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن سعد ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲) امام احمد کہتے ہیں تکبیرات عید کے بارہ میں کوئی مرفوع حدیث صحیح نہیں (نصب الرایہ ص۲۱۸ ج۲) راقم الحروف کہتا ہے امام احمد علی بن المدینی اور بخاری نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت کو صحیح کہا ہے جس میں ہے عید کی نماز میں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں اور اس روایت کے بعد امام احمد فرماتے ہیں میرا بھی یہی مذہب ہے ارواء الغلیل ص۱۰۹ ج۳) ممکن ہے دیگر شواہد کی وجہ سے مذکورہ ائمہ نے اسے صحیح کہا ہو۔

(۱۱۹۷) کیونکہ اس روایت کی حضرت ابو ہریرہ کے موقوف عمل سے بھی تائید ہوئی ہے کہ انہوں نے پہلی رکعت میں

۱۱۹۶ — ابن ماجة ح۱۲۷۷ باب ما جاء كم يكبر الامام فى صلاة العيدين۔

۱۱۹۷ — موطا ص۱۰۸، المحلى ص۸۸ ج۲، طحاوی ص۳۴۴ ج۴۔

قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں (موطا) اس حدیث کی سند اس باب میں سب سے عمدہ اور اعلیٰ ہے ابن حزم فرماتے ہیں اس حدیث کی سند سورج کی طرح روشن ہے (المحلی ص ۸۸ ج ۳)

(۱۱۹۸) بارہ تکبیرات کے علاوہ اس باب میں جتنی مرفوع روایات ہیں وہ سب ضعیف ہیں اور اس طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی روایات کہ وہ نو تکبیرات سکھاتے تھے ضعیف ہے اس کا راوی مجالد بن سعید قوی نہیں متغیر ہو گیا تھا (تقریب ص ۳۲۸)

(۱۱۹۹) اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ہے کہ وہ پہلی رکعت میں چار تکبیریں کہتے تھے پھر قرأت کرتے اور دوسری رکعت میں پہلے قرأت کرتے پھر چار تکبیریں کہتے کو بعض آئمہ نے اگرچہ صحیح قرار دیا ہے مگر ضعیف ہے راوی ابو اسحاق سبیعی مدلس اور مختلط ہیں۔ (طبقات المدلسین ص ۱۰۱)

قرأت اور خطبہ

(۱۲۰۰) صلی العید رکعتین لا یقرأ فیھا الا بام الکتاب لم یزد علیھا شیئاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے عید کی نماز دو رکعتیں پڑھیں ان میں صرف سورت فاتحہ کی قرأت کی۔ ☆

منکر ہے راوی شہر بن حوشب صدوق کثیر الارسال اور اوھام ہے (تقریب ص ۱۵۷)

(۱۲۰۱) کان یقرأ فی صلوۃ العیدین بعم یتساء لون والشمس وضحاھا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

نبی اکرم ﷺ نماز عیدین میں سورت النباء اور الشمس پڑھتے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ایوب بن سیار ضعیف ہے نسائی فرماتے ہیں متروک ہے (میزان ص ۲۸۹ ج ۱)

۱۱۹۸ــ ابن أبي شيبة ص ٤٩٤ ج ١ ح ٥٦٩٧۔

۱۱۹۹ــ المحلى ص ۸۸ ج ۳، نصب الراية ص ۲۱۳ ج ۲۔

۱۲۰۰ــ أبويعلى ص ۸٦ ج ۳ ح ۲٥٥٤، طبراني كبير ص ۱۹۳ ج ۱۲ ح ۱٦ ۱۲۰٤۲، كشف الاستار ح ۲۷۰ وص ٤٩٠۔

۱۲۰۱ــ كشف الاستار ح ٦٥٦۔ مجمع ص ۲۰٤ ج ۲

(۱۲۰۲) یکبر بین اضعاف الخطبة یکثر التکبیر فی خطبة عیدین (سعد المؤذن)

عیدین کے خطبہ کے درمیان کثرت سے تکبیریں کہتے۔☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن سعد ضعیف ہے (تقریب ص۲۰۲) اس نے یہ حدیث اپنے باپ سعد سے اور اس نے اپنے باپ عمار سے روایت کی ہے دونوں باپ بیٹا مجہول ہیں (تہذیب ص۴۷۹ ج۳)

(۱۲۰۳) یخطب بعدهما خطبتین کذلك فعل علیه السلام۔☆

امام نماز کے بعد دو خطبے دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔☆

دو خطبوں کا ذکر بے اصل ہے اور صاحب ہدایہ کا استدراج ہے۔

(۱۲۰۴) تقبل الله منا ومنك (واثلہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً)

اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے قبول کرے۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ مدلس اور ضعیف ہے اس کا شاگرد محمد بن ابراہیم سامی منکر الحدیث ہے (العلل المتناھیہ ص۴۷٦ ج۱)

(۱۲۰۵) سالت رسول الله ﷺ عن قول الناس تقبل الله منا ومنکم قال ذالك فعل اهل الکتاب وکرهه (عبادہ رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارہ میں پوچھا کہ لوگ آپس میں جو تقبل اللہ منا ومنکم کہتے ہیں آپ نے فرمایا یہ اہل کتاب کا فعل ہے اور اس کو ناپسند فرمایا۔☆

سخت ضعیف ہے راوی مکحول کثیر الارسال ہیں اور ان کی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت منقطع ہے دوسرا راوی عبدالخالق بن زید بن واقد ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) ضعیف الحدیث، منکر الحدیث غیر قوی ہے (ابوحاتم) کوئی شئی نہیں (ابونعیم ☆ لسان ص۴۰۱ ج۳) مشاہیر سے منکر حدیثیں روایت کرتا تھا قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص۱۴۹ ج۲)

۱۲۰۲ — ابن ماجة ح۱۲۸۷ باب ما جاء في الخطبة في العيدين، المستدرك حاكم ص۶۰۷ ج۳۔

۱۲۰۳ — هداية ص۱۷٤ ج۱، نصب الراية ص۲۲۰ ج۲، دراية ص۲۲۲ ج۱۔

۱۲۰٤ — بيهقي ص۳۱۹ ج۳، العلل المتناهية ص٤٧٦ ج۱۔

۱۲۰۵ — كتاب المجروحين ص۱٤۹ ج۲، لسان ص٤۰۰ ج۳۔

نماز عید کے بعد نماز

(۱۲۰۶) جس نے عید الفطر کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھیں پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۃ الشمس، تیسری رکعت میں سورۃ الضحیٰ اور چوتھی رکعت میں قل ھو اللہ پڑھی وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے تمام نبیوں پر نازل شدہ تمام کتابیں پڑھ ڈالیں اور اس کا اجر تمام یتیموں کو سیر کرنے کے برابر ہے۔ اور مزید اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (سلمان فارسی رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اور اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں ایک راوی عبداللہ بن محمد ہے ابن حبان فرماتے ہیں اس کا کتابوں میں تذکرہ کرنا حلال نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۵۴ ج۲)

جمعہ اور عید کا اجماع

(۱۲۰۷) شهدت مع النبي ﷺ عيدين اجتمعا فصلى العيد ثم رخص في الجمعة فقال من شاء ان يصلي فليصل (زيد بن ارقم رضی اللہ عنہ)

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو عیدیں (عید اور جمعہ) میں حاضر تھا جو اکٹھی آگئیں آپ نے نماز عید پڑھی اور جمعہ کی نماز پڑھنے میں رخصت دے دی فرمایا جو جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ بن ولید ضعیف ہے۔ (دیکھئے نمبر ۳۳۷)

(۱۲۰۸) اجتمع في يومكم هذا عيدان فمن شاء منكم اجزاه من الجمعة وانا مجمعون (ابو هريرہ رضی اللہ عنہ)

تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں جو شخص (صرف عید کی نماز پر اکتفا) چاہتا ہے تو نماز عید اس

۱۲۰۶ — كتاب الموضوعات ص۹۳ ج۲، تنزيه ص۹۴ ج۲، الفوائد المجموعة ص۵۳۔

۱۲۰۷ — المستدرك ص۲۸۸ ج۱، نسائي ج۱۵۹۲، ابن ماجة ج۱۳۱۰، مسند أحمد ص۳۷۲ ج۴، بيهقي ص۳۱۷ ج۳۔

۱۲۰۸ — أبوداود باب اذا وافق يوم الجمعة يوم عيد ج ۱۰۷۳، بيهقي ص۳۱۷ ج۳، ابن ماجة ج۱۳۱۱، المستدرك ص۲۸۸ ج۱، تاريخ بغداد ص۱۲۵ ج۳، العلل المتناهية ص۴۷۷ ج۱۔

کو جمعہ سے کفایت کر دے گی اور ہم جمعہ پڑھیں گے۔ ☆

ضعیف ہے راوی بقیہ بن ولید ضعیف ہے دارقطنی فرماتے ہیں یہ روایت مغیرہ ضبی کی غریب روایت ہے اسے صرف شعبہ نے مرفوع روایت کیا ہے اور شعبہ سے صرف بقیہ نے نیز اسکو زیاد بکائی اور صالح بن موسی طلحی نے عبد العزیز بن رفیع سے متصل روایت کیا ہے اسی طرح ثوری عن عبد العزیز سے بھی متصل ہے اور یہ روایت اس سے غریب ہے ایک جماعت نے عبد العزیز سے عن ابي صالح عن النبي ﷺ مرسل روایت کی ہے اس میں ابو ہریرہ کا ذکر نہیں کیا۔

اسی طرح امام احمد نے بھی فرمایا ہے کہ ابو صالح سے عام لوگوں نے مرسل روایت کی ہے اور احمد نے بقیہ سے مرفوع روایت کرنے پر تعجب فرمایا ہے (العلل المتناہیہ ص۴۷۳ ج۱) واضح رہے کہ روایت دراصل ابو ہریرہ کی سند سے ہے ابن ماجہ میں ابو ہریرہ کے بجائے ابن عباس ہے جو وہم ہے۔

(۱۲۰۹) اجتمع عيدان على عهد رسول الله ﷺ فصلى بالناس ثم قال من شاء ان ياتي الجمعة فلياتها ومن شاء ان يتخلف فليتخلف (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عید اور جمعہ اکٹھے آ گئے آپ نے لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی اور فرمایا جو جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے اور جو اس سے پیچھے رہنا چاہے وہ پیچھے رہ جائے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی مندل ضعیف ہے (تقریب ص۳۴۷) اس کا شاگرد جبارہ بن مغلس کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص۳۸۷ ج۱)

(۱۲۱۰) شهدت معاوية وهو يسال زيد بن ارقم شهدت مع رسول الله ﷺ عيدان اجتمعا قال نعم صلى العيد الاول اول النهار ثم ارخص في الجمعة ثم قال من شاء ان يجمع فليجتمع (اياس بن ابي رملة رضی اللہ عنہ)

۱۲۰۹— ابن ماجه ح ۱۳۱۲، الكامل ص ۱۰۵۰ و ص ۱۲۱۸ ج ۳ و ص ۲٤٤۸ ج ٦، العلل المتناهية ص٤٧٤ ج ١.

۱۲۱۰— أبوداود باب اذا وافق يوم الجمعة يوم عيد ح ۱۰۷۰، نسائي ح۱۵۹۲، ابن ماجة ح۱۳۱۰، المستدرك ص۲۸۸ ج۱، العلل المتناهية ص۷٤۷ ج۱.

میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے تھے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا جب عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہوئے تو انہوں نے فرمایا جی ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے پہلے وقت عید پڑھائی پھر جمعہ کے بارہ میں رخصت دے دی اور فرمایا جو جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے۔☆

ضعیف ہے راوی ایاس مجہول ہے (تقریب ص ۴۰)

(۱۲۱۱) اجتمع عیدان علی عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال من احب ان یجلس من اهل البادیة فلیجلس من غیر حرج (عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید اور جمعہ اکٹھے آ گئے آپ نے فرمایا دیہاتیوں میں سے جو بیٹھنا چاہتا ہے وہ بغیر کسی حرج کے بیٹھ جائے۔☆

منقطع ہے اور پھر سند بھی ضعیف ہے (بیہقی ص ۳۱۸ ج ۳) راوی ابراہیم بن محمد بن ابی یحیی متروک ہے (تقریب ص ۲۳)

۱۲۱۱ — بیہقی ص ۳۱۸ ج ۳

۱۲- کتاب الصلوات التطوعات

صلوۃ الضحی

(۱۲۱۲) یصلی الضحی حتی نقول لا یدعها ویدعها حتی نقول لا یصلها (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

چاشت کی نماز پڑھتے حتی کہ ہم کہتے آپ اس کو چھوڑیں گے نہیں اور چھوڑ دیتے حتی کہ ہم کہتے آپ اسے پڑھیں گے نہیں۔ ☆اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عطیہ عوفی ضعیف ہے (ابو حاتم) ☆ضعیف الحدیث ہے (احمد) ☆میزان ص۸۰ ج۳

(۱۲۱۳) صلی رسول اللہ ﷺ الضحی یوما رکعتین ثم یوما اربعا ثم یوما ستا ثم یوما ثمانیا ثم ترك یوماً (مجاهد رحمہ اللہ)

آپ نے ایک دن چاشت کی نماز دو رکعتیں، دوسرے دن چار رکعتیں تیسرے دن چھ رکعتیں اور چوتھے دن آٹھ رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے ایک دن چھوڑ دی۔ ☆ مرسل ہے۔

(۱۲۱٤) صلی سبحة الضحی ثمانی رکعات یسلم من کل رکعتین (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ نے چاشت کی نماز آٹھ رکعتیں پڑھیں اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔☆یسلم من کل رکعتین کے الفاظ ضعیف ہیں راوی عیاض بن عبداللہ لین ہے (تقریب ص۲۷۰) اور یہ اس میں منفرد ہے۔

(۱۲۱۵) صلی بمکة یوم فتحها ثمان رکعات یطول فیها القرأة والرکوع (سعد رضی اللہ عنہ)

آپ نے فتح مکہ کے دن آٹھ رکعتیں پڑھیں جن میں قرأۃ اور رکوع لمبے کیے۔ ☆☆

۱۲۱۲ — مسند أحمد ص۳٦ ص۲۱ ج۳، أرواء الغلیل ص۲۱۲ ج۲، ترمذی ح۴۷۷ باب صلاة الضحی۔

۱۲۱۳ — ارواء الغلیل ص۲٤۷ ج۔

۱۲۱٤ — ابو داود باب صلاة الضحی ح۱۲٤۰، بیهقی ص٤۸ ج۳

۱۲۱۵ — کشف الاستار ح۶۹۸، مجمع ص۲۳٦ ج۲۔

یطول سے لیکر آخر تک کے الفاظ ضعیف ہیں راوی عبداللہ بن شعیب ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳۶ ج ۲) ذاہب الحدیث ہے (ابو احمد حاکم) خبروں کو پلٹ دیتا اور روایات کی چوری کرتا تھا۔ (ابن حبان) واہ ہے (میزان ص ۴۳۹ ج ۲)

(۱۲۱۶) لا یترك الضحى في السفر ولا في غيره (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

آپ چاشت کی نماز سفر وغیرہ میں بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ☆

باطل ہے راوی یوسف سمتی کذاب ہے۔ حدیث وضع کرتا تھا۔ (کتاب المجروحین ص ۱۳۱ ج ۳) تفصیل داستان حنفیہ ص ۲۲۳ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۲۱۷) لا يحافظ على صلوة الضحى الا اوّاب (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

نماز چاشت کی حفاظت صرف اواب (اللہ کی طرف زیادہ رجوع کرنے والا) کرتا ہے۔ ☆ ضعیف ہے سند میں ایک مجہول راوی ہے اور دوسرا راوی محمد بن عمرو متکلم فیہ ہے (مجمع ص ۲۳۹ ج ۲)

(۱۲۱۸) جنت کے ایک دروازے کا نام ضحیٰ ہے قیامت کے دن آواز دینے والا کہے گا کہاں ہیں وہ جو نماز ضحیٰ پر ہمیشگی کرتے تھے وہ آج اس دروازہ سے داخل ہوں (ابو ہریرہ)

سخت ضعیف ہے راوی سلیمان بن داؤد یمامی متروک ہے (مجمع ص ۲۳۹ ج ۲)

(۱۲۱۹) ان في الجنة بابا يقال له ضحى فمن صلى صلوة الضحى حنت اليه صلوة الضحى كما يحن الفصيل الى امه حتى انها لتستقبله حتى يدخل الجنة (انس رضی اللہ عنہ)

جنت کے ایک دروازے کا نام ضحیٰ ہے جس نے چاشت کی نماز پڑھی وہ نماز (قیامت کے دن) نمازی کی طرف جھکے گی جیسا کہ بچہ ماں کی طرف جھکتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کا استقبال کرے گی یہاں تک کہ نمازی جنت میں داخل ہو جائے۔ ☆ باطل ہے۔

۱۲۱۶ — كشف الاستار ج ۶۹۰، مجمع ص ۲۳۸ ج ۲۔

۱۲۱۷ — ابن خزيمة ص ۲۲۸ ج ۲، المستدرك ص ۳۱۴ ج ۱، الكامل ص ۲۲۰۵ ج ۶، طبراني أوسط ص ۱۵ ج ٤ ح ۳۸۷۷، درمنثور ص ۲۹۹ ج ۵، كنز العمال ص ۸۰۷ ج ۷۔

۱۲۱۸ — طبراني أوسط ص ۲۸ ج ٦ ح ۵۰۵٦، العلل المتناهية ص ٤٧٢ ج ۱۔

۱۲۱۹ — العلل المتناهية ص ٤٧١ ج ۱، تاريخ بغداد ص ۲۰۷ ج ۱٤۔

(١٢٢٠) ان في الجنة بابا يقال له الضحى لا يدخل منه الا من حافظ على صلوة الضحى (انس رضی اللہ عنہ)

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ضحیٰ ہے اس دروازے سے وہی شخص داخل ہوگا جو نماز چاشت کی حفاظت کرتا ہے۔☆

باطل ہے ان دونوں رواتیوں کا راوی یحیٰ بن شبیب یمانی سفیان سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جن کو سفیان نے کبھی روایت نہیں کیا کسی حالت میں بھی قابل حجت نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۲۹ ج ۳) خطیب نے شبیب کے ترجمہ میں مذکورہ حدیث ذکر کی ہے اور فرمایا ہے اس سے محمد بن سری اور علی بن محمد بن فتح نے باطل حدیثیں روایتیں کی ہیں (تاریخ بغداد ص ۲۰۶ ج ۱۴) مذکورہ حدیث بھی علی بن محمد کے طریق سے ہے۔

(١٢٢١) من دوام على صلوة الضحى ولم يقطعها الا من علة كنت انا وهو في الجنة في زورق من نور في بحر من نور الله حتى نزور رب العالمين (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)

جو نماز چاشت پر ہمیشگی کرے اور اسے بغیر کسی علت اور سبب کے ترک نہ کرے میں اور وہ جنت میں نور کی کشتی پر سوار ہوں گے جو اللہ کے نور کے سمندر میں ہوگی حتی کہ ہم رب العالمین کی زیارت کریں گے۔☆

من گھڑت ہے راوی زکریا بن دریت کندی حمید طویل پر روایتیں گھڑتا تھا اس نے حمید کے نام پر ایک نسخہ روایت کیا ہے جو بالکل من گھڑت ہے اس کا کتابوں میں ذکر کرنا حلال نہیں (کتاب المجروحین ص ۳۱۵ ج ۱)

(۱۲۲۲) ایک طویل حدیث میں ہے جس نے جمعہ کے روز نماز چاشت کی چار رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں دس مرتبہ سورۃ الفاتحہ دس مرتبہ سورۃ الاخلاص دس مرتبہ سورۃ الکافرون دس مرتبہ آیۃ الکرسی اور دس مرتبہ معوذتین کو پڑھا اس کے آخر میں ہے اس کے لئے حضرت ابراہیم، موسیٰ، یحییٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوات والسلام کو ثواب ہوگا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

١٢٢٠ – العلل المتناهية ص ٤٧١ ج ١، تاريخ بغداد ص ٢٠٧ ج ١٤.

١٢٢١ – كتاب المجروحين ص ٣١٥ ج ١، العلل المتناهية ص ٤٧٢ ج ١، ميزان ص ٧٢ ج ٢.

١٢٢٢ – كتاب الموضوعات ص ٣٧ ج ٢، اللآلي ص ٣٢ ج ٢، تنزيه ص ٨٢ ج ٢، الفوائد المجموعة ص ٣٦.

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث بلاشبہ من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں ان میں سے کسی ایک نے اس روایت کو گھڑا ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۷ ج ۲) سیوطی فرماتے ہیں شیرازی نے اس روایت کو القاب میں روایت کیا ہے اس کے من گھڑت ہونے میں کوئی شک نہیں (اللآلی المصنوعہ ص ۳۷ ج ۲)

(۱۲۲۳) یہی روایت حضرت علی سے بھی مرفوعاً بیان کی جاتی ہے سیوطی فرماتے ہیں ابونعیم نے اس روایت کو کتاب قربان المتقین میں دو متصل اور منقطع سندوں سے روایت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں من گھڑت الفاظ ہیں اور اس کے من گھڑت ہونے کے آثار بڑے واضح ہیں (اللآلی المصنوعہ ص ۳۷ ج ۲)

کیا چار رکعتیں نماز پڑھنے والا اولوالعزم انبیاء کے ثواب کا پا سکتا ہے حاشا وکلا۔

(١٢٢٤) صلى بنا رسول الله ﷺ صلوة الضحى (عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ نے ہم کو چاشت کی نماز پڑھائی۔ ضعیف ہے اس کی سند میں شیخ راوی مجہول ہے (مسند احمد ص ۶۴ ج ۵)

(١٢٢٥) من صلى الضحى فكانما صلى صلاة الاوّابين وكان معي مرافقتي يوم القيامة في الجنة۔ (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے نماز ضحیٰ پڑھی اس نے گویا کہ نماز اوابین پڑھی اور وہ قیامت کے روز میرے ساتھ ہوگا۔ (سند نا معلوم ہے۔

(١٢٢٦)من صلى الضحى وصيام ثلاثة ايام الحديث۔☆

جس نے نماز ضحیٰ پڑھی اور مہینہ میں تین روزے رکھے اور وتر سفر اور حضر میں نہ چھوڑے اس کے لئے شہید کا اجر لکھا جاتا ہے۔☆ضعیف ہے راوی ایوب بن نہیک ضعیف ہے۔ (میزان ص ۲۹۴ ج ۱)

١٢٢٣ — اللآلی ص ٣٢ ج ٢.

١٢٢٤ — مسند أحمد ص ٦٤ ج ٥.

١٢٢٥ — ديلمي ص ٥٧ ج ٤ ح ٥٦٦٦

١٢٢٦ — حلية الأولياء ص ٣٢٢ ج ٤، مجمع ص ٢٤١ ج ٢ بحوالة طبراني كبير.

(۱۲۲۷) ما من رجل یصلی صلوۃ الضحی ثم ترکھا الا عرج بھا الی اللہ فقالت یا رب ان فلانا حفظنی فاحفظہ وان فلانا ضیعنی فضیعہ(عبداللہ بن سمجیج)

جو آدمی پہلے نماز ضحیٰ پڑھتا رہا ہو پھر چھوڑ دیتا ہے نماز اللہ کے حضور پیش ہوتی ہے اور عرض کرتی ہے اللہ! فلاں نے میری حفاظت کی تو بھی اس کی حفاظت کر! اور فلاں نے مجھے ضائع کر دیا ہے تو بھی اسے ضائع کر دے!☆

سخت ضعیف ہے بعض دیگر راویوں کے علاوہ عبداللہ بن حسین مصیصی حدیث چور تھا منفرد ہو تو قابل حجت نہیں۔ (میزان ص ۴۰۸ ج ۲)

(۱۲۲۸) صلوا رکعتی الضحی بسورتیھما والشمس والضحی۔ (عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ)

نماز ضحیٰ میں سورت والشمس اور والضحیٰ پڑھو۔☆ من گھڑت ہے راوی مجاشع بن عمرو حدیث وضع کرتا تھا۔ (ابن حبان☆ المغنی فی الضعفاء ص ۵۴۱ ج ۲)

(۱۲۲۹) المنافق لا یصلی الضحی ولا یقرأ قل یا أیھا الکافرون۔ (عبد اللہ بن جراد رضی اللہ عنہ)

منافق نماز ضحیٰ اور سورۃ الکافرون نہیں پڑھتا۔☆

من گھڑت ہے۔ راوی یعلی بن اشدق اس کی حدیث نہ لکھی جائے (بخاری) کوئی شئی نہیں۔ (ابو زرعہ) اس کے لئے حدیثیں وضع کی جاتیں وہ انہیں روایت کر دیتا تھا اور اسے معلوم نہ ہوتا کہ (یہ من گھڑت ہیں) (ابن حبان☆ المغنی فی الضعفاء ص ۷۶۰ ج ۲) من گھڑت ہے۔ (ضعیف الجامع ص ۸۵۷)

نماز تسبیح

(۱۲۳۰) یا عباس یا عماہ الا اعطیك الا منحك الا اخبرك الا أفعل بك عشر

۱۲۲۷— دیلمی ص ۳۱۵ ج ۳ ح ۴۶۳

۱۲۲۸— دیلمی ص ۵۳۶ ج ۲ ح ۳۰۱۷، کنز العمال ص ۸۰۵ ج ۷۔

۱۲۲۹— دیلمی ص ۴۴۸ ج ۴ ح ۶۹۰۳، در منثور ص ۴۰۵ ج ۶، کنز العمال ص ۸۰۷ ج ۷۔

۱۲۳۰— المستدرك ص ۳۱۸ ج ۱، بیہقی ص ۵۱ ج ۳، کنز العمال ص ۸۱۸ ج ۷، تنزیہ ص ۱۰۷ ج ۲، أبوداود ح ۱۲۹۷، الفوائد المجموعۃ ص ۳۷۔

خصال اذا انت فعلت غفرك الله لك ذنبك اوله و آخره قديمه و حديثه خطأه وعمده صغيره وكبيره سره وعلانيته ان تصلى اربع ركعات الحديث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

چچا عباس رضی اللہ عنہ کیا میں تجھے کچھ عطیہ نہ دوں کیا میں تجھے خبر نہ دوں کیا میں تیرے ساتھ ایسے نہ کروں دس خصلتیں ہیں جب آپ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے تمام پچھلے پرانے نئے خطأ اور عمد چھوٹے اور بڑے پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے گا یہ کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں۔ ☆ضعیف ہے ایک راوی موسیٰ بن عبدالعزیز قابل حجت نہیں ہے (ذہبی)

کوئی حرج نہیں (ابن معین و نسائی) کبھی کبھی خطا کر جاتا تھا (ابن حبان) منکر الحدیث (ابوالفضل سلیمان) ضعیف ہے (ابن مدینی) اس کی حدیث منکر ہے (میزان ص ۲۱۳ ج ۴) صدوق سئی الحفظ ہے (تقریب ص ۳۵۱) اس کا استاذ حکم بن ابان ثبت نہیں (میزان ص ۲۱۳ ج ۴)

(۱۲۳۱) يا عم الا اصلك الا احبوك الا انفعك قال بلى يا رسول ﷺ قال صل اربع ركعات الحديث (ابو رافع رضی اللہ عنہ)

اے چچا کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں کیا میں آپ کو نفع نہ پہنچاؤں فرمایا جی ہاں آپ نے فرمایا چار رکعت نماز پڑھ۔ ☆ضعیف ہے راوی موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (نسائی) کوئی شئی نہیں اس کی حدیث قابل حجت نہیں (ابن معین ثقہ ہے قابل حجت نہیں (ابن سعد) صدوق سخت ضعیف ہے (یعقوب بن شیبہ) اس کی حدیث نہ لکھی جائے (احمد) ہم اس کی حدیث سے بچتے تھے (یحیٰی بن سعید) اس کی روایت پر ضعف واضح ہے (ابن عدی ☆ میزان ص ۲۱۳ ج ۴) ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۱) اس کا استاذ سعید بن ابی سعید مجہول ہے (تقریب ص ۱۲۲) یہ حدیث غریب ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۳۵۰ ج ۱)

(۱۲۳۲) جاء العباس الى النبى ﷺ ساعة لم يكن ياتيه فيها فقيل يا رسول

۱۲۳۱ — ابن ماجة ح۱۳۸٦، ترمذی ح۴۸۲ باب ما جاء فی صلاة التسبیح، اللالی ص۳٤ ج۲، کتاب الموضوعات ص٤٦ ج۱۔

۱۲۳۲ — طبرانی کبیر ص۱۳ج۱۱ ح۱۱۳٦٥۔

الله ﷺ هذا عمك على الباب قال اذنوا له فقد جاء لامر۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت تشریف لے گئے جس وقت میں اس سے پہلے نہیں جاتے تھے آپ کو اطلاع دی گئی کہ آپ کے چچا دروازہ پر کھڑے ہیں فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دے دو انہیں کوئی کام لے آیا ہے۔ ☆ضعیف ہے لمبی حدیث کا ابتدائی حصہ ہے راوی نافع بن ہرمز ضعیف ہے (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲) ثقہ نہیں (نسائی) متروک ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) جس کو امام احمد اور ایک جماعت نے ضعیف کہا ہے اور ابن معین نے تکذیب کی ہے (میزان ص ۲۴۳ ج ۴)

(۱۲۳۳) يا غلام الا احبوك الا انحلك الا اعطيتك قال قلت بلى فقال اربع ركعات الحديث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اے بچے کیا میں تجھے کوئی عطیہ نہ دوں میں نے کہا جی ہاں فرمایا چار رکعتیں۔☆

سخت ضعیف ہے راوی عبد القدوس بن حبیب متروک ہے (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲) اس کے ترک پر اجماع ہے (فلاس) ثقہ نہیں (نسائی) کذاب ہے (عبد اللہ بن مبارک) اس کی روایات سند اور متن کے اعتبار سے منکر ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۶۴۳ ج ۲)

(۱۲۳٤) يا ابا الجوزاء الا احبوك الا انحلك الا اعطيك قلت بلى فقال سمعت رسول الله ﷺ يقول من صلى اربع ركعات (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

اے ابو الجوزاء کیا میں تجھے عطیہ نہ دوں؟ میں نے کہا جی ہاں فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے جو چار رکعت نماز پڑھے۔ ☆ضعیف ہے راوی یحیٰی بن عقبہ بن ابی العیزار ضعیف ہے (مجمع ص ۲۸۲ ج ۲) کوئی شی نہیں (ابن معین)، منکر الحدیث ہے (بخاری)، ثقہ نہیں (نسائی) کذاب خبیث اللہ کا دشمن ہے (ابن معین)، حدیث گھڑتا تھا (ابو حاتم ☆ میزان ص ۳۹۷ ج ۴) اس روایت کی ایک اور بھی سند ہے جس میں راوی عبد القدوس بن حبیب متروک ہے جو اس سے پہلے روایت میں گزر چکا ہے۔

۱۲۳۳ – طبراني أوسط ص۱٦۷ ج۳ ح۲۳۲۹، حلية الأولياء ص۲٥ ج۱، كنز العمال ص۸۲۰ ج۷۔

۱۲۳٤ – طبراني أوسط ص۱۸٤ ج۳ ح۲۳۲۹۔

(۱۲۳۵) اس کے ہم معنی روایت حافظ ابو نعیم نے کتاب القربان میں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن طائی عن ابیہ عن ابی رافع عن الفضل بن عباس کے طریق سے بیان کی ہے عبدالحمید اور اس کا باپ عبدالرحمٰن دونوں نامعلوم ہیں اور ابو رافع یہ صحابی نہیں بلکہ خیال ہے کہ اسماعیل بن ابی رافع ہے جو ضعیف ہے (الآثار المرفوعہ ص ۱۲۶)

(۱۲۳۶) وجه رسول الله ﷺ جعفر بن ابى طالب الى بلاد الحبشة فلما قدم اعتنقه وقبل بين عينيه قال الا اهب لك الا ابشرك الا امنحك الا اتحفك قال نعم يا رسول الله ﷺ قال تصلى اربع ركعات الحديث (ابن عمر)

رسول اللہ ﷺ نے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو حبشہ کے علاقہ کی طرف بھیجا جب آپ واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے معانقہ کیا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا کیا میں تجھے تحفہ نہ دوں تو چار رکعت پڑھ ☆ سخت ضعیف ہے راوی احمد بن داؤد بن عبدالغفار کی امام دارقطنی نے تکذیب کی ہے ☆ میزان ص ۹۶ ج ۱) ذہبی نے اس کی دو من گھڑت روایات کی نشاندھی فرمائی ہے (میزان ص ۹۲ ج ۱)

نوٹ: امام حاکم نے اس روایت کی تصحیح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ سند صحیح ہے اس پر کوئی غبار نہیں (مستدرک ص ۳۱۹ ج ۱) مگر احمد بن داؤد پر امام دارقطنی کی شدید جرح سے واضح ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(۱۲۳۷) دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی روایت بیان فرمائی ہے مگر اس کی سند میں ضعف اور انقطاع ہے اس کی ایک اور سند ابن الاشعث عن موسیٰ بن جعفر بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر الصادق عن آباۂ الی عن علی کے طریق سے ہے جس پر محدثین نے اس سند اور جو بھی اس سند کے ساتھ نسخہ اس نے روایت کیا ہے میں طعن کیا ہے (آثار المرفوعہ ص ۱۲۷) راقم کہتا ہے یہ سارا نسخہ ہی من گھڑت ہے۔

(۱۲۳۸) اسی طرح حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی ہے جس کو دارقطنی نے عبدالملک بن ہارون بن عنترہ عن ابیہ عن جدہ عن علی عن جعفر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے جو سخت ضعیف ہے اولاً عبدالملک بن

۱۲۳۵ — الآثار المرفوعة ص ۱۲۶۔
۱۲۳۶ — المستدرك ص ۳۱۹ ج ۱۔
۱۲۳۷ — الآثار المرفوعة ص ۱۲۷۔
۱۲۳۸ — الآثار المرفوعة ص ۱۲۸۔

ہارون متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۷)

اور اس کا باپ ہارون بن عنترہ سخت منکر الحدیث نا قابل حجت ہے (میزان ص ۲۸۴ ج ۴) اس روایت کی خطیب نے ایک اور سند بھی ذکر کی ہے جس کا راوی ابو معشر نجیح ضعیف ہے پھر یہ ابو رافع کی مرسل روایت ہے اور ابو رافع خود بھی ضعیف ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

نماز تسبیح کے بارہ میں اور بھی چند روایات ہیں جن میں بعض مرفوع متصل ہیں بعض موقوف ہیں اور بعض مرسل ہیں مگر ان میں کوئی اکی بھی اس لائق نہیں کہ انفراداً درجہ صحت کو پہنچ سکے خصوصاً مرفوع تو کوئی بھی صحیح نہیں ہے حافظ عقیلی فرماتے ہیں نماز تسبیح کے بارہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں عقیلی کے اس قول کو حافظ عراقی نے بعینہ بلا کسی نقد و جرح کے نقل فرمایا ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۴۱ ج ۱)

سورج گرہن کی نماز

(۱۲۳۹) فی کل رکعة رکوع (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نماز کسوف کی ہر رکعت میں ایک رکوع ہے۔☆ بے اصل ہے (نصب الرایہ ص ۲۲۷ ج ۲ و درایہ ص ۲۲۴ ج ۱)

(۱۲۴۰) اذا کسفت الشمس والقمر فصلوا کا حدث صلوة فلیتموها فی المکتوبة (نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ)

منقطع ہے راوی ابو قلابہ کا حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں (تہذیب ص ۲۲۵ ج ۵)

اس روایت کی ایک اور سند بھی ہے جو عن ابی قلابہ عن رجل عن النعمان کے طریق سے ہے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کا شاگرد رجل مجہول ہے۔

(۱۲۴۱) صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الکسوف فلم اسمع منه فیها حرفاً (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سورج گرہن کی نماز پڑھی تو آپ سے قرأت کا ایک حرف بھی نہ سنا۔☆

۱۲۳۹ — نصب الرایة ص ۲۲۷ ج ۲، درایة ص ۲۲۴ ج ۱۔

۱۲۴۰ — کنز العمال ص ۸۲۱ ج ۷۔

۱۲۴۱ — مسند أحمد ص ۲۹۳ ج ۱۔ حلیة الأولیاء ص ۳۴۴ ج ۳۔ درایة ص ۲۲۴ ج ۱

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے اس روایت کو ابو نعیم نے واقدی کے طریق سے روایت کیا ہے واقدی کذاب ہے (میزان ص ۶۶۳ ج ۳)

(۱۲۴۲) صلیت الی جنب رسول اللہ ﷺ یوم کیف الشمس فلم اسمع له قراۃ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سورج گرہن کے روز نماز پڑھی میں نے آپ کی قرأت نہیں سنی۔☆ ضعیف ہے ایک راوی حکم بن ابان صدوق ہے اس کے کئی وہم ہیں (تقریب ص ۷۹) اور اس کا شاگرد موسیٰ بن عبد العزیز سئی الحفظ ہے (تقریب ص ۳۵۱)

(۱۲۴۳) لیس فی الکسوف خطبة لانه لم ینقل۔☆

کسوف میں خطبہ نہیں ہے اس لئے کہ منقول نہیں ہے۔☆ صاحب ہدایہ کی لاعلمی کا نتیجہ ہے ورنہ صحیح احادیث میں ہے کہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا تھا (بخاری ص ۱۴۲ ج ۱ اور مسلم ص ۲۹۵ ج ۱)

بارش طلب کی نماز

(۱۲۴۴) لیس فی الاستسقاء صلوۃ مسنونة فی جماعة۔☆

نماز استقاء میں جماعت کے ساتھ مسنون نماز نہیں ہے۔☆ صاحب ہدایہ کی لاعلمی ہے متعدد صحیح احادیث میں نماز استقاء کا ذکر ہے (دیکھئے بخاری ص ۱۳۹ ج ۱)

(۱۲۴۵) صلی رکعتین کبر فی الاولی سبع تکبیرات وکبر فی الثانیة خمس تکبیرات (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

۱۲۴۲ — نصب الرایہ ص ۲۳۳ ج ۲

۱۲۴۳ — هداية ص ۱۷٦ ج ۱، نصب الراية ص ۲۳٦ ج ۲، دراية ص ۲۲٥ ج ۱۔

۱۲٤٤ — هداية ص ۱۷٦ ج ۱۔

۱۲٤٥ — بیهقي ص ۳٤۸ ج ۳، المستدرك ص ۳۲٦ ج ۱، دارقطني ص ٦۷ ج ۲۔

آپ نے نماز پڑھائی پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں۔☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبدالعزیز منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک الحدیث ہے (نسائی) ضعیف الحدیث ہے اس کی حدیث درست نہیں ہے (ابوحاتم) احتجاج سے ساقط ہے (ابن حبان ☆ نصب الرایہ ص ۲۲۵ ج ۲)

(۱۲۴۶) لمبی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قحط پڑ گیا لوگوں نے شکایت کی اللہ کے رسول ﷺ بارش کم ہوئی ہے جس سے درخت خشک ہو گئے ہیں چار پائے ہلاک ہو گئے اور لوگ قحط زدہ ہیں آپ اللہ سے دعا کیجئے آپ نے فرمایا فلاں دن کو آ جانا اور اپنے ساتھ صدقہ بھی لیتے آنا جب یہ دن آ گیا تو رسول اللہ ﷺ اور لوگ میدان کی طرف نکلے آپ نے فرمایا تم وقار اور سکون کے ساتھ چلو حتی کہ آپ عیدگاہ، پہنچ گئے آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی اور قرات کو جہر کیا پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاعلی پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الغاشیہ پڑھی (الحدیث (انس رضی اللہ عنہ)

اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے راوی مجاشع بن عمرو کذابوں میں سے ایک ہے (مجمع ص ۲۱۳ ج ۲) اس کی حدیث منکر ہے (عقیلی ☆ میزان ص ۴۳۶ ج ۳)

(۱۲۴۷) قحط المطر فامرهم ان يحثوا على الركب الحديث (سعد رضی اللہ عنہ)

بارش نہیں ہو رہی تھی آپ نے حکم فرمایا گھٹنوں کے بل گر کر دعاء کرو۔☆

ضعیف ہے راوی عامر بن خارجہ بن سعد ضعیف ہے (مجمع ص ۲۱۴ ج ۲)

ہفتہ بھر کی نمازیں

(۱۲۴۸) من صلى ركعتين في ليلة الجمعة قرأفيهما بفاتحة الكتاب و خمس عشره مرة اذا زلزلت آمنه الله من عذاب القبرو من احوال يوم القيامة (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے جمعہ کی رات دو رکعت نماز پڑھی ان میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ پندرہ دفعہ سورۃ الزلزال پڑھی اللہ

۱۲۴۶ — طبراني أوسط ص ۲۰۰ ج ۸ ح ۷٦۱۰۔

۱۲۴۷ — كشف الاستار ح ٦٦٥، مجمع ص ۲۱٤ ج ۲۔

۱۲٤۸ — كتاب المجروحين ص ۳۵ ج ۲، تذكرة الموضوعات ص ٤۲، كنز العمال ص ۷۷۵ ج ۷۔

اسے عذاب قبر اور قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے گا۔ ☆ باطل ہے راوی عبد اللہ بن داؤد سخت منکر الحدیث ہے مشہور راویوں کے نام سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا دل کہتا ہے ایسے یہ عمداً کرتا تھا قابل حجت نہیں ہے (کتاب المجروحین ص ۳۴ ج ۲)

(۱۲۴۹) من صلی یوم الجمعة مابین الظهر والعصر رکعتین و فی آخره فلا یخرج من الدنیا حتی یری ربه فی المنام ویری مکانه فی الجنة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان دو رکعتیں نماز پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے وہ دنیا سے اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک وہ خواب میں اپنے رب کو اور جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے گا۔ ☆

من گھڑت ہے اس میں کئی راوی مجہول اور غیر معروف ہیں (کتاب الموضوعات ص ۴۳ ج ۲)

(۱۲۵۰) من صلی لیلة السبت اربع رکعات یقرأ فی کل رکعة فاتحة الکتاب مرة واحد وقل هو الله أحد خمسا و عشرین مرة حرم الله جسده علی النار (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے ہفتے کی رات چار رکعتیں پڑھیں ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ پچیس مرتبہ سورت قل ہو اللہ احد پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔ ☆

بے اصل ہے اس کے اکثر راوی مجہول ہیں۔

۱۔ یزید رقاشی، ۲۔ ھیثم متروک ہے، ۳۔ بشر بن سری اس لائق نہیں کہ اس سے کچھ لکھا جائے۔

۴۔ احمد جویباری کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۸ ج ۲)

(۱۲۵۱) من صلی یوم السبت عند الضحی اربع رکعات۔ فی آخره۔ کتب له بکل یهودی و نصرانی حجة و عمرة (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ)۔

جو ہفتہ کے دن چاشت کے وقت چار رکعت پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے اس کے لئے ہر یہودی

۱۲۴۹ – کتاب الموضوعات ص ۴۳ ج ۲، اللآلی ص ۵۲ ج ۲، تنزیه ص ۸۷ ج ۲۔

۱۲۵۰ – کتاب الموضوعات ص ۳۸ ج ۲، تنزیه ص ۴۹ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۴۴، اللآلی ص ۴۸ ج ۲۔

۱۲۵۱ – کتاب الموضوعات ص ۳۸ ج ۲، اللآلی ص ۴۹ ج ۲، تنزیه ص ۸۴ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۴۴۔

اور عیسائی کے بدلے ایک حج اور عمرے کا ثواب لکھا جائے گا۔☆ بے اصل ہے اس کی سند میں مجہول راویوں کی ایک جماعت ہے اور ایک راوی اسحاق بن یحیٰ کوئی شئی نہیں احمد فرماتے ہیں متروک ہے (کتاب الموضوعات ص ۳۹ ج ۲)

(۱۲۵۲) من صلى يوم السبت عند الضحى أربع ركعات وفي آخره يجتمع أولياء الله عند تلك الأشجار طوبى لهم وحسن ماب (أنس رضی اللہ عنہ)۔

جو ہفتے کے دن چاشت کے وقت رکعت نماز پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے اللہ کے دوستوں کو جنت کے درختوں کے پاس جمع کیا جائے گا مبارک ہے ان کے لئے اور اچھی ہے لوٹنے کی جگہ۔☆

بے اصل ہے اس کی سند بھی اوپر والی روایت کی ہے۔ جس میں ایک راوی احمد جوئباری بھی ہے جو کذاب ہے (دیکھئے نمبر ٦)

(۱۲۵۳) من صلى ليلة الأحد أربع ركعات الحديث (أبو سعيد)

جو اتوار کی رات چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ پچاس مرتبہ سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گوشت کو آگ پر حرام کر دے گا اور قیامت کے دن عذاب سے محفوظ اٹھائے گا اور اس کا حساب آسان سا لے گا وہ پلصراط سے چمکنے والی بجلی کی طرح گزر جائے گا۔☆

من گھڑت ہے اس کے اکثر راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص ۴۰ ج ۲) ایک راوی احمد بن محمد بن عمر کذاب ہے (اللآلی المصنوعہ ص ۵۰ ج ۲)

(۱۲۵۴) یہی روایت مختلف الفاظ سے انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نمازی کو دس مرتبہ قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب دے گا قیامت کے روز جب وہ قبر سے نکلے گا تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے ہر ایک رکعت کے بدلے یاقوت کے ایک ہزار گھر عطا کرے گا اور ہر گھر میں کستوری کے ہزار کمرے ہوں گے اور ہر کمرے میں ہزار تخت ہوں گے

۱۲۵۲ — كتاب الموضوعات ص ٣٩ ج ٢، اللآلي ص ٤٢ ج ٢۔

۱۲۵۳ — كتاب الموضوعات ص ٤٠ ج ٢، اللآلي ص ٤٣ ج ٢، تنزيه ص ٨٥ ج ٢، الفوائد ص ٤٥۔

۱۲۵٤ — كتاب الموضوعات ص ٤٠ ج ٢، اللآلي ص ٤٣ ج ٢، الفوائد المجموعة ص ٤٤، تنزيه ص ٨٥ ج ٢۔

اور ہر تخت پر لڑکیاں براجمان ہوں گی۔ (انس رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند کے عام راوی مجہول ہیں اور ایک راوی سمرہ بن وردان کوئی شئی نہیں احمد فرماتے ہیں منکر الحدیث ہے ابن حبان فرماتے ہیں قابل حجت نہیں اور راوی احمد بن محمد بن عمر کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۴۰)

(۱۲۵۵) جو اتوار کے روز ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ آیت امن الرسول پڑھے اللہ تعالیٰ ہر نصرانی مرد اور عورت کے بدلے اس کے لئے ایک ہزار حج اور عمرے اور ایک ہزار جہاد کا ثواب لکھے گا اور ہر رکعت کے بدلے ایک ہزار نماز لکھے گا اس کے اور آگ کے درمیان ہزار خندقیں بنا دے گا اور اس کیلئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا وہ جنت میں جس دروازے سے داخل ہونا چاہے داخل ہو جائے گا اور اللہ قیامت کے دن اس کی حاجتیں پوری کرے گا۔ (ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں احمد بن محمد بن عمر کذاب ہے دیکھئے اوپر والی روایت (کتاب الموضوعات ص۴۱ ج۲)

(۱۲۵۶) جو سوموار کی رات چھ رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ بیس مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے اور اس کے بعد سات دفعہ استغفار کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ہزار صدیق، ہزار عابد اور ہزار زاہد کا ثواب دے گا اور نورانی موتیوں کا اسے تاج پہنائے گا اسے کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف کھائیں گے اور پلصراط سے بجلی کی رفتار سے گزر جائے گا۔ (انس رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں یزید رقاشی، ہیثم اور بشر تمام مجروح راوی ہیں اور احمد جوئباری کذاب ہے (کتاب الموضوعات ص۴۱ ج۲)

(۱۲۵۷) جو سوموار کے روز چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ آیۃ الکرسی اور قل ہو اللہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھے، جب سلام پھیرے تو دس مرتبہ استغفر اللہ کہے اور دس مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر

۱۲۵۵ـــ كتاب الموضوعات ص٤١ ج٢، اللالي ص٤٣ ج٢، تنزيه ص٨٦ ج٢، الفوائد المجموعة ص٤٥۔
۱۲۵۶ـــ كتاب الموضوعات ص٤١ ج١، اللالي ص٤٣ ج٢، تنزيه ص٨٤ ج٢، الفوائد المجموعة ص٤٥۔
۱۲۵۷ـــ كتاب الموضوعات ص٤٢ ج٢، اللالي ص٤٤ ج٢، تنزيه ص٨٦ ج٢، الفوائد المجموعة ص٤٥۔

درود بھیجے تو اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

یہ لمبی حدیث ہے یا شبہ من گھڑت ہے (کتاب الموضوعات ص ۴۲ ج ۲)

(۱۲۵۸) من صلى يوم الاثنين أربع ركعات أعطاه الله قصرا فيه ألف ألف حوراء (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو سوموار کے روز چار رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو ایک محل دے گا جس میں دس لاکھ حوریں ہوں گی۔ ☆

من گھڑت ہے راوی حسین بن ابراہیم دجال ہے اس نے اپنی سند سے ہفتہ بھر کے دنوں کی نمازیں گھڑیں ہیں (میزان ص ۵۳۰ ج ۱)

عاشوراء کی رات اور دن کی نمازیں

(۱۲۵۹) من احيى ليلة العشوراء فكأنما عبد الله تعالى بمثل عبادة اهل السموات ومن صلى اربع ركعات يقرأ في كل ركعة الحمد مرة و خمسين مرة مرة قل هو الله احد غفر الله له الذنوب خمسين عاما ماض و خمسين عاماً مستقبل و بنى له في المثل الاعلى الف الف منبر من نور (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)

جس نے عاشوراء کی رات کو بیدار رکھا گویا کہ اس نے آسمان والوں جیسی عبادت کی ہے اور جو چار رکعتیں نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ ایک بار اور پچاس مرتبہ سورۃ قل ہو اللہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال گذشتہ اور پچاس سال آئندہ کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور مثل الاعلیٰ میں اس کے لئے نور کے دس لاکھ منبر بناتا ہے۔ ☆

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح نہیں ہے بعض غفلت زدہ متاخرین پر اس حدیث کو داخل کیا گیا ہے اور پھر اس کا ایک راوی عبد الرحمٰن بن ابی الزناد مجروح ہے احمد فرماتے ہیں مضطرب

۱۲۵۸ — كتاب الموضوعات ص ٤٢ ج ٢، اللالي ص ٤٣ ج ٢، الفوائد المجموعة ص ٤٥، تنزيه ص ٨٦۔

۱۲۵۹ — كتاب الموضوعات ص ٤٥ ج ٢۔

الحدیث ہے اور ابن معین فرماتے ہیں قابل حجت نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۴۵ ج۲) عبدالرحمٰن بن الزناد بعض محدثین کے نزدیک ثقہ ہے اصل خرابی ان سے نیچے طبقہ کے کسی راوی میں ہے واللہ اعلم۔

(۱۲۶۰) جو عاشوراء کے دن ظہر اور عصر کے درمیان چالیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ الفاتحہ اور دس مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد ستر دفعہ استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت الفردوس میں سفید قبہ عطاء کرے گا اس میں ایک سبز پتھر کا کمرہ ہو گا اس کمرے کی وسعت دنیا کے تین مثل ہو گی۔ پھر اس کمرے میں نورانی تخت ہو گا اس تخت کے پائے عنبر اشہب سے ہوں گے اور اس تخت پر ایک ہزار زعفرانی بستر ہوں گے (ابو ہریرہ)۔

یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جو من گھڑت ہے ابن جوزی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اس جیسی تخلیط سے منزہ ہوتے ہیں اس روایت کے راوی مجہول ہیں اس میں متہم حسین بن ابراہیم ہے (کتاب الموضوعات ص۴۶ ج۲)

عرفہ کے روز کی نماز

(۱۲۶۱) طویل حدیث میں ہے جو عرفہ کے دن ظہر اور عصر کے درمیان چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ اور قل ہو اللہ احد پچاس مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھے گا اور ہر ایک حرف کے بدلے اس کا درجہ جنت میں بلند کرے گا ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہو گی قرآن کے ہر حرف کے بدلے اس کی شادی ایک حور کے ساتھ موتیوں کے ستر ہزار دستر خوان ہوں گے الحدیث (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی ضعیف اور مجہول راوی ہیں ابن عدی فرماتے ہیں اس کے راوی نہار کا کچھ وزن نہیں ابن حبان فرماتے ہیں مشہور راویوں کے نام سے منکر روایتیں روایت کرتا تھا اس سے حجت پکڑنی جائز نہیں (کتاب الموضوعات ص۵۴ ج۲)

۱۲۶۰ـ كتاب الموضوعات ص٤٦ ج٢، اللآلي ص٤٦ ج٢، تنزيه ص٨٩ ج٢، الفوائد ص٤٧.

۱۲۶۱ـ كتاب الموضوعات ص٥٤ ج٢، اللآلي ص٥٢ ج٢.

(۱۲۶۲) جو عرفہ کے روز دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ تین مرتبہ پڑھے اور ہر مرتبہ بسم اللہ سے شروع کرے پھر تین مرتبہ سورۃ الکافرون پڑھے اور سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے ہر مرتبہ سورت کا آغاز بسم اللہ سے کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس نمازی کو بخش دیا ہے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح نہیں ہے راوی عبدالرحمن بن اسلم کو محدثین نے ضعیف کہا ہے احمد کہتے ہیں ہم اس سے کچھ روایت نہیں کرتے۔ ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں سے من گھڑت روایتیں روایت کرتا تھا اور محمد بن سعید المصلوب سے تدلیس کرتا تھا (کتاب الموضوعات ص ۵۵ ج ۲)۔

(۱۲۶۳) جو قربانی کی رات دو رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور سورۃ فلق اور سورۃ الناس کو پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھے سلام پھیر کر آیۃ الکرسی تین مرتبہ پڑھے اور اللہ سے پندرہ مرتبہ استغفار کرے تو اللہ اس کے نام کو جنت والوں میں سے لکھ دے گا اور اس کے ظاہری اور پوشیدہ گناہوں کو معاف کر دے گا اور ہر ایک آیت کے بدلے جو اس نے پڑھی ہے حج اور عمرہ لکھ دے گا اور وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے ساٹھ غلاموں کو آزاد کیا (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

غیر صحیح ہے اس کی سند میں ایک تو قاسم بن عبدالرحمن منکر الحدیث ہے اور دوسرا راوی احمد بن محمد بن غالب جو غلیل کا غلام تھا حدیث وضع کرتا تھا (کتاب الموضوعات ص ۵۶ ج ۲)

رجب کی نمازیں

(١٢٦٤) ما من احد يصوم يوم الخميس اول خميس في رجب ثم يصلي ليلة الجمعة ثنتي عشرة ركعة۔ الحديث (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص رجب کے مہینے کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے پھر جمعہ کی رات بارہ رکعتیں پڑھے (روایت کے

١٢٦٢ — طبراني كبير ص ٢٦٤ ج ٨ ح ٨٠٢٦۔

١٢٦٣ — كتاب الموضوعات ص ٥٥ ج ٢، اللالي ص ٥٣ ج ٢، تنزيه الشريعة ص ٩٠ ص ٩٢ ج ٢، فوائد ص ٥٢۔

١٢٦٤ — كتاب الموضوعات ص ٤٨ ج ٢، اللالي ص ٤٧ ج ٢، تنزيه الشريعة ص ٩٠ ص ٩٢ ج ٢، فوائد ص ٤٧۔

آخر میں ہے) پھر وہ اللہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے تو اس کی حاجت کو پورا کیا جائے گا۔☆
من گھڑت ہے جو طویل روایت کا ایک حصہ ہے راوی علی بن عبداللہ بن جہیم متہم ہے محدثین نے اس کی نسبت جھوٹ کی طرف کی ہے علاوہ ازیں اس روایت کی سند کے بہت سے راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص۴۸ ج ۲)

(۱۲۶۵) جو رجب کے کسی بھی دن میں روزہ رکھے اور چار رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سو بار آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سو بار سورۃ الاخلاص پڑھے وہ موت سے پہلے ہی جنت میں اپنی جگہ دیکھ لے گا (ابن عباس رضی اللہ عنہما)۔
من گھڑت ہے اکثر راوی مجہول ہیں اور عثمان بن عطاء متروک ہے (کتاب الموضوعات ص۴۷ ج ۲)

(۱۲۶۶) رجب کی پہلی رات مغرب کے بعد جو شخص بیس رکعتیں پڑھے اس روایت کے آخر میں ہے اس کو عذاب قبر سے پناہ حاصل ہوگی اور پل صراط سے بجلی کی رفتار سے بغیر حساب اور عذاب کے گزر جائے گا۔ (انس رضی اللہ عنہ)
من گھڑت ہے اس روایت کی سند کے اکثر راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص۴۶ ج ۲)

شعبان کی نمازیں

(۱۲۶۷) ایک لمبی روایت میں ہے جو پندرھویں شعبان کو سو رکعت نماز پڑھے ..... اس روایت کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ اس کا حصہ اسی رات میں کر دے گا۔ (علی رضی اللہ عنہ)

(۱۲۶۸) جو شعبان کی پندرھویں رات میں سو رکعت میں ہزار دفعہ سورۃ الاخلاص پڑھے یہ فوت نہیں ہوگا حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کی خواب میں سو فرشتے بھیجے گا جو اسے جنت کی بشارت دیں گے اور ان کے علاوہ تین فرشتے بھیجے گا جو اسے جہنم سے امان میں رکھیں گے اور تین فرشتے بھیجے گا جو اسے خطأ سے محفوظ رکھیں گے اور میں

۱۲۶۵ – كتاب الموضوعات ص٤٧ ج٢، اللالي المصنوعة ص٤٧ ج٢، تنزيه الشريعة ص٩٠، ٨٩ ج٢، فوائد ص٤٧.
۱۲۶۶ – كتاب الموضوعات ص٤٦ ج٢، اللالي ص٤٧ ج٢، تنزيه الشريعة ص٨٩ ج٢، فوائد ص٤٧.
۱۲۶۷ – كتاب الموضوعات ص٤٦ ج٢، اللالي ص٥٧ ج٢، تنزيه الشريعة ص٩٢ ص٩٣ ج٢، فوائد المجموعة ٥١، ٥٠.
۱۲۶۸ – كتاب الموضوعات ص٥١ ج٢، اللالي ص٥٨ ج٢، تنزيه ص٩٣ ج٢، الفوائد المجموعة ص٥١.

فرشتے جو اس کے دشمن سے تدبیر کریں گے (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

امام ابن جوزی اور شوکانی فرماتے ہیں یہ دونوں روایتیں من گھڑت ہیں ان کے اکثر راوی مجہول ہیں (کتاب الموضوعات ص ۵۱ ج ۲ والفوائد ص ۵۱)

(۱۲۶۹) اذا كانت ليلة النصف من شعبان فقوموا ليلها وصوموا نهارها فان الله ينزل فيها لغروب الشمس الى السماء الدنيا فيقول الا من مستغفر لی فاغفر له (الحديث – علی رضی اللہ عنہ)

جب پندرھویں شعبان کی رات ہوتی ہے اس رات کو قیام کرو اور دن کو روزہ رکھا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات کو سورج کے غروب ہوتے ہی پہلے آسمان پر اترتا ہے اور فرماتا ہے کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا، میں اس معاف کر دوں۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابو بکر بن عبد اللہ بن ابی سبرہ حدیثیں وضع کرتا تھا (احمد۔ ابن عدی ☆ میزان ص ۵۰۳ ج ۴ والکامل ص ۲۷۵۲ ج ۷) اس پر وضع کا طعن ہے (تقریب ص ۳۹۶) ثقہ راویوں کا نام سے حدیثیں وضع کرتا تھا اس سے حدیث لکھنا اور احتجاج پکڑنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں (کتاب المجروحین ص ۱۴۷ ج ۳)

(۱۲۷۰) من احياء ليلة النصف من شعبان لم يمت قلبه يوم تموت فيه القلوب (کردوس رضی اللہ عنہ)

جس نے پندرھویں شعبان کی رات کو زندہ کیا (عبادت کی) اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن کہ دل مردہ ہو جائیں گے۔ ☆

غیر صحیح ہے ایک راوی مروان بن سالم ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (نسائی و دارقطنی) دوسرا راوی سلمہ بن سلیمان ضعیف ہے عیسیٰ بن ابراہیم منکر الحدیث ہے (بخاری و نسائی و ابو حاتم ☆ یہ حدیث منکر مرسل ہے (میزان ص ۳۰۸ ج ۳)

۱۲۶۹ – ابن ماجة باب في ليلة النصف من شعبان ح۱۳۸۸، شعب الايمان ص۳۷۸ج۳ ح۳۸۲۲، ديلمی ص۳۲۱ج۱ ح۱۰۱۴، ميزان ص۵۰۴ ج۴، العلل المتناهية ص۷۱ج۲۔

۱۲۷۰ – العلل المتناهية ص۷۲ج۲، ميزان ص۳۰۸ج۳۔

نماز توبہ

(۱۲۷۱) رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا گناہگار اپنے گناہوں سے توبہ کیسے کرے؟ آپ نے فرمایا سوموار کی رات نماز وتر کے بعد غسل کرے اور بارہ رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون ایک مرتبہ اور دس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے اس کے بعد پھر چار رکعت نماز پڑھے اور سلام پھیر کر سجدہ کرے سجدہ میں آیۃ الکرسی پڑھے پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور سو مرتبہ استغفارہ کرے پھر ایک لمبی دعا کا ذکر ہے اور آخر میں ہے جو ایسے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور قیامت کے روز وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پڑوسی ہوگا۔ (ابوذر رضی اللہ عنہ)

من گھڑت ہے اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں حافظ ابن عباس فرماتے ہیں یہ حدیث باطل ہے (کتاب الموضوعات ص ۵۶ ج ۲)۔

نماز حاجت

(۱۲۷۲) من توضا فاسبغ الوضوء ثم صلى ركعتين يتمهما اعطاه الله ما سال مؤجلا او مؤخراً (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

جو اچھے طریقے سے وضوء کرے پھر دو رکعتیں پڑھے جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گا وہ ضرور پورا کرے گا خواہ جلدی کرے یا دیر سے۔ یہ ضعیف ہے اس کا راوی ابو محمد میمون نا معلوم ہے (مجمع ص ۲۷۸ ج ۲)۔

(۱۲۷۳) جس کو اللہ کی طرف یا بندوں کی طرف کوئی حاجت ہو وہ صحیح طریقہ سے وضوء کرکے دو رکعتیں نماز پڑھے پھر وہ لا الہ الا اللہ کہے الحدیث (عبد الرحمن بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ)

۱۲۷۱ — كتاب الموضوعات ص ٥٦ ج ٢، اللالي ص ٦٤ ج ٢، تنزيه ص ٩٦ ج ٢، الفوائد المجموعة ص ٥٤۔

۱۲۷۲ — مسند أحمد ص ٤٤٣ ج ٦، مجمع ص ٢٧٨ ج ٢۔

۱۲۷۳ — كتاب الموضوعات ص ٦١ ج ٢، اللالي ص ٤٠ ج ٢، تنزيه ص ١١٠ ج ٢، الفوائد المجموعة ص ٣٩، ابن ماجة ص ١٣٨٤، ترمذي ص ٤٧٩، المستدرك ص ٣٢٠ ج ١۔

ضعیف غریب ہے راوی ابو الورقاء حدیث میں ضعیف ہے (ترمذی مع تحفہ ص ۳۴۸ ج ۱) متروک الحدیث ہے (احمد) ثقہ نہیں (ابن معین) ذاہب الحدیث ہے (رازی) قابل حجت نہیں (ابن حبان کتاب الموضوعات ص ۱۶۱ ج ۲)۔

(۱۲۷۴) اسی مفہوم کی ایک روایت حضرت انس سے بھی مروی ہے جو من گھڑت ہے راوی ابو ہاشم کثیر بن عبد اللہ منکر الحدیث ہے (بخاری ونسائی) اس کی حدیث درست نہیں ہے (ابو حاتم) اس کا خیال ہے کہ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور ان سے حدیثیں روایت کی ہیں جن کے متعلق وہ گواہی دیتا ہے کہ یہ من گھڑت ہے (تہذیب ص ۴۱۸ ج ۸)

(۱۲۷۵) من كانت له حاجة عاجلة اواجلة فليتقدم بين يدى نجواه صدقة الحديث (انس رضی اللہ عنہ)۔

جس کو جلدی سے حاجت درپیش ہو یا دیر سے تو وہ اپنی حاجت کرنے سے پہلے صدقہ کرے اور جمعہ کے روز کسی جامع مسجد میں جا کر بارہ رکعت نماز پڑھے اس کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو رد نہیں کرے گا۔

سخت ضعیف ہے راوی ابان بن عیاش متروک الحدیث ہے (تقریب ص ۱۸)

ضائع شدہ نماز کی تلافی کیلئے نماز

(۱۲۷۶) لمبی روایت میں ہے طائف کا ایک نوجوان رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا مجھ سے نماز ضائع ہوگئی ہے اب اس بارہ میں کیا حیلہ ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا جمعہ کی رات آٹھ رکعت نماز پڑھ پھر اس کا لمبا سا طریقہ بیان ہوا ہے اور آخر میں ہے جو اس نماز کو میری وفات کے بعد پڑھے گا

۱۲۷٤ — طبراني صغير ص۲۱۳ ج۱ م۱۳٤۱، طبراني أوسط ص۲۳۷ ج٤ م۳٤۲۲، اللآلی ص٤٠ ج۲ بحوالة ديلمي من طريق أبي هاشم.

۱۲۷٥ — كتاب الموضوعات ص۱٦۰ ج۲، اللآلی ص٤١ ج۲، تنزيه ص۸٤ ج۲، الفوائد المجموعة ص٤١.

۱۲۷٦ — كتاب الموضوعات ص۵۷ ج۲، اللآلی ص۵٤ ج۲، تنزيه ص۹۷ ج۲، الفوائد المجموعة ص۵۵.

وہ اس رات خواب میں میری زیارت سے ہمکنار ہوگا جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس کے لئے جنت ہے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت ہے اس کو بعض واعظین نے گھڑا ہے اس کی سند میں بعض راوی مجہول ہیں یہ حدیث بالکل بے اصل ہے۔ (کتاب الموضوعات ص ۵۷ ج ۲)

نماز فرقان

(۱۲۷۷) من صلی رکعتین یقرأ فی احدهما من الفرقان ﴿تبارك الذی جعل فی السماء بروجا﴾ حتی یختم وفی الرکعة الثانیة اول سورة المومن حتی یبلغ ﴿فتبارك الله احسن الخالقین﴾ (الحدیث)۔

جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الفرقان اور دوسری رکعت میں سورۃ المومن کی ابتدائی آیتیں حتی کہ آیت ﴿فتبارک اللہ احسن الخالقین﴾ تک پڑھے۔☆

من گھڑت ہے راوی نعیم بن سالم وضع روایت میں متہم ہے (الفوائد المجموعہ ص ۴۳)

حفظ القرآن کیلئے نماز

(۱۲۷۸) اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ قرآن میرے دل سے نکل جاتا ہے آپ نے فرمایا میں تجھے چند کلمے نہ سکھاؤں جو تجھے بھی فائدہ دیں اور جس کو تو سکھائے اسکو بھی فائدہ پہنچے۔ جمعہ کی رات چار رکعتیں پڑھ پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ یٰس دوسری رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد تبارک الذی جب تو تشہد سے فارغ ہو تو اللہ کی حمد وثناء کے بعد نبی پر درود بھیج اور ایمانداروں کے لئے استغفار کر۔ اور یہ دعاء پڑھ:

اللهم ارحمنی بترك المعاصی ابدا ما ابقیتنی (علی رضی اللہ عنہ)

۱۲۷۷ – کتاب الموضوعات ص ۶۲ ج ۲، اللالی ص ۷۵ ج ۲، تنزیه ص ۹۸ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۴۳۔

۱۲۷۸ – کتاب الموضوعات ص ۵۹ ج ۲، اللالی ص ۵۵ ج ۲، تنزیه ص ۱۱۲ ج ۲، طبرانی کبیر ص ۲۹۱ ج ۱۱ ح ۱۲۳۶۔

اے اللہ مجھ پر رحم کر ہمیشہ گناہ کے ترک کرنے پر جب تک تو مجھے باقی رکھے۔☆
من گھڑت ہے راوی محمد بن ابراہیم قرشی نے مذکورہ حدیث من گھڑت روایت کی ہے (میزان ص ۴۴۶ ج ۳) اور اس کا استاذ ابو صالح اسحاق بن نجیح متروک ہے (کتاب الموضوعات ص ۵۹ ج ۲) اکذب الناس ہے (احمد) کذاب ہے جو حدیث کے وضع میں معروف تھا (ابن معین) سرے عام روایتیں وضع کرتا تھا (فلاس حتہ میزان ص ۲۰۱ ج ۱)

(۱۲۷۹) یہ روایت مذکورہ متن اور سند کے علاوہ ایک اور طویل متن کے ساتھ بھی مروی ہے جس کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا ہے ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر شاذ ہے مجھے اس کی سند کے عمدہ ہونے نے حیران کر دیا ہے (تلخیص المستدرک ص ۳۱۵ ج ۱) یہ روایت دراصل ابو ایوب سلیمان بن عبدالرحمن شامی کی سند سے ہے دارقطنی فرماتے بذات خود صدوق ہے مگر ضعیف اور مجہول راویوں سے روایت لے لیتا تھا اگر کوئی شخص حدیث وضع کر دیتا تو یہ اس میں تمیز نہیں کر سکتا تھا ذہبی نے اگرچہ ان اعتراضات کے جواب دیے ہیں مگر آخر میں خود اقرار کر گئے ہیں کہ یہ روایت نظافت سند کے باوجود سخت منکر ہے میرے دل میں اس کے بارہ میں تردد ہے شاید کہ سلیمان پر اس روایت کو غلط ملط کر دیا گیا ہو اور اس پر دار کر دیا گیا ہو جیسا کہ ابو حاتم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس کے حدیث وضع کرتا تو یہ سمجھتا نہ تھا (میزان ص ۲۱۴ ج ۲)

۱۲۷۹ — ترمذی کتاب الدعوات باب دعاء الحفظ ح ۳۵۷۰، المستدرک ص ۳۱۷ ج ۱.

۱۷۔ کتاب الجنائز

فضیلت مرض

(۱۲۸۰) المصيبة تبيض وجه صاحبها يوم تسود الوجوه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

مصیبت اپنے صاحب (مصیبت زدہ) کا چہرہ سفید کرے گی جس (قیامت کے) دن چہرے سیاہ ہوں گے۔ ☆

ضعیف ہے راوی سلیمان بن رقاع منکر الحدیث ہے (مجمع ص ۲۹۱ ج ۲)

(۱۲۸۱) ایک آدمی نے کہا یا رسول ﷺ میں کبھی بیمار نہیں ہوا آپ نے فرمایا جو کسی جہنمی کو دیکھنا چاہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے اس کو یہاں سے نکال دو۔ (انس رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی حسن بن جعفر صدوق منکر الحدیث ہے (فلاس) منکر الحدیث ہے (بخاری) ضعیف ہے (ابن مدینی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) عبادت گزار مستجاب الدعوات تھا لیکن فن حدیث سے غافل تھا قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ میزان ص ۴۲ ج ۱)

(۱۲۸۲) لا تسبها فانها تنقي الذنوب كما تنقي النار خبث الحديد (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

بیماری کو گالی نہ دو کیونکہ یہ گناہوں کو اس طرح صاف کرتی ہے جیسا کہ آگ لوہے کے زنگ کو دور کرتی ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۱)

(۱۲۸۳) قال الله اذا اشتكى عبدي فاظهر المرض من قبل ثلاث فقد شكاني (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۸۰ — در منثور ص۶۳ ج۲، کنز العمال ص۲۹۶ ج۳، طبراني أوسط ص۲۱٤ ج٥ ح٤٦١٩، الترغيب والترهيب ص۲۸٤ ج٤، مجمع البحرين ص۳۲٥ ج۲، مجمع الزوائد ص۲۹۱ ج۲۔

نوٹ: طبراني أوسط مطبوعه میں لفظ مصیبت ساقط ہو گیا ہے۔ واللہ أعلم۔

۱۲۸۱ — طبراني أوسط ص٤۲۱ ج٦ ح٥٩٠١۔

۱۲۸۲ — ابن ماجة ح٣٤٦٩، کنز العمال ص۳۲۱ ج۳۔

۱۲۸۳ — طبراني أوسط ص٤۸۳ ج۱ ح۸۷۹، کنز العمال ص۳۱۷ ج۳۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ بیمار ہو جاتا ہے تو تین دن میں مرض کو ظاہر کر دیتا ہے اس نے مجھ سے شکایت کی ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عمر العمری متروک ہے (مجمع ص ۲۹۵ ج ۲)۔

(۱۲۸٤) لا تمارضوا فتمرضوا ولا تحفروا قبوركم فتموتوا (وھب بن قیس رضی اللہ عنہ)

تم اپنے آپ کو بیمار ظاہر نہ کرو تم بیمار ہو جاؤ گے تم اپنی قبریں نہ کھودو تم مر جاؤ گے۔☆

منکر ہے راوی محمد بن سلیمان صنعانی مجہول ہے روایت منکر ہے (میزان ص ۵۷۰ ج ۳ وعلل الحدیث ۳۲۱ ج ۲)

مریض کی خوراک

(۱۲۸۵) لا تكرهوا مرضاكم على الطعام ان الله يطعمهم ويسقيهم (عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنے مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتا اور پلاتا ہے۔☆

باطل ہے راوی بکر بن یونس بن بکیر منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کی عام روایات پر متابعت نہیں (ابن عدی☆ میزان ص ۳۸۴ ج ۱) بکر منکر الحدیث ہے اور یہ حدیث باطل ہے (ابو حاتم) (علل الحدیث ص ۲۲۴ ج ۲)۔

(۱۲۸٦) اذا اشتهى مريض احدكم فليطعمه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

جب تمہارا مریض کھانے کو طلب کرے تو اس کو کھانا کھلا دو۔☆

ضعیف ہے راوی صفوان بن ہبیرہ لین الحدیث ہے (تقریب ص ۱۵۳)۔

(۱۲۸۷) قال اتشتهى شيئا قال اشتهى كعك (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۸٤ — علل الحديث ص ۳۲۱ ج ۲، موضوعات كبير ص ۱۲۸، كشف الخفاء ص ۳٤۹ ج ۲۔

۱۲۸۵ — ابن ماجة باب لا تكرهوا المريض على الطعام ح ۳٤٤٤، ترمذی باب لا تكرهوا مرضاكم على الطعام ح ۲۰٤۰، المستدرك ص ۳۵۰ ج ۱ وص ٤۱۰ ج ٤ حلية الاولياء ص ۵۱ ج ۱۰، تاريخ اصفهان ص ۱٤۷ ج ۲، عقيلی ص ٤۷۷ ج ۲، الكامل ص ٤٦٤ ج ۲، العلل المتناهية ص ۳۸۳ ج ۲، علل الحديث ص ۲٤۲ ج ۲، ميزان ص ٦٦٦ ج ۲ لسان ص ۳۱۹ ج ۵۔

۱۲۸٦ — ابن ماجة باب المريض يشتهى شيئاً ح ۳٤٤۰ عقيلی ص ۲۱۲ ج ۲، ميزان ص ۲۷۷ ج ٤۔

۱۲۸۷ — ابن ماجة باب المريض يشتهى شيئاً ح ۳٤٤۱، كنز العمال ص ۱۵ ج ۱۰ ح ۲۸۱٤۱۔

آپ نے ایک مریض سے پوچھا تو کس چیز کی چاہت کرتا ہے تو وہ کہنے لگا کیک کی۔ ☆ضعیف ہے راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱)۔

تیمار داری

(۱۲۸۸) لمبی روایت میں ہے کہ قیامت کے روز آواز دینے والا کہے گا کہاں ہیں تیمار داری کرنے والے ان کو نور کے منبر پر بٹھایا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ سے کلام کر رہے ہوں گے اور لوگ حساب دے رہے ہوں گے۔☆ من گھڑت ہے راوی عمرو بن بکر سکسکی قابل حجت نہیں ہے اس کی روایات خود ساختہ ہیں یا مقلوب ہیں (کتاب المجروحین ص ۷۹ ج ۲)

(۱۲۸۹) لا يعاد المريض الا بعد ثلاث (بو هريره رضی اللہ عنہ)۔

مریض کی عیادت تین دن کے بعد کی جائے۔ضعیف راوی۔

(۱۲۹۰) لا يجب عيادة المريض الا بعد ثلاث (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

مریض کی عیادت تین دن کے بعد واجب ہے۔☆

اس متن سے من گھڑت ہے راوی روح بن غطیف متروک الحدیث ہے ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان) دوسرا راوی نصر بن حماد الورق ذاہب الحدیث ہے (مسلم) ثقہ نہیں (نسائی ☆ کتاب الموضوعات ص ۳۸۱ ج ۲)

(۱۲۹۱) من عاد مريضا و جلس عنده ساعة اجرى الله اجر ألف سنة لا يعصي الله فيها طرفة عين (انس رضی اللہ عنہ)

۱۲۸۸ـ

۱۲۸۹ـ طبراني أوسط ص۲۹۸ ج ٤ ح۳۵۲۷، كتاب الموضوعات ص۳۸۱ ج۲، اللالى ص۳۳٦ ج۲، تنزيه ص۳۵۷ ج۲، الكامل ص۹۹۸ ج۳، كنز العمال ص۱۰۲ ج۹، تذكرة الموضوعات ص۲۱۰.

۱۲۹۰ـ كتاب الموضوعات ص۳۸۱ ج۲، اللالى ص۳۳٦ ج۲، تنزيه ص۳۵۷، الكامل ص۱۲۸ ج۳، طبراني أوسط ص۲۹۸ ج ٤ ح۳۵۲۷.

۱۲۹۱ـ ديلمي ص۱۳٦ ج ٤ ح ۵۹۳۱، حلية الأولياء ص۱٦۱ ج۸.

جو مریض کی تیمار داری کرے اور ایک گھڑی اس کے پاس بیٹھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہزار سال کا اجر جاری کر دیتا ہے ایسا کہ اس نے کبھی ان کو جھپکنے کے برابر نافرمانی نہ کی ہو۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی ابان بن ابی عیاش متروک الحدیث ہے (احمد) متروک ضعیف ہے (ابن معین) ساقط ہے (جوزجانی) متروک ہے (نسائی) اس کی حدیثیں منکر ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۱ ج ۱)

(۱۲۹۲) من عاد مریضا فرجاہ فی اللہ ووعدہ بالعافیہ لم یقطع رجاءہ یوم وقوفہ بین یدی اللہ عزوجل (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو بیمار کی تیمار داری کرے اور اللہ کے بارہ میں اس سے امید دلائے اور عافیت کا وعدہ دے اس کی امید ختم نہ ہوگی جس دن وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوگا۔ ☆

سند نامعلوم ہے۔

(۱۲۹۳) عاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجلاء من اصحابہ فقبض علی یدہ فوضع یدہ علی جبہتہ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بڑے صحابی کی تیمارداری کی تو اس کے ہاتھ کو پکڑ کر پیشانی پر رکھا ☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن یزید بن تمیم ضعیف ہے۔ (تقریب ص ۲۱۱)۔

(۱۲۹۴) دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی فلما اراد ان یخرج قال یا سلمان کشف اللہ ضرك و غفر ذنبك وعافاك فی دینك و جسدك الی اجلك (سلمان رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تیمار داری کے لئے تشریف لائے جب واپس جانے کا ارادہ فرمایا تو یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیری تکلیف رفع کرے تیرے گناہ معاف کرے تجھے دین اور جسم میں تیری موت تک عافیت بخشے۔ ☆

باطل ہے راوی عمرو بن خالد قرشی کذاب ہے (احمد۔ و ابن معین) حدیث وضع کرتا تھا (وکیع ☆ میزان ص ۲۵۷ ج ۳)۔

۱۲۹۲ — دیلمی ص ۱۳٦ ج ٤ ح ۵۹۲۲۔

۱۲۹۳ — مجمع الزوائد ص ۲۹۸ ج ۲، بیہقی ص ۳۸۲ ج ۳، اللالی ص ۳۳۸ ج ۲۔

۱۲۹٤ — طبرانی کبیر ص ۲٤۰ ج ٦ ح ٦۰۹٤۔

(۱۲۹۵) جو کسی بیمار کی تیمار داری کرتا ہے تو اس پر پچھتر ہزار فرشتے سایہ کرتے ہیں جب وہ ایک قدم اٹھاتا ہے تو ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مٹ جاتا ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور جب وہ بیٹھتا ہے تو اس کو رحمت گھیر لیتی ہے اور اپنے گھر لوٹنے تک رحمت میں گھرا ہوا رہتا ہے حتی کہ وہ اپنے گھر لوٹ آئے (ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی جعفر بن میسرہ اشجعی ضعیف منکر الحدیث ہے (بخاری) سخت منکر الحدیث ہے (ابو حاتم) قوی نہیں (ابو زرعہ) یہ اپنے باپ کے واسطہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اور منکر الحدیث ہے (ابن عدی ☆لسان ص ۱۳۰ ج ۲)۔

(۱۲۹۶) اذا دخلتم علی المریض فنفسوا فی اجله فان ذلك لا یرد شیئا (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔

جب تم مریض پر داخل ہو تو اسے موت کے بارہ میں تسلی دو یہ تسلی کسی چیز کو رد نہیں کر سکتی۔ ☆

منکر ہے راوی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی کوئی شئی نہیں (ابن معین) اس کے پاس منکر روایات ہیں (بخاری) منکر الحدیث ہے (نسائی) متروک ہے۔ دارقطنی ☆میزان ج ۴) یہ حدیث منکر ہے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ من گھڑت ہے موسیٰ سخت ضعیف الحدیث ہے اس کے باپ ابو سعید سے سماع بھی نہیں (ابو حاتم ☆علل الحدیث ص ۲۴۱ ج ۲)۔

(۱۲۹۷) غبوا فی العیادة (جابر رضی اللہ عنہ)۔

تم تیمار داری میں ناغہ کیا کرو۔ ☆

منکر ہے اس کا راوی بھی موسیٰ بن محمد اوپر والی روایت والا ہے (علل الحدیث ص ۲۴۱ ج ۲)۔

(۱۲۹۸) لا یجب عیادة المریض الا بعد ثلاث (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۹۵ – طبرانی أوسط ص ۲۰۱ ج ۵ ح ۴۳۹۳۔

۱۲۹۶ – ابن ماجة کتب الجنائز ح ۱۴۳۸، ترمذی کتب الطب آخری باب ح ۲۰۸۷، الکامل ص ۲۲۴۳ ج ۶، ابن ابی شیبة ص ۴۴۵ ج ۲ ح ۱۰۸۵۱، علل الحدیث ص ۲۴۱ ج ۲، عمل الیوم واللیلة ص ۴۸۶ ح ۱۰۳۷، میزان ص ۲۱۸ ج ۴۔

۱۲۹۷ – علل الحدیث ص ۲۴۱ ج ۲۔

۱۲۹۸ – الکامل ص ۱۳۸ ج ۳، کتب الموضوعات ص ۳۸۱ ج ۲، اللآلی ص ۲۳۶ ج ۲، تنزیه ص ۳۵۷ ج ۲۔

مریض کی عیادت تین دن کے بعد واجب ہے۔ ☆

اس متن سے من گھڑت ہے راوی روح عطیف متروک الحدیث ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں وضع کرتا تھا (ابن حبان) دوسرا راوی نصر بن حماد الوراق ذاہب الحدیث ہے (مسلم) ثقہ نہیں (نسائی) ☆ کتاب الموضوعات ص ۳۸۱ ج ۲)

(۱۲۹۹) کان لا یعود مریضا الا بعد ثلاثة ایام (انس رضی اللہ عنہ)۔

آپ مریض کی تیمارداری تین دن کے بعد کرتے تھے۔ (باطل ہے اس کا راوی مسلمہ بن علی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) اس کی حدیث غیر محفوظ ہے (ابن عدی) ابو حاتم فرماتے ہیں باطل من گھڑت ہے (میزان ص ۱۱۰ ج ۴)۔

(۱۳۰۰) عودو المرضی و مروهم فلیدعوا لکم فدعوة المریض مستجابة و ذنبه مغفور (انس)۔

بیماروں کی تیمارداری کیا کرو اور ان کو حکم کیا کرو کہ تمہارا لئے دعا کریں بلا شبہ مریض کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن قیس ضبی متروک الحدیث ہے (مجمع ص ۲۹۵ ج ۲)۔

(۱۳۰۱) من انفق علی مریض حتی عوفی کتب الله له بکل حبة فضة عبادة سنة (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

جو مریض پر خرچ کرے حتی کہ وہ صحت یاب ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر درہم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھ دیتا ہے۔ سخت ضعیف ہے راوی عباد بن کثیر کوئی شئی نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی میزان ص ۳۷۲ ج ۲)

(۱۳۰۲) ثلاث لا یعاد صاحب ارمد و صاحب الضرس و صاحب الرملة (ابو هریره رضی اللہ عنہ)۔

۱۲۹۹ – ابن ماجة ما جاء فی عیادة المریض ج ۱۴۳۷۔

۱۳۰۰ – طبرانی أوسط ص ۱۷ ج ۷ ح ۶۰۲۴، کنز العمال ص ۹۶ ج ۹۔

۱۳۰۱ – تنزیه ص ۱۴۲ ج ۲۔

۱۳۰۲ – عقیلی ص ۲۱۲ ج ٤، کتاب الموضوعات ص ۳۸٤ ج ۲، اللآلی ص ۳۳۸ ج ۲، طبرانی أوسط ص ۳۳ ج ۱ ح ۱۰۵، الکامل ص ۲۲۱٤ ج ٦، شعب الایمان ص ۵۳۰ ج ٦ ح ۹۱۸۸۔

تین قسم کے مریضوں کی تیمار داری نہیں کرنی چاہیے آنکھ کی تکلیف والے، داڑھ کی تکلیف والے اور پھوڑے والے کی۔ ☆

باطل ہے راوی مسلمہ بن علی منکر الحدیث ہے (بخاری) متروک ہے (نسائی) اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں۔ (ابن عدی ☆ میزان ص ۱۰۹ ج ۴)۔

(۱۳۰۳) ان الله ليبتلي العبد وهو يحب يسمع تضرعه (ابن مسعود و عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ)۔

اللہ تعالیٰ بندے کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے کی عاجزی اور انکساری سنے۔ ☆

ضعیف ہے راوی محمد بن عبدالملک قوی نہیں (مجمع ص ۲۹۵ ج ۲)۔

بیماری میں موت

(۱۳۰۴) من مات مريضا مات شهيدا (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

جو حالت بیماری میں فوت ہوا وہ شہادت کی موت مرا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی ابراہیم بن محمد بن ابی یحیٰ اسلمی متہم بالکذب ہے ابن جوزی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کا دارومدار ابراہیم بن ابی نجیح پر ہے تدلیس سے کام لیتے ہوئے کبھی اس کو ابراہیم بن ابی عطاء کہہ دیتے ہیں اور کبھی ابراہیم بن ابی یحیٰ درحقیقت یہ تمام نام ابراہیم بن محمد بن ابی یحیٰ اسلمی کے ہیں امام مالک امام یحیٰ بن سعید اور ابن معین فرماتے ہیں کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں لوگوں نے اس کی حدیث کو چھوڑ دیا تھا (کتاب الموضوعات ص ۲۹۳ ج ۲)

مختلف قسم کی موتوں سے پناہ

(۱۳۰۵) كان يتعوذ من موت فجأة و كان يعجبه ان يمرض قبل ان يموت (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)۔

آپ اچانک موت سے پناہ طلب کرتے تھے اور آپ کو پسند تھا کہ مرنے سے پہلے بیمار ہوں۔ ☆

۱۳۰۳ — طبرانی أوسط ص۱٤٤ ج۲ ح ۱۲٦۷۔

۱۳۰٤ — ابن ماجة كتاب الجنائز ح ۱٦۱٥، الكامل ص۲۲۲ ج۱، علل الحديث ص۳٥۸ ج۱ اللالى ص٤٤۲ ج۲۔

۱۳۰٥ — طبراني كبير ص۱۳۲ ج۸، كنز العمال ص۷۷ ج۷۔

سخت ضعیف ہے راوی عثمان بن عبد الرحمٰن قرشی متروک ہے (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲)۔

(۱۳۰۶) استعاذ من سبع موتات موت الفجأة ومن لدغ الحية ومن السبع ومن الغرق ومن الحرق وان يخر على شئي او يخر عليه شئي ومن القتل عند فرار الزحف (عبد الله بن عمرو)۔

آپ سات قسم کی موت سے پناہ طلب کرتے تھے اچانک موت سے، سانپ کے ڈسنے سے درندے سے، پانی میں غرق ہونے، آگ سے جل جانے سے اور یہ کہ آپ کسی چیز پر گریں یا کوئی چیز آپ پر گرے، اور لڑائی سے فرار کے وقت قتل سے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابن لھیعہ ضعیف ہے۔

(۱۳۰۷) موت الفجأة راحة للمومن واخذة اسف على الفاجر (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

اچانک موت مومن کے لئے راحت ہے اور فاجر کے لئے ندامت ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن ولید رصافی متروک ہے۔ (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲) کوئی شئی نہیں (ابن معین) حدیث کو ضبط نہیں کرتا تھا (احمد) ضعیف ہے (ابوزرعہ و دارقطنی) ثقہ راویوں سے ایسی روایات کرتا تھا جو ثقہ راویوں کی روایات کے مشابہ نہیں دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایسا عمداً کرتا تھا جس سے اسکا ترک مستحق ہو گیا ہے (میزان ص ۱۷ ج ۳)

(۱۳۰۸) موت الغريب شهادة (ابن عباس)۔

مسافر کی موت شہادت ہے۔ ☆

۱۳۰۶ — مسند أحمد ص ۱۷۱ ج ۲، مجمع ص ۳۱۸ ج ۲۔

۱۳۰۷ — بیهقی ص ۳۷۹ ج ۳۔

۱۳۰۸ — طبرانی کبیر ص ۴۸ ج ۱۱ ح ۱۱۰۳۴، کنز العمال ص ۴۲۰ ج ۴، حلية الأولياء ص ۲۰۱ ج ۸، عقيلی ص ۳۶۵ ج ۴، تذكرة الموضوعات ص ۱۲۲، الفوائد المجموعة ص ۲۰۹، تنزيه ص ۱۷۹ ج ۲، العلل المتناهية ص ۴۰۸ ج ۲، الكامل ص ۲۵۶ ج ۱ و ص ۲۵۸۴ ج ۷، ابن ماجة من مات غريبا ح ۱۶۱۳، كشف الخفاء ص ۲۹۰ ج ۲، تلخيص ص ۱۴۱ ج ۲، ضعيفة ص ۴۲۵ ج ۱۔

سخت ضعیف ہے لمبی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے راوی عمرو بن حسین عقیلی متروک ہے (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲)
ذاہب الحدیث ہے (ابو حاتم) واہ ہے (ابوزرعہ) متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۲۵۳ ج ۳)۔

(۱۳۰۹) ما من مومن یموت فی غربة الا ناحت علیه الملائکة رحمة له حیث غابت عنه بو اکیه (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو شخص غربت (سفر) میں فوت ہوتا ہے تو فرشتے اس پر ترس کھاتے ہوئے نوحہ کرتے ہیں اس لئے کہ اس پر رونے والی نہیں ہوتیں۔ (دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔)

(۱۳۱۰) اللهم انی اعوذبك ان اموت هما او غما او غرقا او یتخبطنی الشیطان عند الموت او اموت لدیغا (ابو هریره رضی اللہ عنہ)۔

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں پریشانی، غم کی موت مروں یا پانی میں غرق ہو کر شیطان مجھے موت کے وقت پاگل کر دے۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن اسحاق کی توثیق نا معلوم ہے۔ (مجمع ص ۳۱۸ ج ۲)۔

موت سے فرار و محبت

(۱۳۱۱) ایک لمبی حدیث میں ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا انہوں نے شیطان سے پوچھا میں اسے کہاں لے جاؤں اس نے کہا زمین کی گہرائی میں فرمایا موت تو وہاں بھی پہنچ جائے گی اچھا پھر سمندر کی گہرائی میں فرمایا موت تو وہاں بھی پائے گی اچھا پھر مغرب کی طرف بھیج دیں فرمایا موت تو وہاں بھی پہنچ جائے گی تو کہنے لگا اچھا پھر مشرق میں فرمایا موت تو وہاں بھی پہنچ جائے گی۔ اچھا پھر زمین اور آسمان کے درمیان لٹکا دیں تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہاں یہ ٹھیک ہے جن بچے کو اٹھا کر زمین اور آسمان کے درمیان لے گئے اتنے میں ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھے اس بچے کی روح قبض

۱۳۰۹ – دیلمی ص۳۲٤ ج٤ ح٦٤٨٣.

۱۳۱۰ – مسند أحمد ص۲، کنز العمال ص۲۰۸ ج۲، مجمع ص۳۱۸ ج۲.

۱۳۱۱ – عقیلي ص٤۲٤ ج٤، کتاب الموضوعات ص۲۹۳ ج۲، اللآلي ص٤٥۳ ج۲، تنزیه ص٦۲۳ ج۲.

کرنے کا حکم ملا تھا میں نے اسے زمین کی تہہ میں سمندر کی گہرائی میں اور مشرق و مغرب کے کونوں میں تلاش کیا مگر مجھے نہ مل سکا۔ بالآخر میں آسمان کی طرف چڑھ رہا تھا تو میں نے اس کو پالیا اور اس بچے کا جسم کرسی پر آگرا یہ ہے آیت ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔

من گھڑت راوی یحیی بن کثیر ثقہ راویوں کے نام سے ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث میں سے نہیں ہوتی تھیں (ابن حبان) اس سند کے دوسرے راوی محمد بن عمرو کی روایات کو لوگ پھاڑ دیتے تھے (ابن معین ☆ کتاب الموضوعات ص ۳۹۴ ج ۲)۔

یحیی بن کثیر ابو زخرف منکر الحدیث ہے (عقیلی ص ۴۴۲ ج ۴)۔

(۱۳۱۲) من احب الموت فهو حبيبي حقا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو موت سے محبت رکھے وہ میرا حقیقی دوست ہے۔ ☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

موت کے وقت وصیت

(۱۳۱۳) المحروم من حرم وصيته (انس رضی اللہ عنہ)۔

محروم وہ ہے جو وصیت سے محروم ہو گیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱) اور اس کا شاگرد درست بن زیاد عنبری بھی ضعیف ہے۔ (تقریب ص ۹۷)

(۱۳۱٤) من حضره الموت فوضع وصيته على كتاب الله كان ذلك كفارة لما ضيع من زكوته في حياته (قره)

جس کے پاس موت حاضر ہو وہ اپنی وصیت کتاب اللہ کے مطابق کرے تو یہ اس کے لئے کفارہ ہوگی ان

۱۳۱۲ — دیلمی ص۲٤۷ ج٤ ح۶۲۷۹۔

۱۳۱۳ — ابن ملجه باب الحث على الوصية ح ۲۷۰۰

۱۳۱٤ — ابن ماجة كتاب الوصايا ح۲۷۰۵، كتاب الموضوعات ص۲۹٦ ج۲، تاريخ بغداد ص۲٤۷ ج۸، دارقطني ص۱٤۹ ج٤، تنزيه ص۲٦۵ ج۲، طبراني كبير ص۲۳ ج۱۹ ح۹۶، اللآلي ص۲٤۷ ج۲۔

اعمال کا جو اس کی زندگی میں ضائع ہوئے ہیں۔ ☆

ضعیف ہے اس کی ایک سند میں بقیہ ضعیف اور مدلس ہے اور اس کا استاذ ابو حلبیس مجہول ہے (تقریب ص ۴۰۲) اور اس کا استاذ خلید بن ابی خلید بھی مجہول ہے (تقریب ص ۹۳) دوسری سند میں یعقوب بن محمد زہری کسی شئی کے مساوی نہیں (احمد) یہ حدیث ہی نہیں (کتاب الموضوعات ص ۲۹۶ ج ۲)۔

تلقین میت

(۱۳۱۵) اذا قرءت یس عند الموت خفف عنه بها۔ (صفوان)

موت کے وقت جب سورۃ یٰس پڑھی جائے تو میت پر تخفیف ہو جاتی ہے ☆

حدیث رسول نہیں بعض مشائخ کا قول ہے۔

(۱۳۱۶) اقرء وا سورة یس علی موتاکم (معقل بن سیار)

تم اپنے فوت ہونے والوں پر سورۃ یٰس پڑھو۔ ☆

ضعیف اور مضطرب ہے اس کے دو راوی ابو عثمان اور اس کا باپ دونوں مجہول ہیں دارقطنی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف الاسناد مجہول المتن ہے۔ (تلخیص الحبیر ص ۱۰۳ ج ۲)۔

(۱۳۱۷) ما من میت یموت فتقرأ عنده یس الا هون الله (ابو درداء، ابو ذر رضی اللہ عنہ)

جس مرنے والے کے پاس سورت یٰس پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اس پر آسانی کر دیتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی مروان بن سالم جزری ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (دارقطنی) منکر الحدیث ہے (بخاری، مسلم، ابو حاتم) حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو عروبہ حرانی ☆ میزان ص ۹۰ ج ۴)

۱۳۱۵ — مسند احمد ص ۱۰۵ ج ۴، در منثور ص ۲۵۷ ج ۵

۱۳۱۶ — ابو داود کتاب الجنائز ح ۳۱۲۱، ابن ماجة کتاب الجنائز ح ۱۴۴۸، مسند أحمد ص ۲۶ ج ۵، طبرانی کبیر ص ۲۱۹ ج ۲۰ ح ۵۱۰ و ۵۱۱، ابن ابی شیبة ص ۴۴۵ ج ۲ ح ۱۰۸۵۴، المستدرک ص ۵۶۵ ج ۱، ابن حبان ص ۳ ج ۶ ح ۲۹۹۱ بیهقی ص ۳۸۳ ج ۳۔

۱۳۱۷ — کنز العمال ص ۵۶۳ ج ۱۵، تلخیص ص ۱۰۴ ج ۲، در منثور ص ۲۵۷ ج ۵۔

(۱۳۱۸) ما من مريض يقرأ عنده سورة يسين إلا مات ريانا و ادخل قبره ريانا و حشر يوم القيامة ريانا (عبدالله بن سميع)

جس مریض کے پاس سورۃ یسین پڑھی جائے وہ پانی سے سیر ہو کر مرے گا اور قبر میں بھی سیر ہو کر داخل ہوگا اور قیامت کے دن بھی پانی سے سیر ہو کر اٹھایا جائے گا۔☆

باطل ہے بعض دیگر راویوں کے علاوہ ایک راوی عبد اللہ بن حسین مصیصی حدیث چور اور خبروں کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن حبان☆ میزان ص ۴۰۸ ج ۲)

(۱۳۱۹) لقنوا موتٰا كم لا اله الا الله الحليم الكريم سبحان الله رب العرش العظيم احمد لله رب العالمين (عبد الله بن جعفر رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ (الی آخرہ) کی تلقین کرو۔☆

ضعیف ہے راوی اسحاق بن عبد اللہ بن جعفر مجہول الحال ہے جس کی کسی ایک نے توثیق نہیں کی (تعلیق بر مشکوۃ البانی ص ۵۱۰ ج ۱)

(۱۳۲۰) اپنے بچوں کو سب سے پہلے لا الہ الا اللہ سکھاؤ اور موت کے وقت اسی کلمہ کی تلقین کرو جس کا اول اور آخر کلام لا الہ الا اللہ ہو گیا خواہ وہ ہزار سال زندہ رہا اس سے کسی گناہ کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

اس متن کے ساتھ متن گھڑت ہے ایک راوی ابراہیم بن مہاجر ضعیف ہے (بخاری) اور دو راوی محمد بن محویہ اور اس کا باپ مجہول الحال ہیں (کتاب الموضوعات ص ۳۹۵ ج ۲)

(۱۳۲۱) لا يقولن احدكم اللهم لقني حجتي فان الكافر يلقن حجته ولكن ليقل اللهم لقني حجة الايمان عند الممات (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۱۸ — ديلمي ص۳۲۸ج٤ ح٦٤٩٣.

۱۳۱۹ — ابن ماجة كتاب الجنائز ح١٤٤٦.

۱۳۲۰ — كتاب الموضوعات ص۳۹٥ج۲، اللالي ص٣٤٧ج٢، شعب الايمان ص٣٩٨ج٦ ح٨٦٤٩، تنزيه ص٣٦٤ج٢.

۱۳۲۱ — طبراني أوسط ص٥٢٧ج٢ ح١٩٠٧.

تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ اے اللہ مجھے میری حجت کی تلقین کر کیونکہ کافر کو اس کی حجت کی تلقین کی جاتی ہے لیکن یہ کہے اے اللہ مجھے موت کے وقت ایمان کی حجت کی تلقین کر۔ ☆

ضعیف ہے ایک راوی ابن لہیعہ ضعیف ہے اور دوسرا راوی سکن بن ابی کریمہ نا معلوم ہے (مجمع ص ۳۲۵ ج ۲)

موت کے وقت اعمال کا پیش ہونا

(۱۳۲۲) رسول اللہ ﷺ ایک بیمار کی تیمارداری کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا تو کیا پاتا ہے؟ وہ کہنے لگا سیاہ اور سفید پاتا ہوں آپ نے پھر پوچھا ان دونوں میں تیرے قریب کون ہے وہ کہنے لگا سیاہ قریب ہے آپ نے فرمایا خیر قلیل ہے اور شر کثیر ہے اس پر وہ کہنے لگا آپ میرے لئے دعا فرمایئے آپ نے دعائی فرمائی اور پوچھا اب کیا پاتا ہے وہ کہنے لگا اب میں خیر کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بڑھ رہی ہے اور شر کمزور ہو رہی ہے (سلمان رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۱ و مجمع ص ۳۲۲ ج ۲)۔

(۱۳۲۳) ان اعمالكم تعرض على اقاربكم و عشائركم من الاموات فان كان خيراً استبشروا وان كان غير ذلك قالو اللهم لا تمتهم حتى تهديهم كما هديتنا (انس رضی اللہ عنہ)

تمہارے اعمال تمہارے فوت شدہ قریبی رشتے داروں پر پیش کئے جاتے ہیں اگر اعمال اچھے ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اچھے نہ ہوں تو وہ کہتے ہیں اے اللہ تو ان کو فوت نہ کر حتیٰ کہ ان کو بھی ہدایت نصیب کر جیسا کہ تو نے ہمیں ہدایت نصیب کی۔ ☆

ضعیف ہے اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے جس کا نام ذکر نہیں ہے (مسند احمد ص ۱۶۵ ج ۳ و مجمع ص ۳۲۹ ج ۲)۔

(۱۳۲٤) لا تفضحوا امواتكم بسيآت اعمالكم فانها تعرض على اولياء كم من

۱۳۲۲ – مجمع ص۳۲۹ ج۲۔

۱۳۲۳ – مسند أحمد ص۱٦٤ وص۱٦٥ ج۳، مجمع ص۳۲۹ ج۲۔

۱۳۲٤ – المقاصد الحسنة ص٤٦٤، كشف الخفاء ص٥٠٨ ج۲، الفوائد المجموعة ص۲٦۹۔

اهل القبور (ابو هریرہ رضی اللہ عنہ)

تم برے اعمال سے اپنے فوت شدگان کو رسوا نہ کرو کیونکہ تمہارے اعمال تمہارے ان دوستوں پر پیش کئے جاتے ہیں جو قبروں میں ہیں۔☆

ضعیف ہے (المقاصد الحسنۃ ص ۲۶۴)

کیفیت موت

(۱۳۲۵) لمعالجة ملك الموت اشد من الف ضربة بالسيف (انس رضی اللہ عنہ)۔

ملک الموت کی سختی تلوار کی ہزار ضربوں سے زیادہ سخت ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی محمد بن قاسم البلخی حدیثیں وضع کرتا تھا (حاکم) متروک الحدیث ہے (نسائی ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۹۶ ج ۲) اس نے مکہ کے طریق میں من گھڑت روایتیں روایت کی ہیں (المدخل للحاکم ص ۲۱۰) ایسی روایتیں لاتا ہے جن کے باطل ہونے کی امت گواہی دیتی ہے (کتاب المجروحین ص ۳۱۱ ج ۲) حدیثیں وضع کرتا اور جھوٹ بولتا تھا (جوزجانی ☆ لسان ص ۳۴۴ ج ۵)۔

(۱۳۲۶) ایک لمبی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ملک الموت کو ایک نصاری کے پاس پایا اور فرمایا میرے ساتھی سے نرمی برتنا کیونکہ ایماندار ہے فرشتے نے کہا میں ہر مومن کے ساتھ نرمی برتتا ہوں جب میں روح قبض کرتا ہوں تو میت کے گھر والے رونا شروع کر دیتے ہیں اور میں روح کو لے کر چلا جاتا ہوں اور میں کہتا ہوں یہ کیوں رو رہے ہیں میں نے تو ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے میں ان کو نماز کے وقت تک مؤخر کرتا ہوں پس جو نماز کی حفاظت کرتا ہے تو فرشتہ اس کے قریب ہو جاتا ہے اور شیطان دور بھاگ جاتا ہے فرشتہ اس میت کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرتا ہے (حارث بن خزرج عن ابیہ رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس کے دو راوی عمر بن شمر جعفی اور حارث بن خزرج کا ترجمہ نا معلوم ہے (مجمع ص ۳۲۶ ج ۲)۔

۱۳۲۵ — تاريخ بغداد ص ۲۰۲ ج ۳، كتاب الموضوعات ص ۳۹۰ ج ۲، كنز العمال ص ۷۰ ج ۱۵، تنزيه ص ۳۶۵ ج ۲، تذكرة الموضوعات ص ۲۱٤۔

۱۳۲٦ — كشف الاستار ج ۷۸٤، مجمع ص ۳۲٦ ج ۲۔

(۱۳۲۷) مومن کی روح پسینے کی طرح نکل جاتی ہے اور کافر کی روح بڑی سختی کے ساتھ جیسا کہ گدھے کی روح نکلتی ہے۔ مومن پر اس کے گناہ کی وجہ سے سختی کی جاتی ہے تا کہ وہ اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے اور کافر پر موت کے وقت سختی نہیں کی جاتی اس لئے کہ اس نے جو نیکیاں کی ہیں اسے ان کا بدلہ دیا جائے۔ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی قاسم بن مطیب ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲۶ ج ۲) قلت روایات کے باوجود خطاً کرتا تھا کثرت خطا کی وجہ سے اس کا ترک مستحق ہو گیا (کتاب المجروحین ص ۲۱۳ ج ۲)

(۱۳۲۸) مومن کی روح جب قبض ہوتی ہے تو رحمت کے فرشتے کہتے ہیں تم اپنے ساتھی کو آرام کا موقعہ دو کیونکہ یہ دنیا میں سخت تکلیف میں تھا پھر وہ پوچھتے ہیں فلاں مرد اور فلاں عورت نے کیا کیا؟ کیا اس نے شادی کر لی ہے؟ اگر وہ اس سے پہلے فوت ہو چکا ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے وہ مر چکا ہے جس پر وہ انا للہ پڑھتے ہیں اس لئے کہ اسے حاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے جو بہت بری جگہ ہے بلاشبہ تمہارے اعمال تمہارے قریبی رشتہ داروں پر پیش کئے جاتے ہیں اگر بہتر ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو بشارتیں سناتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ یہ تیرا فضل اور رحمت ہے تو اپنی نعمت اس پر پوری کر۔ الحدیث (ابو ایوب رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے اس روایت کی دو سندیں ہیں ایک سند کا راوی مسلمہ بن علی متروک منکر الحدیث ہے (دیکھئے نمبر ۱۲۹۹) دوسری سند کا ایک راوی زمزم بن زرعہ صدوق وہم زدہ ہے (تقریب ص ۱۵۵) اور دوسرا راوی محمد بن اسماعیل بن عیاش ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے حالانکہ اس نے اپنے باپ سے کچھ نہیں سنا (ابو حاتم) یہ روایت کے لائق نہیں۔ (ابو داؤد ☆ میزان ص ۴۸۱ ج ۳)

(۱۳۲۹) لما اتى ابراهيم ربه قال له يا ابراهيم كيف وجدت الموت قال وجدت جسدى ينزع بالسلمة قال هذا وقد يسر ناه عليك (عائشة رضي الله عنها)۔

جب ابراہیم فوت ہو کر اپنے رب کے پاس پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا ابراہیم تو نے موت کو کیسے پایا؟ فرمایا

۱۳۲۷ـ حلية الأولياء ص ۵۹ ج ۵، طبراني كبير ص ۷۹ ج ۱۰ ح ۱۰۰۱۵۔

۱۳۲۸ـ طبراني كبير ص ۱۲۹ ج ٤ ح ۳۸۸۷ و ۳۸۸۹، طبراني أوسط ص ۱۳۰ ج ۱ ح ۱٤۸، مسند الشاميين ح ۱۵٤٤ و ۳۵۷٤۔

۱۳۲۹ـ كتاب المجروحين ص ۲۱٤ ج ۱، كتاب الموضوعات ص ۲۹٦ ج ۲، اللآلي ج ۲، تنزيه ص ۳٦۲ ج ۲۔

میرا جسم کانٹوں کے ساتھ کھینچا جاتا تھا اللہ نے فرمایا ہم نے تو موت کو آپ پر آسان کر دیا تھا۔☆
من گھڑت ہے راوی جعفر بن نصر عنبری متہم بالکذب ہے جو ثقہ راویوں کے نام پر باطل حدیثیں روایت کرتا تھا (میزان ص ۴۱۹ ج ۱)۔

(۱۳۳۰) یہی روایت جعفر بن نصر عنبری نے حضرت ابو ہریرہ سے بھی روایت کی ہے ابن حبان فرماتے ہیں من گھڑت ہے (کتاب المجروحین ص ۲۱۴ ج ۱)۔

انا للہ کہنا

(۱۳۳۱) اعطیت امتی شیئاً لم یعطه احد من الامم عند المصیبة انا لله و انا الیه راجعون (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

میری امت کو ایسی چیز عطاء ہوئی ہے جو دیگر امتوں میں سے کسی ایک کو عطاء نہیں ہوئی وہ مصیبت کے وقت انا اللہ پڑھتے تھے۔☆

اس سیاق کے ساتھ سخت ضعیف ہے راوی محمد بن خالد طحان بہت برا آدمی تھا کوئی شئی نہیں کذاب تھا (ابن معین ☆ میزان ص ۵۳۳ ج ۳)

(۱۳۳۲) من استرجع عند المصیبة جبر الله مصیبته و جعل له خلفا یرضه (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو مصیبت کے وقت انا اللہ پڑھے اللہ تعالی اس کی مصیبت کے نقصان کو پورا کر دیتا ہے اور اس کے لئے ایسا نائب بناتا ہے جو اس کی پسند ہوتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی علی بن ابی طلحہ ضعیف ہے ابن حجر فرماتے ہیں ابن عباس سے مرسل روایت کرتا تھا حالانکہ اس نے ابن عباس کو دیکھا نہیں ہے (تقریب ص ۲۴۸)۔

۱۳۳۰ — کتاب المجروحین ص ۲۱٤ ج ۱۔

۱۳۳۱ — طبرانی کبیر ص ۳۲ ج ۱۲ ح ۱۲٤۱۱، الترغیب والترهیب ص ۳۳۷ ج ٤، کنز العمال ص ۲۹٦ ج ۳۔

۱۳۳۲ — کنز العمال ص ۳۰۰ ج ۳، الترغیب والترهیب ص ۳۳۷ ج ٤، مجمع ص ۳۳۱ ج ۲ وص ۳۱۷ ج ٦.

(۱۳۳۳) ما من مسلم ولا مسلمة يصاب بمصيبة فيذكرها ان قدم عهدها فيحدث له استرجاعا الا احدث الله له عند ذلك واعطاه ثواب يوم اصيب بها (حسين بن علي رضی اللہ عنہ)

کسی مسلمان مرد یا عورت کو مصیبت نہیں پہنچی اگرچہ اس کا زمانہ پرانا ہو چکا ہو مگر وہ اسے انا للہ کہنے کی خاطر نئے سرے سے یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نئے سرے سے ثواب دیتا ہے جتنا کہ اس کو تکلیف پہنچنے کے دن عطاء کیا تھا۔☆

ضعیف ہے راوی ہشام بن زیاد متروک ہے (تقریب ص ۳۶۴)۔

(۱۳۳٤) من سمع بموت مسلم فدعا له بخير كتب الله له اجر من عاده او شيعه ميتا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو کسی مسلمان کی موت کی خبر سنے تو اس کے لئے بھلائی کی دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے برابر اجر لکھ دیتا ہے جس نے اس کی تیمارداری کی ہوتی ہے یا اس کے جنازہ کے ساتھ گیا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی صالح بن بشیر مری ضعیف ہے (تقریب ص ۱۴۸) قصہ گو ہے صاحب حدیث نہیں اور نہ حدیث کو پہچانتا ہے (احمد) متروک ہے (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری) سخت منکر الحدیث ہے (فلاس ☆ میزان ص ۲۸۹ ج ۲)

میت کے پاس عورتوں کی حاضری

(۱۳۳۵) لا خير في جماعة النساء ولا عند ميت فانهن اذا اجتمعن قلن وقلن (خولة بنت يمان)۔

عورتوں کی جماعت کرانے اور میت کے پاس جمع ہونے میں خیر نہیں ہے جب یہ جمع ہوتی ہیں تو ایسی ویسی

۱۳۳۳ — مسند أحمد ص ۲۰۱ ج ۱، مجمع ص ۳۳۱ ج ۲، طبراني أوسط ص ۳۷۱ ج ۳ ح ۲۷۸۹، ابن كثير ص ۲۹۵ ج ۱ البقرة ص ۱۵۶۔

۱۳۳٤ — كنز العمال ص ٦٦٢ ج ۱۵۔

۱۳۳۵ — طبراني أوسط ص ٤٤ ج ۸ ح ۷۱۲٦۔

باتیں کرتی ہیں۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی وازع بن نافع متروک ہے (مجمع ص ۳۳۰ ج ۲ دیکھئے نمبر ۴۲)

قبلہ رخ کرنا

(۱۳۳۶) اوصی ان یوجهه الی القبلة لما احتضر (عبد الله بن ابی قتادة رضی اللہ عنہ)

انہوں نے وصیت کی کہ موت کے وقت انہیں قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے۔ ☆

مرسل ہے۔

(۱۳۳۷) کان البراء بن معرور اول من استقبل القبلة حیا و میتا (عبد الرحمن بن عبد الله بن کعب رضی اللہ عنہ)۔

براء بن معرور پہلے شخص تھے جو زندہ اور مردہ ہونے کی حالت میں قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ☆ مرسل ہے۔

(۱۳۳۸) قال حذیفة وجهونی الی القبلة۔ (حذیفة رضی اللہ عنہ)

حضرت حذیفہ نے فرمایا مجھے قبلہ رخ کر دینا ہے۔ ☆ نامعلوم ہے۔

موت کفارہ ہے

(۱۳۳۹) الموت کفارة لکل مسلم (انس رضی اللہ عنہ)

موت ہر مسلمان کے لئے کفارہ ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے اس روایت کی دو سندیں ہیں پہلی سند میں محمد بن احمد المفید سخت ضعیف ہے اور اس کا استاذ احمد بن عبد الرحمٰن تقفی مجہول ہے دوسری سند میں مفرج بن شجاع واہی الحدیث ہے نیز اس کا شمار مجہولوں میں سے ہے (کتاب الموضوعات ص ۲۹۵ ج ۲)۔

۱۳۳۶ — المستدرك ص ۳۵۳ ج ۱ بیهقی ص ۳۸٤ ج ۳۔

۱۳۳۷ — بیهقی ص ۳۸٤ ج ۳۔

۱۳۳۸ — أرواء الغلیل ص ۱۵۲ ج ۳۔

۱۳۳۹ — تاریخ بغداد ص ۳۷٤ ج ۱، حلیة الأولیاء ص ۱۲۱ ج ۳، کنز العمال ص ۵٤۸ ج ۱٦، موضوعات کبیر ص ۱۲۹، کتاب الموضوعات ص ۲۹٤ ج ۲، اللآلی ص ۳٤٦ ج ۲، دیمی ص ۳۱۳ ج ٤ ح ٦۹۸۵۔

(۱۳۴۰) الموت کفارة للمومن (انس رضی اللہ عنہ)۔

موت مومن کے لئے کفارہ ہے۔☆

من گھڑت ہے راوی داؤد بن المحبر متروک ہے۔ (دیکھئے نمبر ۳۴۷)

(۱۳۴۱) الموت کفارة لکل ذنب۔ ☆

موت ہر گناہ کے لئے کفارہ ہے۔☆

من گھڑت ہے اس روایت کے دو راوی خزر بن جمیل اور اس کا استاد حفص بن عبدالرحمن نامعلوم ہے اور تیسرا راوی داؤد بن المحبر متروک ہے۔ (دیکھئے نمبر ۳۴۷)

میت پر رونا نوحہ کرنا

(۱۳۴۲) ویل ام سعید سعداً سرامة وجدا فقال النبی ﷺ لا تزیدن علی هذا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی مسلم ملائی ضعیف ہے مجمع ص ۱۵ ج ۳)۔

(۱۳۴۳) المیت تنضح علیه الحمیم ببکاء الحی (عائشة رضی اللہ عنہا)۔

میت پر گرم پانی چھڑکا جاتا ہے زندوں کے رونے کی وجہ سے۔☆

باطل ہے راوی محمد بن حسن بن زبالہ ثقہ نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی و رازی) واہی الحدیث (ابو حاتم) منکر الحدیث (دارقطنی) کذاب ہے (میزان ص ۵۱۴ ج ۳)۔

(۱۳۴۴) لا یبکی الا احد رجلین فاجر مکمل فجوره او بارٌ مکملٌ بره (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

صرف دو آدمیوں پر رویا جائے کامل فاجر پر یا کامل نیک پر۔☆

۱۳۴۰ــ کتاب الموضوعات ص ۲۹۴ ج ۲، اللآلی ص ۲۴۶ ج ۲۔

۱۳۴۱ــ اللآلی ص ۲۴۹ ج ۲۔

۱۳۴۲ــ طبرانی کبیر ص ۹ ج ۶ ح ۵۳۲۸۔

۱۳۴۳ــ أبویعلی ص ۵ ج ۱ ح ۴۳، کنز العمال ص ۶۱۲ ج ۱۵، مجمع ص ۱۶ ج ۳، مسند أبی بکر للمروزی ص ۷۳، کشف الاستار ص ۳۷۹ ج ۱۔

۱۳۴۴ــ طبرانی أوسط ص ۲۲۷ ج ۱ ح ۳۴۲، کنز العمال ص ۶۲۵ ج ۱۵۔

ضعیف ہے راوی رشدین بن سعد ضعیف ہے (تقریب ص ۱۰۳)

(۱۳۴۵) كان الاسترجاع في الجاهلية النوح عند المصيبة والاياس من الانابة فابدلنا الله في الاسلام مكان النياحة الاسترجاع عند المصيبة و مكان الاياس اليقين بالانابة (ابو هريرة رضی اللہ عنہ)

جاہلیت میں مصیبت کے وقت انا اللہ کہنے کے بجائے نوحہ تھا اور انابت سے ناامیدی تھی اللہ تعالیٰ نے اسلام میں مصیبت کے وقت نوحہ کی جگہ انا للہ کو بدل دیا اور ناامیدی کو انابت با یقین سے بدل دیا۔

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

حرمین میں موت

(۱۳۴۶) من مات في احد الحرمين يبعث آمناً (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو حرمین میں سے ایک میں مرا وہ قیامت کے دن با امن اٹھایا جائے گا۔ ☆

منکر ہے راوی ابو الزبیر مدلس ہیں اور اس کا شاگرد عبد اللہ بن مؤمل مخزومی ضعیف ہے (ابن معین۔ نسائی و دارقطنی) اس کی حدیث منکر ہے (احمد ☆ میزان ص ۵۱۰ ج ۲)۔

(۱۳۴۷) من مات في احد الحرمين استوجب شفاعتي و كان يوم القيامة من الآمنين (سلمان رضی اللہ عنہ)۔

جو حرمین میں سے کسی ایک میں فوت ہوا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی اور قیامت کے دن وہ امن والوں میں سے ہوگا۔ ☆

۱۳۴۵— دیلمی ص ۳۲۲ ج ۳ ح ۴۸۵۶

۱۳۴۶— طبراني أوسط ص۴۱۲ج۶ ح ۵۸۷۹، شعب الايمان ص۴۹۷ج۳، كنز العمال ص۲۷۱ج۱۲، تنزيه ص۱۷۳ج۲، در منثور ص۵۵ج۲۔

۱۳۴۷— طبراني كبير ص۲۴۰ج۶ ح ۶۱۰۴، شعب الايمان ص۴۹۶ج۳، كنز العمال ص۲۷۱ج۱۲، تنزيه ص۱۷۳ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۱۴۔

ضعیف ہے راوی عبدالغفور بن سعید متروک ہے (مجمع ص ۳۱۹ ج ۲)۔

(۱۳۴۸) من مات فی طریق مکۃ لم یعرضہ اللہ یوم القیامۃ ولم یحاسبہ (عائشۃ رضی اللہ عنہا)۔

جو مکہ کے رستے میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن حساب کے لئے پیش نہیں کریں گے۔ ☆

منکر ہے راوی عائذ بن بشیر (میزان میں نسیر ہے) ضعیف ہے (ابن معین) منکر الحدیث ہے (عقیلی ☆لسان ص ۲۲۶ ج ۳) اس کا شاگرد یحییٰ بن یمان وہم زدہ اور خطا کرتا تھا (الکامل ص ۱۹۹۳ ج ۵)۔

(۱۳۴۹) من مات فی طریق مکۃ حاجا لم یعرضہ اللہ عزوجل ولم یحاسبہ (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو مکہ کے رستہ میں حج کی نیت سے مر گیا اللہ تعالیٰ اس سے نہ تعرض کرے گا اور نہ ہی حساب لے گا۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابو معشر ضعیف ہے (تقریب ص ۳۵۶) اور اس کے شاگرد اسحاق بن بشر الکاہلی کا شمار حدیث وضع کرنے والوں میں ہوتا ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۱۸۶ ج ۱)

(۱۳۵۰) من خرج فی ھذا الوجہ فی حجۃ او عمرۃ فمات لم یعرض ولم یحاسب وقیل لہ ادخل الجنۃ (عائشۃ رضی اللہ عنہا)۔

جو حرم کی طرف حج یا عمرہ کے لئے نکلے تو وہ مر جائیں اس سے نہ تعرض ہوگا اور نہ حساب لیا جائے گا اس کو کہا جائے گا تو جنت میں داخل ہو جا۔ ☆

منکر ہے سند میں ایک راوی مجہول ہے ابن عدی کہتے ہیں وہ مجہول راوی عائذ ہے جو اوپر والی حدیث کا راوی ہے اس کی یہ دونوں روایتیں غیر محفوظ ہیں (الکامل ص ۱۹۹۳ ج ۵)۔

۱۳۴۸ــ شعب الایمان ص۲۷۴ج۳ ح۴۰۹۹، کنز العمال ص۱۶ج۵، اللالی ص۱۰۸ج۲، تذکرۃ الموضوعات ص۷۲۔

۱۳۴۹ــ الکامل ص۳۲۶ج۱، دیلمی ص۱۴۸ج۴ ح۵۹۶۹، تذکرۃ الموضوعات ص۷۲۔

۱۳۵۰ــ أبویعلی ص۳۳۰ج۴ ح۴۵۸۹، مجمع ص۲۰۸ج۳، الترغیب والترھیب ص۱۷۸ج۲، دارقطنی ص۲۹۸ج۲، الکامل ص۱۹۹۲ج۵، طبرانی أوسط ص۱۸۵ج۶ ح۵۳۸۴، کتاب المجروحین ص۱۹۴ج۲، میزان ص۳۶۳ج۲۔

(١٣٥١) من مات بين الحرمين حشره الله يوم القيامة من الآمنين و كنت شهيدا وشفيعاً يوم القيامة (انس رضی اللہ عنہ)

جو حرمین (مکہ اور مدینہ) کے درمیان فوت ہوا وہ قیامت کے روز با امن لوگوں میں سے اٹھایا جائے گا اور قیامت کے دن اس کے لئے گواہ یا شفارشی ہوں گا۔ متن کی سند نا معلوم ہے۔

(١٣٥٢) من مات في بيت المقدس فكانما مات في السماء (انس رضی اللہ عنہ)۔

جو بیت المقدس میں فوت ہوا گویا کہ وہ آسمان میں مرا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی یوسف بن عطیہ بصری متروک ہے (تقریب ص۳۹۹) منکر الحدیث ہے (بخاری) اس کے ضعف پر تمام کا اجماع ہے (ذہبی) اس کی عام روایات محفوظ نہیں ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۴۶۸ تا ۴۷۰ ج۴)۔

(١٣٥٣) من مات بيت المقدس او حولها باثني عشر ميلاً كان بمنزلة من قبض من السماء الدنيا (معاذ رضی اللہ عنہ)

جو بیت المقدس یا اس کے ارد گرد بارہ میل کے اندر مر جائے وہ ایسے ہے جیسا کہ پہلے آسمان پر فوت ہوا۔☆

باطل ہے راوی یوسف بن عطیہ ضعیف ہے (دارقطنی) ثقہ نہیں (نسائی) وہ بصری سے بھی زیادہ کذاب ہے (فلاس) اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۴۷۰ ج۴)

علاقہ شام میں موت

(١٣٥٤) من مات بالشام اعطى امانا من ضغطة القبر والجواز على الصراط (علی رضی اللہ عنہ)

جو شام کے علاقہ میں فوت ہو وہ قبر کے جھٹکے سے محفوظ رہے گا اور پل صراط سے بآسانی گزر جائے گا۔☆ دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

١٣٥١ — ديلمي ص١٤٨ ج٤ ح ٥٩٧٠۔

١٣٥٢ — كتاب الموضوعات ص ١٣٠ ج٢، اللالي ص١٠٨ ج٢، كنز العمال ص٢٨٩ ج١٢۔

١٣٥٣ — ديلمي ص١٤٨ ج٤ ح٥٩٧٣۔

١٣٥٤ — ديلمي ص١٤٨ ج٤ ح٥٩٧١۔

جمعہ کے روز کی موت

(۱۳۵۵) من مات يوم الجمعة وليلتها غفر له (عبد الله بن عمرو رضي الله عنه)۔

جو جمعہ کے دن یا اس کی رات کو مرے تو اسے بخش دیا جاتا ہے۔ ☆

منکر ہے راوی ہشام بن سعد حدیث میں محکم نہیں (احمد) ضعیف ہے (نسائی) آگی یہ روایت (میزان ص ۲۰۹ ج ۴) اس کا استاذ ربیعہ بن سیف صدوق ہے (تقریب ص ۱۰۱) اس کے پاس منکر روایات ہیں (بخاری) پھر اس کا حضرت عبداللہ بن عمر سے سماع نہیں (ترمذی ☆ میزان ص ۴۳ ج ۲)۔

(۱۳۵٦) ما من مسلم يموت يوم الجمعة او ليلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر (عبد الله بن عمرو رضي الله عنه)

جو کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ ☆

اس کی سند بھی اوپر والی حدیث کی سند ہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اس کی سند متصل نہیں اور ہم نہیں سمجھتے کہ ربیعہ بن سیف کا حضرت عبداللہ بن عمرو سے سماع ہو (ترمذی مع تحفہ ص ۱٦۴ ج ۲)۔

(۱۳۵۷) من مات يوم الجمعة وقي عذاب القبر (انس رضي الله عنه)۔

جو جمعہ کے روز مرے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ ☆

راوی یزید رقاشی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۱) اور اس کا شاگرد واقد بن سلامہ منکر الحدیث ہے قابل حجت نہیں۔ کتاب المجروحین ص ۸۵ ج ۳) اس کی حدیث صحیح نہیں (بخاری ☆ الکامل ص ۲۵۵۴ ج ۷)

اس روایت کی سند بہت سخت ضعیف ہے (تحفۃ الاحوذی ص ۱٦۴ ج ۲)۔

(۱۳۵۸) اثنان لا يعذبان في قبورهم من مات يوم الجمعة ومن مات في

۱۳۵۵ — میزان ص ۲۰۹ ج ٤۔

۱۳۵٦ — ترمذی كتاب الجنائز ح ۱۰۷٤۔

۱۳۵۷ — الكامل ص ۲۵۵٤ ج ۷، أبويعلى ص ۱٤۹ ج ٤ ح ٤۰۹۹۔

۱۳۵۸ — ديلمى ص ۲۰۵ ج ۱ ح ۱٦۸۱۔

رمضان۔ (عمران رضی اللہ عنہ)

دو قسم کے آدمیوں کو قبر میں عذاب نہیں ہوتا جو جمعہ کے دن یا رمضان میں فوت ہو۔ ☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

غسل

(۱۳۵۹) جو میت کو غسل دے اور اس میں امانت کو کما حقہ ادا کرے اور میت کے اس راز کو افشانہ کرے جو غسل کے وقت دیکھے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو غسل قریبی رشتہ دار دے اگر اسے غسل دینے کا تجربہ ہو ورنہ جس کو تم پرہیز گار اور امانت دار سمجھو وہ غسل دے۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا)

ضعیف ہے راوی جابر جعفی متہم ہے (دیکھئے نمبر ۱۸۵)

(۱۳۶۰) من غسل میتا خرج من ذنوبه کیوم ولدت امه (جابر رضی اللہ عنہ)۔

جو میت کو غسل دے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوتا ہے جیسا کہ اس کی والدہ نے اسے آج ہی جنا ہو۔ ☆

ضعیف ہے راوی خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے (بخاری) قوی نہیں (ابو حاتم) ضعیف ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۶۶۸ ج ۱ و تقریب ص ۹۴)۔

(۱۳۶۱) من غسل میتا فکتم علیه طهره الله من ذنوبه فانه کفنه کساه الله من سندس (ابو امامه رضی اللہ عنہ)۔

جو میت کو غسل دے اور اس کے معاملہ کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک کر دے گا اور جو کفن دے اللہ تعالیٰ اسے ریشم کا لباس پہنائے گا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو عبد اللہ نا معلوم ہے (مجمع ص ۲۱ ج ۳)۔

(۱۳۶۲) من غسل میتا و کفنه و تبعه رجع مغفوراً له (معاویه بن خدیج رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۵۹ — مسند أحمد ص ۱۱۹ ج ۶، طبراني أوسط ص ۲۴۹ ج ٤ ح ۳۵۹۹.

۱۳۶۰ — طبراني أوسط ص ۲۸۱ ج ۸، ح ۹۲۸۸۔

۱۳۶۱ — طبراني كبير ص ۲۸۱ ج ۸ ح ۸۰۷۸، كنز العمل ص ۵۷۵ ج ۱۵۔

۱۳۶۲ — مسند أحمد ص ۴۰۲ ج ۶۔

جو میت کو غسل اور کفن دے اور اس کے جنازے کے ساتھ جائے تو وہ بخشا ہوا واپس لوٹے گا۔☆

ضعیف ہے راوی صالح مجہول ہے (مجمع ص ۲۱ ج ۳)۔

(۱۳۶۳) فی الرجل یموت مع النساء والمرأة تموت مع الرجال ولیس لهما محرم یتیمما (سنان بن عرفه رضی اللہ عنہ)۔

وہ آدمی جو عورتوں کے ساتھ اور عورت مردوں کے ساتھ مرتے ہیں اور ان کے درمیان کوئی محرم نہیں ہوتا تو ان دونوں کو تیمم کرایا جائے۔☆

راوی عبد الخالق بن یزید بن واقد ضعیف ہے (مجمع ص ۲۳ ج ۳) ثقہ نہیں (نسائی) منکر الحدیث ہے (بخاری)☆ میزان ص ۵۴۳ ج ۲)

(۱۳۶٤) فلما حضرت خالد بن الحواری الوفاة وقد اتی اهله اغسلونی غسلتین غسلة للجنابة و غسلة للموت (خالد بن الحواری رضی اللہ عنہ)۔

صحابی خالد بن الحواری کو جب موت حاضر ہوئی تو وہ جنبی تھے انہوں نے فرمایا مجھے دو غسل دینا ایک جنابت کا غسل اور دوسرا موت کا۔☆

ضعیف ہے راوی اسحاق بن حارث نامعلوم ہے (مجمع ص ۲۳ ج ۳)

(۱۳٦٥) اغسلو اقتلاکم (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

تم اپنے مقتولوں کو غسل دو۔☆

ذہبی فرماتے ہیں اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں مگر حدیث کی نکارت ظاہر ہے۔ (میزان ص ۶۲۱)۔

(۱۳٦٦) افعلوا بمیتکم ما تفعلون باحیاء کم۔☆

تم اپنے مردوں کے ساتھ ایسے کرو جیسا کہ تم اپنے زندوں کے ساتھ کرتے ہو۔

غزالی نے اس روایت کی اپنی کتاب وسیط میں ذکر کیا ہے ابن صلاح فرماتے ہیں کوشش کے باوجود نہیں

۱۳٦۳ — طبرانی کبیر ص ۱۰۸ ج ۷ ح ٦٤٩٧۔

۱۳٦٤ — طبرانی کبیر ص ۱۹٦ ج ٤ ح ٤۱۲۳۔

۱۳٦٥ — الکامل ص ۸۲۷ ج ۲ ح میزان ص ٦۲۱ ج ۱۔

۱۳٦٦ — تلخیص ص ۱۰٦ ج ۲۔

ملی ابو شامہ فرماتے ہیں غیر معروف ہے (تلخیص ص ۱۰۶ ج ۲)۔

(۱۳۶۷) افعلوا بمیتکم کما تفعلون بعروسکم۔ ☆

تم اپنے مردوں کے ساتھ ویسے کرو جیسا کہ تم اپنی دلہنوں کے ساتھ کرتے ہو۔ ☆

نامعلوم ہے۔ ابن الصلاح فرماتے ہیں تلاش بسیار کے باوجود اسکا اصل معلوم نہیں ہوا (تلخیص ص ۱۰۶ ج ۲)۔

(۱۳۶۸) ان المیت لیعرف من یحمله ومن یغسله ومن یدلیه فی القبور (ابو سعید)

میت جانتی ہے اسے کس نے اٹھایا، غسل دیا اور قبر میں اتارا ہے۔ ☆

ضعیف ہے سند میں ایک نامعلوم راوی ہے (مجمع ص ۲۱ ج ۳)۔

(۱۳۶۹) لا یغسل موتاکم الا المأمونون۔ ☆

تمہارے مردوں کو صرف مامون ہی غسل دیں۔ ☆

حدیث نہیں کسی نامعلوم کا قول ہے۔

(۱۳۷۰) ان انسا اوصی ان یغسله محمد بن سرین۔ ☆

حضرت انس نے وصیت کی تھی کہ ان کو محمد بن سیرین غسل دیں چنانچہ ابن سرین نے حسب وصیت ان کو غسل دیا۔ ☆

سند نامعلوم ہے (ارواء ص ۱۵۹ ج ۳)۔

(۱۳۷۱) ان ابا بکر الصدیق اوصی ان تغسله امراته اسماء بنت عمیس۔

حضرت ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ ان کو غسل ان کی بیوی اسماء دے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی واقدی کذاب ہے (میزان ص ۶۶۳ ج ۳)۔

۱۳۶۷ — ابن أبي شيبة ص ۴۵۲ ج ۲ ح ۱۰۹۲۵، تلخيص ص ۱۰۶ ج ۲۔

۱۳۶۸ — مسند أحمد ص ۳ ج ۳، تاريخ بغداد ص ۲۱۲ ج ۱۲، تاريخ أصفهان ص ۲۰۸ ج ۱، مجمع الجوامع ح ۵۹۵۹، مجمع ص ۲۱ ج ۳۔

۱۳۶۹ — ابن ماجة كتاب الجنائز ح ۱۴۶۱، كنز العمال ص ۵۷۱ ج ۱۵۔

۱۳۷۰ — أرواء الغليل ص ۱۵۹ ج ۳۔

(۱۳۷۲) لا تنظر الی فخذ حي ولا میت (علی رضی اللہ عنہ)۔

اے علی نہ تو زندہ کا ران دیکھ اور نہ مردہ کا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابن جریج مدلس ہیں اور انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے بلا سماع روایت کی ہے، بعض اسناد میں ابن جریج کے سماع کی تصریح ہے مگر وہ سندیں ضعیف ہیں سماع والی ایک میں یزید ابو خالد تیسرا راوی مجہول ہے دوسری سند میں احمد بن منصور ہے جس نے اس کو روح بن عبادہ سے روایت کیا ہے۔ مگر روح کے جو ثقہ شاگرد ہیں وہ سماع کا ذکر نہیں کرتے۔ تفصیل الغلیل ص۲۹۵ ج۱) میں ملاحظہ کریں۔

(۱۳۷۳) رأت امراة یکدون رأسها بمشط فقالت علام تنصون میتکم (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

عائشہ نے دیکھا کہ وہ مردہ عورت کو کنگھی کر رہے ہیں فرمایا تم اپنے مردہ کے بالوں کو کیوں سیدھے کرتے ہو

منقطع ہے راوی ابراہیم نخعی کا حضرت عائشہ سے سماع نہیں نیز محمد بن حسن اور ان کے استاد ابو حنیفہ ہیں اور حماد بن ابی سلیمان مختلط ہیں۔

کفن

(۱۳۷٤) أحسنوا اکفان موتا کم (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو اچھے کفن پہناؤ۔ ☆

ضعیف ہے کہ سلیمان بن ارقم متروک ہے (دیکھئے نمبر ۳۳۰)

(۱۳۷۵) اذا ولي احد کم اخا فلیحسن کفنه فانهم یبعثون في اکفانهم (انس

۱۳۷۱ — بیهقي ص۲۹۷ ج۲، میزان ص٦٦٢ ج۳.

۱۳۷۲ — أبو داؤد ح ۳۱٤۰ و ٤۰۱۵، ابن ماجة ۱٤٦۰، بیهقي ص۲۲۸ ج۳، دارقطني ص۸٦ ج، العمال ص۳۳۸ ج۷.

۱۳۷۳ — کتاب الآثار لمحمد ص۳۹، مصنف عبد الرزاق ص٤۳۷ ج۳.

۱۳۷٤ — الکامل ص۱۱۰۵ ج۳، تنزیه ص۳۷۳ ج۲.

جب کوئی اپنے بھائی کا ولی بنے تو اس کے کفن کو اچھا کرے قیامت کے روز وہ انہیں کفنوں میں اٹھائیں گے۔☆

ضعیف منکر ہے راوی سعید بن سلام عطار وضع حدیث کے ساتھ مشہور تھا (میزان ص ۱۴۱ ج ۲)

(۱۳۷۶) الکفن من جمیع المال (علی رضی اللہ عنہ)

کفن میت کے تمام اثاثہ سے ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن ہارون فروی ضعیف ہے (مجمع الزوائد ۲۲۳ ج ۲)

(۱۳۷۷) من کفن میتا فان له بکل شعرة تصیب کفنه عشره حسنات (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو میت کو کفن پہنائے اس کے ہر بال کے بدلے جس کو کفن چھوئے دس نیکیاں ہیں۔☆

من گھڑت ہے راوی ابو العلاء نے نافع سے ایسی حدیثیں روایت کی ہیں جو اس کی روایات میں سے نہیں اور یہ حدیث من گھڑت ہے۔ (میزان ص ۵۵۴ ج ۴)

(۱۳۷۸) ان النبی ﷺ لما کفن زر علیه قمیصه (ابو هریره رضی اللہ عنہ)

جب آپ ﷺ کو کفن پہنایا گیا تو قمیص بھی اوڑھ دی گئی۔☆

منکر ہے راوی عبدالملک بن قریب اصمعی صدوق سنی ہے (تقریب ص ۲۲۰) دوسرا راوی احمد بن عبید بن ناصح لین الحدیث ہے (تقریب ص ۱۵) یہ روایت منکر ہے (میزان ص ۶۶۲ ج ۲)۔

(۱۳۷۹) خیر الکفن حلة (عباده رضی اللہ عنہ)

حلہ بہترین کفن ہے۔☆

ضعیف ہے راوی حاتم بن ابی نصر مجہول ہے (تقریب ص ۵۹)

(۱۳۸۰) اور یہی روایت حضرت ابو امامہ سے بھی مروی ہے وہ بھی ضعیف ہے راوی عفیر بن معدان حمصی متروک شیخ

١٣٧٥ – الكامل ص ١٧٦٠ ج ٥، عقيلي ص ٥٥ ج ٢، تاريخ بغداد ص ١٦٠ ج ٤، تاريخ اصفهان ص ٢٤٦ ج ٢.

١٣٧٦ – طبراني أوسط ص ١٩٥ ج ٨ ح ٧٣٩٧.

١٣٧٧ – ديلمي ص ١٧١ ج ٤ ح ٦٠٠٥١، تذكرة الموضوعات طبراني ص ١٢٨، ميزان ص ٥٥٤ ج ٤.

١٣٧٨ – ميزان ص ٦٦٢ ج ٢.

١٣٧٩ – ابو داود كتاب الجنائز ح ٣١٥٦، ترمذي كتاب الاضاحي ح ١٤١٧، ابن ماجة كتاب الجنائز ح ١٤٧٢، بيهقي ص ٤٠٣ ج ٣، حلية الأولياء ص ٥٨ ج ٩.

صالح ضعیف ہے (ابو داؤد) یہ سلیم عن ابی امامہ کے طریق سے بہت زیادہ روایتیں لاتا ہے جن کا کوئی اصل نہیں ہوتا (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں ثقہ نہیں (ابن معین) منکر الحدیث ہے (احمد ☆ میزان ص ۸۳ ج ۳) یہ روایت بھی سلیم عن ابی امامہ کے طریق سے ہے۔

(۱۳۸۱) كفن في قطيفة الحمراء (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ کو سرخ چادر میں کفن دیا گیا۔☆

باطل ہے راوی محمد بن مصعب قرقسانی قوی نہیں (ابو حاتم) ضعیف ہے (نسائی ☆ میزان ص ۴۲ ج ۴) اور اس کا استاذ قیس بن ربیع ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲) باطل ہے (میزان ص ۴۲ ج ۴)

(۱۳۸۲) انه كفن في حلة حمراء كان يلبسها و قميص (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

آپ کو سرخ حلہ میں جسے آپ پہنتے تھے اور قمیص میں کفن دیا گیا۔☆

منکر ہے راوی عمران بن عیینہ قابل حجت نہیں منکر روایات لاتا تھا (ابو حاتم) ضعیف تھا (ابو زرعہ ☆ میزان ص ۲۴۰ ج ۲)۔ اس کا استاذ یزید بن ابی زیاد ضعیف اور متغیر لقمہ قبول کرتا تھا (تقریب ص ۳۸۲)

(۱۳۸۳) كفن في ثلاثة اثواب قميصه الذى مات فيه و حلة نجرانية (ابن عباس)

آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اس قمیص میں جس میں آپ فوت ہوئے تھے اور نجرانی حلہ میں۔☆

ضعیف ہے راوی یزید بن زیاد اس کے روایت کرنے میں متفرد ہے اور وہ ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۰۸ دیکھئے اس سے پہلی والی روایت)

(۱۳۸٤) كفن في ثلاث أثواب احدها برد أحمد (عائشه رضی اللہ عنہا)۔

آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں ایک سرخ رنگ کی چادر تھی۔☆

احدها برد أحمد کے الفاظ غیر ثابت ہیں، راوی بشر بن نبهان زہری سے روایت کرنے میں ضعیف ہے

۱۳۸۰ — ترمذی كتاب الاضاحي باب ۱۷ ح ۱۵۱۷، الكامل ص ۲۰۱۷ ج ٥۔

۱۳۸۱ — الكامل ص ۲۰٦۸ ج ٦، تلخيص ص ۱۰۸ ج ۲۔

۱۳۸۲ — أبوداؤد ح ۳۱۵۳، ميزان ص ۲٤۰ ج ۳۔

۱۳۸۳ — ابن ماجة كتاب الجنائز ح ۱٤۷۱، ابن ابی شيبة ص ٤٦۲ ج ۲ ح ۱۱۰٤٦، بيهقى ص ٤۰۰ ج ۳۔

(تقریب ص۱۷۹) مذکورہ روایت بھی زہری سے ہے۔

(۱۳۸۵) كفن في ثلاثة اثواب قميص و ازار ولفافة (جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

آپ کو تین کپڑوں قمیض چادر اور لفافہ میں کفن دیا گیا۔☆

ضعیف ہے راوی ناصح ضعیف ہے اور منفرد ہے (تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲)

(۱۳۸۶) كفن في سبعة اثواب (علي رضی اللہ عنہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سات کپڑوں میں کفن دیا گیا۔☆

راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل سئی الحفظ ہے متابعت میں اس کی روایت درست ہے مگر جب منفرد ہو تو حسن ہے جب صحیح حدیث کی مخالفت ہوتی ہو تو قابل قبول نہیں اس نے اس روایت میں خود اپنی ہی مخالفت کی ہے (تلخیص ص ۱۰۸ ج ۲) راقم کہتا ہے کہ یہ روایت متفق علیہ حدیث کے خلاف ہے جس میں تین کپڑوں کا ذکر ہے۔

(۱۳۸۷) اھبان کی بیٹی کہتی ہے کہ میرے والد نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا تھا کہ مجھے کفن میں قمیض نہ پہنانا مگر ہم نے انہیں قمیض پہنا دی صبح کو دیکھا کہ وہ قمیض مشجب (کلی) پر لٹک رہی ہے

(عدیسہ بنت اھبان)

یہ الفاظ مسند احمد ص ۶۹ ج ۵ کے ہیں طبرانی کبیر ص ۲۹۳ ج ۱ میں ہے میرے والد نے کہا تھا کہ مجھے سلے ہوئے کپڑے میں کفن نہ دینا مگر ہم نے سلی ہوئی قمیض میں دے دیا میں گھر میں آئی تو قمیض موجود تھی الحدیث۔☆

ضعیف ہے راوی ابو عمر قسملی نامعلوم ہے (مجمع الزوائد ص ۲۵ ج ۳)

طبرانی کی روایت میں عثمان بن ہیثم راوی صدوق تھا مگر آخری عمر میں لقمہ قبول کر لیتا تھا (ابوحاتم)

۱۳۸٤ — الكامل ص۱۵۵۸ ج٤.

۱۳۸٥ — الكامل ص۲۵۱۱ ج۷، كشف الاستار ح۸۱۱، مجمع ص۲۳ ج۳.

۱۳۸٦ — مسند أحمد ص۹٤ ج۱، ابن أبي شيبة ص۲٦٥ ج۲ ح۱۱۰۸٦، المحلى ص۱۲٤ ج۳، تلخيص ص۱۰۸ ج۲.

۱۳۸۷ — مسند أحمد ص٦۹ ج٥، طبراني كبير ص۲۹۳ ج۱ ح۸٦۲.

صدوق کثیر الخطا ہے (دار قطنی) ثبت نہیں (احمد ☆ ھدی الساری ص ۴۴۴)۔

(۱۳۸۸) ان میمونة کفنت فی درع مصفر (علی بن ابی طلحه رضی اللہ عنہ)

حضرت میمونہ کو زرد قمیص میں کفن دیا گیا۔☆

منقطع اور ضعیف ہے علی بن ابی طلحہ نے ام المومنین میمونہ کو نہیں پایا علی ۱۴۳ کو فوت ہوا ہے (تہذ ۳۳۸ ج ۷) اور حضرت ام المومنین ۵۱ کو فوت ہوئیں (تقریب ص ۴۷۳)

(۱۳۸۹) لا تغالوا فی الکفن فانه یسلب سریعا (علی رضی اللہ عنہ)

کفن میں غلو نہ کرو (مہنگا نہ ڈالو) کیونکہ یہ جلدی چھینا جاتا ہے۔☆

منقطع ہے راوی شعبی کا حضرت علی سے سوائے ایک روایت کے باقی میں سماع نہیں ہے ص ۱۰۹ ج ۲) دوسرا راوی عمرو بن ہاشم الجنبی لین الحدیث ہے (تقریب ص ۲۶۳)۔

(۱۳۹۰) احسنوا الکفن ولا توذواموتا کم بعویل ولا تاخیر وصیة و عجلو ء دینه و اعدلوا عن جیران السوء (ام سلمة رضی اللہ عنہا)

تم مردوں کا کفن اچھا کرو۔رونے پیٹنے اور وصیت کے مؤخر کرنے سے اسے تکلیف نہ دو اس جلدی ادا کرو اور برے لوگوں کے درمیان دفن نہ کرو☆

من گھڑت ہے راوی عبدالقدوس بن حبیب کلاعی کذاب ہے (ابن مبارک) اس کے ترک پر ا (احمد) ثقہ نہیں (نسائی) اس کی روایات متن اور سند کے لحاظ سے منکر ہیں (میزان ص ۶۴۳ ج ۱)

جنازہ اٹھانا

(۱۳۹۱) ما من میت یوضع علی سریره فیخطی به ثلاث خطا الانادی ب یسمعه من شاء الله (عمر رضی اللہ عنہ)

۱۳۸۸ – طبرانی کبیر ص۲۹ ج ۲۴ ح ۷٦.

۱۳۸۹ – أبوداؤد كتاب الجنائز باب كراهية المغالاة في الكفن ح ۳۱٥٤، تلخيص ص ۱۰۹ ج ۲.

۱۳۹۰ – اللآلي ص ۳٦٥ ج ۲، ديلمي ص ۱۲٤ ج ۱ ح ۳۱۷ بمعناه.

میت کو جب چارپائی پر رکھ کر تین قدم لے جایا جاتا ہے تو وہ آواز دیتی ہے اللہ جسے چاہتا ہے اس آواز کو سنا دیتا ہے اے بھائیوں اے میت کی چارپائی اٹھانے والو! تمہیں دنیا دھوکہ میں نہ رکھے جیسا کہ اس نے مجھے دھوکہ میں رکھا۔☆

سخت ضعیف ہے راوی عبدالرحمٰن بن محمد المحاربی مدلس ہے (تقریب ص۲۰۹) اور اس کا استاذ غلیل بن مرہ ضعیف ہے (تقریب ص۹۴)

(۱۳۹۲) من اتبع الجنازة فليحمل بجوانب السرير كلها فانه من السنة (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

جو جنازہ کے ساتھ چلے وہ چارپائی کے چاروں کونوں کو پکڑے بلاشبہ یہ سنت ہے۔☆

منقطع ہے راوی ابوعبیدہ کا ابن مسعود سے سماع نہیں۔

(۱۳۹۳) من حمل جوانب السرير الا ربع كفر الله عنه اربعين كبيرة (انس رضی اللہ عنہ)

جو چارپائی کی چاروں جانبوں کو اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹاتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی علی بن ابی سارہ ضعیف ہے (مجمع ص۲۶،۳)

(۱۳۹٤أ) من تبع جنازة فاخذ بجوامع السرير الا ربع غفر له ارعون ذنبا كلها كبيرة (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جو جنازے کے پیچھے چلے چارپائی کے چاروں پائے پکڑے اس کے چالیس گناہ بخش دیے جاتے ہیں☆

ضعیف ہے راوی سوار بن مصعب ہمدانی کوئی شئی نہیں (ابن معین) منکر الحدیث ہے۔(بخاری) متروک

۱۳۹۱ — دیلمی ص۳۲۸ج٤ ح٦٤٩٤، کنز العمال ص٥٩٦ج١٥۔وص٥٩٨ج١٥، تلخیص ص١١١ج٢، مجمع ص٢٩ج٣۔

۱۳۹۲ — ابن ماجة كتاب الجنائز باب ١٥ ح١٤٧٨، تهذيب المزى ص٢٢٨ج١٩، كنز العمال ص٥٩٣ج١٥۔

۱۳۹۳ — طبراني أوسط ص٤٢٨ج٦ ح٥٩١٦، تنكرة الموضوعات ص٢١٧، كنز العمال ص٥٩٣

١٣٩٤أ — ديلمي ص٩٩ج٤ ح٥٨٠٤۔

ہے (نسائی) ثقہ نہیں (ابوداود)☆ میزان ص۲۳۶ ج ۲)

(۱۳۹٤ب) من شهد جنازة و مشي امامها و حمل باربع روايا السرير و يجلس حتي يدفن كتب له قيراطان من اجر اخفهما في ميزانه يوم القيامة اثقل من جبل احد۔ (واثلة رضی اللہ عنہ)

جو جنازہ کے ساتھ جائے اور اس کے آگے چلے اور چار پائی کے چاروں پاؤں کو (باری باری) پکڑے اور دفن ہونے تک بیٹھا رہے اس کے لئے دو قیراط ثواب لکھا جاتا ہے قیامت کے ترازو میں ہلکا قیراط احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوگا۔☆

منکر ہے راوی معروف بن عبد اللہ خیاط ضعیف ہے (تقریب ص۳۴۳) قوی نہیں۔ (ابو حاتم) اس کی حدیثیں تحت منکر ہیں۔ (میزان ص۱۴۴ ج ۴)

(۱۳۹۵) زودوا موتا كم لا اله الا الله (ابو هريره رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو لا الہ الا اللہ کا توشہ دو۔ ضعیف ہے (جامع الضعیف ص۴۶۷) راقم کو سند نہیں ملی۔

(۱۳۹٦) من راى جنازة فقال الله اكبر صدق الله ورسوله هذا ما وعدنا الله و رسوله الحديث (انس رضی اللہ عنہ)

جو جنازہ دیکھ کر اللہ اکبر کہے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اے اللہ ہمیں ایمان اور تسلیم میں زیادہ کر۔ تو اس کے لئے قیامت کے روز تک بیس نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔☆

من گھڑت ہے راوی سلیمان بن عمرو ابو داؤد کذاب ہے حدیث وضع کرنے میں معروف تھا۔ (میزان ص۲۱۶ ج ۲) متعدد بار گزر چکا ہے۔

(۱۳۹۷) ان الله يحب الصمت عند ثلاث عند تلاوة القرآن و عند الزحف وعند الجنازة (زيد بن ارقم رضی اللہ عنہ)۔

۱۳۹٤ب— الكامل ص۲۳۲۷ ج٦، كنز العمال ص۵۹۷ ج۱۵۔

۱۳۹۵— ديلمي ۲۱۹ ج۲ ح۳۱۵۷، تاريخ اصفهان ص ۲۷۰ ج۱۔

۱۳۹٦— ديلمي ص ۱۹۱ ج٤ ح ٦١٠٤، تنزيه ص ۳۳۱ ج۲۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تین موقعوں پر خاموشی کو پسند کرتا ہے قرآن کی تلاوت کے وقت لڑائی اور جنازہ کے وقت۔ ☆

ضعیف ہے ایک راوی کا سند میں نام مذکور نہیں (مجمع ص ۲۹ ج ۳)۔

(۱۳۹۸) نھی ان یتبع المیت بصوت او نار (جابر رضی اللہ عنہ)۔

منع فرمایا کہ میت کے پیچھے آواز لگائے جائے اور آگ لے جائے جائے۔ ☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن المحرر نامعلوم ہے (مجمع ص ۲۹ ج ۳)۔

(۱۳۹۹) ان اول ما یجازی به العبد بعد موته ان یغفر لجمیع من اتبع جنازته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

بندے کو اس کے مرنے کے بعد سب سے پہلے جو بدلہ دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔

(۱۴۰۰) آخر ما یجازی به العبد المومن ان یغفر لمن یتبع جنازته (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

مومن بندے جو آخری جزا دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ ☆

دونوں روایتیں ضعیف ہیں ان دونوں کا راوی مروان بن سالم شامی ثقہ نہیں (احمد) متروک ہے (نسائی و دارقطنی)

نیز مروان کے علاوہ اس کا شاگرد عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد متکلم فیہ ہے (میزان ص ۱۴۸ ج ۲)۔

(۱۴۰۱) لمبی روایت میں ہے جب کوئی ایماندار عورت یا مرد فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جبریل کو حکم کرتا ہے کہ تو نداء کر دے جو شخص بھی اس کے جنازہ میں حاضر ہوگا بخشا جائے گا اور اس کو ہر قدم کے بدلے بارہ حج اور عمروں کا ثواب ملے گا اور جنازہ کی ہر تکبیر کے بدلے باراں ہزار شہیدوں کا اجر اس کے لئے اللہ نے لکھ

۱۳۹۰ — طبراني كبير ص ۲۱۲ ج ۵ ح ۵۱۳۰، كنز العمال ص ۳۰۵ ج ۲، مجمع الجوامع ح ۵۲۰۹.

۱۳۹ — أبويعلي ص ۱۲۲ ج ۴ ح ۲۶۱۹، الكامل ص ۲۲۶۰ ج ۶، الفوائد المجموعة ص ۲۶۹، مجمع ص ۲۹ ج ۳.

۱۳۹ — كشف الاستار ح ۸۲۰، كتاب الموضوعات ص ۴۰۱ ج ۲، اللالي ص ۳۰۷ ج ۲، العلل المتناهية ص ۳۸۲ ج ۱، مجمع ص ۲۹ ج ۳، الترغيب والترهيب ص ۳۴۳ ج ۴، تذكرة الموضوعات ص ۲۱۷.

۱۴۰ — ميزان ص ۹۱ ج ۴.

دیا ہے اس روایت کے آخر میں ہے جنازہ کے پیچھے چلنے والے کا اتنا درجہ ہے جیسا کہ میرا درجہ تمہا کسی ادنی پر ہے (علی رضی اللہ عنہ)۔
من گھڑت ہے راوی اصبغ بن نباتہ ثقہ نہیں (ابن معین) متروک ہے (نسائی) کذاب ہے (ابو عباس ☆ میزان ص ۲۷۱ ج ۱) نیز اس کا شاگرد سعد بن طریف برموقعہ فی الفور روایت گھڑ لیتا تھا (المجروحین ص ۳۵۷ ج ۱)۔

(۱۴۰۲) اول تحفة المومن ان یغفر لمن خرج فی جنازته (جابر رضی اللہ عنہ)۔
مومن کا پہلا تحفہ یہ ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے والے کو بخش دیا جاتا ہے ☆
سخت ضعیف ہے راوی محمد بن راشد متروک ہے (دارقطنی) مجہول ہے (خطیب ☆ کتاب المو ص ۴۰۱ ج ۲) اس کا استاذ بقیہ بھی ضعیف اور مدلس ہے۔

(۱۴۰۳) کرامة المومن علی اللہ ان یغفر لمشیعیه (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)۔
اللہ کے ذمہ مومن کی یہ عزت ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ جانے والوں کو بخش دے۔ ☆
من گھڑت ہے ایک راوی عبدالرحمن بن قیس زعفرانی کی روایت کوئی شئی نہیں (متروک الحدیث ہے کذاب ہے (ابوزرعہ) حدیث وضع کرتا تھا (ابوعلی صالح بن محمد) اس کا شاگرد عبداللہ بن میمون الحدیث ہے (بخاری) جب منفرد ہو تو قابل حجت نہیں (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۴۰۱ ج

(۱۴۰۴) رای جنازة یسرعون بها قال لتکن علیکم سکینة (ابو موسی رضی اللہ عنہ)
آپ نے ایک جنازہ کو دیکھا جس کو جلدی جلدی لے جا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم پر سکون اور نرمی لا

(۱۴۰۵) علیکم بالقصد فی جنائزکم اذا مشیتم (ابو موسی رضی اللہ عنہ)۔

۱۴۰۱ – الکامل ص۱۱۸۸ ج۳، کتاب الموضوعات ص۴۰۰ ج۲، اللالی ص۳۵۷ ج۲، تنزیه ص میزان ص۱۲۴ ج۲۔
۱۴۰۲ – کتاب الموضوعات ص۴۰۱ ج۲، اللالی ص۳۵۷ ج۲۔
۱۴۰۳ – الکامل ص۱۶۰۱ ج۴، کتاب الموضوعات ص۴۰۱ ج۲، اللالی ص۳۵۷ ج۲، تار ص۲۵۱ ج۱۰، تنزیه ص۳۷۰ ج۲۔

جنازوں کے جانے میں تم پر میانہ روی لازمی ہے۔☆

دونوں روایتیں منکر ہیں راوی لیث بن ابي سلیم آخری عمر میں مختلط ہوئے تھے ان کی حدیث میں تمیز نہیں ہوسکتی کہ یہ اختلاط سے قبل کی ہے یا بعد کی لہذا انہیں ترک کر دیا گیا۔ (تقریب ص ۲۸۷) اس کی یہ سند ضعیف ہے (تلخیص ص ۱۱۳ ج ۲)۔

(۱٤٠٦) عليكم ما دون الخبب ان يكن خيرا يعجل اليه وان لم يكن غير ذلك فبعداً لا هل النار (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

تم پر درمیانی چال لازم ہے اگر میت نیک ہے اس کو جلدی کیا جائے اور اگر بد ہے تو آگ والوں کے لئے دوری ہے۔☆

غریب ہے راوی ابو ماجد منکر الحدیث ہے سخت ضعیف ہے (بخاری) مجہول ہے اور یہ روایت غریب ہے (ترمذی ص ۱۲۵ ج ا)۔

(۱٤٠٧) الجنازة متبوعة ولا تتبع ليس معها من تقدمها (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جنازہ کی پیروی کی جاتی ہے جنازہ پیروی نہیں کرتا وہ شخص جو جنازہ کے آگے چلتا ہے وہ جنازہ کے ساتھ نہیں۔☆

اوپر والی حدیث کا ٹکڑا ہے۔

(۱٤٠٨) لا يمشي بين يديها (ابو هريره رضی اللہ عنہ)۔

جنازہ کے آگے نہ چلا جائے۔☆

منکر ضعیف ہے اس کی سند میں دو راوی مجہول ہیں۔

١٤٠٤ — ابن ماجة كتاب الجنائز باب ١٥ ح ١٤٧٩، مسند أحمد ص ٤٠٢ ج ٤، طحاوي ص ٤٧٨ ج ١.

١٤٠٥ — بيهقي ص ٢٢ ج ٤، ابن أبي شيبة ص ٤٧٩ ج ٢ ح ١١٢٦١، طحاوي ص ٤٧٩ ج ١، تلخيص ص ١١٣ ج ٢.

١٤٠٦ — أبوداود ح ٣١٨٤، ترمذي ح ١٠١١، طحاوي ص ٤٧٩ ج ١، مسند أحمد ص ٣٩٤ ج ١، ابن أبي شيبة ص ٤٧٨ ج ٢ ح ١١٢٤٠، كنز العمال ص ٥٩٢ ج ١٥، نصب الراية ص ٢٨٩ ج ٢.

١٤٠٧ — ابن ماجة ح ١٤٨٤، مصنف عبد الرزاق ص ٤٤٦ ج ٣، أبوداؤد ح ٣١٨٤، ترمذي ح ١٠١١، طحوي ص ٤٧٩ ج ١، مسند أحمد ص ٣٩٤ ص ٤١٧ وص ٤٣٢ ج ١، ابن أبي شيبة ص ٤٧٨ ج ٢ ح ١١٢٤٠، كنز العمال ص ٥٩٢ ج ١٥.

(۱۴۰۹) مشی خلف جنازة ابنه ابراهیم حافیا (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)۔

آپ اپنے بیٹے ابراہیم کے جنازہ کے پیچھے ننگے پاؤں گئے تھے۔☆

ضعیف ہے اس کے دو راوی ہیں امام حاکم کے استاذ اور اس کا استاذ دونوں نا معلوم ہیں تیسرا راوی محمد بن مصفی بن بہلول مدلس تھے جو تدلیس تسویہ کرتے تھے اور اس کا استاذ بقیہ بھی مدلس ہیں (تعلیق بر نصب الرایہ ص۲۹۱ ج۲)۔

(۱۴۱۰) کان یمشی خلف الجنازة (سهل بن سعد رضی اللہ عنہ)۔

آپ جنازے کے پیچھے چلتے تھے۔☆

ضعیف ہے ایک راوی سلیمان بن سلمہ نا معلوم ہے دوسرا راوی یحیی بن سعید الحمصی العطار منکر الحدیث ہے (سعدی) کوئی شئی نہیں (ابن معین) اور تیسرا راوی عبدالحمید بن سلیمان ضعیف ہے (نصب الرایہ ص۲۹۱ ج۲)۔

(۱۴۱۱) ان فضل الماشی خلفها علی الماشی امامها کفضل الصلوة المکتوبة علی التطوع الحدیث (علی رضی اللہ عنہ)۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا جنازے کے آگے چلنا بہتر ہے یا پیچھے تو فرمایا جنازے کے پیچھے چلنے والے کی آگے چلنے والے پر اتنی فضیلت ہے جتنی کہ فرضی نماز کی نفلی نماز پر ہے ابو سعید کہتے ہیں یہ تم اپنی رائے کہہ رہے ہو یا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کئی بار سنا ہے الحدیث۔☆

سخت ضعیف ہے راوی مطرح بن یزید ابی المہلب ضعیف ہے ثقہ نہیں اس کی روایت کوئی شئی نہیں (ابن معین ☆ الکامل ص۲۴۳۰ ج۲) اس کا استاذ عبید اللہ بن زحر عن علی بن زید عن القاسم تمام ضعیف ہیں جب یہ ایک سند میں جمع ہوں تو وہ حدیث ان کی اپنی بنائی ہوئی ہوتی ہے۔ (تفصیل دیکھئے نمبر ۱۳۰)

(۱۴۱۲) ما مشی رسول الله ﷺ حتی مات الا خلف الجنازة (طاؤس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ تا حیات جنازے کے پیچھے چلتے رہے۔☆

۱۴۰۸ — أبوداؤد کتاب الجنائز ح۳۱۷۱، مسند أحمد ص۵۲۸ وص۵۳۱ ج۲۔

۱۴۰۹ — المستدرك ص۴۰ ج۴۔

۱۴۱۰ — طبراني کبیر ص۱۶۰ ج۶ ح۵۸۵۳۔

۱۴۱۱ — مصنف عبد الرزاق ص۴۴۷ ج۳، العلل المتناهية ص۴۱۷ ج۲۔

مرسل ہے (نصب الرایہ ص ۲۹۲ ج ۲)

(۱۴۱۳) فاجعلوا موتاکم بین ایدیکم (مسروق رضی اللہ عنہ)

تم اپنے مردوں کو اپنے آگے رکھو۔ ☆

مرسل ہے۔

(۱۴۱۴) ارکب راکبك و سر امامها فانك اذا کنت امامها لم تکن معها (ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ)۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ نصرانیہ تھی اور چاہتی تھی کہ میں اس کے جنازہ میں حاضر ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنی سواری پر سوار ہو اور جنازے کے آگے چل تو تو جنازے کے ساتھ نہیں ہو گا۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو معشر ضعیف ہے (نصب الرایہ ص ۲۹۲ ج ۲ و دارقطنی ص ۷۶ ج ۲) یہ حدیث ثابت نہیں۔ (احادیث ضعاف ص ۲۰۲)

ایسا ہی ایک اثر حضرت عبداللہ بن معقل سے ابن ابی شیبہ نے جریر عن عطاء بن السائب کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ جو ضعیف ہے اس لئے کہ عطاء آخر میں مختلط ہو گئے تھے اور جریر کا سماع عطاء سے اختلاط کے بعد کا ہے (تہذیب ص ۳۵۴ ج ۷)۔

(۱۴۱۵) کیف السنة فی المشی مع الجنازة امامها او خلفها فقال ویحك یا نافع اما ترانی انی امشی خلفها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں جنازے کے آگے چلنا چاہیے یا پیچھے فرمایا اے نافع افسوس تجھ پر کیا تو مجھے دیکھ نہیں رہا کہ میں جنازے کے پیچھے چل رہا ہوں۔ ☆

۱۴۱۲ — مصنف عبد الرزاق ص ۴۴۵ ج ۳، درایة ص ۲۳۸ ج ۱، نصب الرایة ص ۲۹۲ ج ۲.

۱۴۱۳ — ابن أبی شیبة ص ۴۷۸ ج ۲ ح ۱۱۲۴۱.

۱۴۱۴ — دارقطنی ص ۷۶ ج ۲، نصب الرایة ص ۲۹۲ ج ۲.

۱۴۱۵ — نصب الرایة ص ۲۹۳ ج ۲، درایة ص ۲۳۸ ج ۱ بحوالة مسند الشامیین.

ضعیف ہے راوی ابو بکر بن ابی مریم ضعیف ہے اور مختلط ہے (تقریب ص ۳۹۶)۔

جنازے کے ساتھ ورد

(۱٤۱٦) لم یکن یسمع من رسول اللهﷺ وهو یمشي خلف الجنازة الا قول لا اله الا الله مبدیا و راجعا (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہﷺ سے جنازہ کے پیچھے چلتے ہوئے سوائے لا الہ الا اللہ کے کچھ نہ سنا جاتا آپ جاتے اور آتے وقت یہ ورد کرتے۔ ☆

من گھڑت ہے راوی ابراہیم بن ابی حمید الحرانی حدیثیں وضع کرتا تھا (ابو عروبہ) اس نے ابن حران سے منکر اسناد اور متن والی حدیثیں روایت کی ہیں۔ (الکامل ص ۲۹ ج۱) اس کا استاد عبد العظیم بن حبیب ثقہ نہیں (میزان ص ۳۶۹ ج۲)۔

(۱٤۱۷) ما عمل احد في یوم خیراً من شهود الجنازة (جابر رضی اللہ عنہ)

دن میں سب سے بہتر عمل جنازہ میں شمولیت ہے۔ ☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

نماز جنازہ

(۱٤۱۸) ما اباح لنا رسول الله لنا ولا ابو بکر ولا عمر في شئي ما ابا حوا في الصلاة علی المیت یعني لم یوقت (جابر رضی اللہ عنہ)

رسول اللہﷺ اور ابو بکر و عمر نے ہمارے لئے کسی چیز کو حلال قرار نہیں دیا جو انہوں نے نماز جنازہ کو حلال قرار دیا ہے یعنی وقت مقرر نہیں کیا۔ ☆

ضعیف ہے راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور مدلس ہے۔ (دیکھئے نمبر ٦۲۷)

۱٤۱٦ — الکامل ص ۲٦۹ ج ۱۔

۱٤۱۷ — دیلمی ص ۳٦۱ ج ٤ م ٦٥٨۲۔

۱٤۱۸ — ابن ماجة کتاب الجنائز ح ۱٥۰۱، مسند أحمد ص ۳٥۷ ج ۳۔

(١٤١٩) ما صف قوم صفوفا علی (میت فیستغفرون له الا شفعوا۔ (ابو ھریرہؓ)۔

جس میت پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے لئے استغفار کریں تو اسے بخش دیا جاتا ہے۔ ☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(١٤٢٠) ما صف صفوفا ثلاثة من المسلمین علی میت الا اوجب (مالك بن ھبیرہؓ)۔

جب کسی جنازہ میں نمازی کم ہوتے تو آپ نے ان کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے ہیں اور فرماتے جب کسی میت پر مسلمانوں کی تین صفیں ہو جائیں تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ☆

ضعیف ہے راوی محمد بن اسحاق مدلس ہیں۔ (طبقات المدلسین)

(١٤٢١) صلوا علی اطفالکم (ابو ھریرہ)

تم اپنے بچوں کی میت پر (جب فوت ہو جائیں) نماز جنازہ پڑھو۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی بختری بن عبید عن ابیہ ضعیف ہے (ابو حاتم۔ ابن عدی۔ ابن حبان۔ دارقطنی) اس نے اپنے باپ سے من گھڑت حدیثیں روایت کی ہیں (ابونعیم۔ حاکم۔ نقاش) اس کا باپ مجہول ہے اور اس کی سند ضعیف ہے (ابن حجر ☆ ارواء ص ١٧٤ ج ٣)۔

(١٤٢٢) کان یکبر علی الجنازۃ اربعاً ثم یقول ماشاء الله ثم ینصرف (زید بن ارقم)۔

آپ جنازہ پر چار تکبیریں کہتے پھر جس قدر اللہ چاہتا آپ خاموش رہتے پھر سلام پھیرتے ☆

غیر ثابت ہے سند معلوم نہیں۔

١٤١٩ — دیلمی ص ٢٧١ ج ٤ ح ٦٦٠٩۔

١٤٢٠ — ابو داود کتاب الجنائز ح ٣١٦٦، ترمذی کتاب الجنائز ١٠٢٨، مسند أحمد ص ٧٩ ج ٤، المستدرك ص ٣٦٢ ج ١، بیهقی ص ٣٠ ج ٤، ابن ابی شیبة ص ١٣ ج ٣ ح ١١٦٢٥۔

١٤٢١ — ابن ماجة کتاب الجنائز ح ١٥٠٩، تلخیص ص ١١٤ ج ٢، کنز العمال ص ٥٨٢ ج ١٥۔

١٤٢٢ — أرواء الغلیل ص ١٨١ ج ٣۔

(١٤٢٣) صف عليها اربعا فكبر اربعا فقام بعد تكبيرة الرابعة بقدر ما بين تكبيرتين يستغفر لها ويدعوا ثم قال كان رسول الله ﷺ يصنع هكذا (عبد الله بن ابی اوفی)۔

ابن ابی اوفی نے ایک نماز جنازہ میں چار صفیں باندھیں اور چار تکبیریں کہیں چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جیسا کہ دو تکبیروں کا درمیانی وقفہ تھا استغفار اور دعا کرتے اور فرمایا یا رسول اللہ ابھی اسی طرح کرتے تھے۔☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن مسلم ہجری لین الحدیث موقوف کو مرفوع بنا دیتا تھا (تقریب ص ۲۳)۔

(١٤٢٤) أنه صلى على زيد بن المكفف فسلم واحدة عن يمينه السلام عليكم (علي موقوفاً)۔

حضرت علی نے زید بن مکفف کی نماز جنازہ پڑھائی اور صرف دائیں طرف سلام پھیرا اور کہا السلام علیکم۔☆

ضعیف ہے راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف اور مدلس ہے۔(دیکھئے نمبر ۲۶۷)

(١٤٢٥) صليت خلف علي على جنازة فسلم عن يمينه حين فرغ السلام عليكم (علي موقوفاً)

میں نے حضرت علی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی جب وہ فارغ ہوئے تو صرف دائیں طرف سلام پھیرا اور السلام علیکم کہا۔☆

سخت ضعیف ہے راوی حارث الاعور متہم ہے۔(دیکھئے نمبر ۱۳۹)

(١٤٢٦) آخر جنازة صلى عليها رسول الله ﷺ كبر عليها اربعاً (ابن عباس)

رسول اللہ نے جو آخری نماز جنازہ پڑھی اس میں چار تکبیریں کہیں۔☆

ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک میں ابو عمر نضر ضعیف ہے اور دوسری سند میں ابو ہرمز متروک ہے۔

١٤٢٣ — مسند أحمد ص ٣٥٦ وص ٣٨٣ ج ٤۔

١٤٢٤ — بيهقي ص ٤٤ ج ٤، ابن أبي شيبة ص ٤٩٩ ج ٢ ح ١١٤٩٢ بنحوه۔

١٤٢٥ — ابن أبي شيبة ص ٤٩٩ ج ٢ ح ١١٤٩٤۔

• (درایہ ص ۲۳۳ ج ۱)۔

(۱٤۲۷) آخر ما کبر النبی ﷺ اربع تکبیرات (ابن عباس)۔

آخری نماز جنازہ جو آپ نے پڑھائی اس میں اس میں چار تکبیریں کہیں۔ ضعیف ہے اس کی دو سندیں ہیں ایک میں راوی فرات بن سائب اور دوسری میں ابن معاویہ دونوں متروک ہیں۔

(۱۴۲۸) اور یہی روایت فرات نے میمون کے طریق سے ابن عمر سے روایت کی ہے (داریہ ص ۲۳۳ ج ۱)

(۱٤۲۹) صلی عمر علی بعض ازواج النبی ﷺ فکبر اربعاً وقال هذه آخر صلاة صلاها رسول الله ﷺ (عمر)۔

حضرت عمر نے بعض ازواج النبی کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز جنازہ اسی طرح تھی جو آپ نے پڑھائی۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی مکی بن ابی انیسہ متروک ہے (درایہ ص ۲۳۳ ج ۱)۔

(۱٤۳۰) صلی جبریل علی آدم فکبر علیه اربعاً (ابن عباس)

جبریل نے حضرت آدم کی نماز جنازہ پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں۔ سخت ضعیف ہے راوی عبدالرحمن بن مالک بن مغول متروک ہے (دارقطنی ص ۱۷ ج ۲)۔

(۱٤۳۱) ان الملائكة صلت علی آدم فكبرت عليه اربعاً وقالوا هذه سنتكم يابنی آدم (ابی بن کعب)۔

فرشتوں نے آدم کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور فرمایا اے بنی آدم نماز جنازہ کا یہی طریقہ ہے ☆

ضعیف ہے راوی عثمان بن سعد کاتب لائق نہیں ضعیف ہے (ابن معین) قوی نہیں (نسائی ☆ میزان

۱٤۲٦ — طبرانی کبیر ص ۲۰٤ ج ۱۱ ح ۱٦٦۱، طبرانی أوسط ص ۲۲۳ ج ٦ ح ٥٤۷۰۔

۱٤۲۷ — دارقطنی ص ۷۲ ج ۲، المستدرك ص ۳۸٦ ج ۱، كتاب الاعتبار ص ۱۲٤۔

۱٤۲۸ — درایة ص ۲۳۳ ج ۱، نصب الرایة ص ۲٦۹ ج ۲ بحوالة مسند حارثه بن أبی أسامه۔

۱٤۲۹ — دارقطنی ص ۷٦ ج ۲، كتاب الاعتبار ص ۱۲٥، درایة ص ۲۳۳ ج ۱۔

۱٤۳۰ — دارقطنی ص ۷۱ ج ۲، تاریخ بغداد ص ۲۷۲ ج ۳، كنز العمال ص ٥۸۳ ج ۱٤۔

۱٤۳۱ — دارقطنی ص ۷۱ ج ۲، تفسیر قرطبی ص ۱٤٥ ج ۸، توبة ص ۸٤، الكامل ص ۱۸۱٦ ج ٥۔

ص ۳۴ ج ۳)۔

(۱۴۳۲) كبر الملائكة على آدم اربعا و كبر ابو بكر على نبي ﷺ اربعاً و كبر عمر على ابي بكر اربعاً و كبر صهيب على عمر اربعاً و كبر حسن على علي اربعاً و كبر حسين على حسن اربعاً (انس رضی اللہ عنہ)۔

فرشتوں نے حضرت آدم کی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ میں چار چار تکبیریں کہیں۔ حضرت عمر نے ابوبکر پر چار تکبیریں کہیں اور صہیب نے حضرت عمر پر چار تکبیریں کہیں اور حسن نے حضرت علی پر چار، اور حسین رضی اللہ عنہ نے حسن پر چار تکبیریں کہیں۔☆

سخت ضعیف ہے راوی محمد بن ولید قلری ضعیف ہے (دارقطنی ص ۷۲ ج ۲) اور اس کا استاذ ہیثم بن جمیل متغیر ہے (تقریب ص ۳۶۷) اور اس کا استاد مبارک بن فضالہ اور پھر اس کا استاد حسن دونوں مدلس ہیں اس روایت میں دو چیزیں بالکل منکر ہیں ایک تو ابوبکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کی نمازہ جنازہ پڑھائی حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ فرداً فرداً پڑھی گئی تھی۔ اور دوسری یہ کہ حسن رضی اللہ عنہ کی نمازہ جنازہ حسین رضی اللہ عنہ نے پڑھائی غلط ہے بلکہ سعید بن عاص نے پڑھائی تھی (تلخیص ص ۱۲۱ ج ۳)۔

رفع یدین اور ہاتھ باندھنا

(۱۴۳۳) كان يرفع يديه على جنازة في اول تكبيرة ثم لا يعود (ابن عباس)۔

آپ نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے بعد میں نہ کرتے۔☆

سخت ضعیف ہے راوی حجاج بن نصیر اور اس کا استاذ فضل بن سکن دونوں ضعیف ہیں (احادیث ضعاف ص ۲۰۲) حجاج ضعیف ہونے کے ساتھ تلقین قبول کرتا تھا (تقریب ص ۶۵) فضل حدیث کو ضبط نہیں کرتا

۱۴۳۲ — المستدرك ص ۳۸۵ ج ۱، كشف الخفاء ص ۱۰۶ ج ۲، الكامل ص ۱۲٤۱ ج ٦۔

۱۴۳۳ — دارقطني ص ۷۵ ج ۲، عقيلي ص ٤٤٩ ج ۳، أحاديث ضعاف ص ۲۰۲۔

تھا مجہول ہے (عقیلی ص ۴۴۹ ج ۳)۔

(۱۴۳۴) ☆ ان ابن عباس کان یرفع یدیه فی التکبیرة الاولی ثم لا یرفع بعد (ابن عباس)۔

ابن عباس پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے اس کے بعد نہ اٹھاتے۔☆

ضعیف ہے اس کی سند مجہول ہے (عقیلی ص ۴۴۹ ج ۳)

(۱۴۳۵) اذا صلی علی الجنازة رفع یدیه فی اول تکبیرة ثم وضع یده الیمنی علی الیسری (ابو ھریرہ)۔

جب آپ نماز جنازہ پڑھتے تو پہلی تکبیر کے وقت رفع یدین کرتے پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے۔

نوٹ: نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کی حدیث صحیح ہے۔ (تعلیق ابن باز بر فتح الباری ص ۱۹۱ ج ۳)

(۱۴۳۶) صلی علی جنازة فوضع یده الیمنی علی یده الیسری (ابو ھریرہ)۔

آپ نے نماز جنازہ پڑھی تو دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔☆

دونوں روایتیں ضعیف ہیں دونوں کا راوی ابوفروہ یزید بن سنان ضعیف ہے (تقریب ص ۳۸۲)۔

۱۴۳۴ — عقیلی ص ۴۴۹ ج ۳۔

۱۴۳۵ — ترمذی باب رفع الیدین علی الجنازة ح ۱۰۷۷، دارقطنی ص ۷۵ ج ۲۔

۱۴۳۶ — دارقطنی ص ۷۹ ج ۲۔

نماز جنازہ کی دعائیں

(١٤٣٧) امرنا ان نقرا علی میتنا بفاتحه الکتاب (ام عفیف)۔

ہم کو حکم دیا کہ ہم اپنے مردوں پر سورۃ الفاتحہ پڑھیں۔ ☆

ضعیف ہے راوی ابو سعید عبدالمنعم ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲ ج ۳)۔

(١٤٣٨) قرأ علی الجنازة اربع مرات الحمد لله رب العالمین (ابو هریرہ)۔

آپ نے نماز جنازہ میں چار مرتبہ الحمد للہ پڑھی۔ ☆

ضعیف ہے ناحفص بن قاسم نامعلوم ہے (مجمع ص ۳۲ ج ۳)۔

(١٤٣٩) کبر فقرأ بأم القرآن فجهربها ثم کبر الثانیة فدعی للمیت (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

آپ ﷺ نے نماز جنازہ کے لئے تکبیر کہی اور سورۃ الفاتحہ کو بالجہر پڑھا پھر دوسری تکبیر کہی اور میت کے لئے دعا کی۔ ☆

ضعیف ہے راوی یحیٰ بن یزید بن عبد المالک نوفلی منکر الحدیث ہے (میزان ص ۴۱۴ ج ۴) ضعیف ہے (مجمع ص ۳۲ ج ۳)۔

نوٹ: نماز جنازہ، میں سورۃ الفاتحہ کے پڑھنے کی حدیث صحیح بخاری میں ابن عباس سے سنت کے لفظ کے ساتھ موجود ہے جس کی صحت میں کوئی شک نہیں اسی طرح حضرت ابوامامہ سے بھی صحیح سند کے ساتھ موجود ہے اس میں بھی سنت کا لفظ ہے مگر امر کے صیغہ کے ساتھ جتنی روایات ہیں وہ سب ضعیف ہیں ہاں نماز جنازہ کا حکم بھی عام نماز کی طرح ہے جیسا کہ عام نماز سورۃ الفاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ اس طرح نماز جنازہ بھی سورۃ الفاتحہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم۔

١٤٣٧ – طبراني كبير ص١٦٨ ج٢٥ ح١٠.

١٤٣٨ – طبراني أوسط ص٢٥٩ ج٩ ح٨٥٦٥.

١٤٣٩ – طبراني أوسط ص٢٧١ ج٥ ح٤٧٣٦.

(۱۴۴۰) علمهم الصلواة على الميت اللهم اغفر لا حيائنا و امواتنا واصلح ذات بيننا والف بين قلوبنا اللهم هذا عبدك فلان بن فلان لا نعلم الا خيراً وانت اعلم به فاغفرلنا وله (حارث رضی اللہ عنہ)۔

ہم کو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو میت پر نماز جنازہ کے لئے مذکورہ دعا اللھم اغفر سکھائی۔☆

ضعیف ہے راوی لیث بن ابی سلیم ضعیف اور مختلط ہے۔ (تقریب ص ۲۸۷)

(۱۴۴۱) صلينا مع رسول الله ﷺ على جنازة فسلم عن يمينه و عن شماله (ابو موسى رضی اللہ عنہ)۔

ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرا۔☆

ضعیف ہے راوی خالد بن نافع اشعری ضعیف ہے (ابوزرعہ۔نسائی) قوی نہیں (ابوحاتم ☆ میزان ص ۲۴۳ ج ۱)۔

(۱۴۴۲) ماتت ابنة عبد الله بن ابی اوفی فخرج فی جنازتها على بغلة خلف الجنازة فجعل النساء يرثين فقال عبدالله لا ترثين فان رسول الله ﷺ نهى عن المراثى ولكن لتفضى احدئكن من عبرتها ما شائت قال ثم صلى عليها و كبر اربعاً فقام بعد التكبيرة الرابعة بقدر مابين التكبيرتين يستغفرلها ويدعو ثم قال كان رسول الله ﷺ يصنع هكذا (عبد الله بن ابی عوفی رضی اللہ عنہ)۔

حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی کی بیٹی فوت ہوگئی تو وہ اس کے جنازہ کے لئے خچر پر سوار ہو کر میت کے پیچھے نکلے تو عورتیں مرثیہ کہہ رہی تھیں انہوں نے فرمایا تم مرثیہ نہ کہو رسول اللہ ﷺ نے مرثیہ سے منع فرمایا ہے ہاں تم جس قدر چاہو آنسو بہا سکتی ہو۔ پھر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں اور چوتھی تکبیر کے بعد اتنی دیر خاموش رہے جیسا کہ دو تکبیروں کا درمیانی وقفہ تھا اس کے لئے استغفار اور دعا کرتے پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ بھی اس طرح کرتے تھے۔☆

ضعیف ہے راوی ابراہیم بن مسلم ہجری لین الحدیث ہے موقوف کو مرفوع بنا دیتا تھا۔ (تقریب ص ۲۳)۔

۱۴۴۰ – طبرانی أوسط ص ۲۰ ج ٦ ح ۵۹۰۹، طبرانی کبیر ص ۲۳۸ ج ۳

۱۴۴۱ – طبرانی أوسط ص ۱۷۱ ج ۵ ح ٤٣٢٤۔

۱۴۴۲ – مسند أحمد ص ۳۵٦ وص ۳۸۳ ج ٤، بیهقی ص ٤٢ ج ٤۔

ناقص اجساد پر نماز جنازہ

(١٤٤٣) صلی ابو عبیدہ علی رؤس بالشام (خالد بن معدان)۔

حضرت ابو عبیدہ نے شام میں سروں پر نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

منقطع ہے خالد کا ابو عبیدہ سے سماع نہیں ہے۔

(١٤٤٤) صلی عمر بالشام علی عظام (عامر)۔

حضرت عمر نے شام میں ہڈیوں پر نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

سخت ضعیف ہے اولاً عامر کا حضرت عمر سے انقطاع ہے ثانیاً جابر جعفی متہم ہے (ارواء ص ١٢٩ ج ٣)۔

غائبانہ نماز جنازہ

(١٤٤٥) جبریل امین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ معاویہ بن معاویہ لیثی فوت ہو گئے ہیں کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں آپ نے فرمایا جی ہاں۔ جبریل نے اپنا پر زمین پر مارا تو رستہ کے تمام درخت اور ٹیلے ہٹ گئے اور جنازہ کی چارپائی سامنے آ گئی آپ نے اللہ اکبر کہا نماز میں آپ کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے الحدیث (انس رضی اللہ عنہ)۔ ☆

سخت ضعیف ہے اس روایت کو ابو یعلی اور طبرانی نے روایت کیا ہے ابو یعلی کی سند میں محمد بن ابراہیم بن علاء سخت ضعیف ہے طبرانی کی روایت میں محبوب بن ہلال راوی نا معلوم ہے اس کی حدیث منکر ہے (مجمع ص ٣٨٢ و میزان ص ٤٤٢ ج ٣)۔

١٤٤٣ — ابن أبي شيبة ص٣٨ ج٣ ح ١١٩٠٠۔

١٤٤٤ — ابن أبي شيبة ص٣٨ ج٣ ح ١١٩٠٣۔

١٤٤٥ — طبراني كبير ص٢٢٩ ج٤ ح ١٠٤٠، أبويعلى ص٢١١ ج٤ ح ٤٢٥٢، الاصابة ص٤٣٦ ج٣، الاستيعاب بر حاشية الاصابة باب معاوية ص٣٩٢ ج٤.

(۱۴۴۶) جبریل رسول اللہ ﷺ کے پاس تبوک میں آئے اور کہا آپ معاویہ مزنی کی نماز جنازہ میں حاضر ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نکلے اور جبریل بھی ستر ہزار فرشتوں کی معیت میں نکلے جبریل نے دایاں پر پہاڑوں پر مارا تو وہ جھک گئے اور بایاں پر زمینوں پر مارا تو زمین بھی جھک گئی حتی کہ آپ نے مکہ اور مدینہ کو دیکھا آپ نے جبریل اور فرشتوں سمیت اس کی نماز جنازہ پڑھی (ابو امامہ)۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ مدلس ہے (مجمع ص ۳۸ ج ۳) ضعیف بھی ہے کما مر۔

(۱۴۴۷) یہی روایت حضرت معاویہ سے بھی منقول ہے اس کی سند بھی ضعیف ہے راوی صدقہ بن ابی سہل نا معلوم ہے (مجمع ص ۳۸ ج ۳)۔

(۱۴۴۸) صلی علی النجاشی فکبر علی خمساً (کثیر بن عبد اللہ بن جدہ عن ابیہ)۔

آپ نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی اور پانچ تکبیریں کہیں۔☆

منکر ہے راوی کثیر بن عبد اللہ سخت ضعیف ہے نا قابل حجت ہے (دیکھئے نمبر ۱۱۶) نجاشی کی نماز جنازہ صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر پانچ تکبیروں کا ثبوت نہیں بلکہ چار کا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۴۴۹) ان اخاکم النجاشی قد مات قوموا فصلوا علیہ فقال رجل کیف نصلی علیہ وقد مات فی کفرہ الحدیث (و حشی بن حرب رضی اللہ عنہ)۔

تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے تم کھڑے ہو اس کی نماز جنازہ پڑھیں ایک آدمی کہنے لگا ہم اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں وہ تو کفر کی حالت میں مرا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی سلمان بن ابی داؤد حرانی ضعیف ہے (مجمع ص ۳۹ ج ۳) منکر الحدیث ہے (بخاری) حجت نہیں (ابن حبان ص ۲۰۶ ج ۳)۔

۱۴۴۶ – طبراني أوسط ص۲۰۰ ج۴ ح۳۸۸۶، طبراني كبير ص۱۱۶ ج۸ ح۷۵۳۷، دلائل النبوة ص۲۴۵ ج۵، مسند الشاميين ص۸۳۱، ميزان ص۲۸۷ ج۴، كتاب المجروحين ص۱۶۱ ج۲، الأستيعاب باب معاوية ص۲۹۲ ج۳، الاصابة ص۴۳۷ ج۳.

۱۴۴۷ – معجم الصحابة ص۲۹۴ ج۵ ح۲۲۱۵، طبراني كبير ص۲۲۹ ج۱۹ ح۱۰۴۱، الاصابة ص۴۳۷ ج۳.

۱۴۴۸ – طبراني أوسط ص۶۴ ج۱۰ ح۹۱۲۹.

۱۴۴۹ – طبراني كبير ص۱۳۶ ج۲۲ ح۳۶۱، درمنثور ص۱۱۳ ج۲، كنز العمال ص۷۱۹ ج۱۵.

نوٹ: کوئی ایسی صحیح اور صریح روایت نہیں جس سے معلوم ہو کہ رسول اللہ ﷺ اور نجاشی کی میت کے درمیان سے پردے ہٹا لئے گئے تھے اور میت سامنے آ گئی تھی ہاں مسند احمد اور ابن حبان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے ایسے نماز جنازہ پڑھی تھی جیسا کہ حاضر میت کی پڑھی جاتی ہے اس حدیث میں نماز جنازہ پڑھنے کی کیفیت ہے نہ کہ میت کے سامنے آ جانے کی۔

شہداء بدر و اُحد کی نماز جنازہ

(۱۴۵۰) صلی النبی ﷺ علی قتلی بدر (عطاءؒ)

رسول اللہ ﷺ نے شہداء بدر کی نماز جنازہ پڑھی۔☆

مرسل ہے۔

(۱۴۵۱) صلی النبی علی قتلی احد (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھی۔☆

سخت ضعیف ہے یزید بن ابی الزیاد ضعیف ہے اس کی ایک اور بھی سند ہے جس کا راوی حسن بن عمارہ کذاب ہے (شعبہ☆ بیہقی ص ۱۳ ج ۴)

(۱۴۵۲) صلی النبی ﷺ علی حمزة ولم یصل علی احد من الشهداء غیره (انس)۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی اور ان کے علاوہ کسی شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔☆

ضعیف ہے راوی اسامہ بن زید پر امام بخاری نے انکار کیا ہے۔ (تلخیص ص ۱۱۶ ج ۲)۔

(۱۴۵۳) جیئی بحمزة فصلی علیه (جابر رضی اللہ عنہ)۔

حضرت حمزہ کی میت کو لایا گیا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔☆

ضعیف ہے راوی ابو حماد حنفی متروک ہے (تلخیص ص ۱۱۶ ج ۲)۔

۱۴۵۰ — مصنف عبد الرزاق ص ۵۴۲ ج ۳، درایة ص ۲۴٤ ج ۱۔

۱۴۵۱ — طبرانی کبیر ص ۱۳۹ ج ۱۱ ح ۱۱۴۰۳، طبرانی أوسط ص ۳۰۸ ج ۲ ح ۱۶۲۲۔

۱۴۵۲ — أبوداود باب فی الشهید یغسل ح ۳۱۳۷، المستدرک ص ۳۶۵ ج ۱، طحاوی ص ۵۰۲ ج ۱۔

۱۴۵۳ — المستدرک ص ۱۱۹ ج ۱۔

(۱۴۵۴) حضرت حمزہ پر احد کے دن ستر مرتبہ نماز جنازہ پڑھی۔ (شعبی) ☆

مرسل ہے۔

(۱۴۵۵) یہی روایت حضرت ابن مسعود سے مرفوع متصل بھی مروی ہے جو ضعیف ہے راوی عطاء بن السائب مختلط ہے (تقریب ص۲۳۹)۔

(١٤٥٦) صلى على قتلى احد عشرة عشرة في كل عشرة حمزه حتى صلى عليه سبعين صلواة (غزوان رضی اللہ عنہ)۔

آپ نے اکٹھے دس دس احد کے شہداء کی نماز جنازہ پڑھی اور ہر دس کے گروپ میں ایک حمزہ رضی اللہ عنہ ہوتے تھے حتی کہ حمزہ پر ستر مرتبہ نماز پڑھی۔ ☆

مرسل اور خلاف واقعہ ہے۔

(١٤٥٧) صلى على قتلى احد (عطاء بن ابی رباح)

آپ نے شہدائے احد کی نماز جنازہ پڑھی۔ ☆

مرسل ہے۔

(١٤٥٩) صلى على (حمزه رضی اللہ عنہ) و كبر سبع تكبيرات (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔ ☆

ضعیف ہے اس میں ایک راوی مجہول ہے۔

١٤٥٤ــ مصنف عبد الرزاق ص٥٤٦ ج٣.

١٤٥٥ــ مسند أحمد ص٤٦٣ ج١، البداية والنهاية ص٤٠ ج٤، ابن كثير ص٦١٨ ج١، آل عمران ١٥٢، الدر منثور ص٨٤ ج٢.

١٤٥٦ــ دارقطني ص٧٨ ج٢، بيهقي ص١٢ ج٤، ابن أبي شيبة ص٤٩٧ ج٢ ح١١٤٦٢، مراسيل أبي داؤد ص١٨، طحاوي ص٥٠٣ ج١.

١٤٥٧ــ مراسيل أبي داؤد ص١٨.

١٤٥٩ــ بيهقي ص١٣ ج٤، طحاوي ص٥٠٣ ج١.

سہیلی کہتے ہیں اگر اس مجہول راوی سے مراد حسن بن عمارہ ہے تو وہ ضعیف ہے ورنہ جو بھی مجہول ہے وہ قابل حجت نہیں (تلخیص ص ۱۱۷ ج ۳) اس روایت کی ایک دوسری سند بھی ہے جس میں یزید بن ابی زیاد ضعیف ہے۔ (تقریب ص ۳۸۲)

غیر مسلم کی نماز جنازہ

(۱٤٦۰) عارض رسول الله ﷺ جنازة ابي طالب ثم قال وصلتك رحم و جزيت خير ايا عم (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ ابو طالب کے جنازہ کے سامنے آئے اور فرمایا اے چچا تجھے صلہ رحمی پہنچے تو بہتر بدلہ دیا جائے۔☆

منکر ہے راوی ابراہیم بن عبد الرحمٰن الخوارزمی کے بارہ میں ذہبی کہتے ہیں ابراہیم بن بیطار ہے اس کی حدیث مستقیم نہیں (ابن عدی) اور یہ روایت منکر ہے (میزان ص ۴۵ ج ۱ والعلل المتناھیہ ص ۴۲۲ ج ۲)۔

(۱٤٦۱) ان امي توفيت وهي نصرانية واني احب ان احضرها فقال له أركب دابتك و سر امامها فانك اذا كنت امامها لم تكن معها (ثابت بن قيس رضی اللہ عنہ)۔

میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور وہ نصرانیہ تھی اور میں پسند کرتا ہوں کہ اس کے جنازہ میں شریک ہوں آپ نے فرمایا تو سواری پر سوار ہو اور جنازے کے آگے چل جب تو اس کے آگے چلے گا تو تو اس کے ساتھ نہیں ہو گا۔☆

ضعیف ہے راوی ابو معشر ضعیف ہے اور یہ روایت ثابت نہیں (دار قطنی ص ۷۲ ج ۳ و تلخیص ص ۱۱۵ ج ۳)۔

نو مولود پر نماز جنازہ

(۱٤٦۲) الطفل لا يصلي عليه ولا يرث ولا يورث حتى يستهل (جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً)۔

بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے نہ وہ وارث بنے گا اور نہ وارث بنایا جائے حتی کہ وہ پیدا ہوتے وقت روئے۔☆

۱٤٦۰ — العلل المتناهية ص ۴۲۲ ج ۲، میزان ص ۴۵ ج ۱، لسان ص ۴۱ ج ۱۔

۱٤٦۱ — دارقطنی ص ۷۵ ج ۲۔

۱٤٦۲ — ترمذی كتاب الجنائز ح ۱۰۳۲، ابن ماجة كتاب الجنائز ح ۱۵۰۸، بيهقي ص ۸ ج ۴۔

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن مسلم کی ضعیف ہے تو قابل حجت نہیں (نصب الرایہ ص ۲۷۷ ج ۲)۔

(۱٤٦٣) اذا استھل المولود صلی علیہ وان لم یستھل لم یصل علیہ۔ (علی رضی اللہ عنہ)

بچہ جب پیدائش کے وقت رو پڑے (پس کے بعد فوت ہو جائے) تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

(اگر روئے نہ) تو پھر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔☆

ضعیف ہے راوی عمر بن خالد قرشی متروک ہے۔ (تقریب ص ۲۵۹) کذاب ہے (احمد☆ الکامل ص ۱۷۷۶ ج ۵)۔

عورتوں کی شمولیت

(۱٤٦٤) لیس للنساء فی اتباع الجنائزہ اجر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

عورتوں کے لئے جنازہ میں جانے کا اجر نہیں۔☆

ضعیف ہے اس میں کئی مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۲۸ ج ۳)

(۱٤٦٥) لیس للنساء فی الجنازہ نصیب۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

عورتوں کا جنازہ میں کوئی حصہ نہیں۔☆

ضعیف ہے راوی صباح ابو عبداللہ نامعلوم ہے (فیض القدیر ص ۳۷۸ ج ۵)

(۱٤٦٦) تبع جنازۃ فاذا ھو بنسوۃ خلف الجنازۃ فنظر الیھن وھو یقول ارجعن ما زورات غیر مأجورات مفتنات الاحیاء موذیات الاموات۔ (انس رضی اللہ عنہ)۔

آپ ایک جنازے کے پیچھے تھے تو دیکھا کہ چند عورتیں بھی جنازے کے پیچھے آ رہی ہیں آپ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا لوٹ جائیں زیارت ہو گئی ہے اجر نہ پانے والیں زندوں کو فتنے میں ڈالنے والیں اور مردوں کو تکلیف دینے والیں)☆

من گھڑت ہے راوی ابو ہدیہ کے کذاب ہونے پر اجماع ہے (العلل المتناہیہ ص ۴۲۰ ج ۲)۔

۱٤٦٣ — الکامل ص ۱۷۷۶ ج ۵۔

۱٤٦٤ — طبرانی أوسط ص ۱۸۸ ج ۹ ح ۸٤۰٥، کنز العمال ص ۳۹۱ ج ۱٦۔

۱٤٦٥ — طبرانی کبیر ص ۱۱۷ ج ۱۱ ح ۱۱۲۰۹، کشف الاستار ح ۷۹۳۔

۱٤٦٦ — تاریخ بغداد ص ۲۰۱ ج ٦، العلل المتناھیة ص ٤۲۰ ج ۲۔

(١٤٦٧) خرج رسول الله ﷺ فاذا نسوة جلوس فقال ما يجلسكن قلن ننتظر الجنازة قال هل تغسلن قلن لا قال هل تحملن قلن لا قال تدلين فيسن يدلى قلن لا قال فارجعهن مازورات غير ما جورات (علی رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے دیکھا چند عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں فرمایا تم کس لئے بیٹھی ہوئیں ہو کہنے لگیں ہم جنازے کا انتظار کر رہی ہیں فرمایا کیا تم نے اسے غسل دینا ہے وہ کہنے لگیں نہیں فرمایا کیا تم نے اس قبر میں اتارنا ہے اس کے ساتھ مل کر جو اسے قبر میں اتارے گا کہنے لگیں نہیں فرمایا ان کو واپس لوٹا دو کہ ان کی زیارت ہوگئی ہے اور ان کے لئے کوئی اجر نہیں ہے۔☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن سلمان ضعیف ہے (العلل المتناهیہ ص۴۲۰ ج ۲ وتقریب ص ۳۳)

(۱۴۶۸) حضرت فاطمہ رسول اللہ ﷺ کو ملیں تو آپؐ نے پوچھا کہاں سے آرہی ہو۔ فرمایا میں فلاں گھر والوں کے پاس تعزیت کے لئے گئی ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید تو کداء جگہ تک (جنازے کے ساتھ) پہنچی تھی فرمانے لگیں معاذ اللہ میں وہاں تک کیسے جا سکتی تھی جبکہ اس بارہ میں آپؐ سے میں نے سنا ہے جو آپ نے فرمایا تھا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ)۔

ضعیف ہے راوی ربیعہ بن سیف معافری کے پاس منکر روایات ہیں (ابن حبان ☆ میزان ص ۴۳ ج ۲) اس کی دو سندیں ہیں دونوں میں ربیعہ راوی ہے پہلی سند میں ربیعہ کا شاگرد مفضل بن فضالہ ضعیف ہے (تقریب ص ۳۴۶) دوسری سند میں ربیعہ کے علاوہ کئی راوی اس میں ایسے ہیں جو مجہول ہیں (العلل المتناهیہ ص ۴۱۷ ج ۲)۔

مسجد میں نماز جنازہ

(١٤٦٩) من صلى على ميت في المسجد فلا اجر له۔☆

١٤٦٧ – ابن ماجة ج١٥٧٨، بيهقي ص٧٧ ج٤، العلل المتناهية ص٤٢١ ج١، المستدرك ص٣٧٣ ج١، أبوداؤد ج٣١٢٣، نسائي ج١٨٨١، دلائل النبوة، ميزان ص٤٣ ج٢.

١٤٦٨ – مسند احمدص ١٦٩ ج ٢، المستدرك ص ٣٧٣، ٣٧٤ ج ١، والبيهقي ص ٧٧ ج ٤

١٤٦٩ – نصب الراية ص٢٧٥ ج٢، دراية ص٢٣٤ ج١.

جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ ☆

فلا اجر له کا لفظ حدیث کا نہیں بلکہ فحش خطا ہے۔

(۱۴۷۰) من صلی علی میت فی المسجد فلا شئی له (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ)۔

جو میت پر نماز جنازہ مسجد میں پڑھے اس کے لئے کوئی شئی نہیں۔ ☆

منکر ہے راوی صالح مولی توامۃ مختلط ہے بعض دفعہ اس نے فلا صلوٰۃ له (ابن ابی شیبہ) اور بعض دفعہ فلا شئی علیہ (ابن ماجہ) اور بعض دفعہ فلا شئی له (ابو داؤد) کے الفاظ بولے ہیں جو اختلاط کی واضح دلیل ہے ابن حبان فرماتے ہیں یہ خبر باطل ہے (کتاب المجروحین ص ۳۶۶ ج ۱) صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ نے بیضاء کے دو بیٹوں کی نماز جنازہ مسجد میں پڑی تھی (مسلم ص ۳۱۳ ج ۱)۔

(۱۴۷۱) واللہ ما صلی علی ابی بکر الا فی المسجد (عروہ رضی اللہ عنہ)

قسم خدا ابوبکر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ ☆

منقطع ہے عروہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا۔

(۱۴۷۲) حضرت ابوبکر منگل کی رات کو دفن ہوئے اور آپ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ ☆

ضعیف ہے راوی اسماعیل بن ابان غنوی متروک ہے (نصب ص ۲۷۷ ج ۲) ابن معین نے اس کی تکذیب کی ہے بخاری اور احمد نے اسے ترک کر دیا تھا ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر حدیثیں گھڑتا تھا (میزان ص ۲۱۱ ج ۱)۔

جنازہ سے فراغت

(۱۴۷۳) اذا صلی الانسان علی جنازة انقطع ذمامها الا ان یشاء ان یتبعها (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

۱۴۷۰ — ابن ماجة ح ۱۵۱۷، أبوداؤد ح ۳۱۹۱، نصب الراية ص ۲۷۵ ج ۲، ابن أبي شيبة ص ٤٤ ج ۳، ح ۱۱۹۷۲، مسند أحمد ص ٤٤٤ وص ٤٥٥ ج ۲، طحاوی ص ۴۹۲ ج ۱، بیهقی ص ۵۱ ج ٤، زاد المعاد ص ۱٤۰ ج ۱۔

۱٤۷۱ — مصنف عبد الرزاق ۵۲٦ ج ۳، ابن أبي شيبة ص ٤٤ ج ۳ ح ۱۱۹٦۷، المحلی ص ۱٦٦ ج ۳۔

۱٤۷۲ — بیهقی ص ۵۲ ج ٤، نصب الراية ص ۲۷۷ ج ۲۔

۱٤۷۳ — العلل المتناهية ص ٤۲۲ ج ۲، کنز العمال ص ۵۸۵ ج ۱۵۔

جب آدمی نماز جنازہ پڑھ لے تو اس کی ذمہ داری پوری ہو گئی مگر یہ کہ وہ (دفن کے لئے) جنازہ کے پیچھے چلے ☆
غیر صحیح ہے راوی عبد اللہ بن عبد العزیز کوئی شئی نہیں (ابن معین) حدیث رسول نہیں عروہ کا قول ہے
(دار قطنی ☆ العلل ص ۲۴۴ ج ۲)۔

(۱۴۷۴) الرجل یتبع الجنازۃ فلیس لہ ان یرجع حتی یستامر اھلھا (جابر رضی اللہ عنہ)
جو آدمی جنازہ کے ساتھ جائے اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ میت کے اہل کی اجازت کے بغیر واپس لوٹے ☆
منکر ہے راوی عمرو بن عبد الغفار فقیمی متہم بالوضع ہے (ابن عدی) منکر الحدیث ہے (عقیلی
☆ میزان ص ۲۷۲ ج ۳)

قبر پر نماز جنازہ

(۱۴۷۵) لا تصل علی قبر ولا الی قبر (ابن عباس رضی اللہ عنہ)
نہ قبر پر اور نہ قبر کی طرف نماز پڑھو۔ ☆
منکر ہے راوی رشدین بن کریب ضعیف ہے (ابن المدینی و جماعۃ)۔
منکر الحدیث ہے احمد و بخاری ☆ میزان ص ۵۱ ج ۱)۔

دفن

(۱۴۷۶) یدفن کل انسان فی تربۃ التی خلق منھا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)
ہر انسان اسی مٹی میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا کیا جاتا ہے ☆
ضعیف ہے راوی عمر بن عطاء بن وراز ضعیف ہے کوئی شئی نہیں (ابن معین و نسائی) قوی نہیں (احمد ☆
میزان ص ۲۱۳ ج ۳)

۱۴۷۴ — لسان ص ۳۶۹ ج ۴۔
۱۴۷۵ — طبرانی کبیر ص ۲۹۷ ج ۱۱ ج ۱۲۰۵۱ وص ۳۲۵ ج ۱۱ ج ۱۲۱۶۸، الکامل ص ۱۰۰۷ ج ۳۔
۱۴۷۶ — مصنف عبد الرزاق ص ۵۱۶ ج ۳، عقیلی ص ۱۸۰ ج ۳۔

(۱٤۷۷) خلقت انا و ابوبکر و عمر من تربة واحد و فیھا ندفن (عبد اللہ رضی اللہ عنہ)۔

میں اور ابوبکر و عمر تینوں ایک مٹی سے پیدا ہوئے ہیں اور اس میں ہم دفن کیے جائیں گے۔ ☆

باطل ہے راوی موسیٰ بن سہل راسبی مجہول ہے۔ اور یہ خبر باطل ہے (لسان ص۱۳۵ ج۴ و میزان ص۲۰۶ ج۴)

(۱۴۷۸) آپ نے مدینہ میں چند لوگوں کی قبر کھودتے دیکھا تو پوچھا یہ کس کی قبر ہے انہوں نے جواب دیا کہ ایک حبشی تاجر تھا مدینہ میں آیا اور یہیں فوت ہو گیا آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ یہ اپنی زمین اور آسمان سے اس مٹی کی طرف چلایا گیا جس سے یہ پیدا ہوا تھا (ابو سعید رضی اللہ عنہ)۔ ☆

ضعیف ہے راوی علی بن المدینی کے والد عبد اللہ ضعیف ہیں۔ (مجمع ص۴۲ ج۳ و تقریب ص۱۹۰)

(۱٤۷۹) مرّبنا رسول اللہ ﷺ و نحن نحفر قبراً فقال ما تصنعون فقلنا نحفر قبراً لھذا الاسود فقال جاء ت به منیته الی تربته فقال ابو اسامة اتدرون یا اهل الکوفة لم احدثکم بھذا الحدیث لان ابا بکر و عمر خلقا من تربة رسول اللہ ﷺ (ابو درداء رضی اللہ عنہ)۔

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے ہم قبر کھود رہے تھے فرمایا کیا کر رہے ہو ہم نے کہا اس حبشی کی قبر کھود رہے ہیں فرمایا اس کی موت اس کی مٹی کی طرف لے آئی ہے ابو اسامہ راوی فرماتے ہیں تمہیں معلوم ہے کوفہ والو! میں یہ روایت بیان کیوں کر رہا ہوں اس لئے کہ ابوبکر اور عمر بھی رسول اللہ کی مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔ ☆

ضعیف ہے راوی احوص بن حکیم کو عجلی نے ثقہ اور جمہور محدثین نے ضعیف کہا ہے (مجمع ص۴۲ ج۳) ضعیف الحفظ ہے (تقریب ص۲۵)۔

(۱٤۸۰) ان جیشا دفن بالمدینة فقال رسول اللہ ﷺ دفن بالطینة التی

۱٤۷۷ – کتاب الموضوعات ص۳٤٠ ج۱، اللآلی ص۲۸۲ ج۱، تنزیه ص۳۷۲ ج۱، الفوائد المجموعة ص۳۳۹، لسان ص۱۲۰ ج٦، میزان ص۲۰٦ ج٤، کنز العمال ص٥٦۷ ج۱۱۔

۱٤۷۸ – کشف الاستار ج۲ ٤۲۸ مجمع ص٤۲ ج۳۔

۱٤۷۹ – طبرانی أوسط ص۵۹ ج٦ ح٥۱۲۲۔

۱٤۸۰ – تاریخ اصفهان ص٤٠۲ ج۲، مجمع ص٤۲ ج۳ بحوالة طبرانی کبیر۔

خلق منها (ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔

مدینہ میں ایک لشکر دفن ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" یہ اس مٹی سے پیدا ہوئے تھے جس میں دفن ہوئے ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن عیسی الخزاز ضعیف ہے (مجمع ص ۴۲ ج ۳) منکر الحدیث ہے (ابو زرعہ)۔ثقہ نہیں (نسائی ☆ میزان ص ۴۷۰ ج ۲)۔

(۱٤٨١) حفر القبور من الجهاد و غسل الميت من الجهاد و دانق يجعله المومن في حفر الميت خير له من الف غزوة و الف رقبة يعتقها۔ (انس رضی اللہ عنہ)

قبروں کا کھودنا جہاد ہے میت کو غسل دینا بھی جہاد ہے اور وہ ایک روپیہ جو کوئی مؤمن قبر کے کھودنے (مزدوری دینے) میں خرچ کرتا ہے اس کے لئے ہزار جہاد اور ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے ہے۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(١٤٨٢) ان لكل بيت باباً و باب القبر من تلقاء رجليه (النعمان)

ہر گھر کا دروازہ ہوتا ہے اور قبر کا دروازہ میت کے پاؤں کی طرف ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی سند کے بہت سے راوی مجہول ہیں (مجمع ص ۴۳ ج ۳)۔

(١٤٨٣) انه كره ان يلقى تحت الميت في القبر شئي (ابن عباس موقوفاً)۔

ابن عباس ناپسند کرتے تھے کہ قبر میں میت کے نیچے کوئی چیز ڈالی جائے۔☆

ضعیف ہے امام ترمذی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۴۸۴) اور اس روایت کو بیہقی نے "كره ان يجعل تحت الميت ثوباً في القبر" "تم نے میرے اور زمین کے درمیان کسی چیز کو نہ رکھنا" کے الفاظ سے بصیغہ مجہول ذکر کر کے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (بیہقی ص ۴۰۸ ج ۳)

اس کی سند معلوم نہیں (ارواء ص ۱۹۷ ج ۳)۔

١٤٨١ — ديلمی ص ٢٣٤ ج ٢ ح ٢٥٦٦۔

١٤٨٢ — كنز العمال ص ٦٠٠ ج ١٥، مجمع ص ٤٣ ج ٣ بحوالة طبراني كبير۔

١٤٨٣ — ترمذی ما جاء في الثواب الواحد يلقى تحت الميت في القبر ح ١٠٤٨۔

١٤٨٤ (أ) — بيهقي ص ٤٠٨ ج ٣۔

(۱۴۸۴ب) جب حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ کو قبر میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے آیت "منها خلقنا کم و فیها نعید کم و منها نخرجکم تارۃً اخری" پڑھی الحدیث۔ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ) ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبید اللہ بن زحر نے اس حدیث کو علی بن یزید عن القاسم کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور یہ سند سخت مجروح ہے۔ (دیکھئے نمبر ۱۳۰) ذہبی فرماتے ہیں حدیث واہ ہے اس لئے کہ علی بن یزید متروک ہے۔ (تلخیص المستدرک ص ۳۷۹ ج ۲)

(۱۴۸۵) لا تطلعوا فی القبر فانها امانة فلعسی تحل العقد فیتجلی له وجه اسود الحدیث۔ (انس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ تھے جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو ایک چادر منگوائی اور قبر کے اوپر پھیلا دی۔ اور فرمایا تم قبر میں نہ جھانکو یہ امانت ہے ہو سکتا ہے کہ کفن کی گرہ کھولی جائے تو میت کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہو یا اس کی قبر میں سانپ ہو جو اس کی گردن میں حمائل بنا ہوا ہو بلاشبہ یہ امانت ہے ہو سکتا ہے کہ میت کو الٹ پلٹ کرنے سے اسے کے نیچے دھواں داخل ہو جائے ☆

من گھڑت ہے اس روایت کے اکثر راوی مجہول ہیں اور ایک راوی ابراہیم بن ہدبہ کذاب ہے (یحیی و علی) دجال ہے (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۴۰۹ ج ۲)

(۱۴۸۶) من السنة ان یبلؤا بدفن المیت و ان یلقی التراب من قبل قبلته (انس)۔

سنت یہ ہے کہ میت کے دفن سے ابتدا کی جائے اور میت کے اوپر قبلہ کی جانب سے مٹی ڈالی جائے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی عبیدہ بن حسان عنبری ضعیف ہے (مجمع ص ۴۳ ج ۳) منکر الحدیث ہے (ابو حاتم) ضعیف ہے (دار قطنی) ثقہ راویوں کے نام سے موضوع حدیث روایت کرتا تھا (ابن حبان ☆ میزان ص ۲۶ ج ۳)۔

(۱۴۸۷) حثا فی قبر ثلاثا (ابی المنذر)۔

آپ نے تین لپ مٹی ڈالی۔ ☆

۱۴۸۴ (ب) — المستدرك ص ۳۷۹ ج ۲۔

۱۴۸۵ — كتاب الموضوعات ص ۴۰۹ ج ۲، اللآلي ص ۳۶۳ ج ۲، تذكرة الموضوعات ص ۲۱۷، تنزيه ص ۳۶۳ ج ۲ كنز العمال ص ۶۰۳ ج ۱۵۔

۱۴۸۶ — طبرانی ص ۱۲۲ ج ۹ ح ۸۲۵۸۔

۱۴۸۷ — بیہقی ص ۴۱۰ ج ۳، میزان ص ۹۷ ج ۲۔

راوی زیاد مجہول ہے اور یہ روایت مرسل ہے (میزان ص ۹۷ ج ۲)۔

(۱۴۸۸) حثا علی المیت ثلاثہ حثیات بیدیہ جمیعاً (جعفر بن محمد عن ابیہ)۔

آپ نے دونوں ہاتھوں سے قبر پر تین لپ مٹی ڈالی۔☆

مرسل ہے اور اس کا راوی ابراہیم بن محمد عن جعفر سخت ضعیف ہے (ارواء ص ۲۰۲ ج ۳)۔

(۱۴۸۹) رأیت النبی ﷺ حین دفن عثمان بن مظعون صلی علیہ و کبر علیہ اربعا و حثا علی قبرہ بیدہ ثلاث حثیات من التراب وھو قائم عند راسہ (ربیعہ)۔

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا جب حضرت عثمان بن مظعون کو دفن کیا گیا آپ نے نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں فرمائیں اور قبر پر تین لپ مٹی ڈالی۔☆

سخت ضعیف ہے راوی قاسم بن عبد اللہ العمری متروک ہے امام احمد نے کذاب کا الزام لگایا ہے۔ (تقریب ص ۹۲۷)

(۱۴۹۰) یترک الغریق یوماً ولیلۃً ثم یدفن۔ (جابر رضی اللہ عنہ)

ڈوب کر مرنے والے کو ایک رات اور دن کے بعد دفن کیا جائے۔☆

من گھڑت ہے راوی نوح بن ابی مریم کذاب ہے اس نے حدیثیں وضع کی ہیں۔ (میزان ص ۲۷۹ ج ۴) مزید دیکھئے (نمبر ۱) اور اس کا شاگرد سلم بن سالم غیر ثقہ ہے (جوزجانی) ضعیف ہے (ابن معین) میزان ص ۱۸۵ ج ۲)

(۱۴۹۱) ما المیت فی قبرہ الا شبہ الغریق المتغوث ینتظر دعوۃ من اب او ام او ولد و صدیق ثقۃ الحدیث (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہوتی ہے جو مدد کے لئے پکار رہا ہو وہ باپ، ماں، اولاد اور قابل اعتماد دوست سے دعا پہنچنے کا منتظر ہوتا ہے جب اس سے دعا پہنچ جاتی ہے تو یہ اس کے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس

۱۴۸۸ — أرواء الغليل ص ۲۰۲ ج ۳ بحوالة مسند الشافعي۔

۱۴۸۹ — بيهقي ص ۴۱۰ ج ۳، دارقطني ۸۶ ج ۲، مجمع ص ۳۵ ج ۳ بحوالة طبراني كبير۔

۱۴۹۰ — الكامل ص ۲۵۰۶ ج ۷، تنكرة الموضوعات ص ۲۱۴، تنزيه ص ۳۷۴ ج ۲۔

۱۴۹۱ — ديلمي ص ۳۹۱ ج ۴ ح ۶۶۶۴، كنز العمال ص ۶۹۴ ج ۱۵۔

سے زیادہ محبوب ہوتی ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ قبروں والوں پر گھر والوں کی دعاء سے پہاڑوں کی مثل داخل کرتا ہے زندوں کا تحفہ مردوں کے لیے ان کے لئے بخشش کی دعا اور ان کی طرف سے صدقہ ہے (ابن عباس رضی اللہ عنہما) ☆
من گھڑت ہے ☆ راوی حسن بن علی عبد الواحد متہم ہے اس نے چھول کی فضیلت میں ایک باطل اور بے اصل حدیث روایت کی ہے۔ (لسان ص ۲۳۱ ج ۲)

(۱۴۹۲) قبور الاموات بمنزلة الرباطات فلا تنسوا اهل القبور فی قبورهم فانهم یرجونکم کما ترجون المرابطین فی سبیل الله (علی)

فوت شدگان کی قبریں رباط کے منزلہ پر ہیں تم اہل قبور کو ان کی قبروں میں نہ بھولو۔ وہ تم سے اسی طرح امید رکھتے ہیں جیسا کہ تم مرابطین (مجاہدین) فی سبیل اللہ سے امید رکھتے ہو۔ ☆
دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

بچیوں کا دفن کرنا

(۱۴۹۳) دفن البنات من المکرمات (ابن عمر)

بچیوں کا دفن کرنا باعزت کاموں میں سے ہے ☆
منکر ہے راوی حمید بن حماد ثقہ راویوں سے منکر حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن عدی ☆ کتاب الموضوعات ص ۲۱ ج ۲)۔

(۱۴۹۴) لما عزی رسول الله بابنته رقیه قال الحمد لله دفن البنات من المکرمات (ابن عباس)

حضرت رقیہ کی وفات پر جب رسول اللہ ﷺ سے تعزیت کی گئی تو آپ نے فرمایا الحمد للہ بچیوں کا دفن کرنا مکرمات سے ہے ☆

۱۴۹۲ – دیلمی ص ۲۷۴ ج ۲ ح ۴۶۸۸۔

۱۴۹۳ – کتاب الموضوعات ص ۴۱۱ ج ۲، اللالی ص ۳۶۴ ج ۲، کنز العمال ص ۴۴۹ ج ۱۶، تاریخ بغداد ص ۲۹۱ ج ۷، تذکرة الموضوعات ص ۲۱۷، الکامل ص ۶۹۳ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ۲۶۶۔

۱۴۹۴ – تاریخ بغداد ص ۶۷ ج ۵، تنزیه ص ۷۲ ج ۲، کتاب الموضوعات ص ۴۱۱ ج ۲، اللالی ص ۳۶۴ ج ۲، الکامل ص ۱۸۱۸ ج ۵۔

سخت ضعیف ہے ایک راوی عراک بن خالد مضطرب الحدیث قوی نہیں (ابو حاتم) دوسرا راوی محمد بن عبید الرحمٰن ضعیف حدیث چور تھا (ابن عدی) تیسرا راوی عثمان بن عطاء بھی ضعیف ہے (ابن معین)، قابل حجت نہیں (ابن حبان)، چوتھا راوی عثمان کا باپ ردی الحفظ خطا کار ہے اس سے احتجاج باطل ہے عبد الوہاب انماطی فرماتے ہیں یہ حدیث فرمودہ رسول نہیں (کتاب الموضوعات ص ۴۱۱ ج ۲)

نیک لوگوں کے درمیان دفن کرنا

(۱۴۹۵) ادفنوا موتاکم وسط قوم صالحین فان المیت یتاذی بجوار السوء کما یتاذی الحی بجوار السوء (ابو ھریرہ)

تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو میت برے پڑوس سے تکلیف محسوس کرتی ہے جیسا کہ زندہ برے پڑوس سے تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ☆

من گھڑت ہے اس کی سند میں داؤد بن حصین ہے جو ثقہ راویوں کے نام پر ایسی حدیثیں روایت کرتا تھا جو ان کی احادیث کے مشابہ نہ تھیں اس کی روایت سے پرہیز ضروری ہے اس روایت میں اصل مصیبت اس کی طرف سے ہے یہ روایت باطل ہے جس کا کلام رسول سے کچھ اصل نہیں (کتاب الموضوعات ص ۴۱۲ ج ۲)۔

پانی کا چھڑکاؤ

(۱۴۹۶) ان رش علی قبرابنه ابراھیم و وضع علیه حصباء (محمد باقر)

رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکریاں رکھیں۔ ☆

معضل ہونے کے باوجود سند کے لحاظ سے بے اصل ہے راوی ابراہیم بن محمد بن یحییٰ اسلمی متروک ہے (تقریب ص ۲۳)۔ غیر ثقہ ہے (مالک) کذاب ہے (قطان وابن معین وعلی بن المدینی) ایسی حدیثیں

۱۴۹۵— طبرانی أوسط ص۱۳۸ ج۵، ح۲۲۸٤، طبرانی کبیر ص۲۹۰ ج۱۱ ح۱۲۰۳۵، کتاب الموضوعات ص٤١٢ ج۲، کتاب المجروحین ص۲٦١ ج۱، اللالی ص٣٦٤ ج۲، حلیة الأولیاء ص٣٥٤ ج٦، کنز العمال ص٥٩٩ ج١٥، کشف الخفاء ص٧٢ ج١، ضعیفة ص٧٩ ج٢۔

۱۴۹۶— بیہقی ص٤١١ ج٣۔

روایت کرتا تھا جن کا کچھ اصل نہیں (میزان ص ۵۸ ج ۱)۔

(۱٤۹۷) رش علی قبر سعد (ابو رافع)۔

آپ نے سعد کی قبر پر پانی چھڑکا۔ ☆

سخت ضعیف ہے اولاً مندل بن علی ضعیف ہے (تقریب میں) اور اس کا استاذ محمد بن عبداللہ بن ابی رافع بھی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۰۹) سخت منکر الحدیث ہے (ابو حاتم) کوئی شئی نہیں (ابن معین ☆ میزان ص ۶۳۵ ج ۳)۔

تلقین بعد از دفن اور قرآن خوانی

(۱۴۹۸) جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ ایسے ہی کرنا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے وہ یہ کہ جب کبھی ایک کو دفن کر دیا جائے تو ایک آدمی سر کی طرف کھڑا ہو کر یہ کہے اے فلاں بن فلاں میت اس کی آواز سن لیتی ہے لیکن جواب نہیں دیتی پھر وہ کہے فلاں بن فلاں تو میت سیدھی بیٹھ جاتی ہے پھر وہ تیسری مرتبہ آواز دے تو میت جواب میں کہتی ہے ارشدنا رحمک اللہ ہماری رہنمائی کیجئے اللہ تجھ پر رحم کرے لیکن تم نہیں سمجھتے اور آواز دینے والا (اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ انک رضیت باللہ ربا و بمحمد نبیا و بالقرآن نبیا کہے تو منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے چلئے یہاں بیٹھ کر کیا کرنا ہے اس کو تو لقمہ دیا گیا ہے الحدیث (ابو امامہ)۔ ☆

غیر ثابت ہے اس کی سند میں نا معلوم راویوں کی ایک جماعت ہے (مجمع ص ۴۴ ج ۲) ایک راوی محمد بن ابراہیم بن العلاء الحمصی منکر الحدیث ہے (تقریب ص ۲۹۹) کذاب ہے (دارقطنی) حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان) اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص ۴۴۶ ج ۱)۔

(۱٤۹۹) اذا مات احدکم فلا تحبسوه واسرعوا به الی قبره ويقرا عنه رأسه

۱٤۹۷ — ابن ماجة باب ادخال الميت القبر ح ۱۵۵۱، تهذيب المزی ص ۱۵۵ ج ۷۔

۱٤۹۸ — طبرانی کبیر ص ۲٤۹ ج ۸ ح ۷۹۷۹، زاد المعاد ص ۱٤۵ ج ۱، کنز العمال ص ۶۰۵ ج ۱۵۔

۱٤۹۹ — طبرانی کبیر ص ٤٤۰ ج ۱۲ ح ۱۳۶۱۳، کنز العمال ص ۶۰۱ ج ۱۵، در منثور ص ۲۸ ج ۱، شعب الایمان ص ۱۶ ج ۹ ح ۹۲۹۳۔

فاتحة الکتاب و عند رجلیه بفاتحه البقرة (ابن عمر)۔

جب کوئی تم میں سے فوت ہو جائے تو اسے ٹھہراؤ مت بلکہ جلدی قبر کی طرف لے چلو (دفن کے بعد) اسکے سر کے پاس سورۃ الفاتحہ اور پاؤں کے پاس سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات پڑھو۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی یحیی بن عبداللہ بن ضحاک بابلتی ضعیف ہے (تقریب ص ۳۷۷) اور اس کا استاذ ایوب بن نھیک بھی ضعیف ہے (ابو حاتم) متروک ہے (ازدی ☆ میزان ص ۲۹۳ ج ۱) اس کی ایک سند اور بھی ہے جو موقوف اور ضعیف ہے اس میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن علاء بن الجلاج مجہول ہے (مشکوۃ البانی ص ۵۳۸ ج ۱)۔

(۱۵۰۰) من دخل المقابر فقرأ سورة يس خفف عنهم يومئذ و كان له بعدد من فيها حسنات۔ (انس رضی اللہ عنہ)

قبرستان میں جو داخل ہو کر سورۃ یس کی تلاوت کرے تو اس دن ان قبر والوں سے قبر کا عذاب ہلکا ہو جاتا ہے اور پڑھنے والے کے لئے اتنی نیکیاں ہیں جتنے اس قبرستان میں مردے دفن ہیں۔ ☆

باطل ہے راوی ایوب بن مدرک کوئی شئی نہیں کذاب ہے۔ (ابن معین) متروک ہے ابو حاتم و نسائی ☆ میزان ص ۲۹۳ ج ۱)

قبر کا جھٹکا اور پکار

(۱۵۰۱) یضغطه فیه المومن ضغطة تزول منها حمائله و یملأعلی الکافر ناراً (حذیفہ رضی اللہ عنہ)۔

مومن کی قبر میں جھٹکا دیا جاتا ہے جس سے اس کے کندھے اور سینہ جدا جدا ہو جاتے ہیں اور کافر پر آگ کو بھر دیتا ہے۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی محمد بن جابر ضعیف ہے (مجمع ص ۴۶ ج ۳)۔

(۱۵۰۲) جب زینب بنت رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو سخت پریشان پایا ہم آپ سے

۱۵۰۰ – دیلمی ص۱۰۸ ج٤ ح٥٨٣٤۔

۱۵۰۱ – مسند أحمد ص٤٠٧ ج٥، تنزیه ص٣٧١ ج٢، کتاب الموضوعات ص٤٠٦ ج٢، اللالی ص٣٦٠ ج٢، مجمع ص٤٦ ج٣.

۱۵۰۲ – طبرانی أوسط ص٣٧٩ ج٦ ح٥٨٠٦ مختصراً، کتاب الموضوعات ص٤٠٦ ج٢، اللالی ص٣٦٠ ج٢، تنزیه ص٣٧١ ج٢.

کلام نہیں کر رہے تھے حتیٰ کہ ہم قبر تک پہنچے قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی حتیٰ کہ قبر تیار ہو گئی رسول اللہ ﷺ قبر میں اترے اور پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو گئے پھر جب آپ فارغ ہو کر قبر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے چہرے سے پریشانی دور ہو چکی تھی اور آپ مسکرا رہے تھے ہم نے پوچھا اللہ کے رسول آپ پہلے تو اس قدر پریشان تھے کہ ہم آپ سے کلام کرنے کی جرأت بھی نہیں کر رہے تھے پھر ہم نے دیکھا کہ آپ کی پریشانی دور ہو گئی ہے فرمایا میں قبر کی تنگی کو اور زینب کی کمزوری کو یاد کر رہا تھا تو یہ مجھ پر سخت گراں تھی پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ زینب سے تخفیف کر دے اس نے دعا کو قبول فرما لیا اور قبر نے بالکل ہلکا سا جھٹکا دیا ہے جس کو سوائے جنوں اور انسانوں کے ہر دو کناروں والوں نے سنا ہے (انس)۔ ☆

ضعیف ہے راوی حبیب بن خالد اسدی قوی نہیں (میزان ص ۴۵۴ ج ۱)

(۱۵۰۳) ابن شاہین و ابو بکر بن ابی داؤد نے یہی روایت عن الاعمش عن انس روایت کی ہے جو منقطع ہے کیونکہ اعمش کا حضرت انس سے سماع نہیں۔

(۱۵۰۴) جب حضرت سعد بن معاذ کو دفن کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "قبر ہر شخص کو جھٹکا دیتی ہے اگر کسی نے اس جھٹکے سے محفوظ رہنا ہوتا تو سعد محفوظ رہتے پھر فرمایا بقسم میں نے سعد کے رونے کی آواز سنی ہے اور قبر میں اس کی پسلیوں کو ایک دوسرے میں داخل ہوتے دیکھا ہے (ابن عباس)۔ ☆

مذکورہ متن سے غیر صحیح ہے راوی قاسم بن عبد الرحمٰن منکر الحدیث ہے (احمد) اصحاب رسول سے معضل حدیثیں روایت کرتا تھا (ابن حبان ☆ کتاب الموضوعات ص ۴۰۸ ج ۲)۔

(۱۵۰۵) رسول اللہ ﷺ حضرت سعد کی قبر میں داخل ہوئے تو اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ سبحان اللہ فرمایا جب آپ قبر سے باہر آئے تو ہم نے پوچھا یا رسول اللہ جو آپ نے آج کیا ہے پہلے ایسے نہیں کرتے تھے فرمایا قبر نے اسے اپنی طرف ملایا ہے میں نے اللہ سے دعا کی کہ اللہ اس سے نرمی کرے یہ اس لیے کہ وہ پیشاب سے

۱۵۰۳ — اللآلي المصنوعه ص ۳٦۰ ج ۲

۱۵۰٤ — كتاب الموضوعات ص ٤۰۸ ج ۲، اللآلي ص ٣٦١ ج ٢.

۱۵۰۵ — كتاب الموضوعات ص ٤۰۸ ج ۲، اللآلي ص ٣٦٢ ج ٢.

پرہیز نہیں کرتے تھے ☆ (حسن بصری)۔
مذکورہ طریق اور متن سے بے اصل ہے اولاً حسن بصری کی مرسل ہے جو قابل حجت نہیں ثانیاً ان کا شاگرد ابوسفیان طریف بن شہاب صفدی کوئی شئی نہیں (احمد وابن معین) متروک الحدیث ہے (نسائی) غفلت کا شکار تھا احادیث کو الٹ پلٹ کر دیتا تھا اور ثقہ راویوں سے ایسی روایات لاتا جو ان کی حدیث کے مشابہ نہ ہوتیں (کتاب الموضوعات ص ۴۰۸ ج ۳)۔

(۱۵۰۶) میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے تجھ پر افسوس کس چیز نے تجھے مجھ سے دھوکے میں رکھا گیا تجھے معلوم نہیں تھا میں فتنے اور تاریکی کا گھر ہوں الحدیث ☆ (ابو الحجاج یمانی)۔
ضعیف ہے راوی ابوبکر بن ابی مریم مختلط ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے (مجمع ص ۴۶ ج ۳)۔

(۱۵۰۷) قبر پر کوئی دن نہیں آتا مگر وہ آواز دیتی ہے ابن آدم تو مجھے کیوں بھول گیا کیا تجھے پتہ نہیں میں تنہائی، غربت وحشت، تنگی، اور کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں مگر جس پر اللہ تعالیٰ مجھے کشادہ کر دے پھر فرمایا قبر جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ ☆ (ابو ہریرہ)
ضعیف ہے راوی محمد بن ایوب بن سوید ضعیف ہے (مجمع ص ۴۶ ج ۳) متروک متہم ہے اس نے اپنے باپ کی کتاب میں چند من گھڑت چیزیں شامل کر دی تھیں (کتاب المجروحین ص ۳۰۰ ج ۲)۔

(۱۵۰۸) یہی روایت امام ترمذی نے حضرت ابوسعید سے روایت کی ہے وہ بھی ضعیف ہے اس کا راوی عبید اللہ بن ولید وصافی ضعیف ہے (تقریب ص ۲۲۸) اور اس کا استاذ عطیہ عوفی بھی ضعیف ہے (میزان ص ۸۰ ج ۳)۔

عذاب قبر

(۱۵۰۹) عذاب القبر حق من لم یومن به عذب فیه (زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

۱۵۰۶ — طبراني ص۳۷۷ج۲۲، ح۹۴۲، أبو يعلى ص۲۲۹ ج۶ ح۶۸۳۵، أسد الغابة ص ۱۶۹ ج۵۔
۱۵۰۷ — طبراني أوسط ص۲۷٤ج۷ ح۸٦۰۸۔
۱۵۰۸ — ترمذی کتاب صفة القيامة ح۲٤٦۰، شعب الايمان ص٤۹۸ج۱ ح۸۲۸۔
۱۵۰۹ — ديلمي ص٨٤ج۳ ح۲۹۷۳، كنز العمال ص ٦٤٠ ج ١٥۔

قبر کا عذاب حق ہے جو اس پر ایمان نہ لائے اسے عذاب دیا جائے گا۔☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے۔

(۱۰ ۱۵) عذاب القبر من اثر البول (میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا)

پیشاب کے اثر (چھینٹے وغیرہ) سے قبر کا عذاب ہے۔☆

ضعیف ہے اس کی سند میں کچھ ضعیف اور کچھ مجہول راوی ہیں (مجمع ص ۲۰۹ ج ۱)

(۱۵۱۱) ان عامة عذاب القبر من البول (معاذ رضی اللہ عنہ)

قبر کا عذاب عموماً پیشاب سے ہے☆

ضعیف ہے راوی رشدین بن سعد نیک تھا صالحین کی طرح غفلت کا شکار ہو گیا تھا اور حدیث میں مختلط ہو گیا (ابن یونس) ضعیف ہے (تقریب ص ۱۰۳)

(۱۵۱۲) سالنا رسول اللہ ﷺ عن البول فقال اذا مسکم شئی فاغسلوہ فانی اظن ان منہ عذاب القبر (عبادۃ رضی اللہ عنہ)

ہم نے رسول اللہ سے پیشاب کے بارہ میں پوچھا آپ نے فرمایا جب تمہیں پیشاب لگ جائے تو اسے دھو ڈالا کرو میرا خیال ہے کہ قبر کا عذاب اسی سے ہے۔☆

اس متن کے ساتھ من گھڑت ہے راوی یوسف بن خالد سمتی کذاب ہے (ابن معین ☆ میزان ص ۴۶۴ ج ۴ دیکھئے نمبر ۱۰۲)

(۱۵۱۳) رسول اللہ ﷺ ایک روز سخت گرمی میں بقیع الغرقد کی طرف جا رہے تھے اور لوگ بھی آپ کے پیچھے چل رہے تھے آپ نے جب ان کے پاؤں کی آہٹ سنی تو آپ بیٹھ گئے حتی کہ لوگوں کو اپنے آگے کیا تاکہ آپ کے نفس میں کوئی تکبر پیدا نہ ہو جب آپ بقیع الغرقد میں پہنچے تو دو قبریں دیکھیں جن میں دو مرد دفن تھے

۱۵۱۰ — طبرانی کبیر ص ۳۹ ج ۲۵ ح ۶۸۔

۱۵۱۱ — طبرانی کبیر ص ۱۲٤ ج ۲۰ ح ۲٤۸۔

۱۵۱۲ — کشف الاستار ح ؟؟؟، مجمع ص ۲۰۸ ج ۱۔

۱۵۱۳ — مسند أحمد ص ۲٦٦ ج ٥۔

آپ ان کے پاس ٹھہر گئے اور پوچھا تم نے ان قبروں میں کس کس کو دفن کیا ہے لوگ کہنے لگے فلاں اور فلاں کو پھر لوگوں نے آپ سے دریافت کیا، کیا معاملہ ہے (آپ اس بارہ میں کیوں پوچھ رہے تھے) آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ الحدیث ☆ (ابو امامہ رضی اللہ عنہ)

اس متن کے ساتھ منکر ہے راوی علی بن یزید الہانی منکر الحدیث ہے۔ (بخاری) ثقہ نہیں (نسائی) قوی نہیں (ابو زرعہ) متروک ہے (دارقطنی ☆ میزان ص ۱۶۱ ج ۳)

(۱۵۱۴) مر النبي بقبرين لبني النجار يعذبان بالنميمة والبول الحديث۔ (انس رضی اللہ عنہ)

رسول اللہ ﷺ کا بنی نجار کی دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا جن کو چغلی اور پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ ☆

اس متن کے ساتھ ضعیف ہے راوی عبید بن عبدالرحمٰن ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۲۰۸ ج ۱)

(۱۵۱۵) فتنة القبر في فاذا سئلتم عني فلاتشكوا (عائشہ رضی اللہ عنہا)۔

میرے بارہ میں قبر کا فتنہ (سوال) ہے جب تم سے میرے بارہ میں پوچھا جائے تو شک نہ کرنا۔ ☆

ضعیف ہے امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ ذہبی فرماتے ہیں راوی محمد بن عبید اللہ بن عبید بن عمیر کے ضعف پر اجماع ہے (تلخیص المستدرک ص ۳۸۲ ج ۲)

(۱۵۱۶) ليسلط على الكافر في قبره تسعة و تسعون تنينا تلدغه حتى تقوم الساعة ولو ان تنينا منها نفخ في الارض ما انبتت خضراء۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ)

کافر پر اس کی قبر میں ننانوے (۹۹) سانپ مسلط کر دیے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک ڈستے رہتے رہیں گے ان سانپوں میں اگر ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو سبزہ پیدا ہی نہ ہو۔ ☆

ضعیف ہے راوی دراج اپنے شیخ ابو الہیثم سے روایت کرنے میں ضعیف ہے (تقریب ص ۹۷ مذکورہ

۱۵۱٤— المستدرك ص ۳۳۲ ج ۸ ح ۷٦۷٦۔

۱۵۱۵— المستدرك ص ۳۸۲ ج ۲، كنز العمال ص ٦۳۵ ج ۱۵۔

۱۵۱٦— مسند أحمد ص ۳۸ ج ۳، دارمي ص ۲۲۸ ج ۲ ح ۲۸۱۸، ترمذي ح ۲٤٦۰ نحوه مفصلا، أبويعلى ص ۱۰۲ ج ۲ ح ۱۳۲٤، ابن حبان ص ٤۹ ج ٦ ح ۳۱۱۱۔

حدیث بھی اس نے ابوالہیثم سے روایت کی ہے۔

(١٥١٧) يسلط عليهم تسعة و تسعون تنينا اتدرون ما التنين قال تسع و تسعون حية لكل حية سبعة رؤوس ينفخون في جسمه ويلسعونه ويخدشونه۔
(ابو سعید رضی اللہ عنہ)

کافروں پر ننانوے تنین مسلط کر دیئے جاتے ہیں تمہیں معلوم ہے تنین کیا ہے یہ ننانوے سانپ ہیں اور ہر ایک سانپ کے سات سات سر ہیں وہ کافر کے جسم میں پھونکتے ہیں اور اسے زخمی کرتے ہیں۔☆

ضعیف ہے راوی دراج ضعیف ہے۔ (دیکھئے اوپر والی روایت)

(١٥١٨) میں بدر کے کھنڈرات میں چل رہا تھا تو دیکھا قبر سے اچانک ایک آدمی نکلا جس کے گلے میں زنجیر تھی اس نے مجھے عبداللہ کہہ کر آواز دی مجھے معلوم نہیں کہ اسے میرے نام کا علم تھا یا عربوں کی عام عادت کے مطابق اس نے مجھے اے اللہ کے بندے کہا وہ کہنے لگا مجھے پانی پلاؤ معاً دیکھا کہ اسی قبر سے ایک اور آدمی نکلا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا اس کو پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے پھر اس نے پہلے آدمی کو کوڑا مارا حتی کہ وہ دوبارہ اپنی قبر میں لوٹ گیا میں دوڑتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو تمام واقعہ سنا دیا آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا یہ اللہ کا دشمن ابوجہل تھا اور یہ اس کا عذاب ہے جو اسے قیامت تک ہوتا رہے گا۔☆ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن محمد بن مغیرہ ضعیف ہے۔ (مجمع ص ٥٧ ج ٣)

(١٥١٩) اذا قبض العبد المومن صعد ملكاه الى السماء فقال الله لهما ارجعا الى قبره و احمداني وهللاني الى يوم القيامة الحديث (ابو بكر صديق رضی اللہ عنہ)۔

جب مومن بندہ فوت ہوتا ہے تو دو فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو فرماتا ہے تم اس بندے کی قبر کی طرف لوٹ جاؤ۔ اور تم قیامت تک میری حمد و تہلیل کرو میں نے اپنے اس بندے کے

١٥١٧ — أبويعلى ص٢٢ ج١ ح٦، ٦٦١٣، ابن حبان ص٤٩ ج٦ ح٣١١٠.
١٥١٨ — طبراني أوسط ص٢٨٧ ج٧ ح٦٦٥٦.
١٥١٩ — كتاب الموضوعات ص٢٠٣ ج٤٠٢، اللآلي ص٣٠٩ ج٢، تنزيه ص٣٧٠ ج٢.

لئے تمہاری تسبیح۔ تہلیل اور تحمید کے برابر اجر لکھ دیا ہے۔ یہ میری طرف سے اسے ثواب اور بدلہ ہے۔ اور جب کوئی کافر مرتا ہے تو دو فرشتے آسمان کی طرف جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے کہتے ہیں تمہیں کون لے آیا۔ فرشتے کہتے ہیں اللہ تو نے اپنے بندے کو فوت کیا ہم تیرے پاس آ گئے ہیں اللہ فرماتے ہیں تم اس کی قبر کی طرف لوٹ جاؤ اور قیامت تک اس پر لعنتیں بھیجو۔ اس نے مجھے جھٹلایا اور میرا انکار کیا ہے میں اس لعنت پر جو تم اس پر بھیجو قیامت تک اسے عذاب دوں گا۔☆

(۱۵۲۰) یہ روایت حضرت ابو سعید خدری سے بھی قدرے مختلف الفاظ سے مروی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ جب بندے کی روح قبض کرتا ہے تو دو فرشتے اس کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں وہ کہتے ہیں اللہ تو نے ہماری اپنے بندے کے عمل لکھنے پر ڈیوٹی لگائی تھی تو نے اسے فوت کرلیا ہے رب ہمیں حکم کر کہ ہم آسمان پر ٹھہریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آسمان تو میرے فرشتوں سے بھرا ہوا ہے جو میری تسبیح کہتے ہیں وہ فرشتے کہتے ہیں پھر اجازت دیجئے کہ ہم زمین میں ٹھہریں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری زمین میری مخلوق سے بھری ہوئی ہے جو میری تسبیح کہتے ہیں۔ لیکن تم دونوں اس کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ۔ میری حمد تسبیح اور تہلیل کہو اور اس کو میرے بندے کے نام لکھ دو☆

دونوں روایتیں باطل ہیں دونوں کا راوی اسماعیل بن یحیٰی بن عبید اللہ بن طلحہ تیمی حدیث وضع کرتا تھا (صالح جزرہ) جھوٹ کا ایک رکن تھا اس سے روایت لینا حلال نہیں (ازدی) کذاب ہے (ابو علی نیشاپوری۔ دارقطنی۔ حاکم)۔ اس کے ترک پر اجماع ہے (ذہبی) اس کی عام روایات باطل ہیں (ابن عدی ☆ میزان ص۲۵۳ ج۱)۔

(۱۵۲۱) اور یہی روایت حضرت انس سے بھی روایت کی جاتی ہے اس میں ہے فرشتے کہتے ہیں ہم کہاں سکونت اختیار کریں تو اللہ فرماتا ہے تم اس کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ☆

یہ بھی باطل ہے راوی عثمان بن مطر کی تضعیف پر اجماع ہے ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام پر موضوع حدیثیں روایات کرتا تھا قابل حجت نہیں ہے (کتاب الموضوعات ص۴۰۳ ج۲)۔

۱۵۲۰ – کتاب الموضوعت ص۴۰۳ ج۲، اللآلی ص۳۵۹ ج۲۔

۱۵۲۱ – کتاب الموضوعات ص۴۰۳ ج۲، اللآلی ص۳۵۹ ج۲، کنز العمال ص۷۴۸ ج۱۵، میزان ص۳۱۹ ج۴۔

اس روایت کو ذہبی نے میزان ص۳۱۹ ج۴ میں عثمان کے علاوہ ہیثم بن حماد کے طریق سے روایت کیا ہے ہیثم ضعیف ہے (ابن معین) متروک الحدیث ہے (نسائی) اس کی حدیث کو رد کر دیا گیا تھا (احمد میزان ص۳۱۹ ج۴)

(۱۵۲۲) یا من الموت غایته ویامن القبر منزله و یامن الکفن ستره و یامن التراب و ساده ویامن الدود جیرانه و یامن المنکر والنکیر زواره۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

اے وہ شخص موت جس کی انتہا ہے، قبر اس کی منزل ہے، کفن اس کا پردہ ہے، مٹی اس کا تکیہ ہے، کیڑے مکوڑے اس کے پڑوسی ہیں، اور منکر و نکیر اس کی زیارت کرنے والے ہیں۔ ☆

منکر ہے راوی حسن بن احمد کو دارقطنی نے سخت ضعیف کہا ہے اور دوسرے راوی نوفل کو بھی ائمہ کرام نے ضعیف بلکہ متہم کیا ہے اس کی حدیثیں ضعف پر دلالت کرتی ہیں اس حدیث میں الفاظ نبوی کی حلاوت اور چاشنی نہیں پائی جاتی اور یہ حدیث منکر ہے۔ (تعلیق بر فردوس الاخبار ص۳۹۴ ج۵)

(۱۵۲۳) اذا دخل المومن قبره وهو مختضب بالحناء اتاه منكر و نكير فقالا له من ربك وما دينك فيقول منكر لنكير ارفق بالمومن اما ترى نورا الايمان (انس رضی اللہ عنہ)

مومن جب قبر میں داخل ہوتا ہے درانحالیکہ اس نے مہندی کا خضاب لگایا ہوا ہوتا ہے اس سے منکر اور نکیر کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو منکر فرشتہ نکیر فرشتہ کو کہتا ہے مومن سے نرمی کرو کیا تم نور ایمان نہیں دیکھ رہے ☆

دیلمی نے بلا سند ذکر کی ہے اس کی مثل نیچے والی روایت ہے۔

(۱۵۲٤) مامات مخضوب ولا دخل القبر الا و منكر و نكير لا يسأ لانه يقول منكر يا نكير سائله قال كيف اسائله و نور الاسلام عليه (انس رضی اللہ عنہ)۔

خضاب لگا ہوا شخص کوئی مرتا اور قبر میں داخل نہیں ہوتا مگر منکر اور نکیر اس سے سوال نہیں کرتے منکر نکیر سے کہتا ہے اس سے سوال کر نکیر کہتا ہے میں اس سے کیسے سوال کروں اس پر تو اسلام کا نور ہے۔ ☆

۱۵۲۲ — دیلمی ص۳۹٤ ج۵ ح۸۲٦۷، مسند الشهاب ص۳٤۵ ج۱۔

۱۵۲۳ — دیلمی ص۳۸۷ ج۱ ح۱۲۹٤، تنزیه ص۲٦۹ ج۲۔

۱۵۲٤ — کتاب الموضوعات ص۲۵۱ ج۲، اللآلی ص۲۲۸ ج۲، تنزیه ص۲٦۹۔

(۱۵۲۵) اذا ما تدلی الرجل فی القبر یدخل علیه منکر و نکیر یقول احدهما لصاحبه سله فیقول کیف اسئل و معه حجة الاسلام یعنی الخضاب (انس رضی اللہ عنہ)۔

خضاب والے آدمی کو جب قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں دونوں میں سے ایک دوسرے کو کہتا ہے اس سے سوال کر دوسرا جواب دیتا ہے میں اس سے کیسے سوال کروں؟ اس کے پاس تو اسلام کی دلیل یعنی خضاب ہے۔☆

ابن جوزی فرماتے ہیں یہ دونوں روایتیں ثابت نہیں ہیں پہلی روایت میں راوی داؤد بن صغیر منکر الحدیث ہے اور دوسری روایت کا راوی یحیٰ بن شعیب کذاب ہے اور یحیٰ کا استاذ دینار حضرت انس سے من گھڑت حدیثیں روایت کرتا تھا جس کا بغیر قدح کے کتابوں میں ذکر حلال نہیں (ابن حبان☆ کتاب الموضوعات ص ۲۵۲ ج ۲)۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ قدیم کے مدفون

(۱۵۲۵ب) طول قیام امتی فی قبورهم تمحیص لذنوبهم۔ (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

میری امت کا لمبی دیر تک قبروں میں ٹھہرنا ان کا گناہوں سے صاف ہونا ہے۔☆

باطل ہے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں عبداللہ بن ابی غسان اس روایت میں منفرد ہے اور یہ روایت باطل ہے۔ (لسان ص ۳۲۵ ج ۳)

مصیبت کا چھپانا اور تعزیت

(۱۵۲۶) من اصیب بمصیبة فی ماله او جسده و کتمها ولم یشکها الی الناس

۱۵۲۵أ — کتاب الموضوعات ص۲۵۲ ج۲، اللآلی ص۲۲۹ ج۲، تنزیه ص۲۷۰ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۹۵۔

۱۵۲۵(ب) — لسان ص۳۲۵ ج۳۔

۱۵۲۶ — طبرانی کبیر ص۱۴۸ ج۱۱، کنز العمال ص۱۴۳۸، ص۳۰۹ ج۳، علل الحدیث ص۱۲۶ وص۱۷۸ وص۲۹۵ ج۲، کتاب الموضوعات ص۳۹۸ ج۲، اللآلی ص۳۳۰ ج۲۔

کان حق علی اللہ ان یغفر لہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس کو مال یا جان میں کوئی تکلیف پہنچے اور وہ اس کو چھپائے اور لوگوں سے شکوہ نہ کرے اللہ پر حق ہے کہ اس کو بخشش دے۔☆

ضعیف ہے راوی بقیہ ضعیف اور مدلس ہے۔

(۱۵۲۷) یہ روایت حضرت جابر سے بھی مروی ہے جس کا راوی محمد بن عبید اللہ عزرمی متروک الحدیث ہے (کتاب الموضوعات ص۳۹۹ ج ۲)۔

(۱۰۲۸) من عزی مصابا فلہ مثل اجرہ (ابن مسعود رضی اللہ عنہ)۔

جو مصیبت زدہ کو تسلی دے اس کے لئے مصیبت زدہ کے برابر اجر ہے۔☆

غیر صحیح ہے اس کی چار سندیں ہیں پہلی سند میں حماد بن ولید حدیث چور اور ثقہ راویوں کے ذمے ایسی روایات لگاتا تھا جو ان کی حدیث میں سے نہیں کسی صورت بھی قابل احتجاج نہیں۔ دوسری سند میں نصر بن عاصم ہے جس کی شعبہ، ہارون اور ابن معین نے تکذیب کی ہے (کتاب الموضوعات ص۳۹۹ ج ۲)۔ تیسری سند میں علی بن عاصم ہے جو ذاہب الحدیث ہے (مسلم) ثقہ نہیں (نسائی) کذاب ہے (ابن معین)

علی بن عاصم کے بارہ میں دو طرح کی آراء ہیں ایک رائے تو یہ ہے کہ بذات خود اچھا آدمی تھا مگر یہ کثیر الخطأ تھا اور دوسری رائے یہ ہے کہ بذات خود اہل صدق سے تھا مگر اس میں ضعف ہے (فلاس) یزید بن ہارون کہتے ہیں ہم اس کو جھوٹ سے پہچانتے ہیں ابن معین کہتے ہیں متروک الحدیث ہے بخاری فرماتے ہیں قوی نہیں لوگ اس کے بارہ میں کلام کرتے ہیں (میزان ص۱۲۷ ج ۳) یہ مذکورہ حدیث کی وجہ سے آزمائش میں گرفتار ہوا ہے (ترمذی مع تحفہ ص۱۲۴ ج ۲) چوتھی سند میں قیس بن ربیع صدوق تھا مگر جب بوڑھا ہو گیا تو متغیر ہو گیا تھا (تقریب ص۲۷۳)۔

(۱۰۲۹) ما من مومن یعز اخاہ بمصیبۃ الا کساہ اللہ من حلل الکرامۃ یوم

۱۰۲۷ — الکامل ص۱۸۳۸ ج ٥، کتاب الموضوعات ص۲۳۹۹، اللآلی ص۴۰۱ ج ۲، تنزیہ ص۳۶۷ ج ۱۔

۱۰۲۸ — ابن ماجہ باب ما جاء فی الثواب من عزی مصاباً ح ۱۶۰۲، ترمذی من عزی مصاباً ح ۱۰۷۳

۱۰۲۹ — ابن ماجہ باب ما جاء فی الثواب من غزی مصاباً ح ۱۶۰۱ تلخیص ص ۱۳۸ ج ۲

القيامة (عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ)۔

جو ایماندار اپنے بھائی کو مصیبت پر تسلی دے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے عزت کا لباس پہنائے گا۔☆

ضعیف ہے راوی ابو عمارہ قیس القاری میں نظر ہے (بخاری میزان ص ۳۹۸ ج ۳) اس میں نرمی ہے (تقریب ص ۲۸۴)، عقیلی نے ضعفاء میں اس کی دو روایتیں ذکر کی ہیں اور فرمایا ہے ان دونوں پر متابعت نہیں ہے ان میں ایک ابن ماجہ کی روایت کی ہے جو تعزیت کے بارہ میں ہے (تہذیب ص ۴۰۲ ج ۸)۔

(۱۵۳۰) یہی روایت حضرت انس سے کچھ زائد الفاظ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو سبز لباس پہنائے گا۔ جس پر وہ خوشی کا اظہار کرے گا اس کا راوی قدامہ بن محمد نامعلوم ہے البتہ یہ روایت موقوفاً صحیح ہے۔ (ارواء الغلیل ص ۲۱۷ ج ۳)

(۱۵۳۱) من عزى حزينا ألبسه الله التقوى وصلى على روحه في الأرواح ومن عزى مصابا كساه الله حلتين من حلل الجنة (جابر رضی اللہ عنہ)

جو پریشان حال کو تسلی دے اللہ اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور جو مصیبت زدہ کو تسلی دے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے دو لباس پہنائے گا۔ ضعیف ہے راوی خلیل بن مرہ منکر الحدیث ہے (میزان ص ۶۶۸ ج ۱)۔

(۱۵۳۲) (من عزى ثكلى كسي بردا في الجنة (ابو برزہ)

جو مصیبت (بچے کو گم پانے والی) کو تسلی دے اسے جنت میں لباس پہنایا جائے گا۔ ضعیف ہے اس کی راویہ منیہ بنت عبید مجہولہ ہے اور یہ حدیث غریب ہے اس کی سند قوی نہیں (ترمذی مع تحفہ ص ۱۲۵ ج ۲)۔

(۱۵۳۳) حضرت معاذ کا ایک لڑکا فوت ہو گیا۔ جس پر حضرت معاذ بہت افسردہ اور غمگین ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے حضرت معاذ کی طرف خط لکھا جس کا متن یہ تھا۔

۱۵۳۰ — تاريخ بغداد ص ۳۹۷ ج ۷۔

۱۵۳۱ — طبراني أوسط ص ۱۲۳ ج ۱۰ ح ۹۲۸۸، كنز العمال ص ۶۶۲ ج ۱۵۔

۱۵۳۲ — ترمذي كتاب الجنائز ح ۱۰۷۶، اللآلي ص ۴۵۳ ج ۲۔

۱۵۳۳ — كتاب الموضوعات ص ۱۵ ج ۴، اللآلي ص ۴۵۴ ج ۲، تنزيه ص ۳۶۸ ج ۲، كنز العمال ص ۶۶۱ ج ۱۵۔

محمد رسول اللہ کی طرف معاذ بن جبل کی طرف ۔السلام علیک ۔میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی الہ نہیں ۔

اما بعد اللہ تیرے اجر کو بڑا کرے ۔اور صبر کا الہام کرے ۔ہمیں اور آپ کو شکر کا رزق عطا کرے۔ ہمارے نفس ۔اہل اموال اور اولاد اللہ کی طرف سے ہبہ اور مستعار ہیں ہم ایک مقررہ مدت تک ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔پھر اللہ تعالی وقت مقرر پر واپس لے لیتا ہے جو وہ دیتا ہے اس پر اس نے ہم پر شکر واجب کیا ہے اور جب آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس پر صبر واجب کیا ہے آپ کا بیٹا بھی اللہ تعالی کی طرف سے ہبہ اور ودیعت تھا اللہ تعالی نے آپ کو اس کی وجہ سے سرور اور خوشی عطا کی اور اس نے اسے آپ سے واپس لے لیا اور اگر صبر کریں تو آپ کے لیے اللہ اس بچے کو رحمت اور اجر بنائے گا اے معاذ! دو خصلتیں جمع نہیں ہو سکتیں۔ یہ کہ آپ کا رونا پیٹنا اجر کو ضائع کر دے تو اب جو ہاتھ سے نکل چکا ہے اس پر نادم ہوں اگر آپ مصیبت سے ثواب کے کم ہونے پر نادم ہوں اور اللہ کے وعدے کو پورا کریں تو مصیبت کم ہو جائے گی معاذ یاد رکھئے جزع فزع کسی شئی کو رد نہیں کرتا اور نہ پریشانی دور کرتا ہے آپ تسلی اچھی طرح رکھیں اور وعدہ کو پورا کریں تو آپ کا افسوس اس مصیبت کو دور کر دے گا جو آپ پر آنے والی ہے والسلام (عبدالرحمن بن غنم)

بلا شبہ من گھڑت ہے راوی محمد بن سعید مشہور کذاب اور وضاع ہے جس کو اس کی بے دینی اور زندیقی کی وجہ سے سولی دی گئی تھی اس روایت کو مجاشع بن عمرو بن حسان نے بھی اپنی سند سے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے مجاشع بھی حدیث وضع کرتا تھا

(۱۵۳۴) یہ روایت مختصرا ابن عباس سے مروی ہے جس کا راوی اسحاق بن نجیح کذب اور وضع حدیث میں معروف تھا اور یہ تینوں روایات باطل ہیں حضرت معاذ کے لڑکے کی وفات طاعون کے سال ۱۸ھ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے سات سال بعد ہوئی ہے ہاں بعض صحابہ نے حضرت معاذ طرف تعزیت کا خط لکھا تھا (کتاب الموضوعات ص ۴۱۶ ج ۲)

۱۵۳۴ – کتاب الموضوعات ص ۴۱۶ ج ۲ اللآلی ص ۴۰۵ ج ۲، تنزیہ ص ۳۶۸ ج ۲۔

مصیبت پر خوش ہونا

(۱۰۳۵) لاتظهر الشماتة لا خيك فيرحمه الله ويبتليك (واثلہ رضی اللہ عنہ)

اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر اللہ اس پر رحم کرے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔ من گھڑت ہے راوی عمر بن اسمٰعیل کوئی شئی نہیں جھوٹا خبیث ہے (ابن معین) متروک ہے (دارقطنی ۔کتاب الموضوعات ص۳۹۹ ج۲)۔

اس روایت کی اور ایک سند بھی ہے جس میں راوی قاسم بن امیہ حفص بن غیاث سے کثرت کے ساتھ منکر حدیثیں روایت کرتا تھا جب متفرد ہو تو قابل حجت نہیں اور مذکورہ حدیث اصلاً رسول اللہ ﷺ کی فرمودہ نہیں (کتاب المجروحین ص۲۱۴ ج۲)

ایصال ثواب

(۱۰۳۶) مامن أهل بيت يموت منهم ميت فيتصدقون عنه بعد موته الا اهداها له جبريل على طبق من نور (الحديث انس رضی اللہ عنہ)

جس گھر والوں کی میت فوت ہو جائے وہ اس کی طرف صدقہ کریں تو جبریل اس میت کو نور کا ایک طبق بطور ہدیہ تحفہ دیتا ہے پھر اس کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر آواز دیتا ہے اے قبر والے یہ ہدیہ ہے جو تیرے گھر والوں نے تجھے دیا ہے پھر جبریل اس کے پاس داخل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ خوش ہوتا ہے اور اس کے پڑوسی جن کے پچھلے قریبی رشتہ دار ہدیہ نہیں بھیجتے پریشان ہو جاتے ہیں۔ من گھڑت ہے راوی ابو محمد شامی کذاب ہے (ازدی، میزان ص۵۷۰ ج۴ ومجمع ص۱۳۹ ج۳)، نیز امام طبرانی کا استاذ محمد بن داود مجہول ہے۔ آجکل اہل بدعت اس روایت کو مروجہ ختم کے جواز پر پیش کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس جیسی من گھڑت روایت سے احتجاج اہل بدعت ہی پکڑ سکتے ہیں ورنہ ائمہ حدیث کے نزدیک تو اس جیسی من گھڑت روایت پر عمل کرنا بالاتفاق حرام ہے۔

۱۰۳۵ – ترمذی كتاب صفة القيامة ح۲۵۰۶، طبراني كبير ص۵۳ ج۲۲ ح۱۴۷، كتاب المجروحين ص۲۱۴ ج۲، مسند الشاميين ح۳۸۴ و۳۳۷۴، حلية الأولياء ص۱۸۶ ج۵، شرح السنة ص۱۴۱ ج۱۴۔

۱۰۳۶ – طبراني أوسط ص۲۶۰ ج۷ ح۶۵۰۰۔

(۱۰۳۷) مامن مؤمن ومؤمنة يقرأ آية الكرسي ويجعل ثوابها لاهل القبور الحديث (علی رضی اللہ عنہ)

جو مومن مرد یا عورت آیۃ الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کے لیے کر دیتا ہے تو زمین پر کوئی قبر باقی نہیں رہتی مگر اللہ تعالیٰ اس قبر میں نور داخل کر دیتا ہے اور اس کی قبر کو مشرق سے لے کر مغرب تک کشادہ کر دیتا ہے اور آسمان میں جتنے فرشتے ہیں ان کے ہر ایک کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور پڑھنے والے کو ستر (۷۰) شہیدوں کا ثواب عطا کرتا ہے۔☆☆

من گھڑت ہے ایک راوی ابو محمد جعفر بن محمد البجری کا دماغ چلہ کشی کی وجہ سے خشک ہو گیا تھا اور عقل میں فتور آ گیا تھا وہ (خشکی کی وجہ سے) ایسی باتیں سنتا جن کا وجود تک نہ ہوتا تھا (سیر اعلام النبلاء ص ۵۷۷ ج ۱۷) دوسرا راوی علی بن عثمان بن خطاب مغربی ہے اس کے کئی نام ہیں عام طور پہ عثمان بن خطاب کے نام سے معروف تھا لوگ اسے علی بن عثمان سے پہچانتے تھے اس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں نے تمام صحابہ کو پایا ہے یہ چوتھی صدی ہجری میں بھی حضرت علی سے براہ راست روایت کا دعویٰ کرتا تھا اس کا خیال تھا کہ حضرت علی نے میرے حق میں طوالت عمر کی دعا فرمائی تھی حالانکہ یہ ۳۲۱ھ کو زندہ تھا اور یہ خود کہتا تھا کہ میری عمر تین سو پانچ سال ہے اور میں نے حضرت علی سے سنا ہے۔ یہ مغرب سے مصر کو ۳۱۵ھ میں گیا اور اس نے حضرت علی اور معاویہ کی رؤیت کا دعویٰ کیا حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس کے بارہ میں روایات پر اگر آپ غور و فکر کریں تو اس آدمی کے نام، نسب، پیدائش اور عمر کے بارہ میں تخلیط ظاہر ہو جائے گی کیونکہ یہ خود ایک بات پر قائم نہیں رہا جن لوگوں نے اس پر حسن ظن کیا ہے آپ ان سے دھوکہ میں نہ آ جائیں (مکمل تفصیل لسان المیزان ص ۱۳۸ تا ۱۴۰ ج ۴) میں ملاحظہ فرمائیں) ذہبی فرماتے ہیں اس نے قلت حیاء کی بناء پر تیسری صدی ہجری کے بعد حضرت علی سے روایتیں بیان کیں جس کی وجہ سے رسوا ہو گیا اور ائمہ نقاد نے اس کی تکذیب کی ہے خطیب فرماتے ہیں علماء نقل اس کے مذکورہ دعویٰ (حضرت علی سے روایت) کو ثابت نہیں جانتے (میزان ص ۱۳۳ ج ۳)۔

۱۰۳۷ــ ديلمي ص ٤٣٤ ج ٤ ح ٦٤٨٥، تنزيه ١٠٣٠١ ج ١.

قبرستان کی زیارت

(١٠٣٨) (ان اطأ علي جمرة احب الي من ان اطأ علي قبر. (ابن مسعود رضي الله عنه موقوفا)

میں کسی انگارے کو روندوں یہ میری طرف زیادہ محبوب ہے کہ میں کسی مسلمان کی قبر کو روندوں۔☆

ضعیف ہے راوی عطاء بن سائب مختلط ہے (تقریب ص ٢٣٩) مرفوع روایت میں مسلمان کی قبر کا جملہ نہیں ہے۔

(١٠٣٩) من زار قبر ابويه او احدهما كل جمعة غفرله و كتب برا (ابو هريرة رضي الله عنه)

جو ہر جمعہ کو اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کو بخش دیا جاتا ہے اور نیک اور صالح لکھا جاتا ہے۔ ضعیف ہے راوی عبدالکریم ابو امیہ ضعیف ہے (مجمع ص ٦٠ ج ٣)

اس کی طبرانی میں ایک اور سند بھی ہے جو معضل ہے اور اس کا ایک راوی یحیی بن علاء بجلی پر وضع کا الزام ہے (تقریب ص ٣٧٨)

(١٠٤٠) من زار قبر والديه او احدهما في يوم الجمعة فقرأ يس غفرالله له (ابو بكرة رضي الله عنه)

جو ہر جمعہ کو اپنے والدین کی یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے اور سورۃ یس پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔☆

باطل ہے راوی عمرو بن زیاد بن عبدالرحمن الثوبانی حدیث چور باطل روایات کرتا تھا (ابن عدی) حدیث وضع کرتا تھا (دارقطنی۔ میزان ص ٢٦٠ ج ٢)۔

١٠٣٨ – طبراني كبير ص ١٩٧ ج ٩ ح ٨٤٦٦ و ص ٣٢١ ج ٩ ح ٩٦٠٥.

١٠٣٩ – طبراني أوسط ص ٦٩ ج ٧ ح ٦١١٠، احياء العلوم ص ٢٢٧ ج ٦، المغني عن حمل الاسفار ص ١٢٢٨ ج ٢، طبراني صغير مع الروض الداني ص ١٦٠ ج ٢ ح ٩٥٥، تذكرة الموضوعات ص ٢١٩، اللآلي ص ٣٦٦ ج ٢.

١٠٤٠ – الكامل ص ١٨٠١ ج ٥، ديلمي ص ١٤٠ ج ٤ ح ٥٩٤٥، كتاب الموضوعات ص ٢١٣ ج ٣، اللآلي ص ٣٦٥ ج ٢، تنزيه ص ٣٧٣ ج ٢، الفوائد المجموعة ص ٢٧١، ميزان ص ٢٦١ ج ٣، تاريخ اصفهان ص ٢٥٠ ج ١.

(۱۰٤۱) من زار قبر ابیه او قبر أمه او قبر احد من قرابته کتب له کحجة مبرورة ومن کان زوارالهم حتی یموت زارت الملائکة قبره (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو اپنے باپ یا ماں یا کسی قریبی رشتے دار کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کے لیے مقبول حج کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جو تا حیات ان کی قبروں کی زیارت کرتا رہے تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے ☆ باطل ہے۔

(۱۰٤۲) من زار قبر ابیه او امه او عمته او خالته او احد من قراباته کانت له حجة مبرورة الحدیث (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جو اپنے باپ یا ماں یا پھوپھی یا خالہ یا کسی بھی قریبی رشتے دار کی قبر کی زیارت کرتا ہے تو اس کے لیے مقبول حج کا ثواب ہوتا ہے اور اگر وہ تا حیات ان کی قبروں کی زیارت کرتا رہے تو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے☆۔باطل ہے

(۱۰٤۳) من زار قبر امه کان کعمرة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

"جس نے ماں کی قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے عمرہ کیا۔" باطل ہے۔☆

تینوں روایتوں کا راوی ابو مقاتل حفص بن سلم سمرقندی سخت ضعیف ہے (قتیبہ) حدیث وضع کرتا تھا (سلیمانی) ابن مہدی نے اس کی تکذیب کی ہے (میزان ص۵٦۲ ج۱) اس حدیث کا اصل کچھ نہیں (کتاب المجروحین ص۲۵٦ ج۱)

(۱۰٤٤) ان الرجل یموت والداه وهو عاق لهما فیدعوا الله لهما من بعدهما فیکتبه الله من البارین (انس رضی اللہ عنہ)

آدمی کے والدین فوت ہو جاتے ہیں اور وہ ان کا نافرمان ہوتا ہے پھر وہ ان کے حق میں دعا کرتا رہتا ہے تو

۱۰٤۱ — الکامل ص ۸۰۱ ج۲، کتاب الموضوعات ص ٤۱۳ ج۲، اللآلی ص ۳٦٦ ج۲، تنزیه ص ۳۷۳ ج۲۔

۱۰٤۲ — کتاب الموضوعات ص ٤۱٤ ج۲، اللآلی ص ۳٦٦ ج۲۔

۱۰٤۳ — کتاب المجروحین ص ۲۵۷ ج۱، تذکرة الموضوعات قیسرانی ص ۱۲۰۔

۱۰٤٤ — احیاء العلوم ص ۱۲۷ ج٦، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۸ ج۲، کنز العمال ص ٤۷۷ ج۱٦، مجمع الجوامع ح ۵۵۰۰، اتحاف ص ۳٦۰ ج۱۰۔

اللہ تعالیٰ اس کو نیکوں کاروں میں سے لکھ دیتا ہے۔ اس کی تین سندیں ہیں ایک سند صحیح ہے مگر وہ مرسل ہے باقی دو سندوں میں صلت بن حجاج اور یحییٰ بن عتبہ دونوں ضعیف ہیں۔ (المغنی عن حمل الاسفار ص۱۲۲۸ ج ۲)۔

(۱۰٤٥) (ما الميت في قبره الا كالغريق المغوث ينتظر دعوة تلحقه من ابيه او من اخيه او صديق له (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

میت قبر میں ایسے ہوتی ہے جیسا کہ پانی میں ڈوبنے والا ہوتا ہے جو مدد کے لیے پکار رہا ہوتا ہے وہ انتظار کرتا ہے کہ میرے باپ، بھائی، یا دوست کی دعا میرے تک پہنچے۔ ☆

باطل ہے راوی حسن بن علی بن عبدالواحد نے ہشام بن عمار سے باطل خبر روایت کی ہے (میزان ص۵۰۹ ج ۱) والمغنی عن حمل الاسفار ص۱۲۲۹ ج ۲) ابن ناصر فرماتے ہیں متہم ہے اس نے ورد میں بے اصل حدیث روایت کی ہے (لسان ص۲۳۱ ج ۲)

(۱۰٤٦) زار رسول الله ﷺ قبر امه في الف مقنع فلم يرباكيا اكثر من يومئذ (ہریرہ)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی ایک ہزار مسلح آدمیوں کے ساتھ کی جتنا آپ کو روتے ہوئے اس دن دیکھا گیا کسی اور دن نہیں دیکھا گیا۔ ☆

سخت ضعیف ہے راوی احمد بن عمران الحلبی متروک ہے (المغنی عن حمل الاسفار ص۱۲۲۷ ج ۲) محدثین نے اس بارہ میں کلام کیا ہے (بخاری) اس کو محدثین نے چھوڑ دیا ہے (ابوزرعہ۔ میزان ص۱۲۳ ج۱)

رسول اللہ ﷺ کا اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے مگر مذکورہ متن غیر صحیح ہے (واللہ اعلم)

(۱۰٤٧) ما من رجل يزور قبر اخيه ويجلس عنده الا استانس به ورد

۱۰٤٥ — شعب الايمان ص١٦ ج٧ ح ٩٢٩٥، ديلمی ص٣٩١ ج٤ ح ٦٦٦٤، كنز العمال ص٢٨٣ ج٦، لسان ص٩٩ ج٥، اتحاف ص٣٦٧ ج١٠، ضعيفة ص٤٧٦ ج٤، احياء العلوم ص١٢٨ ج٦، المغنی عن حمل الاسفار ص١٢٢٩ ج٢۔

١٠٤٦ — التمهيد ص٢٣٠ ج٣، احياء العلوم ص١٢٦ ج٦، المغني عن حمل الاسفار ص١٢٢٧ ج٢۔

١٠٤٧ — احياء العلوم ص١٢٧ ج٦، المغني عن حمل الاسفار ص١٢٢٩ ج٢، اتحاف ص٣٦٥ ج١٠۔

علیه حتی یقوم (عائشه رضی اللہ عنہا)

جو شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے مگر وہ اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کی بات کا جواب لوٹاتا ہے حتی کہ وہ وہاں سے کھڑا ہو جاتا ہے۔☆

ضعیف ہے راوی عبداللہ بن سمعان نامعلوم ہے۔

سلام کہنا

(۱۰۴۸) لا یسلم علیهم احد الا ردوا الیه یوم القیامة (عمر رضی اللہ عنہ)

مردوں پر جو بھی سلام کہتا ہے قیامت کے روز مردے اس کا جواب لوٹائیں گے۔☆

(ضعیف ہے راوی ابو ہلال اشعری ضعیف ہے۔ دار قطنی۔ مجمع ص ۶۰ ج ۳)

(۱۰۴۹) دخلت علی جابر وهو یموت فقلت اقرا علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم السلام (محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ)

میں حضرت جابر پر ان کی موت کے وقت داخل ہوا اور عرض کیا آپ رسول اللہ کو میرا سلام پہنچا دیں۔☆

ضعیف ہے راوی احمد بن ازہر ثقہ ہے مگر ابن حبان فرماتے ہیں خطا کر جاتا تھا احمد حاکم فرماتے ہیں جب بوڑھا ہو گیا تو بسا اوقات تلقین قبول کر لیتا تھا (مشکوۃ البانی ص ۵۱۶ ج ۱)

انبیاء علیہم السلام کی ارواح

(۱۰۵۰) ما من نبی یموت فیقیم فی قبره الا أربعین صباحا حتی ترد الیه روحه (انس)

۱۰۴۸ — مجمع الزوائد ص ۶۰ ج ۳ بحوالة طبرانی کبیر۔

۱۰۴۹ — ابن ماجة باب فیما یقال عند المریض اذا حضر ح ۱۴۵۰۔

۱۰۵۰ — کتاب المجروحین ص ۲۳۵ ج ۱، کتاب الموضوعات ص ۴۱۳ ج ۲، اللآلی ص ۲۶۰ ج ۱، تنزیه ص ۳۳۵ ج ۱، الفوائد ۲۳۵، میزان ص ۵۲۵ ج ۱، حلیة الأولیاء ص ۳۳۳ ج ۸، کنز العمال ص ۴۷۵ ج ۱۱، ضعیفة ۲۳۵ ج ۱۔

نبی فوت ہونے کے بعد صرف چالیس دن تک اپنی قبر میں ٹھہرتا ہے پھر اس کی طرف اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے۔☆
من گھڑت ہے راوی حسن بن یحیٰ الخشنی ثقہ راویوں سے ایسی روایات کرتا تھا جن کا اصل کوئی نہیں ہوتا تھا (ابن حبان) متروک ہے (دار قطنی۔ کتاب الموضوعات ص ۳۱۳ ج ۲)۔

قبر رسول ﷺ کی زیارت

(۱۵۵۱) انه کان یاتی القبر یسلم علی النبی ﷺ و علی ابی بکر و عمر (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

ابن عمر قبر رسول ﷺ پر آتے تو رسول اللہ ﷺ ابو بکر اور عمر پر سلام کہتے۔☆

ضعیف ہے راوی یحیٰ بابلتی نے ابن عمر کا عمل بتایا ہے درست یہ ہے کہ یہ ابن دینار کا عمل ہے (میزان ص ۳۹۱ ج ۴)۔

(۱۵۵۲) من زار قبری وجبت له شفاعتی (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔☆

منکر ہے اولا راوی موسیٰ بن ہلال عبدی مجہول ہے (ابو حاتم) اس کی حدیث پر متابعت نہیں (عقیلی) اس کی مذکورہ حدیث جو اس نے عبد اللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر سے روایت کی ہے کا انکار کیا گیا ہے (میزان ص ۲۲۶ ج ۴) اس کے استاذ عبد اللہ بن عمر العمری پر عبادت اور صلاح غالب آگئی تھی حتی کہ یہ اخبار کے ضبط کرنے سے غافل ہو گئے تھے جس کی وجہ سے ان کی روایت میں منکر روایتیں داخل ہوگئی تھیں جب ان کی کثرت ہوگئی تو یہ ترک کے مستحق ہو گئے (کتاب المجروحین ص ۷ ج ۲) بیہقی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے (الصارم المنکی ص ۳۱)۔

۱۵۵۱ — میزان ص ۳۹۱ ج ٤، بیہقی ص ۲٤٥ ج ٥۔

۱۵۵۲ — دارقطنی ص ۲۷۸ ج ۲، الکامل ص ۲۳٥٠ ج ٦، شعب الایمان ص ٤٩٠ ج ۳ ح ٤١٥٩، درمنثور ص ۲۳۷ ج ۱، تذکرة الموضوعات ص ۷٥، المقاصد الحسنة ص ٤١٣، کشف الخفاء ص ۲٥٠ ج ۲، الفوائد المجموعة ص ١١٧، الصارم المنکی ص ۷۸، فتاوی ابن تیمیة ص ۲٥ وص ۲۹ ج ۲۷، المغنی عن حمل الاسفار ص ۱۲۲۸ ج ۲، احیاء العلوم ص ۱۲۷ ج ٦، کنز العمال ص ٦٥٠ ج ١٥، عقیلی ص ١٧٠ ج ٤۔

نوٹ: بعض اسناد میں عبداللہ کی بجائے عبیداللہ ہے جو غلط ہے صحیح عبداللہ ہے (الکامل ص۲۳۵۰ ج۶)۔

(۱۰۵۳) من زار قبری حلت له شفاعتی (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو گئی۔☆

بے اصل ہے راوی عبداللہ بن ابراہیم بن عمرو غفاری موضوع روایات روایت کرتا تھا (حاکم) حدیث وضع کرتا تھا (ابن حبان) اس کی حدیث منکر ہے (دار قطنی۔ میزان ص۳۸۹ ج۲) اس کا استاذ عبدالرحمٰن بن زید متروک نا قابل حجت بلکہ موضوع روایات روایت کرتا تھا (المدخل للحاکم ص۱۵۴)

(۱۰۵٤) من زار قبری كنت له شفيعا او شهيدا يوم القيامة (عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے میری قبر کی زیارت کی قیامت دن میں اس کے لیے سفارشی یا گواہ ہوں گا۔☆

ضعیف ہے سند میں ایک نا معلوم راوی ہے امام بیہقی فرماتے ہیں یہ سند مجہول ہے۔ (بیہقی ص۲۴۵ ج۵)

(۱۰۵۵) من حج الی مكة ثم قصدنی فی مسجدی كتبت له حجتان مبرورتان (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے مکہ کا حج کیا پھر میری ملاقات کے لیے میری مسجد کا قصد کیا اس کے لیے دو مقبول شدہ حج لکھے جائیں گے۔☆

بے اصل ہے راوی اسید بن زید الجمال متروک ہے (نسائی) کذاب ہے (ابن معین۔ میزان ص۲۵۷ ج۱) دوسرا راوی مسلمہ یا مسلم بن سالم الجہنی ثقہ نہیں (ابو داؤد۔ میزان ص۱۰۴ ج۴)

(۱۰۵٦) من جاء نی زائراً لا تعمله حاجة الا زيارتی كان حقا علی ان اكون له شفيعا يوم القيامة (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۱۰۵۳ — كشف الاستار ج۱۱۹۸ مجمع ص۲ ج٤۔

۱۰۵٤ — بيهقي ص۲٤٥ ج۵، درمنثور ص۲۳۷ ج۱، اللآلي ص۱۰۹ ج۲، المقاصد الحسنة ص٤۱۳، شعب الايمان ص٤۸۸ ج۳ ج٤۱۵۳، المغنى عن حمل الاسفار ص۱۲۲۸ ج۲، احياء العلوم ص۱۲۷ ج٦، فتاوى ابن تيمية ص۲۹ ج۲۷۔

۱۰۵۵ — ديلمي ص٤۵۷۰ ج۵۹۰۰، كنز العمال ص۱۳۵ ج۵، شعب الايمان ص٤۸۸ ج۳ ج٤۱۵۲۔

۱۰۵٦ — طبراني كبير ص۲۲۵ ج۱۲ ج۱۳۱٤۹، طبراني أوسط ص۲۷۵ ج۵ ج٤۵٤۳، كنز العمال ص۲۵٦ ج۱۲، درمنثور ص۲۳۷ ج۱، عقيلي ص۳٦۲ ج٤۔

جو میری زیارت کے لیے آیا اسے صرف میری زیارت ہی درکار تھی مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے روز اس کا سفارشی یا گواہ ہوں۔☆

سخت ضعیف ہے سند میں حدثنی رجل نا معلوم ہے اور دوسرا راوی سوار بن میمون بھی مجہول ہے۔

(۱۵۵۷)من زارني بعد موتي فكانما زارني في حياتي (حاطب)

جس نے میرے مرنے کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی ہے۔☆

منقطع اور ضعیف ہے راوی وکیع نے اپنے استاذ ابن عون کو نہیں پایا نیز سند میں ایک مجہول راوی ہے جس کا نام نہیں لیا گیا (ارواء ص ۳۳۵ ج ۴)۔

(۱۵۵۸)من زارني في مماتي كمن زارني في حياتي (ابن عباس رضی اللہ عنہ)

جس نے میری زیارت میری موت کے بعد کی گویا کہ اس نے زیارت میری زندگی میں کی ہے۔☆

غیر محفوظ ہے راوی فضالہ بن سعید بن زمیل کی حدیث غیر محفوظ ہے اور یہ صرف اسی روایت سے پہچانا جاتا ہے (عقیلی ص ۴۵۷ ج ۳) من گھڑت ہے (میزان ص ۳۴۹ ج ۳)۔

(۱۵۵۹) من حج فزارقبري بعد وفاتي فكانما وارني في حياتي (ابن عمر رضی اللہ عنہ)

جس نے حج کیا اور اس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہے جیسا کہ اس نے زیارت میری زندگی میں کی ہے۔☆

غیر محفوظ ہے راوی حفص بن ابی داؤد اور اس کا استاذ لیث بن ابی سلیم دونوں ضعیف ہیں (ارواء ص ۳۳۶ ج ۴)

۱۵۵۷ — دارقطني ص۲۷۸ ج۲، كنز العمال ص۱۳۵ ج۵، الفوائد المجموعة ص۱۱۷، كشف الخفاء ص۲۵۳ ج۲، شعب الايمان ص۲۷۸ ج۲، كنز العمال ص۱۳۵ ج۵، الفوائد المجموعة ص۱۱۷، كشف الخفاء ص۲۵۳ ج۲، الدرر المنتهرة ص۱۵۹، المغني عن حمل الاسفار ص۲۰۶ ج۱، احياء العلوم ص۲۴۳ ج۱۔

۱۵۵۸ — عقيلي ص۴۵۷ ج۳، ميزان ص۳۴۸ ج۳، لسان ص۴۳۶ ج۴۔

۱۵۵۹ — دارقطني ص۲۷۸ ج۲، شعب الايمان ص۴۸۹ ج۳ ح ۴۱۵۴، طراني كبير ص۳۱۰ ج۱۲ ح۱۳۴۹۷، ديلمي ص۷۱ ج۴ ح۵۷۰۹، كنز العمال ص۶۵۱ ج۱۵، در منثور ص۲۳۷ ج۱، الكامل ص۷۹۰ ج۲، بيهقي ص۲۴۶ ج۵۔

حفص بن ابی داؤد یہ حفص بن سلیمان غاضری ہے اور اس کو حفیص بھی کہتے ہیں متروک ہے (تقریب ص ۷۷) کذاب ہے (ابن معین) حدیث وضع کرتا تھا اس کی عام روایات غیر محفوظ ہیں (ابن عدی - سلسلہ احادیث ضعیفہ ص۶۲ ج۱) اس کی روایت کی طبرانی میں ایک اور بھی سند ہے جس کے راوی سوائے مجاہد کے باقی تمام مجروح اور متکلم فیہ ہیں (۱) طبرانی کے استاذ احمد بن رشدین کی محدثین نے تکذیب کی ہے اور اس پر چند اشیاء کا انکار کیا ہے اس کا استاذ علی بن حسن بن ہارون قابل حجت نہیں لیث بن بنت اللیث اس کی استاذ اور اس کی راوی عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں مجہول ہیں (سلسلہ ضعیفہ ص۶۳ ج۱) اور اس کا استاذ لیث بن ابی سلیم مختلط متروک ہے۔ (تقریب ص ۲۸۷)

(۱۰۶۰) (من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني (ابن عمرو رضی اللہ عنہ)

جو بیت اللہ کا حج کرے اور میری زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر ظلم کیا۔☆

من گھڑت ہے راوی نعمان بن شبل ثقہ راویوں سے طامات لاتا تھا (ابن حبان) اس روایت کے وضع میں طعن محمد بن محمد بن نعمان پر ہے (دارقطنی۔ کتاب الموضوعات ص ۱۲۸ ج ۲)

(۱۰۶۱) (من زارني وابي ابراهيم في عام واحد دخل الجنة ۔

جس نے میری اور میرے باپ ابراہیم کی ایک ہی سال میں زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔☆

من گھڑت ہے اس کی کوئی سند معلوم نہیں امام نووی ابن تیمیہ۔ سیوطی اور البانی نے اسے بے اصل اور من گھڑت قرار دیا ہے (سلسلہ ضعیفہ ص۶۱ ج۱)۔

۱۰۶۰ — كتاب الموضوعات ص۱۲۸ ج۲، تنزيه ص۱۷۲ ج۲، الفوائد المجموعة ص۱۱۸، كتاب المجروحين ص۷۳ ج۳، كنز العمال ص۱۳۵ ج۵، الكامل ص۲٤٨٠ ج۷، كشف الخفاء ص۲٤٥ ج۲، ديلمی ص۷۱ ج٤ ح ٥٧٠٨، المغنی عن حمل الاسفار ص۲۰۷ ج۱، فتاوی ابن تيمية ص۲٥ ج۲۷۔

۱۰۶۱ — موضوعات كبير ص۱۱۹، تذكرة الموضوعات ص۷٥، الدرر المنتشرة ص۱٥۰، الأحاديث القصاص ص۲۰، فتاوی ابن تيمية ص۲۹ ج۲۷۔

(۱۵۶۲)من زارني محتسبا الى المدينة كان في جواري يوم القيامة (انس رضی اللہ عنہ)

جس نے ثواب سمجھ کر میری مدینہ میں زیارت کی وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا۔☆

سخت ضعیف ہے اولا راوی ابوالمثنی سلیمان بن یزید الکعبی الخزاعی منکر الحدیث ہے قوی نہیں (ابو حاتم) قابل حجت نہیں (میزان ص ۲۸۵ ج ۱) ضعیف ہے (تقریب ص ۳۲۴) ثانیا ایوب بن حسن بھی منکر الحدیث ہے (میزان ص ۲۸۵ ج ۱)۔

زیارت قبر نبوی علیہ التحیۃ والسلام کے بارے میں جتنی روایات ہمارے علم میں ہے ہم نے ان تمام پر بحث کردی ہے ان روایات میں بعض روایات تو ایسی ہیں جن کا قبر مبارک کی زیارت کے ساتھ تعلق نہیں بلکہ مطلق زیارت کے بارے میں ہیں ان کو بھی ہم زیارت قبر کے تحت ذکر کیا ہے کیونکہ اہل بدعت ان روایات کو بھی اپنے غلط موقف کی دلیل بناتے ہیں اور جو زیارت قبر مبارک کے بارہ میں ہیں ان کی حقیقت آپ نے ملاحظہ فرمائی ہے۔ بحمد اللہ کتاب ضعیف اور موضوع روایات کی پہلی جلد ختم ہوئی دوسری جلد کتاب الزکوۃ (حدیث نمبر ۱۵۶۳) سے شروع ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالی۔

کتبہ ابو انس محمد یحیی گوندلوی

۲۴-۷-۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۴-۱۱-۱۹۹۸ء

TRUEMASLAK @ INBOX.COM

۱۵۶۲ – شعب الایمان ص ۴۹۰ ج ۳ ح ۴۱۵۸، در منثور ص ۵۵ ج ۲، الترغيب والترهيب ص ۲۴۴ ج ۲۔

جریدہ مصادر

اعداد

فاطمہ سعدیہ گوندلوی

جریدہ مصادر

١ آثار السنن علامہ محمد بن علی النیموی الحنفی تحقیق مولانا فیض احمد ملتانی ط کراچی

٢ الآثار المرفوعہ علامہ عبدالحی بن عبدالحلیم اللکھنوی ط گوجرانوالہ

٣ احادیث ضعاف (تخریج احادیث ضعاف دارقطنی) ابو محمد عبداللہ بن یحیی الجوازی تحقیق کمال یوسف الحوت ط بیروت

٤ الاحکام فی اصول الاحکام ابو محمد ابن حزم تحقیق احمد بن محمد بن شاکر ط بیروت

٥ احیاء العلوم الدین علامہ محمد حامد الغزالی مع تخریج حافظ عراقی ط بیروت

٦ الادب المفرد امام المحدثین محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ بخاری تعلیق محمد فواد عبدالباقی ط سانگلہ ہل

٧ الاذکار ابوزکریا یحیی بن شرف النواوی ط بیروت

٨ ارواء الغلیل محدث جلیل محمد ناصر البانی باشراف زہیر الشاویش ط المکتب الاسلامی

٩ الاسماء والصفات امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی تحقیق عماد الدین احمد حیدر ط سانگلہ ہل

١٠ اسد الغابۃ علامہ عزالدین ابوالحسن علی بن ابی الکرم المعروف ابن اثیر ط بیروت

١١ الاستیعاب برحاشیہ الاصابہ امام ابوعمر ابن عبدالبر الاندلسی

١٢ الاصابہ حافظ ابوالفضل ابن حجر عسقلانی ط دار الفکر ط بیروت

١٣ اعلام اہل العصر محدث جلیل ابوالطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی تحقیق الاستاذ ارشاد الحق اثری ط فیصل آباد

١٤ اقتضاء صراط المستقیم شیخ الاسلام ابن تیمیہ تحقیق محمد حامد الفقی ط بیروت

١٥ الالماع الی معرفۃ اصول روایۃ وتقیید السماع قاضی عیاض الیحصبی تحقیق محمد عبدالغنی ط کراچی

١٦ انجیل مترجم اردو ط کاتھولیکیہ

١٧ ایضاح الادلۃ مولانا محمود حسن دیوبندی ط پاکستان

١٨ الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث حافظ عماد الدین بن کثیر تحقیق احمد محمد شاکر

١٩ البحر الرائق شرح کنز الدقائق زین الدین ابن نجیم الحنفی ط کوئٹہ

۲۰	بدائع الصنائع	علامہ الکاسانی الحنفی ط پاکستان
۲۱	البدایہ والنہایہ	حافظ عماد الدین ابن کثیر صاحب تفسیر ط بیروت
۲۲	تاریخ اصفہان	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی ط لندن
۲۳	تاریخ بغداد	حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی دارالفکر بیروت
۲۴	تاریخ الخلفاء	حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی ط کراچی
۲۵	التاریخ الصغیر	امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری ط سانگلہ ہل
۲۶	تاریخ طبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری ط مطبعۃ الاستقامۃ القاہرہ
۲۷	تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی	تحقیق علی محمد معوض و عادل احمد الموجود ط بیروت ۲۰۰۱
۲۸	تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی	الامام عبدالرحمان مبارکفوری ط فیصل آباد
۲۹	تحقیق مسئلہ آمین	ابو معاویہ صفدر جالندھری ط اول
۳۰	تدریب الراوی	حافظ جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر السیوطی ط قدیمی کراچی
۳۱	تذکرۃ الحفاظ	امام ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی ط بیروت
۳۲	تذکرۃ الموضوعات	علامہ محمد طاہر بن علی الہندی ط بیروت ۱۹۹۵ء
۳۳	تذکرۃ الموضوعات	برحاشیہ الموضوعات الکبیر ابوالفضل محمد بن طاہر المقدسی ط کراچی
۳۴	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری تحقیق مصطفی محمد عمارہ ط بیروت
۳۵	تعلیق بر تعریف اہل التقدیس	دکتور عبدالغفار سلیمان البغدادی محمد احمد عبدالعزیز ط بیروت ۱۹۸۴ء
۳۶	تعلیق بر مسند فردوس	فواز احمد الزہری والمعتصم باللہ البغدادی ط بیروت
۳۷	تعلیق بر معجم کبیر	حمدی عبدالمجید سلفی ط ثالثہ
۳۸	تعلیق المغنی	برحاشیہ سنن دارقطنی محدث الجلیل ابوالطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی ط ملتان
۳۹	تفسیر ابن کثیر	امام ابوالفداء حافظ ابن کثیر دمشقی تخریج حسین بن ابراہیم زہران ط پشاور
۴۰	تفسیر قرطبی	امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی تحقیق صدقی محمد جمیل و شیخ عرفان العشاء ط بیروت
۴۱	تقریب التہذیب	حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ط گوجرانوالہ

۴۲	تقریب مع التدریب	ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی ط قدیمی کراچی
۴۳	تلخیص الحبیر	حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی تحقیق سید عبداللہ ہاشم یمانی مدنی ط سانگلہ ہل
۴۴	تلخیص المستدرک	حافظ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی ط دار الفکر ط بیروت
۴۵	التمہید لما فی الموطا من معانی والاسانید	ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر النمری الاندلسی تحقیق مصطفیٰ بن محمد العلوی و محمد عبدکبیر کبری ط لاہور ۱۹۸۳ء
۴۶	تنزیہ الشریعہ	حافظ ابوالحسن علی بن محمد بن عراق الکنانی مراجعت عبدالوہاب عبداللطیف و عبداللہ محمد الصدی ط بیروت
۴۷	التوصل الی حقیقۃ التوسل المشروع والممنوع	الشیخ محمد نسیب الرفاعی ط بیروت ۱۹۷۴ء
۴۸	توضیح الکلام	الاستاذ المحقق ارشاد الحق الاثری ط فیصل آباد
۴۹	تہذیب الاسماء	ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی ط بیروت
۵۰	تہذیب التہذیب	حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ط حیدر آباد دکن
۵۱	جزء رفع الیدین	مع تنویر العینین لامام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری تحقیق ابو بدیع الدین سندھی ط فیصل آباد
۵۲	جامع بیان العلم	حافظ ابو عمر عبدالبر الاندلسی ط بیروت
۵۳	الجامع الصغیر مع فیض القدیر	حافظ جلال الدین السیوطی ط بیروت
۵۴	جامع المسانید	ابو المؤید محمد بن محمود الخوارزمی ط سندری فیصل آباد
۵۵	الحاوی فی تخریج الطحاوی	حافظ محی الدین ابو محمد عبدالقادر القرشی الحنفی تحقیق سید یوسف احمد ط بیروت ۱۹۹۹
۵۶	الحاوی للفتاوی	حافظ جلال الدین ابن عبدالرحمان السیوطی ط لائل پور (فیصل آباد)
۵۷	حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی ط بیروت
۵۸	حملۃ الرسالۃ الاسلام الاولون	السید محب الدین الخطیب (پاکٹ سائز) ط کویت
۵۹	خصائل محمدی شرح شمائل ترمذی	ابو انس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط گوجرانوالہ
۶۰	خیر البراہین	ابو انس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط جامعہ رحمانیہ فاروق آباد
۶۱	داستان حنفیہ	ابو انس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہووالہ سیالکوٹ

۶۲ دراسات فی الجرح والتعدیل ڈاکٹر ضیاء الرحمان اعظمی ط جامعہ سلفیہ ہند

۶۳ الدرالمختار مع رد المختار محمد علاء الدین الحصکفی الحنفی ط بیروت

۶۴ الدرالمنتثرہ فی الاحادیث المشتہرہ حافظ جلال الدین ابن عبدالرحمان السیوطی ط بیروت

۶۵ دلائل النبوہ حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی تحقیق عبداللہ المعطی قلعجی ط بیروت

۶۶ دلائل النبوہ حافظ احمد بن عبداللہ ابونعیم اصبہانی تحقیق محمد رواس قلعجی و عبدالبر عباس ط دار النفائس

۶۷ دین تصوف ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط قلعہ دیدار سنگھ و ساہووالہ

۶۸ ذم الکلام واھلہ ابواسماعیل عبداللہ بن محمد الانصاری تحقیق ابوجابر انصاری ط مکتبہ الغرباء

۶۹ زاد المعاد حافظ ابوعبداللہ بن القیم الجوزی ط بیروت ۱۹۷۳ء

۷۰ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ علامہ ناصر الدین البانی ط الریاض

۷۱ سنن امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ط سرگودھا

۷۲ سنن ابوداؤد امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ط کراچی

۷۳ سنن ابوداؤد امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ط دارالسلام الریاض

۷۴ سنن ترمذی امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی ط کراچی

۷۵ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی امام الکبیر امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی ط بیروت

۷۶ سنن ترمذی مترجم ابوانس محمد یحییٰ بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہووالہ سیالکوٹ

۷۷ سنن حافظ ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الداری تحقیق سید عبداللہ ہاشم یمانی مدنی ط ملتان

۷۸ سنن دارقطنی مع تعلیق المغنی امام علی بن عمر الدارقطنی ط ملتان

۷۹ سنن الکبریٰ حافظ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی مع الجوہر النقی ط ملتان

۸۰ السنۃ الابن ابی عاصم

۸۱ سیر اعلام النبلاء حافظ ابوعبداللہ شمس الدین الذہبی تحقیق شعیب الارنوط و حسین الاساط موسسۃ الرسالہ ۱۹۹۰ء

۸۲ شرح السنۃ امام حسین بن مسعود البغوی تحقیق شعیب الارنوط و محمد زہیر شاویش ط المکتب الاسلامی ۱۹۸۳

۸۳ شرح علل الترمذی زین الدین ابوالفراج عبدالرحمان بن احمد البغدادی المعروف ابن رجب الحنبلی

٨٤ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید الشیعی ط بیروت

٨٥ شرح معنی الاثار طحاوی امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی تحقیق محمد الزہری النجار ط بیروت ١٩٧٨ء

٨٦ شرف اصحاب الحدیث حافظ ابوبکر الخطیب البغدادی ط کریجا کھو گوجرانوالہ

٨٧ شعب الایمان حافظ ابوبکر بیہقی تحقیق ابو ہاجر محمد سعید بسیونی زعلول ط بیروت ١٩٩٠ء

٨٨ شمائل ترمذی مع شرح خصائل محمدی اردو امام محمد بن عیسی الترمذی ط گوجرانوالہ

٨٩ الصارم المنکی فی الرد علی السبکی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالھادی ط فیصل آباد

٩٠ صحیح امام ابوبکر بن اسحاق بن خزیمہ اسلمی تحقیق مصطفی الاعظمی المکتب الاسلامی

٩١ صحیح ابوحاتم محمد بن حبان البستی ترتیب امیر علاء الدین الفارسی تخریج شعیب ارنوط و حسین اسد

٩٢ صحیح امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری ط کراچی

٩٣ صحیح امام المحدثین محمد بن اسماعیل بخاری ط دارالسلام

٩٤ صحیح امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج نیشاپوری ط دارالسلام

٩٥ صحیح مسلم مع شرح النواوی امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج نیشاپوری ط کراچی

٩٦ ضعیف الجامع الصغیر محدث ناصر الدین البانی ط المکتب الاسلامی ١٩٩٠

٩٧ الطبقات الکبیر محمد بن سعید البغدادی کاتب الواقدی ط بیروت

٩٨ طبقات المدلسین حافظ ابن حجر عسقلانی تحقیق عبدالغفار سلیمان البغدادی و محمد احمد عبدالعزیز ط بیروت ١٩٨٤

٩٩ عقیدہ اہلحدیث ابوانس محمد یحییٰ گوندلوی بن محمد یعقوب گوندلوی ط ساہووالہ سیالکوٹ

١٠٠ علل المتناہیہ ابوالفراج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی تخریج ارشاد الحق اثری ط فیصل آباد ١٩٨١ء

١٠١ علل الحدیث امام ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی ط سانگلہ ہل

١٠٢ عمدۃ القاری فی شرح صحیح البخاری علامہ بدر الدین محمود بن احمد العینی ط بیروت

١٠٣ عمل الیوم واللیلہ حافظ ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق الدینوری معروف ابن السنی تحقیق ابومحمد کوثر ط جدہ

١٠٤ عون المعبود شرح ابی داؤد محدث جلیل ابوالطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی ط ملتانی

١٠٥ فتح الباری شیخ الاسلام احمد بن علی بن حجر عسقلانی تحقیق ابن باز ط بیروت

۱۰۶ الفوائد البہیہ علامہ محمد الحی اللکھنوی ط کراچی

۱۰۷ الفوائد مجموعہ شیخ الاسلام محمد بن علی الشوکانی تحقیق عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی ط السنۃ المحمدیہ

۱۰۸ القاعدۃ الجلیۃ فی التوسل والوسیلہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ تحقیق سید جمیلی ط بیروت

۱۰۹ قواعد التحدیث علامہ محمد جمال الدین قاسمی ط دار الاحیاء السنۃ النبویہ

۱۱۰ قیام اللیل امام ابوعبداللہ محمد بن نصر مروزی لحضہ المقریزی تعلیق علامہ عبدالوہاب ملتانی تخریج سید عبدالشکور شاہ ط سانگلہ ہل ۱۹۶۹

۱۱۱ الکاشف الامام ابو عبداللہ شمس الدین الذہبی ط بیروت ۱۹۸۳

۱۱۲ الکفایہ حافظ ابوبکر خطیب البغدادی ط بیروت

۱۱۳ الکامل فی ضعفاء الرجال امام ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی ط بیروت

۱۱۴ کتاب الآثار محمد بن حسن الشیبانی ط کراچی

۱۱۵ کتاب الاعتبار فی بیان الناسخ والمنسوخ من الآثار حافظ محمد بن موسیٰ الحازمی الہمدانی ط عثمانیہ حیدرآباد دکن

۱۱۶ کتاب الضعفاء الکبیر حافظ ابوجعفر محمد بن عمرو عقیلی تحقیق امین قلعجی

۱۱۷ کتاب القصاص والمذکرین امام ابوالفراج عبدالرحمان بن الجوزی تحقیق مارلین سوارتز ط ثانیہ لاہور ۱۹۷۶

۱۱۸ کتاب القراۃ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی ط کرجاکھ گوجرانوالہ

۱۱۹ کتاب المجروحین امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی تحقیق محمود ابراہیم زائد ط حلب ۱۳۹۶ھ

۱۲۰ کتاب المراسیل امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی ط کراچی

۱۲۱ کتاب المراسیل ابوعبدالرحمان بن ابی حاتم الرازی ط سانگلہ ہل

۱۲۲ کتاب الموضوعات امام ابوالفراج عبدالرحمٰن الجوزی تحقیق توفیق حمدان ط دارالباز مکہ مکرمہ

۱۲۳ کشف الاستار عن زوائد مسند البزار امام ابونورالدین الہیثمی تحقیق حبیب الرحمٰن اعظمی

۱۲۴ کشف الخفاء ومزیل الالباس علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی ط دمشق و بیروت

۱۲۵ کنز العمال علامہ علاء الدین علی المتقی الہندی ط موسسۃ الرسالہ ۱۹۸۹ء

۱۲۶ اللآلی المصنوعہ علامہ جلال الدین عبدالرحمان السیوطی تخریج ابوعبدالرحمان صلاح بن محمد بن عویضہ ط بیروت ۱۹۹۶

۱۲۷ لسان المیزان — امام ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی ط موسسۃ العالمی بیروت

۱۲۸ المنتقی من السنن المسندۃ — امام ابو محمد عبداللہ بن علی بن الجارود نیشاپوری ط سانگلہ ہل

۱۲۹ مجمع البحرین فی زوائد المعجمین — امام نورالدین الہیثمی تحقیق شعیب الارنوط تحقیق عبدالقدوس بن محمد نذیر مکتبہ الرشد الریاض

۱۳۰ مجمع الزوائد — امام نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی ط بیروت ۱۹۸۸ء

۱۳۱ مجموع الفتاوی ابن تیمیہ — جمع و ترتیب عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم و ابنہ محمد ط الریاض

۱۳۲ المحدث الفاصل بین الراوی والواعی — امام حسن بن عبدالرحمان بن خلاد الفارسی الرامھر مزی

۱۳۳ المحلی — امام ابو محمد علی بن حزم الاندلسی تحقیق محمد خلیل ھراس ط مصر

۱۳۴ مختصر ابی داود مع معالم السنن — حافظ عبدالعظیم بن عبدالقوی ابو محمد منذری ط سانگلہ ہل ۱۹۷۹ء

۱۳۵ المدخل الی السنن الکبری — امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی تحقیق ضیاء الرحمان الاعظمی ط ثانی

۱۳۶ المدخل الی الصحیح — امام ابو حاکم النیشاپوری تحقیق الشیخ بن ہادی ط موسسۃ الرسالہ

۱۳۷ مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح — الشیخ ابو الحسن عبیداللہ بن عبدالسلام مبارکپوری ط مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۷۱

۱۳۸ مرقاۃ شرح مشکوۃ — علی بن سلطان الہروی معروف ملا علی قاری ط مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۹۷۲ء

۱۳۹ مسند — امام الفقہاء احمد بن حنبل الشیبانی ط دار الصادر بیروت

۱۴۰ مسند — امام ابو بکر عبداللہ بن زبیر حمیدی تحقیق خالد سلفی گرجاکھی ط کراچی

۱۴۱ مسند ابی یعلی — امام ابو یعلی احمد بن علی الموصلی تحقیق الاستاذ ارشاد الحق اثری ط جدہ ۱۹۸۸ء

۱۴۲ مسند الشامیین — حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی

۱۴۳ المستدرک علی الصحیحین — امام ابو حاکم نیشاپوری ط دار المعرفۃ بیروت

۱۴۵ مشکاۃ المصابیح — محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی تحقیق ناصر الدین البانی ط المکتب الاسلامی ۱۹۸۵ء

۱۴۶ المصنف — امام ابو بکر عبدالرزاق بن ھمام صنعانی تحقیق حبیب الرحمٰن اعظمی ط المجلس العلمی

۱۴۷ المصنف — امام ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی تحقیق کمال یوسف الحوت ط ۱۹۸۹ء

۱۴۸ المعجم الاوسط — حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی تحقیق محمود الطحان ط الریاض ۱۹۸۶ء

۱۴۹ المعجم الصغیر مع الروض الدانی — امام ابو القاسم طبرانی تحقیق شکور محمود الحاج ط دار عمار عمان ۱۹۸۵ء

۱۵۰ المعجم الکبیر حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی تحقیق حمدی عبدالحمید السلفی ط ثانیہ بیروت

۱۵۱ المغنی عن حمل الاسفار حافظ ابو الفضل زین الدین عبدالرحیم العراقی تحقیق ابو محمد اشرف بن عبدالمقصود ط بیروت ۱۹۹۵ء

۱۵۲ المغنی من الضعفاء حافظ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی تحقیق نور الدین عتر ط اولی

۱۵۳ مفتاح الجنۃ حافظ جلال الدین عبدالرحمان السیوطی ط کویت

۱۵۴ المقاصد الحسنۃ امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن عبد الرحمان السخاوی ط دار الہجرۃ بیروت ۱۹۸۶ھ

۱۵۵ المنار المنیف امام محمد بن ابی بکر المعروف ابن القیم الجوزیہ تحقیق ابو الفتاح عدہ ط بیروت ۱۹۸۲ء

۱۵۶ منہاج السنۃ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ ط بیروت

۱۵۷ موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان حافظ نور الدین الہیثمی تحقیق شعیب الانوط و محمد رضوان العرقسوی

۱۵۸ موسوعۃ الاطراف الحدیث ابو ہاجر السعید بن بسیونی زغلول ط بیروت ۱۹۹۳

۱۵۹ الموضح لاوہام الجمع والتفریق امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی تحقیق عبدالرحمان بن یحیی المعلمی ط ثانیہ ۱۹۸۵

۱۶۰ الموضوعات الکبیر علامہ نور الدین علی بن سلطان الہروی معروف ملا علی قاری ط نور محمد کراچی

۱۶۱ موطا مع تعلیق الممجد محمد بن حسن الشیبانی ط قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۹۶۱ء

۱۶۲ موطا مع ضوء السالک امام الائمہ مالک بن انس الاصبحی المدنی ط ملتان

۱۶۳ میزان الاعتدال امام ابو عبداللہ محمد بن احمد الذہبی تحقیق علی محمد بجاوی ط سانگلہ ہل

۱۶۴ نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعی ط لاہور ۱۹۳۸

۱۶۵ نہایۃ الاغتباط علاء الدین علی رضا دار الحدیث القاہرہ ۱۴۰۸ھ

۱۶۷ ہدایہ برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر المرغینانی ط ملتان

۱۶۸ ہدی الساری ابو الفضل ابن حجر عسقلانی ابن باز ط بیروت والریاض

☆☆☆☆☆☆
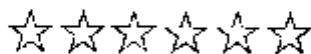
جامعہ تعلیم القرآن والحدیث رجسٹرڈ ساہووالہ۔ سیالکوٹ

❁ جامعہ ہذا کی بنیاد 1980ء کو بدست الحاج ملک محمد یوسف رحمہ اللہ رکھی گئی اس وقت سے لے کر آج تک جامعہ بحمداللہ خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے تعلیمی وتربیتی منازل طے کر رہا ہے۔

❁ جامعہ میں درس نظامی، تحفیظ القرآن اور ناظرہ قرآن کا مکمل انتظام ہے۔

❁ جامعہ میں 1992ء سے ہر سال رمضان المبارک میں دورہ تفسیر القرآن الکریم کرایا جاتا ہے۔

❁ جامعہ میں وفاق المدارس السلفیہ کا مکمل نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

❁ جامعہ بیرونی طلباء کی رہائش، خوراک، علاج اور دیگر ضروریات کا کفیل ہے۔

❁ جامعہ میں بحمداللہ دارالافتاء موجود ہے جس سے سائلین کے لئے فتوے جاری کئے جاتے ہیں۔

❁ جامعہ میں شعبہ تصنیف قائم ہے جس سے ابھی تک درجن بھر مختلف موضوعات پر کتب اور رسالے شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں عقیدہ اہلحدیث، داستان حنفیہ اور مقلدین ائمہ کی عدالت میں وغیرہ شامل ہیں۔

علم حدیث کا شعبہ

❁ جامعہ کی خصوصیت ہے کہ اس میں علم حدیث پر بھرپور طریقے سے کام ہو رہا ہے جس کے تحت بحمداللہ صحیح سنن ترمذی کی شرح اور خصائل محمدی شرح شمائل ترمذی شائع ہو چکی ہیں اور سنن ابن ماجہ پر کام مکمل ہو چکا ہے جو بہت جلد شائع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ

علاوہ ازیں منکرین حدیث کے رد میں متعدد رسالے شائع ہو چکے ہیں۔

❁ جامعہ ساہووالہ کی مرکزی جامع مسجد اہلحدیث میں قائم ہے جگہ کی کمی کے باعث آئندہ منصوبہ میں جامعہ کے لئے الگ جگہ درکار ہے۔

❁ جامعہ کے تحت فری ڈسپنسری بھی زیر غور ہے۔

❁ احباب سے بھرپور تعاون کی اپیل ہے۔

منجانب:۔ الحاج ملک محمد فیاض مہتمم۔ الحاج محمد یعقوب روپڑی ناظم

جامعہ تعلیم القرآن والحدیث رجسٹرڈ ساہووالہ ضلع سیالکوٹ

P.C 51060* Mob:0300-6126421* Ph:052-3510090

TRUEMASLAK@INBOX.COM